تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزماںؒ



تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور



تیسیر الباری

ترجمہ وشرح

صحیح بخاری

از حضرت علامہ وحید الزماںؒ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز بامحاورہ ترجمہ میں مطالبِ کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہبِ مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کا یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ

کراچی — لاہور — راولپنڈی

VOL 2



قارئین کے لیئے



ضروری وضاحت



صحیح بخاری شریف کے اس نسخے کی احادیث کا عربی متن مصر کے مطبوعہ نسخے سے لیا گیا ہے چنانچہ عربی متن پر جو اعراب ہیں، وہ بھی مصری طرز پر ہیں اور اعراب کی یہ طرز پورے عرب ممالک میں رائج ہے لیکن پاکستان و ہندوستان کے قارئین کو بعض اعراب اجنبی معلوم ہوں گے۔ ان کی سہولت کے لئے ذیل میں مصری طرز کے اعراب اور پاک و ہند کے طرزِ اعراب میں جو فرق ہے، اس کی وضاحت درج ہے:۔



پاک و ہند کا طرزِ اعراب		مصری طرزِ اعراب
الف پر زبر	أَ	أَ
الف کے نیچے زیر	إِ	إِ
الف پر پیش	أُ	أُ
کھڑا زبر ـٰ جیسے مُوسٰی		ـَ مُوسَى
حرفِ مشدد کے نیچے زیر حرف کے نیچے (رَبِّ)		تشدید کے نیچے جیسے رَبِّ
لفظِ اللہ ۔ اللّٰہ		اللَّه
لفظ رحمٰن ۔ رَحْمٰن		رَحْمَن
کھڑی زیر ـٖ مثلاً بِہٖ		ـِ جیسے بِهِ
الٹا پیش ـٗ مثلاً لَہٗ		ـُ جیسے لَهُ



ناظرین سے التماس



صحیح بخاری شریف کی یہ دُوسری جلد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہوکر آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی بقیہ جلدیں بھی ساتھ کے ساتھ تیار ہورہی ہیں۔ کسی کی عربی کتابت ہورہی ہے، کسی میں اردو ترجمہ لکھا جارہا ہے، کسی جلد کی فلمیں بن رہی ہیں۔ انشاء اللہ تمام جلدیں یکے بعد دیگرے مسلسل شائع ہوتی رہیں گی۔ اس کی پوری عربی کتابت حافظ ریاض احمد صاحب خوشنویس نے کی ہے۔ اردو ترجمہ کئی کاتبوں نے لکھا ہے۔ میں ممنون ہوں مولوی فضلِ خالق صاحب کا جنھوں نے اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ انتہائی محنت اور حد درجہ احتیاط و توجہ کے ساتھ کی ہے۔ خدا ان کو اجر نیک دے۔

براہِ کرم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے مکمل بخاری شریف ہمیں جلد سے جلد شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

طالبِ دُعا

منیجنگ ڈائرکٹر تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی



فہرستِ مضامین

تیسیر الباری ترجمۂ اردو صحیح البخاری جلد دوم ٢

فہرست پارہ پنجم

فہرست پارہ ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب الجمعة

کتاب جمعہ کے بیان میں

بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ، لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ - فَاسْعَوْا: فَامْضُوا۔

باب: جمعہ کی نماز فرض ہے ف۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ جمعہ میں فرمایا، جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے چل کھڑے ہوا ور بیچ کھوچ چھوڑ دو۔ فاسعو کے معنی چل کھڑے ہو ف۲

ف۱ یعنی فرض عین ہے، ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ف۲ یہ نہیں کر دوڑو کیونکہ نماز کیلئے دوڑنا منع ہے جیسے اوپر گزر چکا۔ آیت سے یہ نکلا کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہونا اور چلنا فرض ہو تو جمعہ کی نماز بھی فرض ہوگی۔

۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ مَوْلَى رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ، الْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے جو ربیعہ بن حارث کے غلام تھے انھوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپ فرماتے تھے ہم سب اُمتوں کے بعد دُنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ ف۱ صرف اتنی بات ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لیے بھی (عبادت کے واسطے) مقرر ہوا تھا لیکن انھوں نے اس میں گول مال کیا اور ہم کو اللہ نے یہ دن بتلا دیا۔ سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے۔ یہودیوں کا دن کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں ف۲

ف۱ حساب کتاب میں اور بہشت کے اندر جانے میں۔ ف۲ ہُوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے یہود کو جمعہ کے دن عبادت کے لیے حکم کیا۔ انھوں نے کہا ہفتہ کا دن بہتر ہے حضرت موسیٰؑ بحکم الٰہی خاموش ہو رہے اور نصاریٰ نے یہود کی ضد سے اتوار کا دن مقرر کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی جمعہ کا دن بتلایا اور انھوں نے قبول کیا تو مسلمان پہلے رہے، یہود ایک دن پیچھے اور نصاریٰ دو دن پیچھے۔

بَابُ فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ أَوْ عَلَى النِّسَاءِ؟

باب: جمعہ کے دن نہانے کی فضیلت اور اس بات کا بیان کہ بچّوں اور عورتوں پر جمعہ کی نماز کے لیے آنا فرض ہے یا نہیں۔

۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے۔ ف ۱

ف ۱ جمعہ کے دن غسل کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اہلِ حدیث اور علماءِ ظاہر کے نزدیک واجب ہے اور ہمارے امام احمد حنبلؒ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک سنّت ہے اور امام احمد کا بھی مشہور قول یہی ہے اور امام بخاریؒ نے آگے کی حدیث سے اس کا سُنّت ہونا ثابت کیا کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو یعنی حضرت عثمانؓ کو یہ حکم نہیں دیا کہ لوٹ جائیں اور غسل کریں۔ اگر واجب ہوتا تو ضرور یہ حکم دیتے۔ اہلِ حدیث کہتے ہیں کہ شاید حضرت عثمان غنیؓ کو کوئی عذر ہوگا۔

۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ قَالَ: إِنِّي شُغِلْتُ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ التَّأْذِينَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انھوں نے امام مالکؒ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک صاحب اگلے مہاجرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے (حضرت عثمانؓ) آئے۔ حضرت عمرؓ نے (عین خطبہ میں) اُن کو پکارا بھلا یہ کون سا وقت ہے آنے کا۔ انھوں نے کہا مجھے کچھ کام لگ گیا تھا۔ میں گھر میں بھی نہیں گیا۔ اذان سُنتے ہی بس میں نے وضو کیا (اور چلا آیا) حضرت عمرؓ نے کہا اچھا یہ کہیے تو آپ نے صرف وضو ہی پر قناعت کی حالانکہ آپ

وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ؟

کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے۔

٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے صفوان بن سلیم سے انھوں نے عطاء بن یسار سے، انھوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن کا غسل ہر جوان مرد پر واجب ہے۔

بَابُ الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن نماز کے لیے خوشبو لگانا

٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ، قَالَ عَمْرٌو: أَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ، وَأَمَّا الْإِسْتِنَانُ وَالطِّيبُ فَاللهُ أَعْلَمُ، أَوَاجِبٌ هُوَ أَمْ لَا؟ وَلَكِنْ هَكَذَا فِي الْحَدِيثِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ أَبُو بَكْرٍ هَذَا، رَوَاهُ عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنَى بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم کو حرمی بن عمارہ نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا انھوں نے ابوبکر ابن منکدر سے انھوں نے کہا مجھ سے عمرو بن سلیم انصاری نے بیان کیا انھوں نے کہا میں ابوسعید خدری پر گواہی دیتا ہوں انھوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں آپ نے فرمایا جمعہ کے دن ہر جوان شخص پر غسل کرنا واجب ہے اور مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگانا ف۱ عمرو بن سلیم نے کہا غسل کے لئے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا تو اللہ کو معلوم ہے کہ وہ واجب ہے یا نہیں لیکن حدیث میں یونہی آیا ہے امام بخاریؒ نے کہا ابوبکر ابن منکدر محمد بن منکدر کے بھائی ہیں اور ان کا نام معلوم نہیں ہوا ان سے بکیر ابن اشج اور سعید بن ابی ہلال اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے اور محمد بن منکدر کی کنیت ابوبکر اور عبداللہ بھی تھی۔

ف۱ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وجوب سے وجوب شرعی مراد نہیں ہے کیونکہ جمعہ کے دن مسواک

کرنا خوشبو لگانا بالاتفاق واجب نہیں ہے۔ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ خوشبو لگانا غسل کے بدل کافی ہے کیونکہ مقصود نظافت ہے ۔ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں چیزوں کو واجب فرمایا۔ حافظ نے کہا، ان تینوں کے ساتھ ایک اور امر بھی ہے یعنی عمدہ کپڑے پہننا۔

بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ۔

٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔

باب: جمعہ کی نماز کو جانے کی فضیلت۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہ ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے سمی سے جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے انھوں نے ابوصالح سمان سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی جمعہ کے دن (جماع کر کے) جنابت کا غسل کرے ف۱ پھر نماز کے لیے چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو (اس کے بعد) دوسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک گائے قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا۔ اور جو کوئی چوتھی گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک مرغی قربانی کی اور جو کوئی پانچویں گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک انڈا اللہ کی راہ میں دیا۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو یہ حاضری لکھنے والے فرشتے بھی مسجد میں آجاتے ہیں، خطبہ سنتے ہیں۔ ف۲

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جو کوئی جمعہ کے دن جنابت کا سا غسل کرے ۔ ف۲ اور دفتر بند کر دیا جاتا ہے۔ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اللہ فرشتے بھیجتا ہے، ان کو نور کی کتابیں نور کے قلم دے کر، معلوم ہوا کہ یہ فرشتے نگہبان فرشتوں کے علاوہ ہیں ۔

بَابٌ:۔

٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،

باب:۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انھوں نے ابوسلمہ بن

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ: لِمَ تَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَتَوَضَّأْتُ، فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک صاحب آئے (حضرت عثمانؓ) حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ نماز سے کیوں رُک جاتے ہو (اوّل وقت کیوں نہیں آتے) انھوں نے کہا میں نے تو کچھ دیر نہیں کی، اذان سنتے ہی البتہ وضو کیا اور آگیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ لو اور سہی کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو غسل کرے ف۱

ف۱ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ایسے جلیل الشان صحابی پر خفا ہوئے۔ اگر جمعہ کی نماز فضیلت والی نہ ہوتی تو خفگی کی کیا ضرورت تھی پس جمعہ کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے۔ بعضوں نے کہا اور نمازوں کے لیے قرآن شریف میں یہ حکم ہوا: اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوھکم الآیۃ یعنی وضو کر لو۔ اور جمعہ نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا درجہ اور نمازوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری نمازوں پر اس کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے۔

بَابُ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کی نماز کے لیے بالوں میں تیل ڈالنا۔

٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انھوں نے سعید مقبری سے انھوں نے کہا مجھ کو میرے باپ (ابوسعید مقبری) نے خبر دی انھوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے انھوں نے سلمان فارسی سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے کرے ف۱ اور اپنے تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر (والوں) کی خوشبو میں سے لگائے ف۲ پھر (نماز کے لیے نکلے (مسجد میں آئے) تو دو کے بیچ میں نہ گھسے ف۳ پھر جتنی نماز اس کی تقدیر میں ہے پڑھے (یعنی سنت نفل) اور جب امام خطبہ پڑھتا ہو اس وقت خاموش رہے تو اس جمعہ کر لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ اس کے بخش دیے جائیں گے ف۴

ف۱ میل کچیل صاف کرے یا مونچھیں اور ناخن کترائے، زیرِ ناف کے بال مونڈے یا اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنے۔

ف ۲ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہی ہے کہ اپنی بیوی کی خوشبو ہی میں سے لگالے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتوں کو گھر میں خوشبو جیسے عطر عود وغیرہ رکھنا ضرور ہے ف ۳ یعنی دو شخص ملے بیٹھے ہوں تو خواہ مخواہ ان کے بیچ میں گھس کر ان کو الگ الگ نہ کرے، لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے ف ۴ قسطلانی نے کہا صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ طَاوُسٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُءُوسَكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا، وَأَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّيبُ فَلَا أَدْرِي۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے کہ طاؤس بن کیسان نے ابن عباسؓ سے پوچھا لوگ کہتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سر دھوؤ اگرچہ تم کو نہانے کی حاجت نہ ہو اور خوشبو لگاؤ۔ ابن عباسؓ نے کہا غسل کا حکم تو (صحیح ہے) بے شک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا ہے) خوشبو کا حال مجھ کو معلوم نہیں۔

۱۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ؟ فَقَالَ: لَا أَعْلَمُهُ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ابن جریج نے ان کو خبر دی کہا مجھ کو ابراہیم بن میسرہ نے خبر دی انھوں نے طاؤس سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمانا جمعہ کے غسل کے باب میں بیان کیا۔ طاؤس نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا اگر اس کے گھر والوں کے پاس تیل یا خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں ف ۱

ف ۱ کہ آنحضرتؐ نے تیل اور خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے یا نہیں یا تیل اور خوشبو لگانا جمعہ کے دن مستحب ہے یا نہیں۔

بَابٌ يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ۔

باب: جمعہ کے دن عمدہ سے عمدہ کپڑا پہنے جو اس کو مل سکے ف ۱

ف ۱ یعنی وہی کپڑا جس کا پہننا شرع کی رو سے منع نہیں۔

۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے نافع سے انھوں نے عبداللہ

ابنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

ابن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ نے (بازار میں) مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا بکتا دیکھا ف۱ تو کہنے لگے یا رسول اللہ کاش اس کو آپ مول لے لیں اور جمعہ کے دن اور جب دوسری قوموں کے قاصد آپ کے پاس آتے ہیں پہنا کریں ف۲ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں، پھر چند روز کے بعد ایسا ہُوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اسی قسم کے ریشمی کئی جوڑے آئے۔ آپ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھی دیا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ جوڑا مجھ کو پہناتے ہیں اور (پہلے) آپ ہی نے عطارد کے جوڑے کے باب میں ایسا فرمایا تھا ف۳ آپ نے فرمایا میں نے اس لیے تجھے نہیں دیا کہ تو خود پہنے ف۴ آخر حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا، جو مکہ میں رہتا تھا۔

ف۱ ایک شخص عطارد نامی اس کو بیچ رہا تھا ؛ ف۲ ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی رائے دی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو خاص اس جوڑے کا پہننا منظور نہ فرمایا وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ جوڑا ریشمی تھا اور مرد کو خالص ریشمی کپڑا پہننا درست نہیں ؛ ف۳ کہ اس کو وہی پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے ؛ ف۴ بلکہ اپنی عورت کو پہنائے یا اس کو بیچ کر کام میں لائے۔

بَابُ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنُّ.

باب: جمعہ کے دن مسواک کرنا اور ابوسعید خدریؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یوں روایت کیا ہے کہ مسواک کرے ف۱

ف۱ یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب الطیب للجمعۃ میں گزر چکی ؛

۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انھوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ عَلَى النَّاسِ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ۔

تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں ف

ف اس عام حدیث سے امام بخاری رحمۃ نے یہ نکالا کہ جمعہ کی نماز کے لیے بھی مسواک کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی نماز ہے بلکہ اور نمازوں سے درجے میں زیادہ ہے کہ اس کے لیے غسل کرنے کا حکم ہے۔ جب سارا بدن پاک صاف کرنے کا حکم ہوا تو منھ کو ضرور پاک کرنا چاہیئے۔

۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ۔

ہم سے ابو معمر (عبداللہ) نے بیان کیا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے شعیب بن حبحاب نے کہا ہم سے انس بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کے باب میں تم سے بہت کچھ کہا۔ ف

ف اس سے باب کا ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ مسواک کی تاکید آپؐ نے ہر نماز کے لیے فرمائی تو جمعہ کی نماز کے لیے بھی اس کی تاکید ہوگی۔ جمعہ میں تو اور نمازوں سے زیادہ مجمع ہوتا ہے تو منھ کا صاف پاک رکھنا اس دن اور زیادہ ضروری ہوگا تاکہ اس کی بدبو سے دوسرے مسلمانوں کو ایذا نہ ہو۔

۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور بن معتمر اور حصین بن عبدالرحمن سے ان دونوں نے ابو وائل (بن شقیق بن سلمہ) سے انہوں نے حذیفہ ابن یمان سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو اپنے منھ کو مسواک سے رگڑتے ف

ف اور جب تہجد کے لیے مسواک کرنا ثابت ہوا تو جمعہ کے لیے بطریق اولیٰ مسواک مشروع ہوگی۔

بَابُ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ۔

باب: جو شخص دوسرے کی مسواک استعمال کرے۔

۱۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے کہا ہشام بن عروہ نے بیان کیا مجھ کو میرے باپ عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر (حضرت عائشہؓ کے بھائی حجرے میں) آئے

بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ، أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَعْطَانِيهِ فَقَصَمْتُهُ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي۔

ان کے پاس ایک مسواک تھی جس کو چبایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیماری کی حالت میں) اس کو دیکھا ف۱ میں نے کہا عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھ کو دے دے۔ انہوں نے دیدی۔ میں نے اس کو توڑ ڈالا ف۲ پھر (دانتوں سے چبا کر نرم کر کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپؐ نے اس کو استعمال کیا اور آپؐ میرے سینے پر ٹیکا دیے ہوئے تھے۔

ف۱ حضرت عائشہؓ آپؐ کے دیکھنے سے تاڑ گئیں کہ آپؐ اس مسواک کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ حدیث سے یہ نکلا کہ ایک آدمی دوسرے کی مسواک استعمال کر سکتا ہے ۔ ف۲ یعنی اتنی لکڑی نکال ڈالی جو عبدالرحمٰن اپنے منہ سے لگایا کرتے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں کون سی سورت پڑھے۔

۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھا کرتے ف۱

ف۱ طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپؐ ہمیشہ ایسا کیا کرتے۔ ان سورتوں میں انسان کی پیدائش اور قیامت وغیرہ کا ذکر ہے اور یہ جمعہ کے دن ہوئی اور ہوگی۔ اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوا جو نماز میں سجدہ والی سورت پڑھنا مکروہ جانتے ہیں۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے ظہر کی نماز میں بھی سجدے کی سورۃ پڑھی اور سجدہ کیا۔

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى وَالْمُدُنِ۔

باب: گاؤں اور شہر دونوں جگہ جمعہ درست ہے ف۱

ف۱ اس سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو جمعہ کے لیے شہر کی شرط کرتے ہیں۔ اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کی شرطیں جو حنفیوں نے لگائی ہیں وہ سب بے دلیل ہیں اور جمعہ دوسری نمازوں کی طرح ہے صرف جماعت اس میں شرط ہے یعنی امام کے سوا ایک آدمی اور ہونا اور نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا سنت ہے۔ باقی کوئی شرط نہیں ہے۔ دارالحرب اور کافروں کے ملک میں بھی۔

١٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ.

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے ابو جمرہ نصر ابن عبدالرحمٰن ضبعی سے انہوں نے ابن عباس رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد پہلا جمعہ جو ہوا وہ عبدالقیس کی مسجد میں جو بحرین کے ملک میں جواثی میں تھی ف ١

ف ١ جواثی ایک گاؤں یا گڈھی کا نام ہے۔ حنفی کہتے ہیں جواثی شہر تھا ان کا جواب یہ ہے کہ خود حدیث میں گزر چکا ہے کہ جواثی ایک گاؤں تھا۔ حافظ نے کہا ممکن ہے کہ بعد کو اس کی آبادی بڑھ گئی ہو اور شہر ہو گیا ہو۔

---

١٨ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَزَادَ اللَّيْثُ: قَالَ يُونُسُ وَكَتَبَ رُزَيْقُ بْنُ حُكَيْمٍ إِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرَى: هَلْ تَرَى أَنْ أُجَمِّعَ وَرُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلَى أَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِنَ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ، وَرُزَيْقٌ يَوْمَئِذٍ عَلَى أَيْلَةَ؟ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ، وَأَنَا أَسْمَعُ، يَأْمُرُهُ أَنْ يُجَمِّعَ، يُخْبِرُهُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے کہا ہم کو سالم نے خبر دی. انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رض سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا. آپ فرماتے تھے تم میں ہر شخص نگہبان ہے۔ ف ١ لیث بن سعد نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا یونس نے کہا ف ٢ رزیق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا میں اُن دنوں وادی القریٰ میں ابن شہاب کے پاس تھا ف ٣ کیا تم سمجھتے ہو میں جمعہ پڑھوں ان دنوں رزیق اپنی زمین میں کھیتی کراتا تھا۔ وہاں کچھ حبشی وغیرہ موجود تھے اور (عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے) ایلہ کا حاکم تھا ف ٤ تو ابن شہاب نے جواب لکھا (اور پڑھا) میں سن رہا تھا کہ جمعہ پڑھ اور مجھ سے سالم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمر رض

راعٍ ومسئولٌ عن رعيّته، والرّجل
راعٍ في أهله وهو مسئولٌ عن رعيّته،
والمرأة راعيةٌ في بيت زوجها
ومسئولةٌ عن رعيّتها، والخادم راعٍ
في مال سيّده ومسئولٌ عن رعيّته،
قال: وحسبت أن قد قال: والرّجل
راعٍ في مال أبيه وهو مسئولٌ عن
رعيّته، وكلّكم راعٍ ومسئولٌ عن
رعيّته۔

سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کی پرسش ہوگی۔ بادشاہ نگہبان ہے اور اس سے (قیامت کے دن) اس کی رعیّت کی کی پرسش ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیّت پرسش ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے مال کی محافظ ہے اس سے اس کی رعیّت کی پوچھ ہوگی اور نوکر اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیّت کی پوچھ ہوگی۔ ابن عمرؓ یا سالم یا یونس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیّت کی پوچھ ہوگی غرض تم میں ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیّت کی پرسش ہوگی۔ ف۵

ف۱ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صرف بادشاہ ہی حاکم ہے اسی کی رعیّت ہے، نہیں ہر شخص کی حکومت ہے اپنے گھر والوں، نوکروں چاکروں پر اور وہ اس کی رعیّت ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہوں تو اپنے ہاتھ پاؤں اعضاء پر حکومت ہے۔ ف۲ لیث کی روایت کو ذہلی نے وصل کیا۔ ف۳ وادی القریٰ مدینہ کا ضلع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں اس کو فتح کیا تھا۔ ف۴ ایلہ ایک مشہور شہر تھا۔ شام اور مصر کے بیچ میں اب بالکل اُجاڑ ہے۔ رزیق ایلہ کے اطراف جنگل میں تھے۔ ف۵ ابن شہاب نے یہ حدیث پیش کر کے رزیق کو بتلایا گو وہ گاؤں اور دیہات ہی میں ہے لیکن اس کو جمعہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ وہ اپنی رعایا کا جو وہاں رہتے ہیں اسی طرح اپنے نوکروں چاکروں کا نگہبان ہے جیسے بادشاہ نگہبان ہوتا ہے تو بادشاہ کی طرح اس کو بھی احکام شرعیہ قائم کرنا چاہیئے منجملہ احکام شرعیہ ایک جمعہ بھی ہے۔

بابٌ هل على من لم يشهد الجمعة غسلٌ من النّساء والصّبيان وغيرهم؟ وقال ابن عمر: إنّما الغسل على من تجب عليه الجمعة۔ ف۱

باب: جو لوگ جمعہ کی نماز کے لیے نہ آئیں جیسے عورتیں بچے مسافر اندھے معذور وغیرہ ان پر غسل بھی واجب نہیں ہے اور ابن عمرؓ نے کہا غسل اسی پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے ف۱

ف۱ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا باسناد صحیح۔

۱۹- حدّثنا أبو اليمان قال: أخبرنا شعيبٌ عن الزّهريّ قال: حدّثني سالم ابن عبد الله أنّه سمع عبد الله بن عمر

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد سے سنا وہ کہتے

يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے، تم میں جو کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے وہ غسل کرے ف۱

ف۱ اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ جمعہ کے لیے آنا چاہیں مثلاً بچے، عورتیں، معذور، مسافر وغیرہ، ان پر غسل بھی واجب نہیں ہے البتہ اگر ان میں سے بھی کوئی جمعہ کے لیے حاضر ہونے کا قصد کرے تو غسل کر لے۔

۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ (جوان) پر واجب ہے ف۱

ف۱ تو جو کوئی بالغ نہیں ہے، جیسے بچہ اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللَّهُ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ، رَوَاهُ أَبَانُ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ طاؤس بن کیسان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم لوگ (یعنی مسلمان) دُنیا میں تو بعد میں آئے مگر قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ اتنی بات بے شک ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہم کو اُن کے بعد، تو یہ جمعہ کا دن وُہ ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اللہ نے ہم کو یہ دن بتلا دیا۔ کل یہود کا دن ہے (ہفتہ) اور پرسوں نصاریٰ کا (اتوار) پھر آپؐ خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد فرمایا ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن (جمعہ کو) اپنا سر اور (سارا) بدن دھونا ضروری ہے۔ اس حدیث کو ابان بن صالح نے مجاہد سے روایت کیا انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ

وَسَلَّمَ: لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا۔

علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ کا حق ہے ہر مسلمان پر کہ سات دن میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) نہائے ف ۱

ف ۱ اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے یوں فرمایا ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن اپنا سر اور بدن دھونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ مسلمان سے مسلمان مرد مراد ہے کیونکہ مسلم صیغہ مذکر کا ہے اور اس سے یہ نکلا کہ عورت پر یہ غسل واجب نہیں ؛

۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ نے کہا ہم سے ورقاء بن عمرو نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپؐ نے فرمایا عورتوں کو رات کو مسجدوں میں جانے دو۔ ف ۱

ف ۱ اس حدیث کی مطابقت بھی ترجمۂ باب سے مشکل ہے۔ عینی نے کہا باب کی پہلی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی جمعہ میں آئے وہ غسل کرے اور جب عورتوں کو دن میں نکلنے کی اجازت نہ ہوئی تو جمعہ کے لیے نہ آسکیں گی پس ان پر غسل بھی واجب نہ ہوگا اور باب کا یہی مطلب ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس امر کا بیان کیا کہ جب رات کو بھی عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دینے کا حکم ہوا تو دن کو بطریق اولیٰ اُن کو مسجد جانے کی اجازت دینا ہوگی کیونکہ رات میں طرح طرح کے شبہے ہوتے ہیں جو دن دہاڑے نہیں ہوتے اور جب عورتیں دن کو جمعہ میں حاضر ہوں تو اُن کو بھی غسل کرنا ہوگا جیسے باب کی پہلی حدیث کا مضمون ہے ؛

۲۳- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِينَ وَقَدْ تَعْلَمِينَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي؟ قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کی ایک عورت صبح اور عشاء کی جماعت میں مسجد میں آیا کرتی۔ اس سے پُوچھا تو کیوں باہر نکلتی ہے کہ جانتی ہے کہ عمرؓ اس کو بُرا جانتے ہیں اور اُن کو غیرت آتی ہے۔ اس نے کہا پھر وہ منع کیوں نہیں کرتے۔ لوگوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے

مَسَاجِدَ اللهِ۔ سے نہ روکو ف

ف اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ جب عورت کو مسجد میں جانے سے روکنا منع ہوا تو وہ جمعہ کی نماز میں آسکے گی اور باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی جمعہ کی نماز کو آنا چاہے وہ غسل کرے اور عورت کو بھی جمعہ کے لیے غسل کرنا ہوگا۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ حضرت عمرؓ گو شدت غیرت کی وجہ سے عورتوں کا باہر نکلنا بالکل ناگوار تھا مگر حدیث شریف کی متابعت مقدم رکھتے تھے اور عورتوں کو نماز کے لیے نکلنے سے منع نہیں کرتے تھے۔ ایمان یہی ہے کہ غیرت اور غصّہ اور خاندان کے رسم رواج سب پر اللہ اور رسولؐ کے حکم کو مقدم رکھے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ إِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِي الْمَطَرِ

باب: اگر برسات ہو رہی ہو تو جمعہ میں حاضر ہونا واجب نہیں۔

٢٤ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا، قَالَ: فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو عبدالحمید صاحب الزیادی نے خبر دی کہا ہم سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا جو محمد بن سیرین کے چچازاد بھائی تھے ف کہ ابن عباسؓ نے برسات کے دن میں اپنے مؤذن سے کہا جب تو (اذان میں) اشہد ان محمدا الرسول اللہ کہہ لے تو اب حیّ علی الصلوٰة مت کہہ بلکہ یوں پکار دے لوگو اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ اس بات پر جو لوگ حاضر تھے ان کو تعجب ہوا۔ ابن عباسؓ نے کہا یہ تو انہوں نے کیا جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی آنحضرتؐ نے) جمعہ فرض ہے اور میں نے پسند نہیں کیا کہ تم کو کیچڑ پھسلوان میں نکال کر چلاؤں۔

ف دمیاطی نے کہا چچازاد بھائی نہ تھے بلکہ محمد بن سیرین کے بہنوئی تھے۔ حافظ نے کہا ممکن ہے ان میں کوئی رضاعی وغیرہ رشتہ برادری ہو تو صحیح روایت کو غلط ٹھہرانا کیا ضرور ہے۔

بَابٌ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ؟ وَعَلَى مَنْ تَجِبُ؟ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى

باب: جمعہ کے لیے کتنی دُور والوں کو آنا چاہیے اور جمعہ کس پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ جمعہ میں) فرمایا

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ۔ وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا

جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو تو دوڑو اللہ کی یاد کو ف اور عطا بن ابی رباح نے کہا جب تو کسی ایسی بستی میں ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے اور وہاں

كُنْتَ فِي قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تَشْهَدَهَا، سَمِعْتَ النِّدَاءَ أَوْ لَمْ تَسْمَعْهُ، وَكَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَصْرِهِ أَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَأَحْيَانًا لَا يُجَمِّعُ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلَى فَرْسَخَيْنِ۔

جمعہ کی اذان ہو تو تجھ پر حاضر ہونا واجب ہے اذان سُنے یا نہ سنے ف۲ اور انس بن مالکؓ کبھی اپنے گھر میں جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی نہ پڑھتے (بصرے کی جامع مسجد میں جاتے) ان کا گھر زاویہ میں تھا جو بصرے سے چھ میل ہے ف۳

ف۱ اس آیت کی رُو سے جمہور علماء نے یہ اختیار کیا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہو وہاں تک کے لوگوں کو جمعہ میں حاضر ہونا فرض ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ آواز پہنچنے سے یہ مُراد ہے کہ مؤذن بلند آواز ہو اور کوئی غُل نہ ہو ایسی حالت میں جتنی دُور تک آواز پہنچے۔ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو اذان سُنے ؛ ف۲ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ؛ ف۳ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گاؤں میں بھی دُرست ہے ؛

۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هَذَا۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انھوں نے عبیداللہ ابن ابی جعفر سے اُن سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا لوگ اپنے گھروں اور مدینہ کے اطراف بلند گاؤں سے باری باری جمعہ میں حاضر ہوتے ف۱ رستے میں ان پر گرد پڑتی پسینہ آجاتا، خوب پھوٹ نکلتا (کپڑوں سے بُو آنے لگتی) ان میں سے ایک شخص ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ میرے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اس دن کے لیے صفائی کیا کرو تو بہتر ہو گا ف۳

ف۱ بلند گاؤں عوالی کا ترجمہ ہے۔ عوالی کا بیان اُوپر گزر چکا ہے، یہ مدینہ کے بالائی حصّے میں تین میل یا چار میل پر واقع ہیں۔ معلوم ہُوا کہ اتنی دُور رہنے والوں پر جمعہ میں حاضر ہونا فرض نہیں ورنہ باری باری کیوں آتے، سب آتے ؛ ف۲ اس کا نام معلوم نہیں ہُوا ف۳ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ غسل کا حکم اسی سبب سے دیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کمبل اوڑھا کرتے۔ کمبل میں پسینہ آتا تو بالوں کی بدبُو پھیلتی ؛

بَابٌ وَقْتُ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَذٰلِكَ يُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

باب: جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے ف ۱ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حریث (صحابیوں) سے ایسا منقول ہے ف ۲

ف ۱ امام بخاریؒ نے وہی مذہب اختیار کیا جو جمہور کا ہے کہ جمعہ کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کا قائم مقام ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ہے کہ جمعہ کا وقت زوال سے پہلے بھی درست ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوبکر صدیقؓ اور کئی صحابہ اور سلف سے ایسا منقول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے اور عید کی نماز زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ ف ۲ حضرت عمرؓ کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے اور حضرت علیؓ و نعمان اور عمرو کی روایتوں کو بھی انہوں نے وصل کیا ہے۔

۲٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمْرَةَ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ ابن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے انہوں نے عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن سے پوچھا جمعہ کے دن غسل کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں (آنحضرتؐ کے عہد میں) لوگ اپنے کام کاج آپ کیا کرتے وہ (سورج ڈھلے پر) جب جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت میں (میلے کچیلے) جاتے اس لیے ان کو حکم دیا گیا، اگر تم غسل کر کے آؤ تو بہتر ہو گا ف ۱

ف ۱ امام بخاری نے اس لفظ سے **اذا راحوا** یہ نکالا کہ جمعہ سورج ڈھلے پر پڑھنا چاہیے کیونکہ روحہ اور رواح عربی زبان میں زوال کے بعد جو چلنا ہو اس کو کہتے ہیں۔ مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ روحہ کے معنی مطلق چلنے کے بھی ہیں چنانچہ ہمارے زمانے میں رُح کا لفظ عربوں میں جاؤ کے معنی میں ہے کسی بھی وقت میں ہو۔

۲۷۔ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ۔

ہم سے سریج بن نعمان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا ف ۱

ف ۱ اس سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ اکثر ایسا کیا کرتے مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زوال سے پہلے جمعہ درست نہیں۔

۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم جمعہ سویرے پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے دن نماز کے بعد آرام کرتے ف۱

ف۱ اور دنوں میں ان کی عادت یہ تھی کہ دوپہر کو پہلے لیٹ رہتے پھر اُٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے مگر جمعہ کے دن پہلے نماز پڑھ لیتے پھر لیٹتے تاکہ جمعہ کی نماز میں دیر نہ ہو۔ اس حدیث سے بظاہر امام احمد کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ زوال سے پہلے بھی درست ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زوال ہوتے ہی پڑھ لیتے۔ بہرحال افضل یہ ہے کہ زوال کے بعد جمعہ میں دیر نہ کی جائے، جیسے ہمارے زمانے میں بدعتی لوگ ہمیشہ تین بجے یا دو بجے جمعہ پڑھا کرتے ہیں ؎

بَابٌ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جب جمعہ سخت گرمی میں آن پڑے۔

۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ وَهُوَ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ، وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ، يَعْنِي الْجُمُعَةَ. وَقَالَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْدَةَ وَقَالَ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ. وَقَالَ بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَمِيرٌ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ قَالَ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ؟

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے کہا ہم سے ابوخلدہ خالد بن دینار نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت سردی ہوتی تو جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو ٹھنڈے وقت پڑھتے اور یونس بن بکیر نے ابوخلدہ سے صرف نماز کا لفظ روایت کیا ہے جمعہ کا ذکر نہیں کیا۔ ف۱ اور بشر بن ثابت نے کہا ہم سے ابوخلدہ نے بیان کیا کہ ایک امیر نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پھر انسؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے ف۲

؎

ف۱ یونس بن بکیر کی روایت کو امام بخاری نے ادب مفرد میں نکالا۔ اس میں یوں ہے کہ جب گرمی ہوتی تو آپ ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی سویرے پڑھتے اور اسمٰعیلی کی روایت میں ظہر کی صراحت ہے ؎ ف۲ بشر بن ثابت کی روایت کو اسمٰعیلی اور بیہقی نے وصل کیا۔ اس امیر کا نام حکم بن ابی عقیل ثقفی تھا۔ یہ حجاج بن یوسف ظالم کا چچازاد بھائی اور نائب اور حجاج مردود کی طرح یہ بھی خطبے کو اتنا لمبا کرتا کہ نماز کا اخیر وقت ہو جاتا ۱۲ قسطلانی۔

بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ. وَمَنْ قَالَ السَّعْيُ: الْعَمَلُ وَالذَّهَابُ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى. وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِينَئِذٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ: تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ: إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَشْهَدَ.

باب: جمعہ کی نماز کے لیے چلنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے جو (سورۂ جمعہ میں) فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ اس کی تفسیر اور جس نے کہا کہ سعی کے معنی عمل کرنا اور چلنا جیسے سورۂ بنی اسرائیل میں ہے وسعیٰ لہا سعیہا ف۱ اور ابنِ عباسؓ نے کہا جمعہ کی اذان ہوتے ہی بیچ کھوچ حرام ہو جاتی ہے ف۲ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا ہر پیشہ (دنیا کا کام) حرام ہو جاتا ہے ف۳ اور ابراہیم ابن سعد نے ابنِ شہاب زہری سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب جمعہ کے دن مؤذن اذان دے اور کوئی مسافر اس کو سُنے تو جمعہ میں آنا اس پر واجب ہو جاتا ہے ف۴

ف۱ یہاں سعی کے معنی عمل کے ہیں یعنی جس نے عمل کیا آخرت کے لیے وہ عمل جو اس کے لیے درکار ہے۔ ابن منیر نے کہا جب سعی کا حکم ہوا اور بیع منع ہوئی تو معلوم ہوا کہ سعی سے مُراد وہ عمل ہے جس میں خدا کی عبادت ہو۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خدا کا کام کرو دنیا کا کام چھوڑ دو۔ ف۲ اس کو ابنِ حزم نے وصل کیا عکرمہ سے انہوں نے ابنِ عباسؓ سے۔ ف۳ اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔ ف۴ حافظ نے کہا میں نے اس کو ابراہیم کی روایت سے نہیں پایا البتہ ابن منذر نے زہری سے اس کو نقل کیا لیکن زہری سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب ہے، دوسری میں یہ ہے کہ واجب نہیں۔ ابن منذر نے کہا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں۔ بعضوں نے کہا زہری کا مطلب یہ ہے کہ مسافر حالتِ سفر میں کسی بستی پر سے گزرے، وہاں جمعہ کی اذان سُنے تو بغیر نماز پڑھے آگے جانا اس کو حرام ہے۔

۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ: أَدْرَكَنِي أَبُو عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید ابن مسلم نے کہا ہم سے یزید بن ابی مریم نے کہا ہم سے عبایہ ابن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے انہوں نے کہا میں جمعہ کی نماز کے لیے جا رہا تھا (رستے میں) ابو عبس عبدالرحمٰن بن جبیرؓ صحابی مجھ سے ملے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ کی راہ میں جس کے پاؤں پر گرد پڑے تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا ف۱

ف۱ عبایہ معمولی چال سے چل رہے تھے اگر دوڑ کر جا رہے ہوتے تو ابو عبس ان سے بات چیت کیسے کر سکتے دوسرے یہ کہ ابو عبس نے جمعہ کے لیے جانے کو جہاد کی طرح قرار دیا اور جہاد میں معمولی چال سے چلتے ہیں دوڑتے نہیں پس یہ روایت باب کے مطابق ہو گئی ایسا ہی کہا ابن منیر نے۔

۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، دوسری سند، امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ (معمولی چال سے) چلتے ہوئے ف اور آہستگی اور اطمینان کو لازم کر لو۔ پھر جتنی نماز (امام کے ساتھ) ملے وہ پڑھ لو اور جتنی نہ ملے اس کو پورا کر لو۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ جمعہ کی نماز بھی ایک نماز ہے اور اس کے لیے دوڑنا منع ہوا معمولی چال سے چلنے کا حکم ہوا۔ یہی ترجمۂ باب ہے۔

۳۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو قتیبہ بن قتیبہ نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری سے، امام بخاریؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں ف انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تک مجھ کو نہ دیکھو نہ اٹھو اور آہستگی سے چلنا لازم کر لو۔

ف امام بخاریؒ نے احتیاط کی راہ سے اس میں شک کیا کہ یہ حدیث ابو قتادہ کے بیٹے عبداللہ نے اپنے باپ سے موصلاً روایت کی یا عبداللہ نے اس کو مرسلاً روایت کیا۔ شاید یہ حدیث انہوں نے اس کتاب میں اپنی یاد سے لکھی۔ اس وجہ سے ان کو شک رہا، لیکن اسمٰعیلی نے اسی سند سے اس کو نکالا اس میں شک نہیں ہے عبداللہ سے انہوں نے ابو قتادہ سے روایت کی موصولاً۔

بَابٌ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کے دن جہاں دو آدمی ملے بیٹھے ہوں، اُن کے بیچ میں نہ گھُسے۔

۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ، ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو ابن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ ابوسعید سے انہوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے انہوں نے سلمان فارسی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہے صفائی اور طہارت کرے پھر تیل یا خوشبو لگائے پھر چلے اور (مسجد میں آ کر) دو کے بیچ میں نہ گھُسے اور جتنی اُس کی قسمت میں لکھی ہے (نفل) نماز پڑھے پھر جب امام برآمد ہو (خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے۔ اس کے گناہ اُس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک بخش دیے جائیں گے ف۱

ف۱ یہ حدیث اُوپر گزر چکی ہے۔

بَابٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقْعُدُ فِي مَكَانِهِ۔

باب: جمعہ کے دن کسی مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے (یوں کہہ سکتا ہے بھیّا ذرا کھُل کے بیٹھو)

۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ ابْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ، قُلْتُ لِنَافِعٍ: الْجُمُعَةَ؟ قَالَ: الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی (مسلمان) کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں بیٹھے۔ ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا یہ جمعہ کے دن کا حکم ہے۔ انہوں نے کہا جمعہ غیر جمعہ سب میں ف۱

ف۱ مسجد خدا کی ہے کسی کے باوا دادا کی مِلک نہیں جو نمازی پہلے آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا حقدار ہے۔ اب بادشاہ

یا وزیر بھی آئے تو اس کو اٹھانے کا حق نہیں رکھتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور بیٹھ جاتے۔ اس کے بعد بستی کے امیر لوگ آتے تو ان کو غریب سمجھ کر اٹھا اٹھا کر مسجد کے باہر کر دیتے۔ کئی بار ایسا اتفاق ہوا لیکن خاموش ہو رہے۔ آخر جب تنگ آئے اور وہاں کے لوگوں نے یہ بُری حرکت نہ چھوڑی تو مخدوم صاحب جو مسجد کے باہر نکال دیے گئے تھے اور امیر اور امراء سب اندر تھے، ایک بار گی مسجد سے کہنے لگے سب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتی۔ مسجد اسی وقت گر پڑی اور یہ سب مغرور لوگ وہیں دب کر مر گئے ؎

بَابُ الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کے دن اذان کا بیان۔

۳۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوقِ بِالْمَدِينَةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں بھی جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوا کرتی جب امام (خطبے کے لیے) منبر پر بیٹھا کرتا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب لوگ بہت ہو گئے (مدینہ کی آبادی بڑھ گئی) انہوں نے زوراء پر تیسری اذان بڑھائی۔ امام بخاریؒ نے کہا زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے ف

ف تیسری اذان اس کو اس لیے کہا کہ تکبیر بھی اذان ہے۔ حضرت عثمانؓ کے بعد سے پھر یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ جمعہ میں ایک پہلی اذان ہوتی ہے۔ پھر امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان دیتے ہیں۔ پھر نماز شروع کرتے وقت تیسری اذان یعنی تکبیر کہتے ہیں۔ گو حضرت عثمانؓ کا فعل بدعت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہیں مگر انہوں نے یہ اذان ایک ضرورت سے بڑھائی کہ مدینہ کی آبادی دور دور تک پہنچ گئی تھی اور خطبہ کی اذان ان سب کے جمع ہونے کے لیے کافی نہ تھی آتے آتے ہی نماز ختم ہو جاتی مگر جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں بموجب سنتِ نبویؐ صرف خطبے ہی کے وقت اذان دینا چاہیئے اور خوب بلند آواز سے نہ کہ جیسا جاہل لوگ خطبے کے وقت آہستہ سے اذان دیتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے نکالا تیسری اذان بدعت ہے یعنی ایک نئی بات ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھی۔ اب اس سنتِ نبویؐ کو سوائے اہلِ حدیث کے اور کوئی بجا نہیں لاتے۔ جہاں دیکھو سنتِ عثمانی کا رواج ہے ؎

بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کے دن ایک ہی مؤذن کا اذان دینا۔

۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ الَّذِي زَادَ التَّأْذِينَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ، وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز ابن ابی سلمہ ماجشون نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سائب ابن یزید سے انہوں نے کہا تیسری اذان جمعہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھائی جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مؤذن جمعہ میں اذان دیتا اور وہ بھی اس وقت جب امام منبر پر بیٹھتا ف ا

ف ا اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں آنحضرت جب منبر پر جاتے تو تین مؤذن ایک کے بعد ایک اذان دیتے ۔

بَابٌ يُجِيبُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ۔

باب: امام منبر پر بیٹھے بیٹھے اذان سن کر اس کا جواب دے ۔

۳۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَلَمَّا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَلَمَّا أَنْ قَضَى التَّأْذِينَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف نے انہوں نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے انھوں نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا وہ منبر پر بیٹھے تھے مؤذن نے اذان دی۔ اس نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر، معاویہؓ نے بھی کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پھر مؤذن نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ معاویہؓ نے کہا وانا یعنی میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں۔ پھر مؤذن نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ معاویہؓ نے کہا وانا۔ جب مؤذن اذان کہہ چکا تو معاویہؓ نے کہا لوگو! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اسی جگہ یعنی منبر

عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّيْ مِنْ مَقَالَتِيْ۔

پر آپ بیٹھے تھے مؤذن نے اذان دی تو آپ یہی فرماتے ہے جو تم نے مجھ کو کہتے سُنا ف

ف یعنی اسی طرح اذان کا جواب دیتے رہے جیسے میں نے جواب دیا جو تم نے سُنا۔

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّأْذِيْنِ۔

باب: جمعہ کی اذان ختم ہونے تک امام منبر پر بیٹھا رہے۔

۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ التَّأْذِيْنَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَرَ بِهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِيْنَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّأْذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن دُوسری اذان دینے کا حضرت عثمانؓ نے حکم دیا جب مسجد میں آنے والے بہت ہو گئے اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھتا ف۔

ف ابن منیر نے کہا امام بخاریؒ نے اس حدیث سے کوفہ والوں کا رد کیا جو کہتے ہیں خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھنا مشروع نہیں ہے۔

بَابُ التَّأْذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ۔

باب: جمعہ کی اذان خطبے کے وقت دینا۔

۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَثُرُوْا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سُنا وہ کہتے تھے جمعہ کی پہلی اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس وقت ہوتی جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھتا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا اور نمازی بہت بڑھ گئے تو انہوں نے تیسری اذان کا حکم دیا۔ وہ زوراء پر دی گئی پھر یہی دستور قائم رہا۔ ف

ف۱ تمام شہروں میں یہی قاعدہ جاری ہوگیا کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جائیں، ایک اقامت۔

بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب: خطبہ منبر پر پڑھنا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ سنایا ف۱

ف۱ اس کو خود امام بخاری رحہ نے باب الاعتصام والفتن میں وصل کیا۔

٤٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمِ ابْنُ دِينَارٍ أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ، امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ: مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ، فَأَمَرَتْهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَاهُنَا، ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن ابن محمد بن عبداللہ بن قاری قرشی اسکندرانی نے کہا ہم سے ابوحازم (سلمہ) بن دینار نے کہ کچھ لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے ف۱ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر میں جھگڑ رہے تھے کہ اس کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ ان سے پوچھا انہوں نے کہا قسم خدا کی میں جانتا ہوں وہ کون سی لکڑی تھی اور جس دن وہ رکھا گیا اور جب پہلے پہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے ہیں اس کو بھی جانتا ہوں۔ ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری فلانی عورت کے پاس کہلا بھیجا (سہل نے اس کا نام بھی لیا) ف۲ اپنے غلام سے کہہ جو بڑھئی ہے ف۳ وہ ایسی لکڑیاں مجھ کو بنا دے کہ لوگوں کو وعظ کو وعظ سنانے وقت اس پر بیٹھ جایا کروں ف۴ اس نے اپنے غلام کو حکم دیا اور غلام نے غابہ کے جھاؤ کا منبر بنایا ف۵ اور اس عورت کے پاس لے آیا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا وہ (مسجد میں) رکھا گیا۔ سہل کہتے ہیں پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اسی پر نماز شروع کر دی، تکبیر کہی، پھر رکوع بھی اسی پر کیا، پھر رکوع کے بعد الٹے پاؤں نیچے اترے ف۶ اور اتر کر اس کی جڑ میں سجدہ کیا۔ پھر منبر پر چلے گئے (دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا) جب

عادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلاتِي.

نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سیکھ جاؤ ف

ف۱ حافظ نے کہا ان کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے ۔ ف۲ اس کا نام فکیہہ یا علاثہ یا عائشہ تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۔ ف۳ اس کا نام میمون یا ابراہیم یا باقول یا باقوم یا صباح یا قبیصہ یا کلاب یا میم یا مینا یا رومی تھا ۔ ف۴ یعنی کھڑے کھڑے اُن لکڑیوں پر وعظ کہا کروں جب بیٹھنے کی ضرورت ہو تو ان پر بیٹھ بھی جاؤں، پس ترجمۂ باب نکل آیا۔ بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا کہ آپؐ نے اس منبر پر خطبہ پڑھا ۔ ف۵ غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ کے قریب وہاں جھاؤ کے درخت بہت تھے ۔ ف۶ اُلٹے پاؤں اس لیے اترے کہ منہ قبلے ہی کی طرف رہے ف۷ کیونکہ جب امام اونچی جگہ پر ہو تو اس کے سب کام سب مقتدیوں کو دکھلائی دیتے ہیں ورنہ پیچھے والوں کو اچھی طرح نہیں دکھلائی دیتا۔ معلوم ہوا کہ اس قدر عمل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔

---

٤١ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ.

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے کہا مجھ کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی کہا مجھ کو حفص بن عبید اللہ بن انس نے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے سنا (مسجد نبویؐ میں) ایک کھجور کی کڑی تھی۔ آپؐ خطبہ سناتے وقت اس پر کھڑے ہوتے جب آپؐ کے لیے منبر رکھا گیا تو اس کڑی میں سے ہم نے رونے کی آواز سنی جیسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی آواز کرتی ہے۔ آپؐ نے جب یہ حال دیکھا تو منبر پر سے اُترے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا (جب وہ آواز موقوف ہوئی)۔ سلیمان نے یحییٰ سے یوں روایت کی کہ مجھ کو حفص بن عبید اللہ ابن انس نے خبر دی۔ انہوں نے جابر سے سنا ف

ف۱ سلیمان کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے علامات النبوۃ میں نکالا اس روایت میں انسؓ کے بیٹے کا نام مذکور ہے۔ یہ کڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر رونے لگی۔ جب آپؐ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو اس کو تسلی ہو گئی۔ کیا مومنوں کو اس کڑی برابر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں جو آپؐ کے کلام پر دوسروں کی رائے اور قیاس کو مقدم سمجھتے ہیں ۔

٤٢- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا، وَقَالَ أَنَسٌ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا۔

باب: خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا ف اور انسؓ نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے خطبہ سنا رہے تھے ف۲

ف۱ شافعیہ نے کہا قیام شرط ہے خطبہ کی کیونکہ قرآن شریف میں ہے وتر کوک قائما اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا عبدالرحمن بن ابی الحکم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا تو کعب بن عجرہ صحابی نے اس پر اعتراض کیا۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر خطبہ پڑھ سکتا ہے اور معاویہؓ نے مٹاپے کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھا جیسے ابن ابی شیبہ نے نکالا اور حنفیہ کے نزدیک خطبہ میں قیام سنت ہے۔ ف۲ اس کو خود امام بخاریؒ نے باب الاستسقاء میں وصل کیا۔

٤٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الْآنَ۔

ہم سے عبیداللہ بن عمر قواریری نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر (پہلے خطبہ کے بعد) بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے جیسے تم اس وقت کرتے ہو۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ، وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمُ الْإِمَامَ۔

باب: جب امام خطبہ پڑھے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں اور عبداللہ بن عمرؓ اور انسؓ نے (خطبہ میں) امام کی طرف منہ کیا۔ ف

ف ابن عمرؓ کی روایت کو بیہقی نے اور انسؓ کی روایت کو ابو نعیم نے نکالا۔

٤٤- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِلَالِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ہلال بن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا ہم سے عطاء بن یسار

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ.

نے بیان کیا انہوں نے ابو سعید خدری رضی سے سنا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم (سب) آپؐ کے گرداگرد بیٹھے ف

ف تو سب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منھ کیا اور باب کا یہی مطلب ہے۔ شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ امر سنت ہے؛

بَابُ مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ، رَوَاهُ عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

باب: خطبہ میں اللہ کی حمد و ثناء کے بعد امّا بعد کہنا اس کو عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف

ف اس روایت کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا؛

وَقَالَ مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ، قُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ، قَالَتْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَإِلَى جَنْبِي قِرْبَةٌ فِيهَا مَاءٌ فَفَتَحْتُهَا فَجَعَلْتُ أَصُبُّ مِنْهَا عَلَى رَأْسِي، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ قَالَتْ: وَلَغِطَ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْكَفَأْتُ إِلَيْهِنَّ لِأُسَكِّتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا قَالَ؟ قَالَتْ قَالَ: مَا

اور محمود بن غیلان (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہؓ نے کہا مجھ کو فاطمہ بنت منذر نے خبر دی انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی۔ اس وقت لوگ (گہن کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کوئی (عذاب کی) نشانی ہے انہوں نے سر ہلایا یعنی ہاں۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی لمبی نماز پڑھی یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی اور میرے بازو پانی کی ایک مشک رکھی تھی۔ میں اس کو کھول کر اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے) فارغ ہوئے۔ اس وقت سورج صاف ہو گیا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور جیسی اللہ کو سزاوار ہے ویسی اس کی تعریف کی۔ پھر فرمایا امّا بعد ف اتنا فرمانا تھا کہ کچھ انصاری عورتوں نے شور و غل شروع کیا۔ میں ان کے چپ کرانے کو اُدھر مڑی (آپؐ کا کلام نہ سن سکی) میں نے حضرت عائشہ رضی سے پوچھا آپؐ نے کیا فرمایا؟

مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا وَقَدْ
رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ،
وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ
فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ
لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا
الْمُؤْمِنُ أَوْ قَالَ الْمُوقِنُ: شَكَّ هِشَامٌ
فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هُوَ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى
فَآمَنَّا وَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا، فَيُقَالُ
لَهُ: نَمْ صَالِحًا، قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ إِنْ كُنْتَ
لَمُؤْمِنًا بِهِ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ، أَوْ قَالَ
الْمُرْتَابُ، شَكَّ هِشَامٌ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا
عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي،
سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ،
قَالَ هِشَامٌ: فَلَقَدْ قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ
فَأَوْعَيْتُهُ غَيْرَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلَّظُ
عَلَيْهِ۔

انہوں نے کہا آپؐ نے یہ فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو مجھ
کو نہیں دکھلائی گئی تھی مگر (آج) اس جگہ میں نے اس کو دیکھ
لیا یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی اور مجھ پر یہ وحی آئی کہ
قبروں میں تمہاری ایسی آزمائش ہوگی جیسے کانے دجّال کے سامنے
یا اس کے قریب قریب تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتہ
آئے گا۔ تب اس سے کہا جائے گا تو اس شخص کے باب میں
کیا اعتقاد رکھتا تھا ایمان دار یا یقین والا ہشام راوی نے شک
کیا۔ یوں کہے گا وُہ اللہ کے پیغمبر ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم)
ہمارے پاس دلیلیں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے۔ ہم اُن
پر ایمان لائے اور قبول کیا اور تابع ہوئے اور سچّا جانا تب
اس سے کہا جائے گا اچھی طرح (آرام سے) سوجا ہم تو پہلے
ہی سے جانتے تھے کہ تو اُن پر ایمان رکھتا تھا اور منافق یا
شک کرنے والا۔ ہشام راوی نے شک کیا اس سے جب
کہا جائے گا تو اس شخص کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا۔
وہ کہے گا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا
(کہ شاعر ہے یا جادوگر) میں بھی وہی کہنے لگا۔ ہشام نے کہا
فاطمہ بنت منذرؒ نے جو جو کہا میں نے وہ سب یاد رکھا لیکن انہوں نے
منافق پر جو سختی کی جائے گی اس کا بیان بھی کیا وہ مجھے یاد نہ رہا۔ ف۲

ف۱ یعنی بعد حمد و ثنا کے اب آپ نے مطلب شروع کیا اور فرمایا گہن اللہ جلّ جلالہٗ کی قدرت کی ایک نشانی ہے وہ کسی کی موت اور زیست سے نہیں ہوتا۔ یہیں سے باب کا مطلب نکلا ؛ ف۲ دوسری روایت میں وہ سختی مذکور ہے کہ پھر فرشتہ اس کو گرز سے مارے گا۔ یہ حدیث اُوپر کئی بار گزر چکی ہے ؛

۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ:
سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ
تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى رِجَالًا

ہم سے محمد بن معمر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نے انہوں نے
جریر بن حازم سے انہوں نے کہا میں نے امام حسن بصریؒ سے
سنا وُہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس کچھ مال آیا یا کوئی چیز آئی آپؐ نے
اس کو بانٹ دیا بعضوں کو دیا، بعضوں کو نہیں دیا۔ پھر آپؐ کو

وَتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَوَاللهِ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ۔

خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو نہیں دیا وہ ناراض ہیں آپؐ نے اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد خدا کی قسم ایک شخص کو (مال وغیرہ) دیتا ہوں اور ایک کو نہیں دیتا پھر جس کو نہیں دیتا میں اس کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں جس کو دیتا ہوں لیکن جن لوگوں کو میں دیتا ہوں اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے چینی اور بوکھلاپن پاتا ہوں اور بعضے لوگوں کو (جن کو نہیں دیتا) انکی سیر چشمی اور بھلائی پر تکیہ کرکے جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے انہی لوگوں میں عمرو بن تغلب ہے۔ عمرو نے کہا خدا کی قسم جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے حق میں) فرمائی اس کے بدلے اگر سرخ سرخ اونٹ مجھ کو ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔ ف

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلا۔ ف سبحان اللہ صحابہؓ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کلمہ فرمانا جس سے آپؐ کی رضامندی ان کو معلوم ہو ساری دنیا کا مال و دولت ملنے سے زیادہ پسند تھا۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمالِ خلق ثابت ہوا کہ آپؐ کسی کی ناراضی پسند نہیں فرماتے تھے نہ کسی کی دل شکنی۔ آپؐ نے ایسا خطبہ سنایا کہ جن لوگوں کو نہیں دیا تھا وہ ان سے بھی زیادہ خوش ہوگئے جن کو دیا تھا۔

---

٤٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی ان کو حضرت عائشہؓ نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کو (اپنے حجرے سے) باہر برآمد ہوئے۔ آپؐ نے مسجد میں (تراویح کی) نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں نے اس کا چرچا کر دیا تو پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر صبح کو چرچا کیا تو تیسری رات کو مسجد کے لوگ اور زیادہ اکٹھے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے اور لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ چوتھی رات میں تو اتنے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی (لیکن آپؐ برآمد

عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا، تَابَعَهُ يُونُسُ۔

نہیں ہوئے) صبح کی نماز کے وقت آپؐ باہر آئے جب نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا پھر فرمایا اما بعد ف مجھ کو معلوم تھا کہ تم لوگ مسجد میں اکٹھے ہو (لیکن میں نہیں نکلا) اس ڈر سے کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم سے ہو نہ سکے۔ عقیل کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے بھی (زہری سے روایت کیا ف

ف ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے ۔ ف ۲ اس کو امام مسلم نے نکالا۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ۔ تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ۔ وَتَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ فِي: أَمَّا بَعْدُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے ابوحمید ساعدی سے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو (عشاء کی) نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اور جیسے اللہ کو لائق ہے ویسی اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد ف زہری کے ساتھ اس حدیث کو ابومعاویہ اور ابواسامہ نے بھی ہشام بن عروہ سے روایت کیا۔ انہوں نے عروہ سے انہوں نے ابوحمید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا اما بعد اور ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن یحییٰ عدنی نے بھی سفیان سے روایت کیا اس میں صرف اما بعد ہے ف ۲

ف یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے ایمان اور نذور میں نکالا، ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ جب زکوٰۃ کا مال لایا تو بعضی چیزوں کی نسبت یہ کہنے لگا کہ یہ مجھ کو بطور تحفہ کے ملی ہیں۔ اس وقت آپؐ نے عشاء کے بعد یہ خطبہ سنایا۔ ف ۲ یعنی یہ متابعت صرف اما بعد کے کہنے میں ہے پوری حدیث میں نہیں ہے۔ ابومعاویہؒ اور ابواسامہؓ اور عدنی کی روایتوں کو امام مسلم نے نکالا۔

۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے علی بن حسینؓ نے بیان کیا انہوں نے مسور بن مخرمہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ

قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُہُ حِینَ تَشَہَّدَ یَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ۔ تَابَعَہُ الزُّبَیْدِیُّ عَنِ الزُّہْرِیِّ۔

علیہ وآلہ وسلم (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے۔ میں نے خود سنا آپؐ نے تشہد پڑھ کر اما بعد فرمایا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی نے بھی زہری سے روایت کیا ف

ف زبیدی کی روایت کو طبرانی نے وصل کیا شامیوں کی مسند میں ؎

۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِیلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِکْرِمَۃُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَکَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَہُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَۃً عَلَی مَنْکِبَیْہِ، قَدْ عَصَبَ رَأْسَہُ بِعِصَابَۃٍ دَسِمَۃٍ، فَحَمِدَ اللّٰہَ وَأَثْنَی عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: أَیُّہَا النَّاسُ إِلَیَّ، فَثَابُوا إِلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ہٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْأَنْصَارِ یَقِلُّونَ وَیَکْثُرُ النَّاسُ، فَمَنْ وَلِیَ شَیْئًا مِنْ أُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَطَاعَ أَنْ یَضُرَّ فِیہِ أَحَدًا أَوْ یَنْفَعَ فِیہِ أَحَدًا، فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِہِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیئِہِمْ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے ابن الغسیل عبدالرحمٰن ابن سلیمان نے کہا ہم سے عکرمہ نے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (موت کی بیماری میں) منبر پر چڑھے اور یہ آپؐ کا آخری بیٹھنا تھا۔ ایک چادر مونڈھوں پر ڈالے ہوئے، ایک کالے کپڑے سے سر باندھے ہوئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا لوگو! میرے پاس آؤ۔ وہ (سب) آپؐ کے پاس جمع ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا اما بعد دیکھو یہ انصار کا قبیلہ (جو اب بہت ہے) کم ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے ف پھر محمدؐ کی اُمت میں جو کوئی کچھ حکومت پیدا کرے جس کی وجہ سے کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ انصار کے نیک لوگوں کی نیکی منظور کرے اور ان کے بُرے کی بُرائی سے درگزر کرے ف۲

ف اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ترقی بے حد ہوگی۔ ہزاروں لاکھوں آدمی اور قوموں کے مسلمان ہوں گے۔ پھر انصار اتنے بہت سے آدمیوں میں کم ہی معلوم ہوں گے جو اس وقت مسلمانوں کی کمی کی وجہ سے بہت معلوم ہوتے ہیں ؎ ف۲ یعنی انصار کے لوگوں پر نگاہِ شفقت رکھے حتی المقدور۔ اگر ان سے کوئی خطا بھی ہو جاتے تو اس سے چشم پوشی کرے اور یہ صلہ ہے ان کی امداد اور اعانت کا جو انہوں نے پیغمبر صاحب کے ساتھ کی۔ اس لیے ہر مسلمان پر ان کا حق ہے۔ امام بخاریؒ ان سب حدیثوں کو اس لیے لائے کہ ان سے خطبہ میں اما بعد کہنا ثابت ہوتا ہے۔ قسطلانی نے کہا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حدود شرعیہ انصار پر سے اُٹھا دی جائیں۔ حدود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر غریب امیر سب پر قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے، بلکہ مراد دوسری خفیف غلطیاں اور خطائیں ہیں ؎

بَابُ الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا۔

باب: جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے بیچ میں بیٹھنا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) دو خطبے پڑھتے، ان کے بیچ میں بیٹھتے۔

بَابُ الْإِسْتِمَاعِ إِلَى الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

۵۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ كَبْشًا، ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔

باب: جمعہ کے دن کا خطبہ کان لگا کر سننا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوعبداللہ سلیمان اغر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے کیا کرتے ہیں (جامع) مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر (نمازیوں کے نام) لکھتے ہیں۔ جو پہلے آتا ہے اس کو پہلے جو بعد میں آتا ہے اس کو بعد اور جو کوئی سویرے جاتا ہے اس کی مثال ایسے شخص کی ہے، جو اونٹ قربانی کرے، پھر ایسے کی جو گائے قربانی کرے پھر ایسے کی جو مینڈھا پھر ایسے کی جو مرغی پھر ایسے کی جو انڈا پھر جب امام خطبے کے لئے نکلتا ہے تو وہ اپنی بہیاںؑ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ کان لگا کر سنتے ہیںؑ۔

ف امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ نمازیوں کو بھی خطبہ کان لگا کر سننا چاہیے کیونکہ فرشتے بھی کان لگا کر سنتے ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک خطبہ کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک خطبہ کے وقت نماز اور کلام دونوں منع ہیں۔ بعضوں نے کہا دنیا کا بے کار کلام منع ہے لیکن ذکر یا دعا منع نہیں ہے۔ امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ جو خطبہ سنتا ہو یعنی خطبہ کی آواز اس کو پہنچتی ہو اس کو منع ہے، جو نہ سنتا ہو اس کو منع نہیں۔ شوکانیؒ نے اہل حدیث کا مذہب یہ لکھا ہے کہ خطبے کے وقت خاموش

ع بہیاں یعنی رجسٹر کھاتے۔

ہے۔ سید علامہ نے کہا تحیۃ المسجد مستثنیٰ ہے جو شخص مسجد میں آئے اور خطبہ ہو رہا ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی نماز پڑھ لے۔ اسی طرح امام کا کسی ضرورت سے بات کرنا جیسے صحیح احادیث میں وارد ہے ؎

بَابٌ إِذَا رَأَى الْإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ،

باب: امام خطبہ کی حالت میں کسی شخص کو جو آئے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دے سکتا ہے۔

۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: صَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُمْ فَارْكَعْ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے انہوں نے کہا جمعہ کے دن ایک آدمی (سلیک غطفانی) اس وقت آیا جب آپؐ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا بھلے آدمی تو نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھی؟ اس نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا تو کھڑا ہو اٹھ پڑھ لے ف

ف مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لے۔ یہی اہل حدیث اور امام احمد کی دلیل ہے کہ خطبے کی حالت میں تحیۃ المسجد پڑھ لینا چاہیئے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ امام خطبے کی حالت میں ضرور بات کر سکتا ہے اور یہی ترجمۂ باب ہے ؎

بَابٌ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

باب: خطبہ ہو رہا ہو اور کوئی مسجد میں آئے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھ لے ف

ف ہلکی پھلکی سے یہ مطلب ہے کہ قرارت کو طول نہ دے۔ یہ نہیں کہ جلدی جلدی پڑھے ؎

۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ: صَلَّيْتَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے سنا ایک شخص جمعہ کے دن اس وقت آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا تو نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھی اس نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا... دو رکعتیں پڑھ

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ۔

باب: خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید

ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ يُونُسَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَ الْكُرَاعُ وَهَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا۔

نے انہوں نے عبدالعزیز بن انس رضؓ سے، دوسری سند اور حماد نے یونس سے یہی روایت کی عبدالعزیز اور یونس دونوں نے ثابت سے انہوں نے انس رضؓ سے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا کہنے لگا یا رسول اللہ (برسات نہ ہونے سے) گھوڑے تباہ ہو گئے بکریاں مرگئیں تو اللہ سے دعا فرمایئے پانی برسائے۔ آپؐ نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی ف

ف ترجمۂ باب میں دونوں ہاتھ اٹھانے سے یہی ہاتھوں کا پھیلانا مراد ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ لفظ فمدّ یدیہ لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ رفع یدین سے وہ رفع مراد نہیں ہے جو نماز میں ہوتا ہے ورنہ آگے کی باب کی حدیث اس ترجمۂ باب کے زیادہ مطابق تھی جس میں صاف فرفع یدیہ ہے ؂

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کے دن خطبہ میں پانی کی دعا کرنا۔

۵۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهُمَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام ابوعمرو اوزاعی نے کہا مجھ سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضؓ نے انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا۔ ایک بار آپؐ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک گنوار کھڑا ہوا ا کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مرگئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور آسمان میں ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دکھائی دیتا تھا تو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپؐ نے ابھی ہاتھوں کو اتارا نہیں تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل امنڈ آئے اور منبر سے آپؐ نہیں اترے (پانی برسنا شروع ہوا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی ریش مبارک پر پانی ٹپک رہا ہے۔ غرض اس دن سارے دن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، وَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا، وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

پانی پڑتا رہا اور کل اور پرسوں اور ترسوں دوسرے جمعہ تک پھر (دوسرے جمعہ کو) یہی گنوار یا کوئی اور شخص کھڑا ہُوا کہنے لگا، یارسولؐ اللہ! گھر گر گئے اور جانور ڈوب گئے، اللہ سے دُعا فرمائیے (اب پانی موقوف ہو) آپؐ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اللہ ہمارے گرد برسا' ہم پر نہ برسا۔ پھر آپؐ ابر کے جس کونے کی طرف اشارہ کرتے اُدھر سے ابر کھُل جاتا کھلتے کھُلتے سارے مدینے سے ابر ہٹ گیا) اور مدینہ گویا ایک گول دائرہ بن گیا ف۲ اور قناۃ ف۳ کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور جو کوئی باہر سے آیا اس نے کہا خوب بارش ہو رہی ہے۔

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہُوا ❊ ف۲ گرداگرد ابر بیچ میں کھُلا ہُوا سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور معجزہ کیا ہو گا ❊
ف۳ قناۃ ایک وادی کا نام ہے۔

بَابُ الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، وَإِذَا قَالَ لِصَاحِبِهِ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا، وَقَالَ سَلْمَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ۔

باب: جمعہ کے دن خُطبہ کے وقت چپ رہنا اور جب کسی نے (خطبہ کے وقت) اپنے ساتھی سے کہا چپ رہ تو اس نے خود لغو حرکت کی ف۱ اور سلمان فارسیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کیا جب امام خطبہ شروع کرے تو اس وقت چپ رہے ف۲

ف۱ دوسروں کو نصیحت اپنے سیں فضیحت۔ چاہیئے تھا چپ رہنا۔ یہ کہنا کہ چپ رہ، یہ بھی ایک بات ہے۔ یہ مضمون خود ایک حدیث کی عبارت ہے جس کو نسائی نے نکالا ❊ ف۲ یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے ان لوگوں کا ردّ کیا جنہوں نے خطبہ شروع ہونے سے پہلے ہی چپ رہنا لازم قرار دیا۔ سلمانؓ کی یہ روایت اُوپر موصولاً گزر چکی ہے ❊

۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ان کو ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن یُوں کہے چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا

أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

ہو تو تو نے خود ایک (لغو) حرکت کی ف

ف چاہیئے تھا کہ اشارے سے منع کرتا یا کنکری پھینک کر۔ دوسری روایت میں ہے اس کا جمعہ، جمعہ نہیں رہا یعنی ظہر بن گیا۔ عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث میں ہے، جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندیں اس کا جمعہ ظہر ہو گیا ؛

بَابُ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

باب : جمعہ کے دن کی وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا اس میں ایک ساعت ایسی ہے جب کوئی مسلمان بندہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہوا اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو عنایت فرمائے گا اور ہاتھ سے اشارہ کرکے آپؐ نے فرمایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے ف

ف اس کا زمانہ کم ہے۔ شب قدر کی طرح اس ساعت میں بھی بہت اختلاف ہے مگر سب میں قوی قول یہ ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے شروع ہوتی ہے اور نماز پوری ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا وہ جمعہ کی اخیر ساعت ہے بعضوں نے کہا یہ ساعت اب نہیں ہوتی اٹھا لی گئی ہے۔ بعضوں نے کہا سال بھر میں ایک جمعہ میں آتی ہے ؛

بَابٌ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَصَلَاةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ۔

باب : اگر جمعہ کی نماز میں کچھ مقتدی چل دیں تو امام اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ ف ۱ صہ

۵۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ

ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ نے، انہوں نے حصین سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کہا ہم سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھے ف ۱ اتنے میں غلہ لادے ہوئے ایک قافلہ آن پہنچا ف ۲ لوگ (خطبہ سننا چھوڑ کر) ادھر چل دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صہ ف ۱ شافعیہ اور حنابلہ نے جمعہ کیلئے امام کے سوا چالیس شخصوں کی اور مالکیہ نے بارہ کی اور حنفیہ نے امام سمیت چار کی شرط کی ہے۔ چونکہ ان اعداد کی اثبات کیلئے کوئی حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی لہذا اس کو نہ لا سکے صرف یہ امر بیان کیا کہ اگر مقتدی خطبہ پڑھتے میں یا نماز شروع ہوتے بعد چل دیں تو باقی لوگوں کی نماز صحیح ہو جائیگی۔

رَجُلًا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

پاس بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ اس وقت سورۂ جمعہ کی یہ آیت اُتری اور جب وہ کوئی سوداگری کا مال یا تماشا دیکھتے ہیں تو اُدھر دوڑ پڑتے ہیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں ف۳

ف۱ یعنی نماز کی تیاری میں جیسے دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خُطبہ پڑھ رہے تھے اور احتمال ہے کہ اس وقت تک نماز میں بھی چلنا یا کچھ دیکھنا منع نہ ہُوا ہوگا ؎ ف۲ اتفاق سے ان دنوں مدینہ میں غلّہ کی قلت تھی اور لوگوں کو اناج کی بہت احتیاج تھی۔ کہتے ہیں یہ قافلہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کا تھا جیسے ابنِ مردویہ نے نقل کیا یا دحیہ کلبیؓ کا جیسے کہ طبرانی نے نقل کیا احتمال ہے کہ دونوں اس میں شریک ہوں ؎ ف۳ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی شان میں خود قرآن شریف میں یہ آیت ہے رجال لاتلهيهم تجارة ولابيع عن ذكر الله تو یہ حدیث اس کے خلاف پڑتی ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے۔ اس کے بعد صحابہؓ نے توبہ کی ہوگی اور بار دگر ایسا کام نہ کیا ہوگا ؎

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا۔

باب: جمعہ کے بعد اور جمعہ سے پہلے سنّت پڑھنا۔

۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد مسجد میں کچھ نہ پڑھتے۔ جب اپنے گھر میں لوٹ کر آتے تو دو رکعتیں پڑھتے ف۱

ف۱ حدیث میں جمعہ سے پہلے کسی سنّت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید ظہر سے پہلے جو دو رکعتیں مذکور ہیں اسی پر جمعہ کو بھی قیاس کیا۔ اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ جمعہ کے بعد دو رکعتیں سنّت ہیں اور حنفیہ نے چار کو اور ابو یوسفؒ نے چھ کو اختیار کیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی سُنّت اس جگہ نہ پڑھے جہاں فرض پڑھے ہوں اور مالکیہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ پڑھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتیں مسجد میں نہیں پڑھیں بلکہ گھر میں آکر۔ بعضوں کے نزدیک جمعہ کے قبل اور بعد کوئی سنّت نہیں ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے جمعہ کے بعد دو سنتوں کو اختیار کیا ہے اور صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے اور چار رکعت کی روایتیں ضعیف ہیں اور بعضی موقوف ہیں ؎

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ جمعہ میں) یہ فرمانا جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو (اپنے اپنے کام کاج کے لیے) زمین میں پھیل پڑو اور اللہ کا فضل (روزی، رزق یا علم) ڈھونڈو۔

٦٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ أُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُونُ أُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَهُ، وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ، وَكُنَّا نَتَمَنَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ۔

مجھ سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا مجھ سے ابو غسان محمد بن مطرف مدنی نے کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے انہوں نے کہا ہم لوگوں میں ایک عورت تھی ف۱ وہ اپنے کھیت کی نالی پر چقندر بوتی، جمعہ کا دن ہوتا تو چقندر کی جڑیں[1] نکال کر ایک ہانڈی میں پکاتی، اوپر سے مٹھی بھر جو کا آٹا پیس کر ڈال دیتی تو چقندر کی جڑیں گویا بوٹیاں ہو جاتیں اور ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر (اس کے گھر پر جاتے) اس کو سلام کرتے۔ وہ یہ کھانا ہمارے سامنے رکھتی۔ ہم اس کو چاٹ جاتے اور اس کھانے کے خیال سے ہم کو جمعہ کے دن کی آرزو رہتی ف۲

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ف۲ باب کی مطابقت اس طرح پر ہے کہ صحابہ نماز کے بعد رزق کی تلاش میں نکلتے اور اس عورت کے گھر پر اس امید سے جاتے کہ کھانا ملے گا۔ اللہ اکبر! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں صحابہ نے کیسی تکلیف سے گزاری کہ چقندر اور مٹھی بھر جو کا آٹا غنیمت سمجھتے اور اسی پر قناعت کرتے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ بِهٰذَا، وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے یہی حدیث اتنا زیادہ ہے سہل نے کہا ہم دوپہر کا سونا اور دن کا کھانا جمعہ کی نماز کے بعد رکھتے ف۱

ف۱ یہ حدیث امام احمد کی دلیل ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں ۔

[1] چقندر کی جڑیں یعنی خود چقندر۔

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جمعہ کی نماز کے بعد سونا۔

۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كُنَّا نُبَكِّرُ إِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَقِيلُ۔

ہم سے محمد ابن عقبہ شیبانی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسحٰق فزاری ابراہیم بن محمد نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے، پھر دوپہر کی نیند لیتے۔

۶۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ تَكُونُ الْقَائِلَةُ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان نے کہا مجھ سے ابو حازم نے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لیتے، پھر دوپہر کی نیند لیتے ف

ف یہ دونوں حدیثیں بھی امام احمدؒ کی دلیلیں ہیں۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں سے یہ نہیں نکلتا کہ جمعہ زوال سے پہلے ادا کیا جاتا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن دوپہر کے بعد قیلولہ میں دیر کرتے اس خیال سے کہ نماز کے لیے اٹھنا پڑے گا تو نماز پڑھ کر ہی قیلولہ کرتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا۔ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا۔

باب: خوف کی نماز کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا (سورۂ نساء میں) اور جب تم زمین میں سفر کرو۔ سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو۔ اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔ بلاشبہ کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاویں اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی، آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور ہتھیار لے لیں۔ کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایکبارگی حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے ؛

ف اکثر علماء کے نزدیک یہ آیت قصر سفر کے باب میں ہے۔ بعضوں نے کہا خوف کی نماز کے باب میں ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ ہم خوف کا قصر تو اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں مگر سفر کا قصر نہیں پاتے انہوں نے کہا ہم نے اپنے پیغمبر صاحب کو جیسا کرتے دیکھا ویسا ہی ہم بھی کرتے ہیں یعنی گو یہ حکم اللہ کی کتاب میں نہ سہی پر حدیث میں تو ہے اور حدیث بھی قرآن شریف کی طرح واجب العمل ہے ؛

٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ تُصَلِّي وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، وَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے شعیب نے کہا میں نے زہری سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز پڑھی ہے انہوں نے کہا ہم سے سالم نے بیان کیا کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ف۱ جہاد کیا (غزوہ ذات الرقاع میں) ہم دشمنوں کے مقابل ہوئے اور صفیں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو (ہم میں سے) ایک گروہ تو آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کی طرف منھ کیے رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا اور ان لوگوں نے بھی جو نماز میں آپ کے ساتھ تھے اور دو سجدے کیے۔ اب یہ گروہ ف۲ لوٹ کر اس گروہ کی جگہ پر آ گیا جو نماز میں شریک نہیں ہوا تھا اور وہ گروہ آیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیر دیا اب اس گروہ میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اور اس نے اکیلے اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے ادا کیے۔

ف۱ نجد لغت میں بلندی اور شرف کو کہتے ہیں اور عرب میں نجد وہ ملک ہے جو تہامہ اور یمن سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ جہاد ۴ سنہ ہجری میں ہوا بنی غطفان کے کافروں پر۔ ف۲ یعنی دوسری رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر جیسے مسلم اور ابوداؤد کی روایتوں میں ہے اور بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ ایک ہی رکعت پڑھ کر چلا گیا اور جب دوسرا گروہ پوری نماز پڑھ کر گیا تو یہ گروہ دوبارہ آیا اور ایک رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر سلام پھیرا۔ خوف کی نماز چھ سات طرح پر مروی ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جس طریق پر چاہیں اور جیسا موقع ہو اس طرح پڑھ سکتے ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَرُكْبَانًا۔ رَاجِلٌ: قَائِمٌ۔

باب: خوف کی نماز پیدل اور سوار رہ کر پڑھنا قرآن شریف میں ف۱ رجالا راجل کی جمع ہے یعنی پاپیادہ۔

ف یعنی اس آیت میں فان خفتم فرجالا او رکبانا میں رجالا راجل کی جمع ہے نہ کہ رجل کی ۔

۶۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوا قِيَامًا، وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا۔

ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید قرشی نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ یحییٰ نے کہا ہم سے ابن جریج نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے مجاہد کے قول کی طرح کہ جب لڑائی میں غتّ پٹ ہو جائیں ف کھڑے کھڑے پڑھ لیں۔ اور ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا اور بڑھایا ہے اگر کافر بہت سارے ہوں (کہ مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں) تو کھڑے کھڑے اور سوار رہ کر نماز پڑھ لیں۔

ف غتّ پٹ ہو جائیں یعنی بھڑ جائیں، صف باندھنے کا موقع نہ ملے تو جو جہاں کھڑا ہو وہیں نماز پڑھ لے بعضوں نے کہا قیاما کا لفظ یہاں غلط ہے صحیح فانما ہے اور پوری عبارت یوں ہے اذا اختلطوا فانما ھو الذکر والاشارۃ بالراس یعنی جب کافر اور مسلمان لڑائی میں خلط ہو جائیں تو صرف زبان سے قرأت اور رکوع سجدے کے بدلے سر سے اشارہ کرنا کافی ہے۔

بَابٌ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ۔

باب: خوف کی نماز میں نمازی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔

۶۶۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا مَعَهُ، وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ، وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ

ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے انہوں نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (میدان جنگ میں) اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہوئے آپؐ نے تکبیر کہی لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ تکبیر کہی سب نے پھر آپ نے رکوع کیا تو تھوڑے آدمیوں نے آپؐ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپؐ نے سجدہ کیا تو انہی تھوڑے آدمیوں نے آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر آپؐ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور جو لوگ (رکوع اور سجدہ آپؐ کے ساتھ کر چکے تھے وہ کھڑے کھڑے اپنے بھائیوں کی نگہبانی کرتے رہے اور دوسرا گروہ آیا۔ اس نے آپؐ کے ساتھ رکوع اور

وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ سجدہ کیا اور سب لوگ نماز ہی میں رہے لیکن ایک دوسرے کی نگہبانی کرتے رہے ف

ف مطلب یہ ہے کہ اوّل سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز کی نیت باندھی دو صف ہو گئے۔ ایک صف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل، دوسری صف ان کے پیچھے اور یہ اس حالت میں ہے جب دشمن قبلے کی جانب ہو اور سب کا منہ قبلے ہی کی طرف ہو۔ خیر اب پہلی صف والوں نے آپؐ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ اس کے بعد پہلی صف والے رکوع اور سجدہ کرکے دوسری صف والوں کی جائے پر حفاظت کے لیے کھڑے رہے اور دوسری صف والے ان کی جائے پر آکر رکوع اور سجدہ میں گئے، رکوع اور سجدہ کرکے قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو گئے اور دوسری رکعت کا رکوع اور سجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا۔ جب آپ التحیات پڑھنے لگے تو پہلی صف والے رکوع اور سجدہ میں گئے، پھر سب نے ایک ساتھ سلام پھیرا جیسے ایک ساتھ نیت باندھی تھی۔

بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُونِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: إِنْ كَانَ تَهَيَّأَ الْفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ صَلَّوْا إِيمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْإِيمَاءِ أَخَّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ أَوْ يَأْمَنُوا فَيُصَلُّوا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا صَلَّوْا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا فَلَا يُجْزِيهِمُ التَّكْبِيرُ وَيُؤَخِّرُونَهَا حَتَّى يَأْمَنُوا، وَبِهِ قَالَ مَكْحُولٌ، وَقَالَ أَنَسٌ: حَضَرْتُ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِغَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمْ نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي مُوسَى فَفُتِحَ لَنَا، وَقَالَ أَنَسٌ: وَمَا يَسُرُّنِي بِتِلْكَ الصَّلَاةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

باب: قلعوں پر چڑھائی ہو رہی ہو فتح کی امید ہو اور دشمن سے مدبھیڑ ہو تو اس وقت نماز پڑھے یا نہیں اور امام اوزاعی نے کہا اگر فتح تیار ہو اور لوگ پوری طرح سب ارکان ادا کرکے نماز پڑھ سکیں تو اشارے سے نماز پڑھ لیں، ہر شخص اکیلے اکیلے اگر اشارہ بھی نہ کر سکیں تو لڑائی کے ختم ہونے تک یا امن ہونے تک ف نماز موقوف رکھیں، اس کے بعد دو رکعتیں پڑھ لیں۔ اگر دو رکعتیں نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی رکوع اور دو سجدے کر لیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف تکبیر تحریمہ کافی نہیں ہے امن ہونے تک نماز میں دیر کریں۔ مکحول (تابعی) کا یہی قول ہے ف اور انس بن مالکؓ نے کہا میں صبح کی روشنی میں تستر کے قلعہ پر جب چڑھائی ہو رہی تھی ف۳ اس وقت موجود تھا۔ لڑائی کی آگ خوب بھڑک رہی تھی تو لوگ نماز نہ پڑھ سکے جب دن چڑھ گیا اس وقت صبح کی نماز پڑھی۔ ہم ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ تھے۔ پھر قلعہ فتح ہو گیا۔ انس بن مالکؓ نے کہا اس دن جو نماز ہم نے پڑھی (گو سورج نکلنے کے بعد پڑھی) اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ ساری دنیا ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوگی ف۴

ف جنگ میں مختلف حالتیں ہوتی ہیں کبھی ایسا موقع ہوتا ہے کہ اشارے سے نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا

اشارہ بھی نہ کر سکیں اس سے مراد یہ ہے کہ نہ وضو کر سکیں نہ تیمم، اور شاید امام اوزاعی کے نزدیک اشارہ میں استقبالِ قبلہ کی شرط ہو اور وہ کبھی جنگ میں ممکن نہیں ہوتا۔ امن سے مراد یہ ہے کہ مدد آن پہنچے یا دشمن مرعوب ہو جائیں ۔ ف۲ اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۔ ف۳ تستر اہواز کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ وہاں کا قلعہ سخت جنگ کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت میں ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ اس تعلیق کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ اس فوج کے افسر تھے جس نے اس قلعہ پر چڑھائی کی تھی ۔ ف۴ کیونکہ نماز کی طرح اس وقت دوسری عبادت یعنی جہاد میں مصروف تھے اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثمرہ بھی دے دیا۔ قلعہ فتح کرا دیا، پھر نماز بھی پڑھ لی۔ بعضوں نے کہا انسؓ نے نماز فوت ہونے پر افسوس کیا یعنی اگر یہ نماز اپنے وقت پر پڑھ لیتے تو ساری دُنیا ملنے سے زیادہ مجھ کو خوشی ہوتی ۔

۶۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا صَلَّيْتُ الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغِيبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَنَا وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدُ، قَالَ: فَنَزَلَ إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے علی بن مبارک سے انہوں نے یحییٰ ابن کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ خندق کے دن قریش کے کافروں کو گالیاں دیتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں نے تو عصر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھی کہ سورج ڈوبنے ہی کو تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (خیر تم نے تو اخیر وقت میں پڑھ بھی لی) میں نے تو قسم خدا کی ابھی تک نہیں پڑھی۔ پھر آپؐ بطحان میں اترے (جو ایک میدان ہے مدینہ میں) وہاں وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی سورج ڈوب گیا تھا پھر مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھی ف۱

ف۱ باب کا ترجمہ اس حدیث سے نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑائی میں مصروف رہنے سے بالکل نماز کی فرصت نہیں ملی تو آپؐ نے نماز میں دیر کی۔ قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ اس وقت تک خوف کی نماز کا حکم نہ اُترا ہو گا یا نماز کا آپ کو خیال نہ رہا ہو گا۔ یا خیال ہو گا، طہارت کرنے کا موقع نہ ملا ہو گا ۔

بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ رَاكِبًا وَإِيمَاءً

وَقَالَ الْوَلِيدُ: ذَكَرْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ صَلَاةَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ وَأَصْحَابِهِ عَلَى ظَهْرِ الدَّابَّةِ، فَقَالَ: كَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا إِذَا تُخُوِّفَ الْفَوْتُ،

باب: جو کوئی دشمن کے پیچھے لگا ہو یا دشمن اس کے پیچھے لگا ہو۔ ف وہ سوار رہ کر اشارے سے ہی نماز پڑھ لے ف۲ اور ولید بن مسلم نے کہا میں نے امام اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور ان کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا۔ انہوں نے سواری پر ہی نماز پڑھ لی۔ انہوں نے کہا ہمارا بھی یہی مذہب ہے جب

وَاحْتَجَّ الْوَلِيدُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ۔

نماز کے قضا ہوجانے کا ڈر ہو، اور ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے دلیل لی کوئی تم میں سے عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر ف۳

ف۱ جو دشمن کے پیچھے لگا ہو اس کے پکڑنے کو جا رہا ہو اس کو طالب کہتے ہیں اور جس کے پیچھے دشمن لگا ہو اس کو مطلوب کہتے ہیں۔ ف۲ امام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک جس کے پیچھے دشمن لگا ہو وہ تو اپنے بچانے کے لیے سواری پر اشارے ہی سے نماز پڑھ سکتا ہے اور جو خود دشمن کے پیچھے لگا ہو تو اس کو درست نہیں اور امام مالکؒ نے کہا اس کو اس وقت درست ہے جب دشمن کے نکل جانے کا ڈر ہو۔ ف۳ یہ حدیث آگے آتی ہے۔ ولید نے امام اوزاعی کے مذہب پر اسی حدیث سے دلیل لی کیونکہ صحابہؓ بنو قریظہ کے طالب تھے یعنی ان کے پیچھے لگے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قضا ہوجانے کی ان کے لیے پروا نہ کی جب طالب کو نماز کا قضا کر دینا درست ہوا تو اشارے سے سواری پر پڑھ لینا بطریق اولیٰ درست ہوگا۔

بَابٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْأَحْزَابِ: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ أَحَدًا مِنْهُمْ۔

باب ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماءؒ نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ ابن اسماء نے انہوں نے نافعؒ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگِ خندق سے لوٹے (ابوسفیان چل دیا) تو آپؐ نے فرمایا کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلے میں پہنچ کر ف۱ پھر ان کو راستے میں عصر کا وقت آ گیا اور بعضوں نے کہا ہم تو (جیسا آنحضرتؐ نے فرمایا ہے) جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ پہنچ لیں گے عصر کی نماز نہیں پڑھنے کے اور بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیں گے آپؐ کا یہ مطلب نہ تھا (کہ نماز قضا کر دو) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں کی ف۲

ف۱ بنی قریظہ مدینہ کے وہ یہودی تھے جنہوں نے دغا بازی کی اور معاہدہ کے خلاف مسلمانوں پر آفت دیکھ کر ابوسفیان کے شریک ہوگئے تھے۔ جب ابوسفیان بھاگ گیا تو آپؐ نے ان بے ایمان یہودیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایسی جلدی کی کہ عصر کی نماز وہیں جا کر پڑھنے کا حکم دیا گو کہ قضا ہو جائے۔ ف۲ ہر ایک نے اپنی اجتہاد اور رائے پر عمل کیا۔ بعضوں نے یہ خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ جلد جاؤ بیچ میں ٹھیرو نہیں تو ہم نماز کیوں قضا کریں، انہوں نے سواری پر پڑھ لی۔ بعضوں نے خیال کیا کہ حکم بجالانا ضروری ہے۔ نماز بھی خدا اور اس کے رسولؐ کی رضامندی کے لیے پڑھتے ہیں تو آپؐ کے حکم کی تعمیل میں اگر نماز میں دیر ہو جائے گی تو ہم کچھ گنہگار نہ ہوں گے۔ ف۲ فریقین کی نیت بخیر تھی اس لیے کوئی ملامت کے لائق نہ ٹھہرا معلوم ہوا کہ اگر مجتہد غور کرے اور پھر اس کے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ نووی نے کہا اس پر اتفاق

ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر مجتہد صواب پر ہے ؎

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالغَلَسِ بِالصُّبْحِ وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الإِغَارَةِ وَالحَرْبِ.

باب: دھاوا کرنے سے پہلے صبح کی نماز اندھیرے میں جلدی پڑھ لینا ف۱ اسی طرح لڑائی میں ف۲

ف۱ بعضے نسخوں میں تکبیر ہے یعنی حملہ کے وقت اللہ اکبر کہنا ؎ ف۲ کیونکہ معلوم نہیں آئندہ کیا صورت پیش آتی ہے، نماز کا موقع ملتا ہے یا نہیں ؎

۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ العَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، وَثَابِتٍ البُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، ثُمَّ رَكِبَ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ المُنْذَرِينَ، فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُولُونَ: مُحَمَّدٌ وَالخَمِيسُ قَالَ وَالخَمِيسُ: الجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ المُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ، فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الكَلْبِيِّ، وَصَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا، فَقَالَ عَبْدُ العَزِيزِ لِثَابِتٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَنْتَ سَأَلْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَا أَمْهَرَهَا؟ قَالَ: أَمْهَرَهَا نَفْسَهَا، فَتَبَسَّمَ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب اور ثابت بنانی سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی ف۱ پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ اکبر خیبر خراب ہُوا ہم تو جب کسی قوم کے آنگن میں اتریں تو جو لوگ ڈرائے گئے اُن کی صبح منحوس ہوگی۔ پھر یہودی گلی کوچوں میں دوڑتے نکلے محمدؐ لشکر سمیت آن پہنچے کہتے ہوتے۔ راوی نے کہا خمیس لشکر کو کہتے ہیں ف۲ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ان پر غالب آگئے اور لڑنے والے (جوانوں) کو قتل کیا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا۔ اتفاق سے صفیہ دحیہ کلبی کو ملیں ف۳ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حصّہ میں آئیں آپ نے اُن سے نکاح کر لیا اور ان کو آزاد کر دیا۔ یہی ان کا مہر ٹھہرا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے پوچھا ابو محمد تم نے انسؓ سے پوچھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کا مہر کیا دیا۔ ثابت نے کہا خود انھی کو اُن کے مہر میں دیا۔ پھر مُسکرائے۔

ف۱ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز سویرے اندھیرے منہ پڑھ لی اور اللہ اکبر کہا۔ معلوم ہُوا کہ ہر ایک ہولناک وقت میں اللہ اکبر کہنا مسنون ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر آگ لگے تو اللہ اکبر کہہ کر اس کو بجھائے ؎ ف۲ یہ حدیث اُوپر گزر چکی ہے۔ خمیس لشکر کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ ٹکڑیاں ہوتی ہیں مقدمہ، ساقہ، میمنہ، میسرہ، قلب۔ ف۳ اس کا قصہ اُوپر گزر چکا ہے کہ پہلے صفیہ دحیہ کو ملی تھیں۔ پھر کسی نے آنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے صفیہ کا حُسن وجمال

اور اُن کی شرافتِ نسب کا حال بیان کیا۔ آپؐ نے ان کو بلا کر دیکھا اور دحیہ سے کہا تم اور کوئی چھوکری پسند کر لو اور صفیہ کو آزاد کر کے آپؐ نے اُن سے نکاح کر لیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب العيدين

کتاب دونوں عیدوں کے بیان میں

بَابٌ فِي الْعِيدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيهِ.

٦٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ عُمَرُ جُبَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ، فَأَخَذَهَا فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْتَعْ هٰذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوُفُودِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَلْبَثَ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، وَأَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ الْجُبَّةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ۔

باب: دونوں عیدوں کا بیان اور ان میں بناؤ کرنے کا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا حضرت عمرؓ ایک موٹے ریشمی کپڑے کا چغہ جو بازار میں بک رہا تھا لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ یہ آپؐ خرید لیجیے عید کے دن اور قاصدوں کے آنے کے وقت (اس کو پہن کر) بناؤ کیا کیجیے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے ف۱ پھر عمرؓ جب تک اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود ان کو ایک ریشمی چغہ (تحفہ) بھیجا۔ حضرت عمرؓ وہ چغہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ اس کو وہی پہنے گا جو (آخرت میں) بے نصیب ہے پھر آپؐ نے میرے پاس یہ چغہ کیوں بھیجا؟ آپؐ نے فرمایا (میں نے تیرے پہننے کو نہیں بھیجا) تو اس کو بیچ ڈال اور اس کی قیمت اپنے کام میں لا۔

ف سبحان اللہ اسلام کی بھی کیا عمدہ تعلیم ہے مردوں کو موٹا جھوٹا سوتی اونی کپڑا کافی ہے۔ ریشمی اور باریک کپڑے یہ عورتوں کے لیے سزاوار ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو مضبوط، محنتی، جفاکش سپاہی بننے کی تعلیم دی نہ عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار اور نازک بدن بننے کی۔ اسلام نے عیش و عشرت کا ناجائز باب مثلاً نشہ شراب خوری وغیرہ بالکل بند کر دیا لیکن مسلمان اپنے پیغمبر کی تعلیم چھوڑ کر نشہ اور رنڈی بازی میں مشغول ہوئے اور عورتوں کی طرح چکن اور ململ اور ریشمی گوٹا کناری کے کپڑے پہننے لگے۔ ہاتھوں میں کڑے اور پاؤں میں مہندی، آخر اللہ تعالیٰ نے ان سے حکومت چھین کر دوسری مردانہ قوم کو عطا فرمائی۔ ایسے زنانے مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہیئے۔ بے غیرت، بے حیا، کم بخت۔

بَابُ الحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ العِيدِ۔

۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دَعْهُمَا، فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا، وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ فِيهِ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ: تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ، خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ: دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ، حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: حَسْبُكِ، قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ:

باب: عید کے دن برچھیوں، ڈھالوں سے کھیلنا۔

ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے محمد بن عبدالرحمٰن اسدی نے بیان کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت (انصار کی) دو لڑکیاں میرے گھر میں بعاث کی لڑائی کا قصہ گا رہی تھیں۔ آپ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا ف اور ابوبکر رضہ آئے۔ انہوں نے مجھ کو جھڑکا اور کہا یہ شیطانی باجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ آخر آپ نے ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جانے دو (خاموش رہو) ف۲ جب ابوبکر رضہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا۔ وہ چل دیں۔ یہ دن عید کا تھا۔ اس دن حبشی لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل کرتے تو یا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی یا خود آپ نے فرمایا تو کھیل دیکھنا چاہتی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا گال آپ کے گال پر تھا۔ آپ فرماتے تھے کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ ف۳ جب میں اکتا گئی تو آپ نے فرمایا

فَاذْهَبِي۔

بس، میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اچھا جا۔ ف۴

ف۱ دوسری روایت میں ہے کہ یہ گانا دف کے ساتھ ہو رہا تھا۔ بعاث ایک قلعہ ہے جس پر اوس اور خزرج کی جنگ ایک سو بیس برس سے جاری تھی۔ اسلام کی برکت سے یہ جنگ موقوف ہو گئی اور دونوں قبیلوں میں اُلفت پیدا ہو گئی ؛ ف۲ دوسری روایت میں آپؐ نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ قسطلانی نے کہا یعنی خوشی کا دن ہے اور خوشی میں جیسے شادی وغیرہ ان امور پر انکار نہیں ہو سکتا۔ اب غنا مع المزامیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے امام ابن قیمؒ نے اس کی حرمت کو ترجیح دی ہے اور امام ابن حزمؒ نے اس کی اباحت کو لیکن نفس غنا بغیر مزامیر کے وہ تو اکثر کے نزدیک مباح ہے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور حضرات صوفیہ نے دل کو نرم کرنے کے لیے بہ شروط اس کا استعمال کیا ہے ؛ ف۳ بنی ارفدہ حبشیوں کا لقب ہے ؛ ف۴ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت بیگانے مردوں کو دیکھ سکتی ہے اور امام بخاریؒ نے اس کے لیے ایک باب قائم کیا ہے باب نظر المرأة الی الحبش وغیرهم من غیر ریبة یعنی جب فتنے کا خوف نہ ہو۔ امام نووی نے کہا شہوت کے ساتھ دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے۔ اسی طرح جب فتنے کا خوف ہو ؛

بَابُ سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ۔

باب : عیدین میں مسلمانوں کا طریق کیا ہے ؟

۷۱۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو زبید بن حارث نے خبر دی کہا میں نے شعبی سے سنا انہوں نے براءؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (عید کے دن) خطبہ پڑھتے سنا۔ آپ نے فرمایا پہلا کام جو ہم اس دن کرتے ہیں وہ نماز ہے۔ پھر لوٹ کر (بقر عید میں) قربانی کرتے ہیں۔ جو کوئی یہ کرے وہ ہمارے طریق پر چلا۔

۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ابو بکرؓ آئے۔ اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ شعر گا رہی تھیں جو بعاث کی جنگ میں انہوں نے کہے

يَوْمَ بُعَاثَ، قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَبِمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا۔

تھے ف۱ حضرت عائشہؓ نے کہا یہ لڑکیاں کچھ ڈومنیاں نہ تھیں ف۲ ابوبکرؓ نے کہا ہائیں یہ شیطانی باجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں، اور یہ دن عید کا دن تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا ابوبکرؓ! ہر قوم میں عید ہوا کرتی ہے اور آج ہماری عید ہے ف۳

ف۱ ایک دوسرے کی ہجو اور اپنے فخر ہیں ف۲ یعنی ان کا پیشہ گانے بجانے کا نہ تھا۔ قسطلانی نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ کتاب الاشربہ میں آئے گی ف۳ گویا عید کے دن یہ بھی سُنّت ہے کہ کچھ گانا بجانا خوشی کی باتیں ہوں اور شادی کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا اس دن خوشی کرنا یہ دین کی ایک نشانی ہے اور اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ چھوکری کا گانا سننا درست ہے گو وہ اپنی لونڈی نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی سُنا اور ابوبکرؓ کو بھی اس کے سننے سے منع نہ کیا اور جن لوگوں نے صوفیہ پر یہ طعن کیا ہے کہ یہ گانا تو جنگ کی شجاعت اور دلاوری کی باتوں کا تھا اس سے وہ گانا کیونکر درست ہو گا جو صوفیہ سُنا کرتے ہیں۔ ان کا جواب یہ ہے کہ جب کھیل کود کی باتوں میں گانا درست ہُوا تو جس گانے میں اللہ کی عظمت کا بیان ہو اور اس سے اللہ اور رسولؐ کی محبت پیدا ہو وہ کیونکر نادرست ہوگا اور اہلِ حدیث کو اس مقدمہ میں انصاف کرنا چاہیے نہ کہ غلو اور تشدد، اور ہمارے اصحاب میں سے اگر ابن قیّم نے اس سے منع کیا ہے تو ابن حزم نے اجازت دی ہے۔ دونوں اکابر محدثین اور علماء ظاہر میں سے ہیں اور دونوں ہمارے پیشوا ہیں۔ البتہ ابوحنیفہؒ نے غنا کو حرام کہا ہے تو حنفیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے جن کو دلیل سے کچھ واسطہ نہیں۔

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ۔

باب: عید فطر کے دن نماز کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا۔

۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ، وَقَالَ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو سعید بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے کہا ہم کو عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے انہوں نے اپنے دادا انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن جب تک کچھ کھجوریں نہ کھالیتے نماز کو نہ جاتے ف۱ اور مرجی بن رجاء نے کہا مجھ سے عبیداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا

مُرَجَّی بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔

کہا مجھ سے انسؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر یہی حدیث بیان کی۔ اس میں یہ ہے کہ آپؐ طاق کھجوریں کھاتے ف۲

ف بعضے تابعین نے اسی حدیث سے عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا مستحب رکھا ہے اور شربت پینا بھی کافی ہے۔ اگر گھر میں کچھ نہ کھا سکے تو راہ میں کھا لے یا عید گاہ میں پہنچ کر اور اس کا ترک کرنا مکروہ ہے قسطلانی ف۲ مرجی کی روایت کو امام احمد اور مؤلف نے تاریخ میں وصل کیا۔

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: بقر عید کے دن کھانا ف

ف اس باب میں امام بخاریؒ وہ صاف حدیث نہ لائے جو امام احمد اور ترمذی نے روایت کی کہ بقر عید کے دن آپؐ لوٹ کر اپنی قربانی میں سے کھاتے کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہ تھی۔

۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ، وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ، قَالَ: وَعِنْدِي جَذَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ دوبارہ قربانی کرے۔ ایک شخص (ابو بردہؓ) کھڑا ہوا اور کہنے لگا اس دن تو گوشت کا بھوکا ہوتا ہے اور اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا حال بیان کیا ف آنحضرتؐ نے اس کو سچا سمجھا۔ وہ کہنے لگا میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ آپؐ نے اس کو اجازت دی کہ وہی قربانی کرے۔ اب میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت اور کسی کے لیے بھی ہے یا نہیں ف۲

ف ابو بردہؓ نے یہ عرض کیا اس دن ہر ایک کو گوشت کھانے کی آرزو ہوتی ہے اور میرے پڑوسی نادار ہیں۔ میں نے ان کے لحاظ سے نماز سے پہلے قربانی کر لی اور سویرے سویرے ان کو بھی کھلایا اور آپ بھی کھایا۔ ف۲ یہ اجازت خاص ابو بردہ رضؓ کے لیے تھی جیسا آگے آئے گا، انسؓ کو اس کی خبر نہیں ہوئی۔

۷۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بقر عید

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا نُسُكَ لَهُ، فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِي بَيْتِي، فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلَاةَ، قَالَ: شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ، أَفَتَجْزِي عَنِّي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

کے دن خطبہ سنایا نماز کے بعد، پھر فرمایا جو شخص ہماری نماز کی سی نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ نماز سے پہلے گوشت کھاتا ہے) قربانی نہیں ہے۔ ابو بردہ بن نیار نے عرض کیا جو براء بن عازب کے ماموں تھے، یا رسول اللہ میں نے تو اپنی بکری نماز سے پہلے ہی کاٹ ڈالی اور مجھے یہ خیال رہا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری کٹے اس لیے میں نے اپنی بکری کاٹ ڈالی اور نماز کو آنے سے پہلے کھا بھی لی۔ آپ نے فرمایا تیری بکری تو گوشت کی بکری ٹھہری (قربانی نہ ہوئی) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک سال کی ایک پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھ کو اچھی لگتی ہے، کیا وہ میری طرف سے قربانی میں کافی ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کافی نہ ہوگی؛ ف ۱

ف ۱ کیونکہ قربانی میں مسنہ بکری ضروری ہے جو دوسرے سال میں لگی ہو دوندی ہو۔ سوا سال یا ڈیڑھ سال کی بکری دوندی ہو جاتی ہے؛

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ۔

باب۔ عید گاہ میں خالی جانا منبر نہ لے جانا ف ۱

ف ۱ عید کی نماز شہر کے باہر جنگل میں پڑھنا سنت ہے اور وہاں بغیر منبر کے خطبہ پڑھنا؛

۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا مجھ سے زید بن اسلم نے انہوں نے عیاض بن عبد اللہ بن ابی سرح سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید اضحیٰ میں (مدینہ کے باہر) عید گاہ کو جاتے تو عید کے دن پہلے جو کام کرتے وہ نماز ہوتی پھر نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے لوگ صف باندھے بیٹھے رہتے ان کو وعظ و نصیحت فرماتے

يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَجَبَذْتُهُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي، فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللهِ، فَقَالَ: أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ، فَقُلْتُ: مَا أَعْلَمُ وَاللهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ۔

اور اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ پھر اگر آپ کوئی فوج بھیجنا چاہتے تو اس کو الگ کرتے یا اور کوئی حکم جو چاہتے وہ دیتے پھر شہر کو لوٹ آتے۔ ابوسعیدؓ نے کہا لوگ بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے۔ پھر (معاویہؓ کے زمانہ میں) مروان جو مدینہ کا حاکم تھا، میں اس کے ساتھ عید اضحیٰ یا عید الفطر کی نماز کے لیے نکلا۔ جب عیدگاہ پہنچے تو کیا دیکھتا ہوں، وہاں ایک منبر ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا۔ مروان نے اس پر نماز سے پہلے چڑھنا چاہا۔ میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھ کو کھینچ لیا اور منبر پر چڑھ گیا، نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ میں نے کہا قسم خدا کی تم لوگوں نے سنت کو بدل ڈالا۔ مروان نے کہا ابوسعید اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابوسعید نے کہا قسم خدا کی جس زمانے کو میں جانتا ہوں وہ اس زمانہ سے بہتر ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا بات یہ ہے کہ نماز کے بعد لوگ اٹھ کر چل دیتے ہیں (ہمارا خطبہ نہیں سنتے) اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کر دیا ف۲

ف۲ یہ مروان کی بے ایمانی تھی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کی سنت کا خیال نہ کیا اور اپنی رائے سے جنگل میں ایک منبر اینٹوں کا بنوایا۔ چونکہ لکڑی کا منبر کوئی چرا لے جا سکتا تھا دوسرے سنت کے خلاف پہلے خطبہ پڑھا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین نماز کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ ابوسعید نے سمجھایا جب بھی اس نے نہ مانا، اُلٹا یوں کہنے لگا کہ اب یہ زمانہ گزر گیا۔ سچ ہے ہدایت اور خیر کا زمانہ گزر گیا اور مروانی شیطانی زمانہ آگیا ۔ مروان کا خطبہ کون سنتا وہ تو بنی امیہ اور ظالموں کا طرفدار تھا۔ انہی کے فضائل بیان کرتا تھا۔ لوگوں کو اس سے نفرت تھی۔ اس کی بے ایمانی دیکھو اپنا خطبہ جبراً سنانے کے لیے اس نے سنت کا طریقہ ہی بدل دیا اور لگا نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے۔

بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى الْعِيدِ وَالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔

باب: عید کی نماز کو پیدل اور سواری پر جانا اور عید کی نماز خطبہ سے پہلے ادا کرنا۔ عید کی نماز میں اذان اور تکبیر کا نہ ہونا ف۱

ف باب کی حدیثوں سے یہ نہیں نکلتا کہ عید کی نماز کے لیے سواری پر جانا یا پیدل جانا مگر امام بخاریؒ نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکور نہ ہونے سے یہ نکالا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے گو پیدل جانا افضل ہے۔ شافعیؒ نے اُم میں کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید میں یا جنازے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا کہ عید کی نماز کے لیے پیدل جانا سنت ہے ؛

٧٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ-

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس ابن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید اضحیٰ اور عید الفطر میں پہلے نماز پڑھتے پھر نماز کے بعد خطبہ سناتے ؛

٧٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَوَّلِ مَا بُويِعَ لَهُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ، فَلَمَّا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی ان سے ابن جریج نے کہا انہوں نے کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن عیدگاہ تشریف لے گئے۔ پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا ابن جریج نے کہا اور عطاء نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے ابن زبیرؓ سے کہلا بھیجا جب شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا کہ عید الفطر میں اذان نہیں دی جاتی تھی (یعنی آنحضرتؐ کے زمانہ میں) اور خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا ابن جریج نے کہا اور عطاء نے ابن عباسؓ اور جابرؓ کا یہ قول مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں نہ عید الفطر کی اذان ہوتی اور نہ عید الاضحیٰ کی اور جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن) کھڑے ہوئے، پہلے نماز پڑھی پھر نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو وہاں سے چلے جہاں عورتیں تھیں وہاں آئے اور ان کو نصیحت کی اور آپ بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیکا دیئے ہوئے تھے ف اور

فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَتَرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِينَ يَفْرُغُ؟ قَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يَفْعَلُوا؟

بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے تھے۔ عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا اب بھی امام کو نماز سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس آنا اور ان کو نصیحت کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا ضروری کیوں نہیں اور سبب کیا جو وہ ایسا نہ کریں ف۳

ف۱ یعنی ۶۴ھ ہجری میں یزید بن معاویہ کے مرجانے کے بعد؛ ف۲ اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ امام بخاریؒ کا ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے بلال پر ٹیکا دیا۔ معلوم ہوا کہ عید میں سوار ہو کر جانا بھی درست ہے ف۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت نہ چھوڑنا چاہیے۔ ہر ایک امام کو لازم ہے کہ عید میں مردوں سے فارغ ہو کر پھر عورتوں کو سمجھائے دین کی باتیں بتلائے۔

بَابُ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الْعِيدِ۔

باب: عید میں نماز کے بعد خطبہ پڑھنا۔

۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو حسن بن مسلم نے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں عید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے، سب پہلے نماز پڑھتے تھے، پھر خطبہ دیتے۔

۸۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُصَلُّونَ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے

الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ سے پہلے پڑھتے ؂

۸۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ، تُلْقِي الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پہلے کوئی نفل پڑھا نہ ان کے بعد، پھر (خطبہ پڑھ کر) آپؐ عورتوں کے پاس آئے۔ بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے عورتوں سے فرمایا خیرات کرو۔ وہ خیرات پھینکنے لگیں۔ کوئی اپنی بالی پھینکتی کوئی ہار۔

۸۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، فَقَالَ: اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوفِيَ أَوْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے زبید بن حارث نے کہا میں نے عامر بن شعبی سے سنا انہوں نے براء ابن عازب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا پہلا کام جو آج اس عید کے دن ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے ف پھر (خطبہ پڑھ کر) وہاں سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں۔ جو کوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریق پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے جانور کاٹا تو وہ گوشت کا جانور ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے کاٹا قربانی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا جس کو ابو بردہ بن نیار کہتے تھے یا رسول اللہ میں تو نماز سے پہلے ہی ذبح کر چکا اب میرے پاس ایک برس بھر کی پٹھیا ہے جو دو سال کی بکری سے بہتر ہے آپؐ نے فرمایا اچھا اسی کو دو سال کی بکری کے بدلے کاٹ دے اور تیرے بعد پھر یہ کسی کو کافی نہ ہوگی۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب پہلا کام نماز ہوا تو معلوم ہوا کہ نماز خطبے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيدِ وَالْحَرَمِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: نُهُوا أَنْ يَحْمِلُوا السِّلَاحَ يَوْمَ عِيدٍ إِلَّا أَنْ يَخَافُوا عَدُوًّا۔

باب: عید کے دن اور حرم کے اندر ہتھیار باندھنا مکروہ ہے ف۱ اور امام حسن بصری رحمہ نے کہا عید کے دن لوگوں کو ہتھیار لے جانا منع تھا مگر جب دشمن کا ڈر ہوتا ف۲

ف۱ یعنی وہی ہتھیار جس سے کسی مسلمان کو ایذا پہنچنے کا ڈر ہو وہ بھی غرور اور فخر کی راہ سے ۔ ف۲ اس کو ابن منذر نے وصل کیا اور ابن ماجہ نے باسناد ضعیف ابن عباسؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے شہروں میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا مگر جہاں دشمن کا مقابلہ ہو اور مسلم نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں ہتھیار باندھنے سے منع فرمایا ۔

۸۳۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذَلِكَ بِمِنًى، فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَعَلَ يَعُودُهُ فَقَالَ الْحَجَّاجُ: لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَنْتَ أَصَبْتَنِي قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ، وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ فِي الْحَرَمِ۔

ہم سے زکریا بن یحیٰی ابوالسکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن محاربی نے کہا ہم سے محمد بن سوقہ نے انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے کہا میں (حج میں) عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا جب نیزے کی بھال ان کے تلوے میں لگی، ان کا پاؤں رکاب سے چمٹ گیا ف۱ میں سواری سے اترا اور نیزہ ان کے پاؤں سے نکالا۔ یہ واقعہ منا میں ہوا۔ پھر حجاج ان کی بیمار پرسی کو آیا اور کہنے لگا اگر ہم کو معلوم ہو یہ حرکت کس نے کی (تو اس کو سزا دیں) ابن عمرؓ نے کہا تو ہی نے تو مجھ کو نیزہ مارا۔ حجاج نے کہا کیوں کر؟ انہوں نے کہا تم نے اس دن ہتھیار اٹھوائے جس دن ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے تھے اور حرم میں ہتھیار لایا جبکہ حرم میں ہتھیار نہیں آنے پاتے تھے ف۲

ف۱ کیونکہ نیزہ رکاب میں سے نکل کر ان کے پاؤں میں چبھ گیا ۔ ف۲ حجاج ظالم ملعون دل میں عبداللہ بن عمرؓ سے دشمنی رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے اس کو کعبہ پر منجنیق لگانے اور عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کرنے پر ملامت کی تھی۔ دوسرے عبدالملک بن مروان نے جو خلیفۂ وقت تھا حجاج کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی اطاعت کرتا رہے۔ یہ امر اس مردود پر شاق گزرا اور اس نے چپکے سے ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے زہر آلود برچھا عبداللہ بن عمرؓ کے پاؤں میں گھسیڑ دیا۔ خود ہی تو یہ شرارت کی اور خود ہی کیا مسکین بن کر عبداللہ کی عیادت کو آیا۔ واہ رے مکار خدا کو کیا جواب دے گا۔ آخر عبداللہ بن عمرؓ نے جو اللہ کے بڑے مقبول بندے اور بڑے عالم اور عابد اور زاہد اور صحابی رسولؐ تھے اس کا مکر پہچان لیا اور فرمایا کہ تو نے

ہی تو مارا ہے اور تو ہی کہتا ہے کہ ہم مجرم کو پالیں تو اس کو سخت سزا دیں ؎

جفا کردی و خود کشتی بہ تیغِ ظلم مارا بہانہ ہیں برائے پرسشِ بیماری آئی

٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ ابْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ هُوَ؟ فَقَالَ: صَالِحٌ، قَالَ: مَنْ أَصَابَكَ؟ قَالَ: أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ، فِي يَوْمٍ لَا يَحِلُّ فِيهِ حَمْلُهُ، يَعْنِي الْحَجَّاجَ-

ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے اسحٰق بن سعید ابن عمرو بن سعید بن عاص نے اس نے اپنے باپ سعید سے اس نے کہا حجاج عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا۔ میں وہاں موجود تھا، کہنے لگا آپ کا مزاج کیسا ہے، انہوں نے کہا اچھا ہوں، کہنے لگا یہ برچھ کس نے مارا، انہوں نے کہا اس نے جس نے اس دن ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا جس دن ہتھیار اٹھانا درست نہیں، یعنی حجاج نے۔

بَابُ التَّبْكِيرِ لِلْعِيدِ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُسْرٍ: إِنْ كُنَّا فَرَغْنَا فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ-

باب عید کی نماز کے لیے سویرے جانا اور عبداللہ بن بسر صحابی نے ملک شام میں امام کے دیر سے نکلنے پر اعتراض کیا اور کہا اس وقت تو ہم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے یعنی جس وقت نفل پڑھنا درست ہوتا ہے ف

ف ا یعنی اشراق کی نماز، مطلب یہ ہے کہ سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہو جائے بس یہی عید کی نماز کا افضل وقت ہے اور جو لوگ عید کی نماز میں دیر کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ خصوصاً عید اضحیٰ کی نماز کو اور جلد پڑھنا چاہیے تاکہ لوگ قربانی وغیرہ سے جلد فارغ ہو جائیں اور سنت کے موافق قربانی میں سے کھائیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج دو نیزے بلند ہوتا اور عید اضحیٰ کی جب ایک نیزہ بلند ہوتا۔

٨٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا: أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا عید اضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا دیکھو اس دن جو کام ہم پہلے کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر خطبہ پڑھ کر، لوٹتے ہیں تو قربانی کرتے ہیں۔ جو کوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریق پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا،

أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ، فَقَامَ خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، قَالَ: اجْعَلْهَا مَكَانَهَا، أَوْ قَالَ: اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

اس کا جانور تو گوشت کا جانور ہوا جس کو اس نے جلدی سے اپنے گھر والوں کے لیے کاٹ لیا قربانی سے کیا تعلق، کچھ بھی نہیں۔ یہ سن کر ابو بردہ بن نیارؓ میرے ماموں کھڑے ہوئے کہنے لگے یارسول اللہؐ میں نے تو نماز سے پہلے ذبح کر لیا اور میرے پاس ایک سال کی ایک پٹھیا ہے جو دو سال والی بکری سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسی کو اس کے بدلہ سمجھ لے یا کاٹ لے اور تیرے بعد پھر ایک سال کی پٹھیا کسی کو کافی نہ ہو گی ف۱

ف۱ اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اس دن پہلے جو کام ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے۔ اس سے یہ نکلا کہ عید کی نماز صبح سویرے پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ جو کوئی دیر میں پڑھے گا وہ نماز سے پہلے دوسرے کام کرے گا تو پہلا کام اس کا اس دن نماز نہ ہو گا؛

بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ- أَيَّامُ الْعَشْرِ، وَالْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ: أَيَّامُ التَّشْرِيقِ- وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا، وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ۔

باب: ایام تشریق میں عمل کرنے کی فضیلت ف۱

اور ابن عباسؓ نے کہا قرآن شریف میں جو ایام معلومات آئے ہیں ف۲ ان سے ذی حجہ کے دس دن مراد ہیں اور ایام معدودات سے ف۳ ایام تشریق مراد ہیں ف۴ اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ ذی حجہ کے دس دنوں میں بازار کو جاتے تکبیر کہتے ہوئے ف۵ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے ف۶ اور امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر کہی ف۷

ف۱ فقہاء کے نزدیک ایام تشریق ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔ حافظ نے کہا تشریق عید کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس دن سورج اچھی طرح نکل آنے کے بعد نماز پڑھتے ہیں اور ۱۱-۱۲-۱۳ کو بھی عید کے ذیل میں ایام تشریق کہہ دیتے ہیں اور شعبی نے کہا جو کوئی تشریق سے پہلے ذبح کرے یعنی عید کی نماز سے پہلے وہ دوبارہ ذبح کرے؛ ف۲ یعنی سورۂ حج میں ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات اور امام بخاری نے جو اذکر واللہ کہا اس لفظ سے قرآن میں نہیں ہے؛ ف۳ یعنی سورۂ بقرہ میں واذکروا اللہ فی ایام معدودات؛ ف۴ اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا؛ ف۵ اس اثر کی مناسبت ترجمۂ باب سے بالکل نہیں ہے مگر امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ذرا بھی تعلق ہو تو ایک بات کو بیان کر دیتے ہیں چونکہ ایام تشریق کی طرح ذی الحجہ کے دنوں میں بھی حج کے کام کیے جاتے ہیں لہذا ایام تشریق کے ساتھ ان کا بھی ذکر کر دیا؛ ف۶ اس کو بغوی

اور بیہقی نے ہی معلقاً ذکر کیا ہے، باسناد نہیں ملا ؛ ف یعنی ایام تشریق میں جمہور علماء فرض کے بعد ان دنوں میں تکبیر کے قائل ہوئے ہیں اس کو دار قطنی نے وصل کیا ؛

٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلُ مِنَ الْعَمَلِ فِي هَذِهِ، قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے مسلم سے جو توندل تھا ف۱ اس نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا کسی دن میں عمل کرنا ان دنوں میں عمل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے ف۲ لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں، آپؐ نے فرمایا جہاد بھی نہیں مگر ہاں، اس کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا ف۳

ف۱ بڑی توند والا تھا اسی لیے اس کا لقب بطین ہوا یعنی پیٹ والا ؛ ف۲ یعنی ذی الحجہ کے دس دن میں عمل کرنا اور سب دنوں میں عمل کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے چونکہ ان دس دنوں میں عید کا دن بھی آگیا لہٰذا ترجمۂ باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ عید کا دن ایک قول پر ایام تشریق میں ہے اور ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کے اثر کی بھی مناسبت ثابت ہوگئی جس کے لیے کرمانی وغیرہ نے تکلف کیا ہے ؛ ف۳ بلکہ جان و مال دونوں خدا کی راہ میں نثار کر دے ؛

بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ، وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَكَانَ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ

باب منیٰ کے دنوں میں تکبیر کہنا ف۱ اور جب نویں تاریخ صبح کو عرفات جائے اور ابن عمرؓ منا میں اپنے ڈیرے میں تکبیر کہتے اور مسجد والے سن کر وہ بھی تکبیر کہتے اور بازار والے بھی کہنے لگتے یہاں تک کہ ساری منا تکبیر سے کانپ جاتی ف۲ اور ابن عمرؓ ان دنوں میں منا میں تکبیر کہتے اور نمازوں کے بعد اور اپنے بچھونے پر اور اپنے ڈیرے میں اور اپنی مجلس میں اور رستے میں چلتے ہوئے ان سب دنوں میں ف۳ اور ام المؤمنین میمونہؓ دسویں تاریخ تکبیر کہتیں ف۴ اور عورتیں مسجد میں ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے پیچھے ایام تشریق میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتیں ف۵

فِي الْمَسْجِدِ۔

ف۱ منا میں رہنے کے دن مراد ہیں یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ ف۲ اس کو سعید بن منصور اور ابو عبید اور بیہقی نے وصل کیا ف۳ اس کو ابن منذر اور فاکہی نے وصل کیا ف۴ حافظ نے کہا میں نے اس اثر کو موصولاً نہیں پایا۔ قسطلانی نے صاحب عمدہ سے نقل کیا کہ اس کو بیہقی نے نکالا ف۵ اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب العیدین میں وصل کیا

۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے کہا مجھ سے محمد بن ابی بکر ثقفی نے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے پوچھا جب ہم دونوں صبح کو منا سے عرفات کو جا رہے تھے، لبیک پکارنا کیسا ہے اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے انہوں نے کہا لبیک کہنے والا لبیک کہتا اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور تکبیر کہنے والا تکبیر، اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا ف۱

ف۱ باب کا مطلب اس جملہ سے نکلتا ہے ہم دونوں صبح کو منا سے عرفات کو جا رہے تھے۔ انسؓ نے تکبیر کو لبیک کے بدلہ کہنا جائز سمجھا۔ انسؓ کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل لبیک نہ کہے۔ لبیک تو کہنا اس وقت تک سنت ہے جب تک جمرۂ عقبہ کی رمی کرے

۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ، حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ۔

ہم سے محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے اُمّ عطیہ سے انہوں نے کہا (آنحضرتؐ کے عہد میں) ہم کو عید کے دن نکلنے کا حکم ہوتا۔ یہاں تک کہ کنواری عورت بھی پردے میں سے نکلتیں اور حائضہ بھی نکلتیں۔ وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں، مردوں کے ساتھ تکبیریں کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتیں، اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں ف۱

ف۱ پاکیزگی سے مراد گناہوں کی معافی ہے

باب الصلاة إلى الحربة يوم العيد۔

٨٩۔ حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا عبد الوهاب قال: حدثنا عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان تركز له الحربة قدامه يوم الفطر والنحر ثم يصلي۔

باب: عید کے دن برچھی کی آڑ میں نماز پڑھنا۔

ہم سے محمد بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن آپؐ کے سامنے برچھی گاڑی جاتی پھر آپؐ (اس کی آڑ میں) نماز پڑھتے۔

باب حمل العنزة أو الحربة بين يدي الإمام يوم العيد۔

٩٠۔ حدثنا إبراهيم(٢) بن المنذر قال: حدثنا الوليد قال: حدثنا أبو عمرو قال: أخبرني نافع، عن ابن عمر قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يغدو إلى المصلى والعنزة بين يديه تحمل وتنصب بالمصلى بين يديه فيصلي إليها۔

باب: گانسی یا برچھی عید کے دن امام کے آگے آگے لے کر چلنا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید ابن مسلم نے کہا ہم سے امام ابو عمرو اوزاعی نے کہا مجھ سے نافع نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عیدگاہ کو جاتے اور برچھی آپؐ کے آگے آگے لے چلتے۔ وہ عیدگاہ میں آپؐ کے سامنے گاڑی جاتی۔ آپؐ اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔

باب خروج النساء والحيض إلى المصلى۔

٩١۔ حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال: حدثنا حماد، عن أيوب، عن محمد، عن أم عطية قالت: أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم أن نخرج العواتق وذوات الخدور، وعن أيوب، عن حفصة بنحوه، وزاد في حديث حفصة قال: أو قالت العواتق وذوات الخدور

باب: عورتوں اور حیض والیوں کا عیدگاہ کو جانا۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے امّ عطیہ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم جوان عورتوں پردے والیوں کو (عید کے دن نکالیں) اور ایوب نے حفصہؓ سے ایسی روایت کی حفصہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ایوب نے کہا یا حفصہ نے کہ جوان عورتوں کو اور پردے والیوں کو اور حیض والیاں نماز کی جگہ سے

وَيَعْتَزِلْنَ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى۔ علیحدہ رہیں ف

ف نمازیوں میں نہ ملیں بلکہ علیحدہ مسجد کے باہر رہیں. قسطلانی نے کہا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا جب کہ فساد سے امن تھا۔ اب بھی بوڑھی عورتوں کا اور جو خوبصورت نہ ہوں ان کا عیدگاہ میں حاضر ہونا مستحب ہے لیکن نہ خوشبو لگائیں نہ عمدہ کپڑے پہنیں نہ زینت کریں، صرف پانی سے طہارت کر کے آجائیں اور حسین عورتوں کو تو عیدگاہ اور مسجد میں آنا مکروہ ہے۔ وہ عید کی نماز اپنے گھر میں پڑھ لیں انتہیٰ۔ میں کہتا ہوں یہ قسطلانی کا اجتہاد ہے شافعیہ کی تقلید سے اور حدیث اس کے برخلاف ناطق ہے اور فساد کا انسداد حاکم وقت کو کرنا چاہیے ؛

بَابُ خُرُوجِ الصِّبْيَانِ إِلَى الْمُصَلَّى۔

باب : بچوں کا عیدگاہ کو جانا۔

۹۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَصَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ۔

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے کہا میں عیدالفطر یا عیدالضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ ان کو وعظ نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ۔

باب : امام عید کے خطبے میں لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو ابوسعید خدریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مقابل کھڑے ہوتے ف

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا باب الخروج الی المصلیٰ میں ؛

۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحَى إِلَى الْبَقِيعِ

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے انہوں نے زبید سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید اضحیٰ کے دن بقیع کی طرف نکلے ف اور دو رکعتیں (عید کی)

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ وَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ شَيْءٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، قَالَ: اذْبَحْهَا وَلَا تَفِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

پڑھائیں۔ پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا پہلی عبادت جو اس دن ہم کو کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ نماز شروع کریں پھر (نماز اور خطبے سے) لوٹ کر قربانی کریں جو کوئی ایسا کرے گا، وہ ہماری سنت پر چلا اور جس نے نماز سے پہلے جانور کاٹ لیا اس نے اپنے گھر والوں (کو گوشت کھلانے) کے لیے جلدی سے کاٹ لیا وہ کچھ قربانی نہیں ہے، یہ سن کر ایک شخص (ابو بردہؓ) کھڑا ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ میں تو کاٹ چکا اب میرے پاس ایک پٹھیا ہے ایک سال کی جو دو سال والی سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسی کو کاٹ اور تیرے بعد پھر کسی کی طرف سے ایسی پٹھیا جائز نہ ہوگی۔

ف بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے۔

بَابُ الْعَلَمِ الَّذِي بِالْمُصَلَّى۔

باب: عیدگاہ میں نشان لگانا ف

ف یعنی کوئی اونچی چیز جیسے لکڑی وغیرہ۔ اس سے یہ غرض تھی کہ عیدگاہ کا مقام معلوم رہے۔

٩٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهُ: أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهُ حَتّٰى أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُهُنَّ يُهْوِينَ بِأَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن عابس نے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا ان سے پوچھا گیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا ہاں اور اگر میرے چھٹپنے کی وجہ سے آنحضرتؐ کو مجھ سے الفت نہ ہوتی تو میں آپؐ کے ساتھ نہ رہ سکتا۔ آپؐ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے نزدیک ہے ف آپؐ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے ان کو وعظ اور نصیحت کی، خیرات کا حکم دیا۔ میں نے خود دیکھا عورتیں اپنے ہاتھ پھیلاتیں اور بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتیں۔ پھر آپؐ بلال سمیت اپنے گھر کو چلے۔

ف کثیر بن صلت کا گھر آنحضرتؐ کے بعد بنایا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں کو عیدگاہ کا مقام بتلانے کے لیے اس کا پتہ دیا۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ الْعِيدِ۔

۹۵۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: زَكَاةَ يَوْمِ الْفِطْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ، تُلْقِي فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَتَرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذَلِكَ يُذَكِّرُهُنَّ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَهُ؟ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ۔ الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا، آنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ؟ قَالَتِ امْرَأَةٌ

باب: امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا۔

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا۔ خطبہ سے فراغت کرکے اس جگہ سے چلے بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیکا دیے ہوئے عورتوں کے پاس آئے ان کو نصیحت کی، بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطا سے پوچھا کیا صدقہ فطر دے رہی تھیں؟ انہوں نے کہا نہیں اس وقت ایک الگ خیرات تھی کوئی عورت اپنا چھلا ڈالتی اور دوسری عورتیں بھی ایسا ہی کرتیں۔ پھر میں نے عطا سے کہا کیا امام پر عورتوں کو نصیحت کرنا لازم ہے انہوں نے کہا البتہ لازم ہے اور اماموں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسا نہ کریں۔ ابن جریج نے کہا مجھ سے حسن ابن مسلم نے بیان کیا انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں عید الفطر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ شریک رہا۔ وہ سب پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ اس کے بعد سناتے تھے غرض (خطبہ سنا کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے نکلے گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے ف پھر آپ صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس آئے بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے (سورہ ممتحنہ کی) یہ آیت پڑھی اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں تیرے پاس بیعت کرنے کو آئیں اخیر تک۔ اور فرمایا کیا تم ان باتوں پر قائم ہو؟ کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا۔

وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ، لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ، قَالَ: فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاءٌ أَبِي وَأُمِّي، فَيُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ: الْخَوَاتِيمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

صرف ایک عورت نے کہا ہاں۔ حسن بن مسلم کو معلوم نہیں کہ وہ کونسی عورت تھی ف۲ آپؐ نے فرمایا اچھا تو خیرات تو کرو۔ پھر بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا لاؤ ڈالو تم پر میرے ماں باپ قربان! وہ لگیں چھلّے اور انگوٹھیاں بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے۔ عبدالرزاق راوی نے کہا حدیث میں جو فتخ کا لفظ ہے اس سے بڑے چھلّے مراد ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں پہنتی تھیں ف۳

ف۱ حافظ نے کہا شاید لوگوں نے چل کھڑے ہونے کا قصد کیا ہوگا تو آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ ابھی بیٹھے رہو۔ ف۲ کہتے ہیں کہ یہ عورت اسماء بنت یزید تھی جیسے بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا عورتو تم اکثر دوزخ میں جاؤگی۔ اسماء نے کہا میں ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دلیر تھی میں نے عرض کیا کیوں یارسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا تم لعنت پھٹکار بہت کیا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری تمہارا اشعار ہے۔ ف۳ یعنی پاؤں کی انگلیوں میں مسلم کی روایت میں جھانجروں کا ذکر ہے۔ اصمعی نے کہا فتخ وہ انگوٹھی جس میں نگینے ہوں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے لگیں چھلّے اور آرسیاں ڈالنے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي الْعِيدِ۔

باب: اگر کسی عورت کے پاس دوپٹہ یا چادر نہ ہو۔

۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ: كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيدِ۔ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَأَتَيْتُهَا فَحَدَّثَتْ أَنَّ زَوْجَ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، فَكَانَتْ أُخْتُهَا مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى وَنُدَاوِي الْكَلْمَى فَقَالَتْ

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے کہا ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن باہر نکلنے سے منع کیا کرتے تھے۔ پھر ایک عورت (باہر سے) بصرے میں آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری۔ میں اس سے ملنے گئی۔ اس نے بیان کیا اس کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے ف۱ اور چھ جہادوں میں اس کی بہن بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھی۔ اس نے کہا ہم بیماروں کی خدمت کیا کرتیں اور زخمیوں کی دوا دارو ف۲

يَا رَسُولَ اللّٰهِ: أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ حَفْصَةُ: فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ أَتَيْتُهَا فَسَأَلْتُهَا: أَسَمِعْتِ فِي كَذَا وَكَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ بِأَبَا، وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَتْ بِأَبَا، قَالَ: لِتَخْرُجَ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ أَوْ قَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ، شَكَّ أَيُّوبُ، وَالْحُيَّضُ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا: آلْحُيَّضُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَلَيْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا؟

اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا ہم میں سے کسی عورت کے پاس دوپٹہ یا چادر نہ ہو تو کچھ قباحت تو نہیں اگر وہ عید کے دن نہ نکلے؟ آپؐ نے فرمایا اس کی ہم جولی اپنی چادر یا دوپٹہ اس کو پہنا دے وٹ۳ اور عورتوں کو لازم ہے کہ ثواب کے کام میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ حفصہ نے کہا جب ام عطیہؓ (بصرے میں) آئیں تو میں نے ان سے پوچھا تم نے ان باتوں میں کچھ سُنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میرا باپ آپؐ پر سے قربان وٹ۴ اور ام عطیہ کم ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں اور یہ نہ کہتیں کہ میرا باپ آپؐ پر سے قربان، آپؐ نے فرمایا جوان پردے والیاں یا جوان اور پردے والیاں عورتیں ہی نکلیں، یہ شک ایوب کو ہوا۔ اور حیض والیاں بھی مگر حیض والیاں نماز کی جگہ سے جدا رہیں اور نیک کام میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ حفصہ نے کہا میں نے ام عطیہؓ سے کہا حیض والیاں بھی نکلیں؟ انہوں نے کہا کیا حیض والی حج میں عرفات میں نہیں آتی کیا فلاں جگہ نہیں آتی فلاں جگہ وٹ۵

وٹ۱ نہ اس عورت کا نام معلوم ہوا نہ اس کے بہنوئی کا، کہتے ہیں یہ عورت ام عطیہؓ کی بہن تھی ۔ وٹ۲ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو عورت غیر محرم مردوں سے بات کر سکتی ہے، ان کو ہاتھ لگا سکتی ہے، ان کی خدمت کر سکتی ہے وٹ۳ اس حدیث سے عید کی نماز کے لیے عورتوں کے نکلنے کی تاکید ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں کو عید کے دن نکالتے تھے تو اب اور کسی شریف کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اس سے انکار کرے ۔ وٹ۴ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے ۔ وٹ۵ یعنی منا مزدلفہ وغیرہ سب مقامات میں جاتی ہے۔ حج کے سب ارکان بجالاتی ہے، صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کرتی۔

بَابُ اعْتِزَالِ الْحُيَّضِ الْمُصَلَّى۔

باب: حیض والیاں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: أُمِرْنَا

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن عدی نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا ام عطیہؓ نے کہا ہم کو آنحضرتؐ کا

أَنْ نُخْرِجَ فَنُخْرِجَ الْحُيَّضَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: أَوِ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔

حکم تھا کہ (عید کے دن) نکلیں۔ پھر ہم حیض والیوں اور جوانوں اور پردے والیوں سب کو نکالتے۔ ابنِ عون نے کہا یا یوں کہا جوانوں پردے والیوں کو مگر حائضہ عورتیں صرف مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں نماز کے مقام سے الگ رہیں۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلَّى۔

باب: عیدِ اضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نحر اور ذبح کرنا ف

ف نحر اونٹ کا ہوتا ہے باقی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں، اونٹ کو بٹھا کر یا کھڑے کھڑے اس کے سینہ میں برچھہ یا خنجر مار دیتے ہیں، اس کا نام نحر ہے۔

۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ ابْنُ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے کثیر بن فرقد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابنِ عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ ہی میں نحر اور ذبح کیا کرتے ف

ف کیونکہ قربانی شعائرِ اسلام سے ہے تو اس کا اظہار مجمع عام میں افضل ہے۔ مالکیہ نے کہا ہے جب تک امام ذبح نہ کرے دوسرے لوگ بھی اپنی قربانیاں نہ کاٹیں۔ یہ وہاں ہے جہاں متشرع امام موجود ہو اور وہ خود قربانی کرتا ہو۔ اگر امام ہی نہ ہو یا ہو اور بے شرع ہو قربانی نہ کرے تو دوسرے لوگ اپنے وقت پر یعنی نماز کے بعد قربانی کر سکتے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے۔

بَابُ كَلَامِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ فِي خُطْبَةِ الْعِيدِ، وَإِذَا سُئِلَ الْإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ۔

باب: عید کے خطبے میں امام کا اور لوگوں کا باتیں کرنا ف اور امام کا جواب دینا جب خطبے میں اس سے کچھ پوچھا جائے۔

ف بات کرنے کی ممانعت صرف جمعہ کے خطبے میں ہے عید کے خطبے میں نہیں۔

۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام ابن سلیم نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو عیدِ اضحیٰ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ، فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ، قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ جَذَعَةٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَهَلْ تَجْزِي عَنِّي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ۔

دن نماز کے بعد خطبہ سنایا اور فرمایا جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کرے اس کی قربانی درست ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ (قربانی کاہے کو ہوئی) گوشت کی بکری ہوئی۔ ابوبردہ بن نیارؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے تو نماز کے لیے نکلنے سے پیشتر ہی قربانی کر لی۔ میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے اس لیے میں نے جلدی کی۔ خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو گوشت کی بکری ٹھہری ف ابوبردہؓ نے کہا میرے پاس ایک پٹھیا ہے سال بھر کی، دو بکریوں سے افضل ہے۔ کیا میری طرف سے اس کی قربانی صحیح ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، مگر تیرے بعد پھر اور کسی کو کافی نہ ہو گی۔

ف اس سے یہ نکلا کہ امام اور لوگ عید کے خطبے میں بات کر سکتے ہیں اور آگے کے فقروں سے وہ نکلتا ہے کہ امام سے کوئی بات پوچھے تو وہ جواب دے۔

١٠٠۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُعِيدَ ذَبْحَهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ: جِيرَانٌ لِي، إِمَّا قَالَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَإِمَّا قَالَ فَقْرٌ، وَإِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعِنْدِي عَنَاقٌ لِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ فِيهَا۔

ہم سے حامد بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا اور لوگوں کو یہ حکم دیا جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا وہ دوبارہ ذبح کرے۔ یہ سن کر ایک انصاری مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ میرے کچھ ہمسایہ ہیں، ان کو بھوک کی تکلیف رہتی ہے یا یوں کہا وہ محتاج ہیں اور میں نے (اس وجہ سے) نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ اب میرے پاس ایک سال کی ایک پٹھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپؐ نے اس کو اجازت دی ف

ف کہ اسی پٹھیا کی قربانی کرے، یہ پوچھنے والا شخص ابو بردہ بن نیار تھا جیسے اُوپر کئی بار گزر چکا ؞

۱۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ: ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے جندب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید اضحیٰ کے دن نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ سنایا پھر قربانی کی اور فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو وہ اس کے بدلہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے ف

ف اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے خطبہ کی حالت میں یہ حکم دیا اور شاید خطبہ ہی میں دیا ہو جیسے اگلی روایتوں میں ہے اور اس روایت کو امام بخاریؒ ان کی تائید کے لیے لائے۔ اس حدیث سے قربانی کا وجوب نکلتا ہے حنفیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک وُہ سنّت ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کو سنّت کہا ہے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جس کو امام مسلمؒ نے نکالا کہ جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور قربانی کا ارادہ کیا تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کترائے ؞

بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيدِ۔

باب: جو شخص عید گاہ کو ایک رستے سے جائے، وُہ گھر کو دوسرے رستے سے آئے۔

۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ، تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدِيثُ جَابِرٍ أَصَحُّ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو تمیلہ نے خبر دی۔ اس کا نام یحییٰ بن واضح تھا۔ اس نے فلیح بن سلیمان سے انہوں نے سعید بن حارث سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو ایک رستے سے عید گاہ کو جاتے دوسرے سے آتے۔ ابو تمیلہ کے ساتھ فلیح بن سلیمان سے اس حدیث کو یونس نے بھی روایت کیا لیکن انہوں نے سعید کے بعد ابو ہریرہؓ کہا اور جابرؓ کی روایت زیادہ صحیح ہے ف

ف یعنی جو شخص سعید کا شیخ جابرؓ کو قرار دیتا ہے۔ اس کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے جو ابو ہریرہؓ کو سعید کا شیخ کہتا ہے۔ یونس کی اس روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ؞

بَابٌ إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَذَلِكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوتِ وَالْقُرَى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ أَبِي غَنِيَّةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ يُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ، وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

باب: اگر کسی کو عید کی نماز (جماعت سے) نہ ملے تو اکیلے دو رکعتیں پڑھ لے ف۱ عورتیں بھی اور جو لوگ گھروں اور گاؤں وغیرہ میں ہوں (اور جماعت میں نہ آسکیں) ایسا ہی کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمانوں! یہ ہماری عید ہے ف۲ اور انس بن مالکؓ نے اپنے غلام ابن ابی غنیہ کو زاویہ میں ف۳ حکم دیا۔ اس نے انسؓ کے سب گھر والوں اور بیٹوں کو جمع کیا اور انسؓ نے شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھائی اور ویسی ہی تکبیریں کہیں اور عکرمہ نے کہا گاؤں دیہات والے بھی عید کے دن جمع ہوں اور (شہر والوں کی طرح) دو رکعتیں پڑھیں جیسے امام پڑھتا ہے ف۴ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر عید کی نماز نہ ملے تو دو رکعتیں پڑھ لے ف۵

ف۱ جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے۔ امام احمد نے کہا چار رکعتیں پڑھے ابن مسعودؓ سے ایسے ہی مروی ہے ؛ ف۲ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ عید کی نماز سب کو پڑھنا چاہیئے خواہ گاؤں میں ہوں یا شہر میں اور وہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور تشریق یعنی عید شہر ہی میں چاہیئے اس کی پیروی نہیں کی ؛ ف۳ زاویہ ایک گاؤں تھا بصرے سے چھ میل پر انسؓ نے وہاں اپنا مکان بنوایا تھا ؛ ف۴ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ؛ ف۵ اس کو فریابی نے اپنی مصنف میں وصل کیا ؛

١٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى، وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ابوبکر صدیقؓ ان کے پاس گئے منا کے دنوں میں ف۱ وہاں دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں (بعاث کی لڑائی کے شعر گا رہی تھیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کپڑا تانے پڑے تھے۔ ابوبکرؓ نے ان لڑکیوں کو جھڑکا۔ اس وقت آپؐ نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا ابوبکرؓ جانے بھی دو، یہ عید کے دن ہیں اور وہ بھی منا میں ف۲ اور حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ، يَعْنِي مِنَ الْأَمْنِ۔

وسلّم میری آڑ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ مسجد میں (ہتیاروں سے) کھیل رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے دو اور اُن سے فرمایا بنی ارفدہ تم بے فکر کھیلو ف۳

ف۱ یعنی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ میں ؛ ف۲ ایک تو عید کے دن خود خوشی کے دن ہیں دُوسرے منا میں اور زیادہ خوشی ہے کہ اللہ نے حج نصیب کیا ؛ ف۳ بنی ارفدہ حبشیوں کو کہتے ہیں، وجہ تسمیہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاریؒ نے باب کا مطلب اس سے یوں نکالا کہ جب ہر ایک شخص کے لیے یہ دن خوشی کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنی ہو گی ؛

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا،

وَقَالَ أَبُو الْمُعَلَّى: سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْعِيدِ۔

باب: عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل پڑھنا کیسا ہے اور ابوالمعلی (یحییٰ بن میمون) نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے ابن عباسؓ سے وہ عید سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ جانتے تھے ف۱

ف۱ حافظ نے کہا مجھ کو اثر موصولاً نہیں ملا اور ابوالمعلی سے اس کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے ؛

۱۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَمَعَهُ بِلَالٌ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عدی ابن ثابت نے کہا میں نے سعید بن جبیرؓ سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلے۔ پھر دو رکعتیں (عید کی) پڑھائیں۔ نہ ان سے پہلے نفل پڑھے نہ اُن کے بعد اور بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے ف۱

ف۱ اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ حنفیہ نے کہا عید سے پہلے مکروہ ہے بعد میں نہیں ؛

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب الوتر

وتر کے باب

بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ

باب: وتر کا بیان ف

ف اہل حدیث اور امام احمد اور شافعی اور سب علماء کے نزدیک وتر سنت ہے اور امام ابوحنیفہؒ اس کو واجب کہتے ہیں حالانکہ عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وتر سنت ہے لیکن اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ نے ان دونوں صاحبوں کے بھی خلاف کیا ہے۔

۱۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى، وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع اور عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک شخص (عبداللہ بن عمرؓ یا کوئی) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز (تہجد) کو پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی ف اور اسی سند سے نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وتر کی جب تین رکعتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے یہاں تک کہ کسی ضرورت سے بات بھی کرتے ف۲

ف اس حدیث سے دو باتیں نکلیں ایک یہ کہ رات کی نماز دو دو رکعت کرکے پڑھنا چاہئیں یعنی ہر دوگانے کے بعد سلام پھیرے۔ دوسرے وتر کی ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور ان کی دلیل ضعیف ہے۔ صحیح حدیثوں سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اور تفصیل امام محمد بن نصر مروزی کی کتاب الوتر والنوافل میں ہے۔ ف۲ اس روایت سے گو عبداللہ بن عمرؓ کا تین رکعتیں وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر حنفیہ کے لیے کچھ مفید نہیں کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ وتر کی تین ہی رکعتیں پڑھتے۔ علاوہ اس کے دو سلام سے تین رکعتیں وتر کی ثابت

ہیں اور حنفیہ ایک سلام سے کہتے ہیں محمد بن نصر مروزی نے کہا کہ ایک سلام سے تین رکعتیں وتر کی پڑھنا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور حافظ نے اس پر اعتراض کیا ہے پھر اس کا جواب دیا ہے ؎

١٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ وِسَادَةٍ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَصَنَعْتُ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے عبداللہ ابن عباسؓ نے ان سے کہا وہ ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہے وہ کہتے ہیں میں بچھونے کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی بی بی اس کی لمبائی میں لیٹے آپ سو گئے جب آدھی رات گزر گئی یا اس کے لگ بھگ تو آپ جاگے منہ پر ہاتھ پھیر کر نیند کا خمار دفع کرتے تھے پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں ف۱ پھر ایک پرانی مشک پانی کی لٹک رہی تھی اس کی طرف گئے اور اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں نے بھی جیسا آپؐ نے کیا تھا وہی کیا اور آپؐ کے بازو کھڑا ہوا آپؐ نے پیار سے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملنے لگے ف۲ پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) پھر (ایک رکعت) وتر۔ پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آیا (نماز کے لیے بلانے کو) اس وقت آپؐ اٹھے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں، پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

ف۱ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار ؎ ف۲ معلوم ہوا کہ اس قدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی ؎

١٠٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا مجھ سے عبداللہ

قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ، قَالَ الْقَاسِمُ: وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ وَإِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ، أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَأْسٌ۔

بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ پھر جب تو نماز سے فارغ ہونا چاہے تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ تیری ساری نماز کو طاق کر دے گی۔ قاسم بن محمد نے کہا ہمیں تو جب سے ہوش آیا ہم نے کئی لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا اور تین یا ایک سب جائز ہے اور مجھ کو امید ہے کسی میں قباحت نہ ہوگی ف ۱

ف ۱ یہ قاسم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے تھے، بڑے عالم اور فقیہ تھے، ان کے کلام سے اس شخص کی غلطی معلوم ہوگئی جو ایک رکعت نماز کو نادرست جانتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ صحیح حدیثیں دیکھ کر پھر کوئی مسلمان یہ کیسے کہے گا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا نادرست ہے۔ اب یہ حدیث کہ آپؐ نے تبیرا سے منع کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت پوری نہ پڑھے، دوسرے یہ حدیث ضعیف ہے صحیح حدیثوں کے معارضہ کے لائق نہیں ہے۔

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ، تَعْنِي بِاللَّيْلِ، فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) گیارہ رکعتیں (وتر اور تہجد کی) پڑھا کرتے تھے رات کی نماز آپؐ کی یہی تھی ف ۱ ان میں سجدہ اتنی دیر تک کرتے کہ آپؐ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت کی پڑھا کرتے۔ پھر داہنی کروٹ پر (ذرا دیر) لیٹ جاتے ف ۲ یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے بلانے کو آپؐ کے پاس آتا۔

ف ۱ بس گیارہ رکعتیں انتہا ہیں وتر کی، دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان

میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اب ابن عباس رضؓ کی حدیث میں جو تیرہ رکعتیں مذکور ہیں تو اس کی رُو سے بعضوں نے انتہا وتر کی تیرہ رکعتیں قرار دی ہیں۔ بعضوں نے کہا اُن میں دو رکعتیں عشاء کی سنت کی تھیں تو وتر کی وہی گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ غرض وتر ایک رکعت سے لے کر تین، پانچ، سات، نو، گیارہ رکعتوں تک منقول ہے۔ بعضے کہتے ہیں ان گیارہ رکعتوں میں آٹھ تہجد کی تھیں اور تین وتر کی اور صحیح یہ ہے کہ تراویح، تہجد، وتر، صلوٰۃ اللیل سب ایک ہی ہیں ؛
ف۲ یہی ایک سنت ہے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر داہنے کروٹ پر لیٹ رہے، صدقے آپؐ کی سنت کے، آپؐ کی ایک ادنیٰ سنت پر عمل کرنا جیسے یہ ہے یا عیدگاہ کو ایک راستے سے جانا، دوسرے رستے سے آنا، یا بازار کا سودا سلف اپنے ہاتھ سے اُٹھا لانا یا گھر کے کام اپنے ہاتھ سے کر لینا بڑی بڑی بدعتوں سے مثلاً مدرسہ اور خانقاہ بنانے سے کہیں زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ محبوب کی یہ چال ڈھال مالک کو پسند ہے۔ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن۔ تم کروڑ ہا روپیہ خلافِ سنت خرچ کرو تو اس کو پروا نہیں ہے اس کے حبیبؐ کے طریق پر ایک پیسہ خرچ کرو تو مقبول ہے۔

بَابُ سَاعَاتِ الْوِتْرِ، قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ۔

باب: وتر پڑھنے کے وقت ابوہریرہؓ نے کہا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیّت فرمائی سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو ف۱۔

ف۱ جس شخص کو اخیر رات میں اپنے جاگنے پر بھروسا نہ ہو تو اس کو وتر پڑھ کر ہی سونا چاہیئے۔ ابوہریرہؓ کے اس قول کو اسحاق ابن راہویہ نے اپنی سند میں وصل کیا؛

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ نُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ؟ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَكَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ، قَالَ حَمَّادٌ: أَيْ بِسُرْعَةٍ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے انس بن سیرین نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کیا تم سمجھتے ہو میں فجر کی سنتوں میں لمبی قرارت کیا کروں۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو رات کی نماز (تہجد) دو دو رکعتیں کرکے پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھ کر اُن کو طاق کر لیتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں تو اس طرح پڑھتے گویا آپؐ کے کان میں تکبیر کی آواز پڑ رہی ہے۔ حماد نے کہا یعنی جلدی ف۱

ف۱ جلدی سے یہی مراد ہے کہ ان میں مختصر سورتیں پڑھتے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ دو سورتیں کیا اچھی سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں کافرون اور اخلاص۔ ابن عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی سنتوں میں لمبی قرارت خلافِ سنت ہے؛

۱۱۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے مسلم بن کیسان نے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے سب حصوں میں وتر پڑھا اور اخیر میں آپؐ کا وتر صبح کے قریب پہنچا ف

ف وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب وقتوں میں پڑھا:

بَابُ إِيقَاظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ بِالْوِتْرِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وتر کے لیے اپنے گھر والوں کو جگانا۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ بن زبیر رض نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے میں بچھونے پر سوتی آڑی پڑی رہتی۔ جب آپؐ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی ف

ف معلوم ہوا نماز کے لیے جگانا مستحب ہے گو نماز سنت ہو۔ اس سے وتر کا وجوب نہیں نکلتا صرف اور نوافل کی نسبت اس کی زیادہ تاکید نکلتی ہے:

بَابٌ لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا۔

باب: وتر کو رات کی نماز کے اخیر میں پڑھے۔

۱۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمر رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا رات میں آخری نماز وتر کو رکھو ف

ف گویا رات کے شروع میں مغرب ہے وہ بھی وتر ہے اور اخیر رات میں بھی وتر ہے وہ بھی وتر یعنی طاق ہے۔ ابن عمرؓ رات کو جب جاگتے تو ایک رکعت پڑھ کر اگلا وتر توڑ ڈالتے پھر دو دو رکعتیں پڑھتے تھے اخیر میں پھر ایک رکعت وتر کی پڑھ لیتے۔

بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ۔

١١٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ، قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ۔

باب: جانور پر سوار رہ کر وتر پڑھنا۔

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا میں عبداللہ ابن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے رستے پر چل رہا تھا۔ مجھ کو ڈر ہوا صبح ہو جانے کا تو میں سواری پر سے اترا وتر پڑھا پھر (سواری جلدی چلا کر) ان سے مل گیا۔ انہوں نے کہا تم کہاں رہ گئے تھے۔ میں نے کہا میں ڈرا کہیں صبح نہ ہو جائے تو میں اترا، وتر پڑھا۔ عبداللہؓ نے کہا تم کو آنحضرت کی پیروی اچھی نہیں لگتی ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں قسم خدا کی۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونٹ پر سوار رہ کر وتر پڑھ لیتے تھے ف

ف یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ وتر واجب نہیں ہے اور یہ جو منقول ہے کہ کبھی عبداللہ بن عمرؓ سواری سے اتر کر پڑھتے تو یہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے تھا، نہ اس لیے کہ وتر واجب ہے ورنہ سواری پر اس کا پڑھنا صحیح نہ ہوتا۔

بَابُ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ۔

١١٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُومِئُ إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ

باب: سفر میں بھی وتر پڑھنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں رات کی نماز اپنی اونٹنی پر اشارے سے پڑھا کرتے وہ جدھر آپ کو لے جاتی مگر فرض نمازیں ف اور وتر اپنی

عَلٰی رَاحِلَتِهٖ۔ اونٹنی پر ہی پڑھتے ف۲

ف۱ یعنی فرض نمازیں اونٹنی سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے ہ ف۲ اس باب سے امام بخاریؒ نے اس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ سفر میں وتر پڑھنا سنت نہیں ہے اور یہ قول ضحاک سے منقول ہے ؛

بَابُ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ۔

باب: قنوت (وتر میں اور ہر نماز میں) رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد پڑھ سکتے ہیں ف۱

ف۱ گو ان حدیثوں میں جو امام بخاریؒ اس باب میں لائے خاص وتر میں قنوت پڑھنے کا ذکر نہیں ہے مگر جب فرض نمازوں میں قنوت پڑھنا جائز ہوا تو وتر میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور بعضوں نے کہا مغرب دن کا وتر ہے جب اس میں قنوت پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتر میں بھی ثابت ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو قنوت کو بدعت کہتے ہیں ؛

۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ: أَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقِيْلَ: أَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا۔

باب: ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کیا رکوع سے پہلے، انہوں نے کہا رکوع کے بعد تھوڑے دنوں تک ف۱

ف۱ یعنی ایک مہینے تک، اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح درست ہے اور صبح کی نماز میں اسی طرح ہر نماز میں جب مسلمانوں پر کوئی آفت آئے قنوت پڑھنا چاہیے۔ عبدالرزاق اور حاکم نے باسناد صحیح روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ شافعیہ کہتے ہیں قنوت ہمیشہ رکوع کے بعد پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں ہمیشہ رکوع سے پہلے پڑھے اور اہلحدیث سب سنتوں کا مزا لوٹتے ہیں۔

۱۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ، قُلْتُ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ؟ قَالَ: قَبْلَهٗ، قَالَ: فَإِنَّ فُلَانًا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے قنوت کو پوچھا انہوں نے کہا قنوت بے شک تھا (یعنی آنحضرتؐ کے زمانے میں) میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد۔ انہوں نے کہا رکوع سے

أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَقَالَ: كَذَبَ، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا إِلَى قَوْمٍ مُشْرِكِينَ دُونَ أُولَئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ۔

پہلے، میں نے کہا فلاں صاحب تو تم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رکوع کے بعد ف۱ انہوں نے کہا غلط کہتے ہیں رکوع کے بعد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت پڑھا تھا میں سمجھتا ہوں ہوا یہ تھا کہ آپؐ نے صحابہؓ میں سے ستر قاریوں کے قریب مشرکوں کی ایک قوم (بنی عامر) کی طرف (ان کو تعلیم دینے کے لیے) بھیجے تھے۔ یہ لوگ ان کے سوا تھے جن پر آپؐ نے بددعا کی ان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عہد تھا لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور قاریوں کو مار ڈالا) تو آنحضرتؐ ایک مہینے تک (رکوع کے بعد) قنوت پڑھتے رہے ان پر بددعا کرتے رہے ف۲

ف۱ حافظ نے کہا فلاں صاحب معلوم نہیں کون تھے اور شاید ابن سیرین ہوں ۔ ف۲ معلوم ہوا کہ کافروں اور ظالموں پر نماز میں بددعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ آپؐ نے ان قاریوں کو نجد والوں کی طرف بھیجا تھا۔ راہ میں بیر معونہ پر یہ لوگ اترے۔ عامر بن طفیل نے رعل اور ذکوان اور عصیہ کے لوگوں کو لے کر اُن پر حملہ کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اُن سے عہد تھا لیکن انہوں نے دغا کی ۔

۱۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ نے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے ابو مجلز سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک قنوت پڑھا آپؐ رعل اور ذکوان قبیلوں پر بددعا کرتے تھے ف۱

ف۱ قنوت کی صحیح دعا یہ ہے جو امام حسن رضی اللہ عنہ وتر میں پڑھا کرتے تھے: اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانك تقضی ولا یقضیٰ علیك وانه لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی اللہ علی النبی محمد۔ یا یہ دعا۔ اللھم اغفر لنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات اللھم الف بین قلوبھم واصلح ذات بینھم وانصرھم علیٰ عدوك وعدوھم اللھم العن الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلك ویقاتلون اولیائك اللھم خالف بین کلمتھم وزلزل اقدامھم وانزل بھم باسك الذی لا تردہ عن القوم المجرمین اللھم انج المستضعفین من المؤمنین اللھم اشدد وطاتك علیٰ فلان واجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف۔ فلاں کی جگہ اس شخص یا اس قوم کا نام لے،

جس پر بد دعا کرنا مقصود ہو۔

۱۱۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو خالد حذاء نے خبر دی انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا قنوت (آنحضرت کے عہد میں) مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

ابواب الاستسقاء

استسقاء (یعنی پانی مانگنے) کے باب۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب: پانی مانگنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی کی دعاء کے لیے (جنگل میں) نکلنا۔

۱۱۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ۔

ہم سے ابونعیم بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے، انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی دعا کرنے کو نکلے اور اپنی چادر الٹائی ف۱

ف۱ چادر الٹنے کی کیفیت آگے آئے گی۔ اہل حدیث اور اکثر فقہاء کا یہ قول ہے کہ امام استسقاء کے لیے نکلے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا اور استغفار کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے صرف دعا اور استغفار کو کافی سمجھا ہے۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۔

باب: آنحضرتؐ کا قریش کے کافروں پر بددعا کرنا الٰہی ان کے سال ایسے کر دے جیسے یوسفؑ کے سال (قحط کے) گزرے ہیں ف۱

ف۱ یہ حدیث امام بخاریؒ استسقاء میں اس لیے لائے کہ جیسے مسلمانوں کیلئے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بددعا کرنا جائز ہے۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الوَلِيدَ بْنَ الوَلِيدِ، اللَّهُمَّ أَنْجِ المُسْتَضْعَفِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ: اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ: هٰذَا كُلُّهُ فِي الصُّبْحِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرض نماز کی) اخیر رکعت سے سر اٹھاتے تو یوں فرماتے، یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو چھوڑوا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھوڑوا دے۔ یا اللہ ولید بن ولید کو چھوڑوا دے ف۱ یا اللہ بے بس ناتواں مسلمانوں کو چھوڑوا دے یا اللہ مضر کے کافروں کو سخت پکڑ، یا اللہ ان کے ہنگام یوسفؑ کے سے ہنگام کر دے ف۲ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غفار کی قوم کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم کی قوم کو اللہ نے سلامت رکھا ف۳ ابن ابی الزناد نے اپنے باپ سے صبح کی نماز میں یہی دُعا نقل کی۔

ف۱ یہ سب لوگ مکہ میں کافروں کی قید میں تھے اور کافر مردودان کو سخت سخت تکلیفیں دیتے تھے۔ آپؐ کی دعا کی برکت سے اللہ نے ان کو چھڑا دیا اور وہ مدینہ میں آپؐ کے پاس آ گئے معلوم ہوا کہ نام بنام دعا یا بددُعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ ف۲ سات سال تک حضرت یوسفؑ کے زمانے میں مصر والوں پر قحط پڑا تھا۔ اس کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ ف۳ یہ ایک دوسری حدیث ہے امام بخاریؒ کو اسی سند سے پہنچی ہے جو پہلی حدیث میں مذکور ہے اس لیے اس کو بھی بیان کر دیا۔ یہ دونوں قومیں مدینہ کے گرد رہتی تھیں۔ غفار تو قدیم سے مسلمان ہو گئے تھے اور اسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی تھی

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا قَالَ: اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے جب دیکھا کہ قریش کے کافر کسی طرح نہیں مانتے تو اُن کے لیے بددعا کی یا اللہ سات برس کا قحط ان پر بھیج جیسے یوسفؑ کے وقت میں بھیجا تھا پھر

حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ، وَيَنْظُرُ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوعِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ، قَالَ اللهُ تَعَالَى:- فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّكُمْ عَائِدُونَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى. وَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ-

ان پر ایسا قحط پڑا جس نے ہر چیز تباہ کر دی۔ یہاں تک کہ وہ کھال مردار بدبودار سب کھا گئے ان میں سے کوئی آسمان کو دیکھتا تو بھوک کے مارے دھواں سا معلوم ہوتا آخر (مجبور ہو کر) ابوسفیان آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ تم تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور ناطا پروری کا دعویٰ کرتے ہو اور تمہاری قوم تو مر رہی ہے اس کے لیے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ دخان میں) فرمایا اس دن کا منتظر رہ جب آسمان کھلا دھواں دکھلائے گا ۱ انکم عائدون تک ف۱ جس دن ہم سخت پکڑیں گے سخت پکڑ بدر کے دن ہوئی (مارے گئے ذلیل ہوئے) تو قرآن شریف میں جس دھوئیں اور پکڑ اور قید کا ذکر ہے وہ سب ہو چکے اسی طرح سورۂ روم کی آیت میں جو ذکر ہے وہ بھی ہو چکا ہے ف۲

ف۱ پوری آیت یوں ہے، اس دن کا منتظر رہ جس دن آسمان کھلا دھواں لے کر آئے گا یعنی دکھلائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا یہی تکلیف کا عذاب ہے۔ اس وقت کہیں گے مالک ہمارے یہ عذاب ہم پر سے اٹھا دے ہم ایمان لاتے ہیں وہ بھلا کہاں سمجھنے والے ہیں۔ ان کے پاس پیغمبر آچکا جو کھول کر اللہ کے احکام سناتا ہے پھر اس سے منحرف ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے خیر ہم چند روز کے لیے عذاب اٹھالیں گے لیکن تم پھر وہی شرک اور کفر کی باتیں کرو گے اخیر تک ؛

ف۲ سورۂ دخان میں دخان اور بطشہ کا ذکر ہے اور سورۂ فرقان میں اس آیت میں فسوف یکون لزاما یعنی کافروں کے قید ہونے کا بیان ہے۔ یہ تینوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو گئیں۔ دخان سے مراد قحط تھا جس میں آسمان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا تھا اور بطش کافروں کا بدر میں مارا جانا اور لزام ان کا قید ہونا۔ سورۂ روم کی آیت میں یہ بیان تھا کہ رومی کافر ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے لیکن چند سال میں پھر رومی غالب ہو جائیں گے، یہ بھی ہو چکا ہے ؛

بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ إِذَا قُحِطُوا-

باب: قحط کے وقت لوگ امام سے پانی کی دعا کرنے کے لیے کہہ سکتے ہیں۔

۱۲۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوقتیبہ نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ ابوطالب

بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالَ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِلْأَرَامِلِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالَ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِلْأَرَامِلِ

وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ۔

کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے :۔

گورا ان کا رنگ وہ حامی یتیموں بیواؤں کے
لوگ پانی مانگتے ہیں اُن کے منہ کے صدقے سے ف۱

اور عمر بن حمزہ نے کہا ہم سے سالم نے نقل کیا اپنے باپ ابن عمرؓ سے۔ وہ کہتے تھے کبھی میں شاعر (ابوطالب) کا یہ شعر یاد کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کو دیکھتا آپؐ منبر پر پانی کی دعا کرتے، پھر منبر سے اترتے بھی نہ تھے کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے۔ وہ شعر یہ ہے، گورا ان کا رنگ وہ حامی یتیموں بیواؤں کے۔ لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے مُنہ کے صدقے سے ؛ اور یہ ابوطالب کا کلام ہے ف۲

ف۱ جناب ابوطالب حضرت علیؓ کے والد بزرگوار نے ایک بڑا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدح میں تصنیف کیا تھا۔ یہ اس کا ایک شعر ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے ؎ و لما رأیت القوم لا ود فیھم۔ وقد قطعوا کل العری والوسائل۔ کہتے ہیں کہ اس قصیدے میں ایک سو دس شعر تھے ؛ ف۲ اس حدیث کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ پانی کبھی مسلمان مانگتے ہیں کبھی کافر، دونوں فریق امام سے پانی کی دعا کے لیے درخواست کرسکتے ہیں۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صغرسنی میں آپؐ کو کعبہ میں لے جاکر پانی کی دعا کی حق تعالیٰ نے پانی برسایا۔ یہ قصہ ابن عساکر نے نقل کیا ہے ؛

۱۲۳۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ: فَيُسْقَوْنَ۔

مجھ سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری نے کہا مجھ سے میرے باپ عبداللہ ابن مثنیٰ نے انہوں نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا تو حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا تھا، اب اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں، ہم پر پانی برسا۔ راوی نے کہا پھر پانی برستا ف۱

ف۱ اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہل بیت کا توسل کیا کرتے۔

اللہ تعالیٰ پانی برساتا۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرتؐ کا توسل آپؐ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے: یا محمد انی اتوسل بك الی ربی۔ اور ان صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھلائی مگر ہمارے اصحاب میں سے امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اس طرف گئے ہیں کہ اموات اور قبور کا توسل جائز نہیں نہ حضرت عمرؓ نے نہ اور کسی صحابی نے آپؐ کی قبر شریف کا توسل کیا اور خلاف کیا ان کا بہت سے اکابر محدثین اور علماء نے اور یہ کہا کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جبکہ اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے۔

بَابُ تَحْوِيلِ الرِّدَاءِ فِي الاِسْتِسْقَاءِ۔

باب: استسقاء میں چادر الٹنا ف

ف یہ صحیح حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے امام اور مقتدی سب کو ایسا کرنا چاہیئے کہ چادر کا نیچے کا کونا پکڑ کر اس کو الٹ لیں داہنا جانب بائیں طرف آجائے اور بایاں داہنی طرف، گویا اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہنگام قحط بدل دے گا قحط اور گرانی کے بدلے بارش اور ارزانی ہوگی۔ امام احمدؒ اور شافعیؒ اور اہلِ حدیث سب اسی کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہؒ نے اس کو سنت نہیں رکھا۔

١٢٤ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے محمد بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے عبداللہ بن زید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء کیا (پانی مانگا) تو اپنی چادر کو الٹا۔

١٢٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ أَبَاهُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: هُوَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا وہ عبداللہ کے باپ سے بیان کرتے تھے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے سن کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو تشریف لے گئے وہاں جا کر پانی برسنے کے لیے دعا مانگی تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر الٹی اور دو رکعتیں پڑھیں ف امام بخاریؒ نے کہا سفیان بن عیینہ کہتے تھے یہ عبداللہ بن زید وہی ہیں جنہوں

صَاحِبُ الْأَذَانِ، وَلٰكِنَّهُ وَهَمٌ لِأَنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ، مَازِنُ الْأَنْصَارِ۔

نے خواب میں اذان دیکھی تھی لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں جو انصار کے مازن قبیلے کے تھے ف۲

ف۱ یعنی عید کی طرح استسقاء کی نماز کا وہی وقت ہے جو عید کی نماز کا ہے۔ بعضے کہتے ہیں اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ پہلی رکعت میں عید کی طرح سات تکبیریں کہنا چاہیئے اور دوسری رکعت میں پانچ اور قرأت جہر سے کرے سورۂ ق اور اقتربت الساعہ پڑھے یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور سورۂ غاشیہ، یہ شافعیہ کا مذہب ہے اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک تکبیرات نہ کہے۔ صرف تکبیر تحریمہ کافی ہے اور بعد نماز کے خطبہ پڑھے۔ بعضوں نے کہا نماز سے پہلے اور دونوں طرح حدیث میں وارد ہے ۱۲ قسطلانی۔ ف۲ اور اذان دیکھنے والے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں دونوں انصاری ہیں اور خزرجی اس لیے سفیان بن عیینہ کو شبہ ہو گیا۔

بَابُ انْتِقَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ بِالْقَحْطِ إِذَا انْتُهِكَتْ مَحَارِمُهُ۔

باب: جب لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا خیال نہیں رکھتے تو اللہ قحط بھیج کر ان سے بدلہ لیتا ہے ف۱

ف۱ امام بخاریؒ نے اس ترجمۂ باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید کوئی حدیث لکھنا چاہتے ہوں گے مگر موقع نہیں ملا۔ بعضے نسخوں میں یہ عبارت بالکل نہیں ہے اور باب کا مضمون اس حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گزر چکی کہ قریش کے کافروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے قحط آیا اور مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ابر ناید از پے منع زکوٰۃ — وز زنا خیزد وبا اندر جہات

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

باب: جامع مسجد میں پانی کی دعا کرنا۔

۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وُجَاهَ الْمِنْبَرِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ،

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو ضمرہ نے انہوں نے انس بن عیاض سے انہوں نے کہا ہم سے شریک ابن عبداللہ بن ابی نمر نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے ایک مرد (کعب بن مرۃ یا ابو سفیانؓ) جمعہ کے دن مسجد نبویؐ میں اس دروازہ سے آیا جو منبر کے سامنے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ اس وقت کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اس نے کھڑے ہی کھڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ مینھ نہ برسنے سے جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے ف۱ تو اللہ سے

فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا، قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اسْقِنَا: اللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اللّٰهُمَّ اسْقِنَا، قَالَ أَنَسٌ، وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَلَا شَيْئًا وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا، ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، قَالَ: فَانْقَطَعَتْ، وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ، قَالَ شَرِيكٌ: فَسَأَلْتُ أَنَسًا: أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي۔

دُعا فرمائیے مینھ برسائے۔انسؓ نے کہا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ ہم کو پانی پلا، یا اللہ ہم کو پانی پلا، یا اللہ ہم کو پانی پلا۔ انسؓ نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی ہم آسمان میں نہ کوئی بادل دیکھتے تھے نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز (ہوا وغیرہ جس سے معلوم ہو کہ برسات آئے گی) اور نہ ہمارے اور سلع کے بیچ میں کوئی گھر یا مکان تھا ف۲ اتنے میں سلع کے پیچھے سے ڈھال برابر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ جب وہ بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ انسؓ نے کہا خدا کی قسم پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ہفتے تک سورج نہیں دیکھا۔ دوسرے جمعہ میں ایک شخص اسی دروازے سے آیا ف۳ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے آپؐ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بہت پانی برسنے سے) جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے تو اللہ سے دعا فرمائیے پانی تھم جائے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر یوں دعا کی یا اللہ ہمارے گرداگرد برسا اور ہم پر نہ برسا، یا اللہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور ٹیکریوں (پہاڑیوں) اور زمنوں اور درخت اُگنے کے مقاموں پر برسا۔ انسؓ نے کہا یہ دعا فرماتے ہی ابر کھل گیا اور ہم نکلے دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔ شریک نے کہا، میں نے انسؓ سے پوچھا یہ دوسرا شخص وہی تھا پہلے والا، انہوں نے کہا معلوم نہیں ف۴

ف۱ اس لیے کہ جب رستے میں چارہ نہ ملے گا تو جانور سفر کیسے کریں گے ؛ ف۲ سلع مدینہ کا پہاڑ۔ مطلب یہ ہے کہ کسی بلند مکان یا گھر کی آڑ بھی نہ تھی کہ ابر ہو اور ہم اس کو دیکھ نہ سکتے ہوں بلکہ شیشے کی طرح آسمان صاف تھا، برسات کی کوئی نشانی نہ تھی؛ ف۳ یہ وہی آدمی تھا یا دوسرا آدمی، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی آدمی تھا؛ ف۴ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ جامع مسجد میں بھی استسقاء ہو سکتا ہے یعنی پانی کے لیے دعا مانگنا؛

بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ۔

١٢٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيثُنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ، فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا، ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ

باب، جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت جب منہ کعبے کی طرف نہ ہو، پانی کے لیے دعا کرنا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے شریک سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے ایک شخص جمعہ کے دن اس دروازے سے مسجد نبویؐ میں آیا جو دار القضا کی طرف تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے ہی آپؐ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے تو اللہ سے دعا فرمائیے ہم پر پانی برسائے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا یا اللہ ہم پر پانی برسا، یا اللہ ہم پر پانی برسا، یا اللہ ہم پر پانی برسا۔ انسؓ نے کہا خدا کی قسم (اس وقت) آسمان میں ابر نہ تھا اور نہ ابر کا کوئی ٹکڑا، اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے بیچ میں کوئی گھر یا مکان بھی حائل نہ تھا۔ اتنے میں سلع کے پیچھے سے ڈھال برابر ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ جب بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا تو خدا کی قسم ایک ہفتے تک ہم نے سورج نہ دیکھا پھر اسی دروازے سے دوسرے جمعہ کو ایک شخص آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ وہ کھڑے ہی کھڑے آپؐ کے سامنے آیا کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے (پانی کی کثرت سے) اللہ سے دعا فرمائیے کہ پانی تھما دے، آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر دعا فرمائی یا اللہ ہمارے چوطرف برسے اور ہم پر نہ برسے، یا اللہ

وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، قَالَ: فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ، قَالَ شَرِيكٌ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ؟ فَقَالَ: مَا أَدْرِي۔۔

ٹیلوں اور ٹیکریوں اور نالوں کے نشیب میں اور درخت اگنے کی جگہوں میں برسے۔ انسؓ نے کہا اسی وقت ابر کھل گیا اور ہم نکلے دھوپ میں چلے شریک نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا کیا یہ دوسرا شخص وہی پہلا شخص تھا، انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔

ف دارالقضا ایک مکان تھا جو حضرت عمرؓ نے بنوایا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے وصیت کی کہ یہ مکان بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا یعنی وہ روپیہ جو میں نے بیت المال سے قرض لیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے معاویہؓ کے ہاتھ یہ گھر بیچ کر حضرت عمرؓ کا قرض ادا کیا۔ اسی وجہ سے اس کو دارالقضا کہنے لگے یعنی وہ گھر جس سے قرض ادا ہوا ہو

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

باب: منبر پر پانی کے لیے دعا کرنا ف

ف حدیث میں منبر کی صراحت نہیں ہے مگر آپؐ نے منبر بننے کے بعد جب خطبہ پڑھا تو منبر پر ہی پڑھا۔ اس سے باب کا مطلب نکل آیا؛

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، قَالَ: فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِينًا وَشِمَالًا، يُمْطَرُونَ وَلَا يُمْطَرُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ برسات رک گئی ہے تو اللہ سے پانی برسنے کی دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو برسات شروع ہو گئی۔ ہم کو اپنے گھر جانا مشکل ہو گیا۔ دوسرے جمعہ تک برابر برسات ہوتی رہی۔ انسؓ نے کہا پھر (دوسرے جمعہ میں) وہی شخص یا اور کوئی کھڑا ہوا، کہنے لگا، یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمایئے یہ پانی ہم پر سے ٹال دے۔ آپؐ نے یوں دعا فرمائی یا اللہ ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے۔ انسؓ نے کہا میں نے دیکھا ابر داہنی اور بائیں طرف کٹ رہا تھا ان لوگوں پر پانی برس رہا تھا مدینہ والوں پر نہیں؛

ف یعنی جو لوگ مدینہ کے داہنے بائیں طرف ملکوں میں رہتے تھے ۔

بَابُ مَنِ اكْتَفَى بِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب : پانی کی دعا کرنے میں جمعہ کی نماز کافی سمجھنا ف

ف علیحدہ استسقاء کی نماز نہ پڑھنا نہ اس کی نیت کرنا یہ بھی استسقاء کی ایک شکل ہے ۔

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُمْسِكَهَا فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ،

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے شریک بن عبداللہ ابی نمر سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا۔ پھر وہ آیا اور کہنے لگا گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے اور جانور مر گئے تو آپؐ کھڑے ہوئے اور دعا کی یا اللہ ٹیلوں اور پہاڑیوں اور درخت اگنے کی جگہ میں برسا۔ دعا کرتے ہی مدینہ سے کپڑے کی طرح بادل پھٹ گیا ف

ف ان حدیثوں میں جو معجزے مذکور ہیں ان سے بڑھ کر صاف اور کیا معجزے ہو سکتے ہیں۔ کسی ساحر یا جادوگر کی یہ طاقت نہیں کہ اجرام علویہ پر تصرف کرے ۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ۔

باب : اگر برسات کی کثرت سے رستے بند ہو جائیں تو پانی تھمنے کی دعا کر سکتے ہیں۔

۱۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ: فَدَعَا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (برسات نہ ہونے سے) جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے، اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرُوا مِنْ جُمُعَةٍ إِلَى جُمُعَةٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ عَلَى رُؤُسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ، وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

لے کر دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا۔ پھر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! (برسات بہت ہونے سے) گھر گئے اور رستے بند ہوگئے، جانور مرگئے۔ تب آپ نے یوں دعا کی: یا اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور نالوں کے نشیب میں اور درخت اُگنے کی جگہوں میں پانی برسا۔ یہ دعا کرتے ہی کپڑے کی طرح مدینہ پر سے ابر پھٹ گیا ف۔

ف پانی پروردگار کی رحمت ہے۔ اس کے بند ہوجانے کی بالکل دعا نہیں فرمائی بلکہ یوں فرمایا جہاں مفید ہے وہاں برسے۔ حیدرآباد میں ابھی کثرت سے بارش ہوئی، طوفان آیا تو ایک بزرگ یوں دعا کرنے لگے، یا اللہ! ہم پر رحمت کا پانی برسا عذاب کا پانی نہ برسا۔

بَابُ مَا قِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

باب: جب جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسجد ہی میں) پانی کی دعا کی تو چادر نہیں الٹائی ف ۱۳

۱۳۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَجَهْدَ الْعِيَالِ، فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِي، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

ہم سے حسن بن بشر نے بیان کیا کہا ہم سے معافی بن عمران نے انہوں نے امام اوزاعی سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہؓ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے (قحط سے) جانور مرجانے اور بال بچوں کے تکلیف اٹھانے کا شکوہ کیا۔ آپؐ نے اللہ سے دعا کی۔ پانی مانگتے تھے۔ اس حدیث میں یہ بیان نہیں کیا کہ آپؐ نے چادر الٹی یا قبلے کی طرف منہ کیا۔

بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعُوا إِلَى الْإِمَامِ

باب: جب لوگ امام سے پانی مانگنے کے لیے

ف۱۳ معلوم ہوا کہ چادر الٹنا اس استسقاء میں سنت ہے جو میدان میں نکل کر کیا جائے اور نماز پڑھی جائے۔

لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ۔

سفارش کریں تو ان کی درخواست ردّ نہ کرے۔

۱۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي، وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا اللّٰهَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَى ظُهُورِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے، انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، یارسولؐ اللہ (پانی نہ برسنے سے) جانور مر گئے اور رستے بند ہو گئے، اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہم پر پانی پڑتا رہا۔ پھر ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یا رسولؐ اللہ (بارش کی کثرت سے) گھر گر گئے اور رستے بند ہو گئے اور جانور مر گئے۔ اس وقت آپؐ نے یہ دعا فرمائی: یا اللہ پہاڑوں کی پشت اور ٹیلوں اور نالوں کے نشیب اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں برسا۔ اسی وقت ابر کپڑے کی طرح مدینہ سے پھٹ گیا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَشْفَعَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْقَحْطِ۔

باب: مشرک لوگ اگر مسلمانوں سے قحط کے وقت دعا چاہیں ف

ف یعنی اگر قحط پڑے اور مشرک لوگ مسلمانوں سے دعا کے طالب ہوں تو مسلمان دُعا میں دریغ نہ کریں۔ اس لیے کہ مشرکوں سے احسان کرنا منع نہیں، دوسرے اس میں اسلام کی عزت ہے۔

۱۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: إِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا میں ابن مسعودؓ کے پاس آیا، انہوں نے کہا قریش کے کافروں نے ایمان لانے میں تامل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددُعا کی۔ ان پر قحط پڑا، مرنے لگے، مردار

وَالْعِظَامَ، فَجَاءَهُ أَبُوسُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ تَعَالَى، فَقَرَأَ- فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ- الْآيَةَ- ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى- يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى- يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: وَزَادَ أَسْبَاطٌ، عَنْ مَنْصُورٍ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا، وَشَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ، قَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَةُ عَنْ رَأْسِهِ فَسُقُوا النَّاسُ حَوْلَهُمْ-

اور ہڈیاں تک کھا گئے۔ آخر ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، کہنے لگا: محمدؐ تم تو (اللہ کے پاس سے) ناطہ جوڑنے کا حکم لے کر آئے ہو اور تمہاری قوم مر رہی ہے تو اللہ سے دعا کرو۔ آنحضرتؐ نے سورہ دخان کی یہ آیت پڑھی؛ اس دن کا منتظر رہ جب آسمان سے کھلا دھواں نمودار ہوگا۔ (خیر آپؐ نے دعا کی، بارش ہوئی، قحط جاتا رہا) پھر وہ کفر کرنے لگے۔ اس کا بیان سورہ دخان کی اس آیت میں ہے، جس دن ہم پکڑیں گے، اس سے مراد بدر کا دن ہے۔ اسباط ابن محمد نے منصور سے اتنا اور روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی۔ سات روز تک لگاتار پانی پڑتا رہا۔ اب لوگوں نے کثرتِ بارش کی شکایت کی تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ! ہمارے اردگرد برسے ہم پر نہ برسے۔ اسی وقت ابر سر پر سے سرک گیا اور اردگرد لوگوں پر برستا رہا۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ: حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا-

باب: جب برسات حد سے زیادہ ہو تو یہ دعا، اردگرد برسے ہم پر نہ برسے۔

١٣٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ، فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اسْقِنَا، مَرَّتَيْنِ، وَأَيْمُ اللَّهِ مَا

مجھ سے محمد بن ابی بکرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے، انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں لوگوں نے غل مچایا، کہنے لگے یا رسول اللہ! برسات رک گئی اور درخت لال ہو گئے اور جانور تباہ ہو گئے۔ اللہ سے دعا کیجیے پانی برسائے۔ آپؐ نے دو بار فرمایا یا اللہ! ہم کو پانی پلا۔ قسم خدا کی (اس وقت تک) آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دکھتا تھا۔ دعا فرماتے

ع؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بلکہ ابن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی، یہ بتانے کے لیے کہ اس زمانہ کی کیفیت کا ذکر اس آیت میں ہے۔

تَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ، فَأَمْطَرَتْ، وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا. فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ: تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَانْكَشَطَتِ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً، فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ.

ہی ایک ابر اٹھا اور برسنے لگا۔ آپ منبر پر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو گئے اور پانی دوسرے جمعہ تک برابر پڑتا رہا۔ جب آپ (دوسرے جمعہ میں) خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے شور مچایا، گھر گئے، رستے بند ہو گئے، اللہ سے دعا فرمایئے پانی ہم پر روک دے۔ یہ سن کر آپ مسکرائے ف اور دعا فرمائی، یا اللہ! ہمارے اردگرد برسا، ہم پر نہ برسا اور (آپ کی دعا سے) مدینہ کھل گیا اور مدینہ کے اطراف میں برستا رہا۔ مدینہ میں ایک قطرہ نہیں پڑتا تھا۔ میں نے مدینہ کو دیکھا، ابر تاج کی طرح گردا گرد تھا، مدینہ اس کے بیچ میں۔

ف کہ ابھی اگلے جمعہ میں تو پانی نہ برسنے کے لیے یہ تقاضا تھا اور ابھی پانی برسنے سے گھبرا رہے ہیں۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ قَائِمًا،

وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ، وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَاسْتَسْقَى فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ، عَلَى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَسْقَى ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ، وَرَأَى عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب: استسقاء میں کھڑے ہو کر خطبہ میں دعا مانگنا

اور ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا انہوں نے زہیر سے، انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا عبداللہ بن یزید انصاریؓ استسقاء کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ براء بن عازبؓ اور زید بن ارقم صحابیؓ بھی تھے ف انہوں نے پانی کے لیے دعا کی تو پاؤں پر کھڑے رہے منبر نہ تھا، دعا کی پھر دو رکعتیں پڑھیں ان میں پکار کر قراءت کی، نہ اذان کہی نہ اقامت، ابو اسحٰق نے کہا عبداللہ بن یزید انصاریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا (وہ صحابی تھے)

ف یہ واقعہ ۶۴ ہجری کا ہے عبداللہ بن یزیدؓ کوفہ کے حاکم تھے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے۔

۱۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ، فَقَامَ فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا، ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَأُسْقُوا۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عباد بن تمیم نے بیان کیا ان کے چچا عبداللہ بن زید نے، جو صحابی تھے ان کو خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر استسقاء کے لیے نکلے۔ آپ کھڑے ہوتے اور کھڑے ہی کھڑے اللہ سے دعا کی۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر اُلٹی۔ پھر پانی پڑا۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب: استسقاء کی نماز میں قرارت پکار کر پڑھنا۔

۱۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي، فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے، انہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استسقاء کے لیے نکلے تو قبلے کی طرف منہ کرکے دعا کرتے رہے اور اپنی چادر الٹی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں، ان میں پکار کی قرأت کی۔

بَابٌ كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء میں لوگوں کی طرف پیٹھ کیسے موڑی ف

ف ۱ یعنی وعظ و نصیحت سے فراغت کرکے دعا کرتے وقت؛

۱۳۷- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے، انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے، انہوں نے کہا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے نکلے میں نے آپ کو دیکھا۔

وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ۔

آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف پھرائی اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ دعا کر رہے تھے۔ پھر اپنی چادر الٹی پھر دو رکعتیں ہم کو پڑھائیں۔ ان میں پکار کی قرارت کی۔

بَابُ صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ

باب: استسقاء کی دو رکعتیں پڑھنا۔

۱۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے استسقاء کیا تو دو رکعتیں پڑھیں اور چادر پلٹی۔

بَابُ الاِسْتِسْقَاءِ فِي الْمُصَلَّى۔

باب: عیدگاہ میں استسقاء کرنا ف

ف افضل تو یہ ہے کہ جنگل میدان میں استسقاء کی نماز پڑھے کیونکہ سب وہاں آسکتے ہیں جانور حائضہ عورتیں وغیرہ اور عیدگاہ اور مسجد میں بھی درست ہے۔

۱۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ، قَالَ سُفْيَانُ: فَأَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لئے عیدگاہ کو نکلے اور قبلہ کی طرف منہ کیا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور چادر الٹی۔ سفیان نے کہا مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ مسعودی نے خبر دی ابوبکر (عبداللہ کے والد) سے کہ آپ نے چادر کا داہنا کونا بائیں کندھے پر ڈالا ف

ف اور بایاں کونا داہنے کندھے پر، یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے سفیان تک مروی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الاِسْتِسْقَاءِ

باب: استسقاء میں قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

١٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يُصَلِّي، وَإِنَّهُ لَمَّا دَعَا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِيٌّ وَالْأَوَّلُ كُوفِيٌّ وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن زید انصاری نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (استسقاء کے لیے) عیدگاہ کی طرف نکلے۔ وہاں نماز پڑھنے کو جب آپ دعا کرنے لگے یا دعا کرنی چاہی تو قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر الٹی۔ امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید مازنی ہیں اور پہلے (باب الدعا فی الاستسقاء میں) جن کا ذکر گزرا وہ عبداللہ بن یزید ہیں کوفہ کے رہنے والے۔

بَابُ رَفْعِ النَّاسِ أَيْدِيَهُمْ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ۔

باب: استسقاء میں امام کے ساتھ لوگوں کا بھی ہاتھ اٹھانا۔

وَقَالَ أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَدْوِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ، هَلَكَ الْعِيَالُ، هَلَكَ النَّاسُ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ يَدْعُو وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَ، قَالَ: فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى مُطِرْنَا، فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتَّى كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْأُخْرَى، فَأَتَى الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور ایوب بن سلیمان نے کہا ف مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے بیان کیا۔ انہوں نے سلیمان بن بلال سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا، انہوں نے کہا ایک گنوار گاؤں والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمعہ کے دن آیا اور کہنے لگا یارسولؐ اللہ (بھوک سے) جانور تباہ ہوگئے، بال بچے ہلاک ہوگئے، لوگ مرگئے۔ آپؐ نے یہ سن کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، دعا کرنے لگے اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھائے، دعا کرنے لگے ف انسؓ نے کہا پھر ہم مسجد سے باہر نکلے بھی نہیں تھے کہ مینھ شروع ہوا اور دوسرے جمعہ تک برابر برستا رہا۔ پھر وہی شخص (دوسرے جمعہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، یارسولؐ اللہ (بارش بہت ہونے سے) مسافر گھبرا گئے ہیں اور رستہ بند ہوگیا۔ بشق کے معنی عربی

وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيقُ، بَشِقَ أَيْ مَلَّ، وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

زبان میں گھبرا گیا اور عبدالعزیز اویسی نے یوں روایت کی مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا ف۳ یحییٰ بن سعید اور شریک سے ان دونوں نے کہا ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے (استسقا میں دعا کے لیے) دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں میں سفیدی دیکھی۔

ف۱ ایوب بن سلیمان خود امام بخاریؒ کے شیخ ہیں مگر شاید یہ حدیث امام بخاریؒ نے ان سے نہیں سُنی تو اس کو بصیغۂ تعلیق بیان کیا، ابونعیم نے اس کو وصل کیا ؛ ف۲ اس حدیث سے یہ نکلا کہ استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے۔ امام مالکؒ سے اور دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا منقول نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دُعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور یہ جو ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ سوائے استسقاء کے اور دعاؤں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مبالغہ نہیں کرتے تھے یعنی بہت نہیں اٹھاتے تھے۔ چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ استسقاء میں اتنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ استسقاء کی دعا میں آپؐ نے ہتھیلی کی پشت آسمان کی طرف کی اور شافعیہ نے کہا قحط وغیرہ بلیات کے رفع کے لیے اسی طرح دُعا کرنا سنت ہے ۱۲ قسطلانی ؛ ف۳ عبدالعزیز کی روایت کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ؛

بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

باب: امام کا استسقاء میں (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھانا۔

۱۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اور محمد بن ابراہیم عدی نے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دعا میں استسقاء کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ف۱ استسقاء میں اتنے ہاتھ اٹھاتے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی۔

ف۱ یعنی بہت مبالغہ کے ساتھ ورنہ اور دعاؤں میں بھی آنحضرتؐ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور امام بخاریؒ نے کتاب الدعوات میں اس کے لیے ایک باب قائم کیا ہے ؛

بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَصَيِّبٍ: الْمَطَرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: صَابَ وَأَصَابَ يَصُوبُ۔

باب، مینہ برستے وقت تک کیا کہے اور ابن عباسؓ نے (سورۂ بقرمیں) جو صیب کا لفظ ہے اس کے معنی برسات کے بیان کیے اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ صیب صاب یصوب سے نکلا گیا ہے اسی سے اصاب ۲

ف۱ چونکہ باب کی حدیث میں صیب کا لفظ آیا اور قرآن شریف میں بھی یہ لفظ آیا تھا تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس کی تفسیر کردی۔ اس کو طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے وصل کیا، انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ ف۲ ابن عباسؓ کے قول سے توصیب کے معنی بیان کیے۔ اب دوسروں کے قول سے صیب کا اشتقاق بیان کیا کہ یہ کلمہ اجوف واوی ہے۔ اس کا مجرّد صاب یصوب ہے اور مزید اصاب۔

۱۴۲۔ حَدَّثَنَا الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا تَابَعَهُ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنْ نَافِعٍ۔

ہم سے محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عبید اللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مینہ برستا دیکھتے تو فرماتے یا اللہ فائدہ دینے والا مینہ برسا ف۱ محمد بن مقاتل کے ساتھ اس حدیث کو قاسم بن یحییٰ نے بھی عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور اوزاعی اور عقیل نے بھی نافع سے ف۲

ف۱ یعنی رحمت کا مینہ جس سے آدمیوں اور جانوروں کو فائدہ ہو بیک یعنی پیداوار اچھی ہو نہ کہ عذاب کا مینہ یعنی نقصان دینے والا۔ ف۲ حافظ نے کہا قاسم کی روایت مجھ کو موصولاً نہیں ملی اور اوزاعی کی روایت کو نسائی اور احمد نے وصل کیا۔ اس میں نافعا کے بدلے ہنیًا ہے یعنی رچتا پچتا اور عقیل کی روایت کو دارقطنی نے وصل کیا۔

بَابُ مَنْ تَمَطَّرَ فِي الْمَطَرِ حَتَّى يَتَحَادَرَ عَلَى لِحْيَتِهِ۔

باب، مینہ میں ٹھیرے رہنا یہاں تک کہ ڈاڑھی پر پانی ٹپکے ف۱

ف۱ مینہ آسمان سے برستا ہے اور پروردگار بھی آسمان پر ہے تو گویا وہ تازہ تازہ اپنے پروردگار کے پاس سے آتا ہے یہ مضمون خود مسلم کی حدیث میں موجود ہے انہ حدیث عھد بربہ۔

۱۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَتِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری نے کہا مجھ سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا۔ ایک بار ایسا ہوا آپ جمعہ

النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَسْقِيَنَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ، قَالَ: فَثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالُ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، قَالَ: فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ، وَالَّذِي يَلِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ، وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، قَالَ: فَمَا جَعَلَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتّٰى سَالَ الْوَادِي، وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا، فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ،

کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک گنوار کھڑا ہُوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور بال بچے بھوکے ہو گئے تو اللہ سے دعا فرمایئے پانی برسائے۔ آپؐ نے یہ سن کر (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان میں ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ دعا فرماتے ہی پہاڑوں کی طرح بادل امنڈ آیا۔ پھر آپؐ منبر پر سے بھی نہیں اترے تھے، میں نے دیکھا آپؐ کی (مبارک) داڑھی پر پانی اتر رہا ہے۔ خیر اس دن سارے دن برسات ہوتی رہی اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور چوتھے دن دوسرے جمعہ تک۔ پھر وہی گنوار کھڑا ہُوا یا دوسرا کوئی شخص اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مکان گر گئے اور جانور ڈوب گئے، اللہ سے دعا فرمایئے (پانی روکے) تب آپؐ نے اپنے دونوں اٹھائے اور فرمایا، یا اللہ ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا۔ انسؓ نے کہا پھر آپؐ اپنے ہاتھ سے آسمان کی جس طرف اشارہ کرتے، ادھر ابر پھٹ جاتا یہاں تک کہ مدینہ حوض کی طرح ہو گیا اور قناۃ کا نالہ ؎ ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو کوئی جس طرف سے آیا اس نے یہی کہا کہ خوب بارش ہو رہی ہے۔

؎ قناۃ مدینہ میں ایک نالے کا نام ہے جیسے اوپر گزر چکا ہے۔

بَابٌ إِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ۔

باب: جب آندھی چلے تو کیا کہے ؎

؎ آندھی کے بعد چونکہ اکثر پانی آتا ہے اس مناسبت سے اس کو یہاں بیان کیا۔ قوم عاد پر آندھی سے عذاب ہُوا تھا اس لیے جب آندھی آتی تو آپؐ گھبرا جاتے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ جب آندھی چلتی تو آپؐ فرماتے اللّٰھم

انی اسالك خيرها وخير مافيها واعوذبك من شرها وشر مافيها وشر ما ارسلت به۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ جب آندھی چلتی تو دو زانو بیٹھتے اور فرماتے اللّٰھم اجعلھا ریاحا ولا تجعلھا ریحا۔

۱۴۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَتِ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو حمید طویل نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے سُنا وہ کہتے تھے، جب زور کی آندھی چلتی تو آپؐ کے مبارک چہرے پر ڈر کا اثر معلوم ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ فرمانا مجھ کو پُوربی ہوا (پُروا) سے مدد ملی ف

ف جنگ خندق میں بارہ ہزار کافروں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے پوربی ہوا ایسی بھیجی کہ ان کے ڈیرے اکھڑ گئے، آگ بجھ گئی، آنکھوں میں خاک گھس گئی۔ پریشان ہو کر کافر بھاگ نکلے۔

۱۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے حکم سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا مجھ کو پوربی ہوا سے مدد ملی اور عاد کی قوم پچھیاؤ سے تباہ ہوئی۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْآيَاتِ۔

باب: بھونچال اور قیامت کی نشانیوں کا بیان ف

ف سخت آندھی کا بیان ہوا تو اس کے ساتھ بھونچال کا بھی ذکر کر دیا۔ دونوں آفتیں ہیں۔ بھونچال یا گرج یا آندھی یا زمین دھنسنے میں ہر شخص کو دعا اور استغفار کرنا چاہیئے اور زلزلے میں نماز بھی پڑھنا بہتر ہے لیکن اکیلے اکیلے۔ جماعت اس میں مسنون نہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا حکم دیا اور حضرت علیؓ سے جو مروی ہے کہ زلزلے میں انہوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو یہ صحیح نہیں ہے۔

۱۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد (عبداللہ بن ذکوان نے)، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ

آلہٖ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ (دین کا) علم اٹھ نہ جائے گا اور بھونچال بہت نہ ہوں گے اور زمانہ جلدی جلدی نہ گزرنے لگے گا اور فساد پھوٹ نہ اٹھیں گے اور ہرج بہت ہوگا یعنی قتل قتل اور مال تو تم کو اتنا ملے گا کہ ابل پڑے گا۔ ف

ف بادشاہت پر بادشاہت چڑھے گی جیسے انجیل مقدس میں ہے ؛

۱۴۷- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا، قَالَ: قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا، فَقَالَ: قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا، قَالَ: قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا، قَالَ: قَالَ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے حسین بن حسن نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے یوں دعا کی ف یا اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں کہا یا اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت دے لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں انہوں نے کہا وہاں تو زلزلے اور فساد ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا ف ۲

ف یہ روایت یہاں موقوفاً بیان ہوئی ہے اور درحقیقت مرفوع ہے۔ ازہر سمان نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے ؛

ف ۲ نجد عرب سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ نجد سے تمام ممالک مشرقیہ مراد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرق کا ملک فساد کی جڑ ہے اس لیے اس کے لیے دعا نہیں فرمائی ؛

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى - وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ -

باب ، اللہ تعالیٰ کا (سورۂ واقعہ میں) یہ فرمانا تمہارا شکر یہی ہے کہ تم اللہ کو جھٹلاتے ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا اس آیت میں رزق سے شکر مراد ہے ف

ف اس کو سعید بن منصور نے اور ابن مردویہ نے نکالا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے پانی برسے تو تم کو اس کا شکر کرنا چاہیے لیکن تم شکر کے بدلے یہ کرتے ہو کہ اللہ کو تو جھٹلاتے ہو جس نے پانی برسایا اور تاروں کو مانتے ہو، کہتے ہو ان کی گردش سے پانی پڑا۔ اس آیت کی مناسبت باب استسقاء سے ظاہر ہو گئی۔ اب زید بن خالد کی حدیث جو اس باب میں لائے وہ بھی بارش ہی سے متعلق ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کے عہد میں بارش ہوئی پھر آپ نے یہی فرمایا جو اس حدیث میں ہے۔ پھر یہ آیتیں اتریں فلا اقسم بمواقع النجوم سے لے کر تجعلون رزقکم انکم تکذبون تک ؛

۱۴۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا

مالِكٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا، تم جانتے ہو تمہارا مالک کیا فرماتا ہے۔ انہوں نے کہا (ہم کیا جانیں) اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پروردگار فرماتا ہے، آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہے ایک کافر۔ جس نے کہا اللہ کے فضل اور رحم سے پانی پڑا، وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور تاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے پانی پڑا اس نے میرا کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا ولے

ولے تاروں کو بارش کی علت یا فاعل یا خالق یا مؤثر سمجھنا صریح کفر اور شرک ہے البتہ اگر کوئی یوں سمجھے کہ اللہ کی عادت ایسی ہے کہ فلاں تارے کے فلاں مقام پر آنے کے وقت اکثر پانی برساتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔ جیسے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عباسؓ نے ثریا کے اتار چڑھاؤ کا بارش کے لیے انتظار کیا۔ ہمارے زمانے میں شرک بہت پھیل گیا ہے، اب تاروں سے بارش کا ذرا بھی تعلق سمجھنا مشرکوں کی رسم ہے، مومن کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے ؛

بَابٌ لَا يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ إِلَّا اللهُ تَعَالَى، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ۔

باب: اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی ولے اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ پانچ باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے وٹے۔

ولے ہمارے زمانے میں بہت نام کے مسلمان وصوفی بند پنڈتوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں کہ فلاں تاریخ اور وقت پر پانی پڑے گا یہ ان کی جہالت ہے ؛ وٹے یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جس کو امام بخاریؒ نے کتاب الایمان اور کتاب التفسیر میں وصل کیا ؛

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ: لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ، وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک یہ کہ کل کیا ہوگا کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی) کوئی نہیں جانتا۔ تیسرے آدمی کل کیا کرے گا (اچھا یا برا) کوئی نہیں جانتا، چوتھے آدمی کہاں مرے گا کوئی نہیں جانتا، پانچویں بارش کب آئے گی، کوئی نہیں جانتا ف ؎

ف جب اللہ تعالیٰ نے صاف قرآن میں اور پیغمبر صاحب نے حدیث میں فرما دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ بارش کب پڑے گی تو جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ ان جھوٹی جنتری پنڈتوں کی بات کیوں ماننے لگا اور جو مانے اور ان پر اعتقاد رکھے معلوم ہوا وہ دائرہ ایمان سے خارج اور کافر ہے۔ لطف یہ ہے کہ رات دن پنڈتوں کا جھوٹ اور بے تکا پن دیکھتے جاتے ہیں اور پھر ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اگر کافر لوگ ایسا کریں تو چنداں تعجب نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ باوجود دعویٰ اسلام مسلمان بادشاہ اور امیر نجومیوں کی باتیں سنتے ہیں اور ان سے آئندہ کے واقعات پوچھتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان نام کے مسلمانوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے۔ صدہا مسلمان بادشاہتیں انہی نجومیوں پر اعتقاد رکھنے سے تباہ اور برباد ہو چکی ہیں اور اب بھی مسلمان بادشاہ اس حرکت سے جو کفر صریح ہے، باز نہیں آتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب الکسوف

ابواب گہن کے بیان میں

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

باب: سورج گہن کی نماز کا بیان ف

ف اکثر علماء کے نزدیک یہ نماز سنت مؤکدہ ہے اور حنفیہ سے اس کا وجوب منقول ہے۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ۔

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے انہوں نے یونس سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابوبکرہ نفیع بن حارث صحابیؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس تھے۔ اتنے میں سورج کو گہن لگا۔ آپؐ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) اٹھے اور مسجد میں آئے (ہم بھی مسجد میں گئے) آپؐ نے سورج صاف ہونے تک دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا دیکھو سورج اور چاند کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے ف اور جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور گہن کھل جانے تک دعا کرتے رہو۔

ف اتفاق سے جب حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گزر گئے تو سورج کو گہن لگا۔ بعضے لوگوں نے سمجھا کہ ان کی موت سے یہ گہن لگا۔ آپؐ نے اس اعتقاد کا رد کیا۔ جاہلیت کے لوگ ستاروں کی تاثیر زمین پر پڑنے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ شریعت میں اس کا ابطال ہوا جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے ستارے بیچارے کیا چیز ہیں وہ اللہ کی مخلوق ہیں اس کے حکم کے تابع ہیں۔

۱۵۱۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ:

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا۔

بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے کہا میں نے ابومسعود انصاری صحابی سے سُنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا سُورج اور چاند میں کسی کی موت سے گہن نہیں لگتا وہ دونوں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ جب تم گہن دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو ف

ف اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ گہن کی نماز کا وہی وقت ہے جب گہن لگے خواہ وہ کسی وقت ہو اور حنفیہ نے اوقات مکروہہ کو مستثنیٰ کیا ہے اور امام احمدؒ سے بھی مشہور روایت یہی ہے اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وقت سورج نکلنے سے آفتاب کے ڈھلنے تک ہے اور اہلحدیث نے اول مذہب کو اختیار کیا ہے اور وہی راجح ہے ؛

۱۵۲- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا سورج اور چاند نہ کسی کے مرنے سے گہناتے ہیں نہ کسی کے جینے سے وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ف جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

ف امام احمدؒ اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ جب کسی چیز پر تجلّی کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے۔ تجلّی کا مفہوم اور اس کا اصل مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بظاہر علماء ہیئت جو کہتے ہیں کہ زمین یا چاند حائل ہو جانے کی وجہ سے گہن ہوتا ہے یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے ؛

۱۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہاشم بن قاسم نے کہا ہم سے ابومعاویہ نحوی شیبان نے انہوں نے زیاد بن علاقہ سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ میں سورج گہن اسی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ۔

روز ہُوا جس دن ف ابراہیم آپؐ کے صاحبزادے گزر گئے۔ لوگوں نے کہا ان کی موت سے سورج گہنا گیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت اور زندگی سے نہیں گہناتے۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

ف۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ ماہِ ربیع الاول یا رمضان میں ہُوا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب: سورج گہن میں خیرات کرنا۔

١٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولَى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ میں سورج گہن ہُوا۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پہلے آپؐ کھڑے ہوئے تو بہت دیر تک کھڑے رہے۔ پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلی بار سے کم۔ پھر دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے رکوع سے کم۔ پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدے میں رہے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جیسے پہلی رکعت میں ف پھر نماز سے جب فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو گیا تھا۔ آپؐ نے لوگوں کو خطبہ سنایا، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت یا زیست سے نہیں گہناتے۔ جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا محمدؐ کی امت کے

أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔

لوگو! دیکھو اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اس کو بڑی غیرت آتی ہے اگر اس کا غلام یا لونڈی زنا کرے ف۲ اے محمدؐ کی امت کے لوگو اگر تم وہ جانو جو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم، روؤ بہت۔

ف۱ یعنی ہر رکعت میں دُو دُو رکوع کیے اور دو دو قیام اگرچہ بعضی روایتوں میں تین تین رکوع اور بعضی میں چار چار اور بعضی میں پانچ پانچ ہر رکعت میں وارد ہوئے ہیں مگر دو دو رکوع کی روایتیں صحت میں بڑھ کر ہیں اور اہلِ حدیث اور شافعی کا اسی پر عمل ہے اور حنفیہ کے نزدیک ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرے۔ امام ابن قیم نے کہا ایک رکوع کی روایتیں صحت میں دو دو رکوع کی روایتوں کے برابر نہیں ہیں۔ اب جن روایتوں میں دو رکوع سے زیادہ منقول ہیں یا تو وہ راویوں کی غلطی ہے یا کسوف کا واقعہ کئی بار ہوا ہوگا۔ بعضے علماء نے یہی اختیار کیا ہے کہ جن جن طرحوں سے کسوف کی نماز منقول ہے ان سب طرحوں سے پڑھنا درست ہے ف۲ قسطلانی نے پچھلے متکلمین کی طرح غیرت کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ غیرت غصے کے جوش کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے تغیرات سے پاک ہے۔ اہلِ حدیث کا یہ طریق نہیں ہے' اہلِ حدیث اللہ تعالیٰ کی ان سب صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں ان کے ظاہری معنی پر محمول رکھتے ہیں ان میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے جب غضب اللہ کی صفات میں سے ہے تو غیرت بھی اس کی صفات میں سے ہوگی۔ غضب زائد اور کم ہو سکتا ہے اور تغیر اللہ کی ذات اور صفاتِ حقیقیہ میں نہیں ہوتا لیکن صفاتِ افعال میں تو تغیر ضرور ہے مثلاً گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پھر توبہ کرنے سے راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور کبھی کلام نہیں کرتا۔ کبھی اترتا ہے کبھی چڑھتا ہے۔ غرض صفاتِ افعالیہ کا حدوث اور تغیر اہلِ حدیث کے نزدیک جائز ہے۔

بَابُ النِّدَاءِ بِالصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوفِ۔

باب: سورج گہن میں یوں پکارنا: نماز کے لیے اکٹھا ہو جاؤ' (جماعت سے پڑھو)

۱۵۵- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو یحییٰ بن صالح نے خبر دی کہا ہم سے معاویہ بن سلام بن ابی سلام حبشی دمشقی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ کو ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے خبر دی۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رض سے۔ انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو لوگوں

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ: أَنِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ۔

کو پکار دیا گیا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ ف۱

ف۱ کسوف اور خسوف اور استسقاء اور عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے صرف لوگوں کو خبر کرنے کے لیے اتنا پکارنا درست ہے کہ نماز کے لیے اکٹھا ہو جاؤ۔

بَابُ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ،

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سورج گہن کی نماز میں امام کا خطبہ پڑھنا اور حضرت عائشہؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورج گہن میں) خطبہ سنایا ف

ف حضرت عائشہؓ کی روایت اوپر گزر چکی باب الصدقۃ فی الکسوف میں اور اسماءؓ کی روایت آگے اس کتاب میں آتی ہے۔

۱۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح: وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے۔ دوسری سند اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی میں سورج گہن لگا۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ آپ نے تکبیر کہی اور بہت لمبی قرأت کی ف۱۔ پھر تکبیر کہی اور بڑا لمبا رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا (اور رکوع سے سر اٹھا کر) پھر کھڑے ہی رہے اور سجدہ نہیں کیا اور لمبی قراءت کی پہلی قراءت سے کچھ کم ف۲ پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا پہلے رکوع سے کچھ کم پھر (سر اٹھا کر) سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا تو (دو رکعتوں میں) پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور آپ ابھی نماز نہیں پڑھ چکے تھے کہ سورج صاف ہو گیا پھر

أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: إِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ، قَالَ: أَجَلْ، لِأَنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ۔

(خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے ف۳ جیسی تعریف اللہ کو سزاوار ہے ویسی تعریف کی۔ پھر فرمایا چاند اور سورج دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں ہوتا۔ جب تم گہن دیکھو تو نماز کے لیے لپکو۔ زہری نے کہا کثیر بن عباس، اپنے بھائی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے وہ سورج گہن کا قصہ اسی طرح بیان کرتے تھے جیسے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔ زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جس دن مدینہ میں سورج گہن ہوا صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور کچھ نہیں بڑھایا ف۴ انہوں نے کہا ہاں مگر سنت کے طریق سے وہ چوک گئے ف۵

ف۱ جتنی دیر میں سورۂ بقر پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ف۲ جتنی دیر میں سورۂ آل عمران پڑھی جاتی ہے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گو اس میں خطبہ کی صراحت نہیں ہے مگر یہ صراحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں موجود ہے جو اوپر بیان ہو چکی۔ ف۴ یعنی ہر رکعت میں دو رکوع نہیں کیے جیسے تم روایت کرتے ہو۔ ف۵ ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی حالانکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور عروہ تابعی ہیں مگر عروہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی اور حدیث کی پیروی سب پر مقدم ہے۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جیسے عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس ہیں ان سے غلطی ہو جاتی تھی تو اور مجتہدوں سے جیسے ابوحنیفہ یا شافعی ہیں غلطی کا ہونا کچھ بعید نہیں اور اگر منصف آدمی امام ابن قیم کی اعلام الموقعین انصاف سے دیکھے تو اس کو ان مجتہدوں کی غلطیاں بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں۔

بَابٌ هَلْ يَقُولُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوْ خَسَفَتْ؟ وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: وَخَسَفَ الْقَمَرُ۔

باب: سورج کا کسوف اور خسوف دونوں کہہ سکتے ہیں اور اللہ نے (سورۂ قیامت میں) فرمایا وخسف القمر ف۱

ف۱ اس باب سے امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ کسوف اور خسوف چاند اور سورج دونوں کے گہن میں مستعمل ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے سورج گہن کو کسوف یا خسوف کہنے سے منع کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے

چاند گہن کو خسوف کہنے سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود سورۂ قیامہ میں چاند گہن کو خسوف فرمایا؛

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ: إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بی بی نے ان کو خبر دی جس دن سورج کا خسوف (گہن) ہوا ف۱ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھائی۔ آپؐ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر بہت لمبی قرأت کی۔ پھر بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع کو سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اسی طرح کھڑے رہے اور لمبی قرأت کی مگر پہلی قرأت سے کچھ کم پھر لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کچھ کم۔ پھر لمبا سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا۔ پھر سلام پھیرا تو سورج روشن ہو گیا تھا۔ پھر لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا سورج اور چاند کے کسوف میں ف۲ وہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت و زلیست سے ان میں خسوف نہیں ہوتا ف۳ جب تم اس کو دیکھو تو نماز کے لیے لپکو۔

ف۱ یہاں سے ترجمۂ باب نکلا کیونکہ سورج گہن کو خسوف کہا؛ ف۲ یہاں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ دونوں کے گہن کو کسوف فرمایا؛ ف۳ یہاں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ دونوں کو خسوف فرمایا؛

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُخَوِّفُ اللَّهُ عِبَادَهُ بِالْكُسُوفِ

قَالَهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ اپنے بندوں کو گہن دکھا کر ڈراتا ہے۔ یہ ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کیا ہے ف۱

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا گو کسوف اور خسوف زمین یا چاند کے حائل ہونے سے ہو جس میں اب کوئی شک نہیں رہا یہاں تک کہ منجمین اور اہل ہیئت خسوف اور کسوف کا ٹھیک وقت اور یہ کہ وہ کس ملک میں کتنا ہوگا پہلے ہی بتلا دیتے ہیں اور تجربہ سے وہ بالکل ٹھیک نکلتا ہے، اس میں سرِ مو فرق نہیں ہوتا مگر اس سے حدیث کے مطلب میں کوئی خلل نہیں آیا۔ کیونکہ خداوند کریم اپنی قدرت اور طاقت دکھلاتا ہے کہ چاند اور سورج کے سے بڑے اور روشن اجرام کو وہ دم بھر میں تاریک کر دیتا ہے۔ اس کی عظمت اور طاقت اور ہیبت سے بندوں کو ہر دم تھرّانا چاہیئے اور جس نے چاند اور سورج گہن کے عادی اور حسابی ہونے کا انکار کیا ہے وہ عقلاء کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے۔

۱۵۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَكِنَّ اللهَ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَارِثِ، وَشُعْبَةُ، وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يُونُسَ (يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ) وَتَابَعَهُ مُوسَى، عَنْ مُبَارَكٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ)

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یونس بن عبید سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابوبکرہ صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا عبدالوارث اور شعبہ اور خالد بن عبداللہ اور حماد بن سلمہ ان سب حافظوں نے یونس سے یہ جملہ کہ اللہ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے بیان نہیں کیا ف اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ نے مبارک بن فضالہ سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے روایت کیا اس میں یوں ہے کہ ابوبکرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر مجھ کو خبر دی کہ اللہ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے ف۲ اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو اشعث ابن عبدالملک نے بھی امام حسن بصریؒ سے روایت کیا ف۳

ف عبدالوارث اور شعبہ کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر نکالا اور خالد بن عبداللہ کی روایت اوپر گزر چکی اور حماد بن سلمہ کی روایت کو طبرانی نے نکالا ۱۲ ف۲ اس کو طبرانی نے نکالا- اس متابعت کے ذکر کرنے سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ امام حسن بصریؒ کا سماع ابوبکرہ سے معلوم ہو گیا اور جس نے اس کا انکار کیا ہے اس کا رد ہوا ۱۲ ف۳ اس کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے وصل کیا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب: سورج گہن میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا۔

۱۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ،

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَرَجَعَ ضُحًى، فَمَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ،

امام مالک سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بی بی تھیں، انہوں نے کہا ایک یہودن حضرت عائشہ رضؓ سے مانگنے آئی اور ان کو دعا دی کہ اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کیا قبروں میں بھی لوگوں پر عذاب ہوگا؟ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ اس سے ۔ پھر ایک روز صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سواری پر سوار ہوئے۔ اسی روز سورج کو گہن لگا۔ آپ دن چڑھے لوٹے اور (اپنی بی بیوں کے) حجروں کے درمیان سے گزرے پھر کھڑے ہو کر گہن کی نماز پڑھنے لگے۔ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ آپ بہت دیر تک کھڑے رہے پھر ایک بہت لمبا رکوع کیا، پھر دیر تک کھڑے رہے (رکوع سے سر اٹھا کر) مگر پہلی بار سے کم، پھر ایک لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گئے (دو سجدے کئے پھر (سجدے سے) سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلی رکعت کے کھڑے ہونے سے کم، پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر (رکوع سے) سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے لیکن اگلے کھڑے ہونے سے کم۔ پھر لمبا رکوع کیا لیکن اگلے رکوع سے کم، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہ بیان کیا۔ پھر لوگوں کو

وَانْصَرَفَ، فَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ۲؎

ف ۱ شاید اس وقت آپؐ کو قبر کے عذاب سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مطلع نہ کیا ہوگا یا آپؐ کو معلوم ہوگا لیکن حضرت عائشہؓ نے آپؐ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے نہ سنا ہوگا ؛ ف ۲ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے۔ اس یہودن کو شاید اپنی کتابوں سے قبر کا عذاب معلوم ہوگیا ہوگا۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا کہ معیشۃً ضنکاً سے عذاب قبر مراد ہے اور حضرت علیؓ نے کہا ہم کو قبر کے عذاب میں شک رہا یہاں تک کہ یہ آیت اتری حتّٰی زرتم المقابر۔ یہ ترمذی نے نکالا اور قتادہ اور ربیع نے اس آیت کی تفسیر میں سنعذبھم مرتین یہ کہا کہ ایک دنیا کا عذاب ایک قبر کا عذاب۔ اب اس حدیث میں جو دوسری رکعت میں دون القیام الاوّل اس کے مطلب میں اختلاف ہے کہ دوسری رکعت کا قیام اوّل مراد ہے یا اگلے کل قیام مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا چار قیام اور چار رکوع ہیں اور ہر ایک قیام اور رکوع اپنے ماسبق سے کم ہوتا تو ثانی اوّل سے کم اور ثالث ثانی سے کم اور رابع ثالث سے کم واللہ اعلم۔ یہ جو کسوف کے وقت عذاب قبر سے ڈرایا اس کی مناسبت یہ ہے کہ جیسے کسوف کے وقت دنیا میں اندھیرا ہو جاتا ہے ویسے ہی گنہگار کی قبر میں جس پر عذاب ہوگا اندھیرا چھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ آمین!

بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب، گہن کی نماز میں سجدہ بھی لمبا کرنا ف ۱

ف ۱ بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے کہ گہن کی نماز میں سجدہ بھی لمبا کیا جائے۔ امام بخاریؒ نے ان پر رد کیا ؛

۱۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُودِيَ إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ، قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: مَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے، انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مبارک) زمانے میں سورج گہن ہوا تو لوگوں کو پکار دیا گیا، نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپؐ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے (اور سجدہ کرکے) پھر کھڑے ہوگئے اور دو رکوع کیے، پھر (سجدہ کرکے) بیٹھے، پھر سورج روشن ہوگیا اور حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے کبھی اس سے زیادہ لمبا سجدہ نہیں کیا جتنا اس نماز میں تھا ف ۱

ف ۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے ؛

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً،

وَصَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ لَهُمْ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ، وَجَمَعَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ۔

باب: گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا اور ابن عباسؓ نے لوگوں کو گہن کی نماز زمزم کے سائبان میں پڑھائی ف۱ اور علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو گہن کی نماز کے لیے جمع کیا اور ابن عمرؓ نے نماز پڑھائی ف۲

ف۱ اس کو شافعی اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۲ یہ علی بن عبداللہ تابعی ہیں عبداللہ بن عباس کے بیٹے اور خلفاء عباسیہ انہی کی اولاد میں ہیں ان کو سجاد کہتے تھے کیونکہ ہر روز ہزار سجدے کیا کرتے جس رات کو حضرت علی مرتضٰیؓ شہید ہوئے اسی رات کو یہ پیدا ہوئے تو اُن کا وہی نام رکھا گیا۔ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا (قسطلانی)

۱۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہُوا تو آپؐ نے نماز پڑھائی اور بڑی دیر تک کھڑے رہے جتنی دیر میں کوئی سورہ بقر پڑھے۔ پھر ایک بہت لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے اور یہ پہلی بار سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر دونوں سجدوں کے بعد دیر تک کھڑے رہے اور یہ اگلی بار سے کم تھا۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا، یہ اگلے رکوع سے کم تھا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر دیر تک کھڑے رہے اور یہ اگلی بار سے کم تھا۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا۔ یہ اگلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا، پھر نماز سے فارغ ہوئے۔ اس وقت سُورج روشن ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کی موت یا زیست سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ گہن دیکھو تو اللہ (تعالیٰ) کی یاد کرو۔ لوگوں

وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَأُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُفْرِهِنَّ، قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

نے عرض کیا ہم نے دیکھا آپؐ (نماز ہی میں) اپنی جگہ جیسے کوئی چیز لینے لگے پھر ہم نے دیکھا آپؐ پیچھے ہٹے آپؐ نے فرمایا میں نے بہشت دیکھی میں اس میں سے ایک خوشہ لینے کو تھا اور اگر کہیں لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی۔ میں نے آج کے دن سے بڑھ کر کوئی ڈراونی چیز کبھی نہیں دیکھی میں نے دیکھا اس میں عورتیں بہت ہیں لوگوں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے کہا اللہ کا کفر۔ آپؐ نے فرمایا نہیں خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ اگر تو کسی عورت کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر وہ ایک ذرا سی برائی تجھ سے دیکھے تو کہتی ہے (اے نوج) کبھی مجھ کو تم سے بھلائی نہیں ہوئی ف

ف یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ دوزخ اور بہشت کی تصویر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھلا دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر ناشکری کو بھی کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا آپؐ نے اصلی دوزخ اور بہشت کو دیکھا، اس طرح سے کہ حجاب درمیانی اٹھ گیا۔ مگر دوسری روایت میں ہے کہ اس دیوار کے عرض میں اور اصلی بہشت اور دوزخ تو ساری زمین میں نہیں سما سکتی مسجد کے کونے میں کیونکر آئے گی۔ یا مراد یہ ہے کہ دوزخ اور بہشت کا ایک ٹکڑا بطور نمونہ آپؐ کو دکھایا گیا۔

بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْكُسُوفِ۔

١٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ

باب: گہن کی نماز میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی شریک ہونا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی تھیں۔ اس وقت سورج گہن لگا تھا دیکھا تو لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت عائشہؓ بھی

تُصَلِّي، فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ أَيْ نَعَمْ، قَالَتْ: فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ، يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ، مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ، لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ، فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى، فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا، فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا، فَقَدْ عَلِمْنَا أَنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ، لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ، فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

نماز میں کھڑی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہے، لوگوں کو کیا ہوا؟ ؂۱ انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کیا کوئی عذاب کی نشانی ہے؟ انہوں نے اشارے سے ہاں تبلایا۔ اسماء کہتی ہیں میں بھی نماز میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا۔ میں اپنے سر پہ پانی ڈالنے لگی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر فرمایا، جو جو چیزیں میں نے اب تک نہیں دیکھی تھیں وہ آج اس جگہ دیکھ لیں یہاں تک کہ دوزخ اور بہشت بھی دیکھ لی اور مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ قبروں میں تمہاری ایسی آزمائش ہوگی جیسے دجال کے سامنے یا اس کے قریب میں نہیں جانتا اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا اسماءؓ نے کہا قبر میں تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے تو اس شخص (پیغمبر صاحب) کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا ایماندار یا یقین رکھنے والا معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا یوں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس (دنیا میں) دلیلیں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے تھے ہم نے مان لیا ایمان لائے ان کی پیروی کی پھر اس سے کہا جاتا ہے آرام سے سوجا ہم جانتے تھے تو ایماندار ہے اور منافق یا شک کرنے والا معلوم نہیں اسماء نے کونسا لفظ کہا یوں کہتا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو ان کے باب میں) کچھ کہتے سنا وہی بک دیا ؂۲۔

؂۱ جو بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں پریشان ہیں؛ ؂۲ کوئی شاعر کہتا تھا کوئی جادوگر میں بھی وہی کہنے لگا:

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْعَتَاقَةَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

باب: سورج گہن میں بردہ آزاد کرنا۔

۱۶۳- حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ،

ہم سے ربیع بن یحیٰی نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

بنت منذر سے انہوں نے اسماء سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا ف

ف کیونکہ بردہ آزاد کرنا بڑا ثواب ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بلا کو دُور کرے گا۔

بَابُ صَلَاةِ الكُسُوفِ فِي المَسْجِدِ۔

۱۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا

باب: گہن کی نماز مسجد میں پڑھنا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ ایک یہودن سوال کرتی ہوئی ... ان کے پاس آئی ف اور اس نے کہا اللہ تم کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا قبروں میں بھی لوگوں کو عذاب ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ اس سے بچائے رہے۔ پھر ایک دن صبح کو آپ سواری پر سوار ہوئے۔ اسی دن سورج گہن ہوا۔ آپ دن چڑھے لوٹ آئے اور اپنی بی بیوں کے حجروں کے درمیان سے گزرے ف۲ پھر کھڑے ہو کر گہن کی نماز پڑھنے لگے۔ لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ آپ بڑی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر بڑی دیر تک رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے مگر پہلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور لمبا سجدہ کیا، پھر دونوں سجدے کر کے کھڑے رہے مگر اگلی بار سے کم پھر ایک لمبا رکوع کیا پر اگلے رکوع سے کم، پھر دیر تک کھڑے رہے مگر اگلی بار سے کم، پھر ایک لمبا رکوع کیا پر اگلے رکوع سے کم۔ پھر سجدہ کیا

طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الأَوَّلِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ: ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

پر اگلے سجدے سے کم۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جو اللہ نے چاہا وہ آپؐ نے فرمایا (لوگوں کو سمجھایا بجھایا)۔ پھر ان کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم دیا۔

ف۱ یعنی کچھ خیرات مانگی تھی ؛ ف۲ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ کی بیبیوں کے حجرے مسجد سے متصل تھے۔

بَابٌ لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ، وَالْمُغِيرَةُ، وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

باب : سورج گہن کسی کی موت و زیست سے نہیں ہوتا اس کو ابو بکرہؓ اور مغیرہؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ صحابیوں نے روایت کیا ف۱

ف۱ یہ سب روایتیں اوپر اسی کتاب میں گزر چکیں ۔ ابو موسیٰ کی روایت آگے آتی ہے ؛

۱۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا۔ انہوں نے ابو مسعود عقبہ بن عامر انصاری صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت و زیست سے نہیں گہناتے بلکہ وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم ان کا گہنانا دیکھو تو نماز پڑھو۔

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری اور ہشام ابن عروہ کو ان دونوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ بہت لمبی قرأت کی۔ پھر بہت لمبا رکوع کیا۔

فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُونَ قِرَاءَتِهِ فِي الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ دُونَ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُرِيهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ۔

پھر رکوع سے سر اُٹھایا۔ پھر لمبی قرأت کی مگر پہلی قرات سے کم پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پر پہلے رکوع سے کم۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا۔ پھر کھڑے ہوئے (نماز سے فارغ ہو کر) اور فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت و زیست سے نہیں گہناتے ف وہ دو نشان ہیں اللہ کے نشانوں سے اللہ اپنے بندوں کو دکھلاتا ہے جب تم یہ گہن دیکھو تو نماز کی طرف لپکو۔

ف ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔

بَابُ الذِّكْرِ فِي الْكُسُوفِ، رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

باب: سورج گہن کے وقت اللہ کی یاد کرنا اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ف

ف یہ روایت اوپر موصولاً اسی کتاب میں گزر چکی ہے۔ اس میں یہ ہے فاذا رایتم ذلک فاذکروا اللہ۔

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے بریدبن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر اُٹھے آپ ڈرے کہیں قیامت نہ آجائے ف پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور بہت لمبے قیام اور رکوع اور سجدہ کے ساتھ جو میں نے کبھی آپ کو کرتے دیکھا نماز پڑھی اور (نماز کے بعد) فرمایا یہ نشانیاں جو اللہ بھیجتا ہے کسی کی موت اور زیست کی وجہ سے نہیں بھیجتا بلکہ ان کو بھیج کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم ایسی کوئی نشانی دیکھو تو اللہ کی یاد اور دعا اور

اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ۔ استغفار کی طرف لپکو۔

ف گھبرانے اور ڈرنے کی وجہ اس حدیث میں مذکور ہے، یہ گھبرانا صرف گہن سے نہ تھا کیونکہ گہن تو معمولی چیز ہے، پر اس وجہ سے تھا کہ شاید قیامت کا گہن ہو۔ اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ ابھی تک قیامت کی نشانیاں جیسے دجال وغیرہ تو ظاہر ہی نہیں ہوئی تھیں، پھر آپ کو یہ ڈر کیسے ہُوا کہ شاید قیامت کا گہن ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت تک بڑی بڑی نشانیاں قیامت کی آپ کو نہ بتلائی گئی ہوں مگر یہ جواب قیاس سے بعید ہے کیونکہ یہ سورج گہن ۱۰ھ ہجری میں ہُوا تھا جس سال آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہُوا، اس سے پیشتر ہی آپ قیامت کی کئی نشانیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلا چکے تھے۔ عمدہ جواب یہ ہے کہ یہ فقرہ کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ تھوڑی ہے بلکہ راوی کا گمان ہے اور ممکن ہے کہ آپ کی گھبراہٹ کسی اور وجہ سے ہو۔ بعضوں نے کہا راوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے گھبرا کر اُٹھے جیسے قیامت آگئی ؛

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ، قَالَهُ أَبُو مُوسَى وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سورج گہن میں دُعا کرنا، اس کو ابو موسےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے ف

ف ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث تو ابھی گزری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آگے آتی ہے ؛

۱۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ۔

ہم سے ابوالولید طیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ سے سُنا وہ کہتے تھے اتفاق سے جس دن حضرت ابراہیمؑ مرے اسی دن سورج گہن ہُوا۔ لوگ کہنے لگے ابراہیمؑ کے مرنے سے سورج گہنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشان ہیں ان میں نہ کسی کے مرنے سے گہن آتا ہے نہ کسی کے جینے سے، تم جب یہ گہن دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو جب تک کہ گہن چھٹ جائے ؛

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ فِي خُطْبَةِ الْكُسُوفِ: أَمَّا بَعْدُ، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ:

باب: گہن کے خطبے میں امام کا اما بعد کہنا اور ابواسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا

حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ۔

کہا مجھے فاطمہ بنت منذر (ان کی بی بی) نے خبر دی۔ انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے سنا انہوں نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہن کی نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے خطبہ سنایا اور جیسی تعریف اللہ کو سزاوار ہے ویسی اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ

باب: چاند گہن میں بھی نماز پڑھنا۔

۱۶۹- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عامر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابوبکرہ صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ف

ف یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ باب سے مطابقت نہیں رکھتی اس میں تو چاند کا ذکر تک نہیں اور جواب یہ ہے کہ روایت مختصر ہے اس روایت کی جو آگے آتی ہے اس میں صاف چاند کا ذکر ہے تو مقصود وہی دوسری ہے اور اس کو اس لیے ذکر کر دیا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ روایت مختصر بھی مروی ہوئی ہے بعضوں نے کہا صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں اس حدیث میں یوں ہے انکسف القمر۔ دوسری ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس میں یوں ہے انکسفت الشمس او القمر۔ اور امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کر کے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور باب کا مطلب اس سے نکالتے ہیں؛

۱۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے یونس نے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابوبکرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپؐ اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے مسجد تک پہنچے اور لوگ بھی آپؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپؐ نے ان

فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ، وَذَلِكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ۔

کو دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ پھر سورج روشن ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت سے نہیں گہناتے جب تم یہ دیکھو نماز پڑھو ورنہ اور دعا کرتے رہو جب تک گہن چھٹ جائے اور یہ آپؐ نے اس لیے فرمایا کہ آپؐ کے صاحبزادے جن کو ابراہیم کہتے تھے گزر گئے تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ گہن انہی کے مرنے سے لگا۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ نے چاند اور سورج دونوں کے گہن میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا حکم دیا۔

بَابُ الرَّكْعَةُ الْأُولَى فِي الْكُسُوفِ أَطْوَلُ۔

باب، گہن کی نماز میں پہلی رکعت کا لمبا کرنا۔

۱۷۱- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ، الْأَوَّلُ، وَالْأَوَّلُ أَطْوَلُ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو احمد محمد بن عبداللہ زبیری نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے یحییٰ ابن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سورج گہن میں نماز پڑھائی۔ دو رکعتوں میں چار رکوع کیے۔ پہلی رکعت دوسری سے لمبی تھی۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ۔

باب: گہن کی نماز میں پکار کر قرأت کرنا۔

۱۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ

ہم سے محمد بن مہران نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن نمر نے انہوں نے ابن شہاب سے سنا، انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گہن کی نماز میں پکار کر قراءت کی، جب قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا

الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَغَيْرُهُ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، قَالَ الْوَلِيدُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ: سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَقُلْتُ مَا صَنَعَ أَخُوكَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، مَا صَلَّى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ إِذَا صَلَّى بِالْمَدِينَةِ قَالَ: أَجَلْ، إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ، تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ۔

تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا، پھر قرات شروع کی۔ غرض گہن کی نماز میں دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے، اور امام اوزاعی وغیرہ نے کہا میں نے زہری سے سنا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپؐ نے ایک شخص کو بھیجا کہ لوگوں کو پکار دے نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ ان میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ ولید بن مسلم نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن نمر نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے ایسا ہی سنا زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا۔ تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ نے کیا کیا۔ انہوں نے تو گہن کی نماز میں مدینہ میں صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں۔ عروہ نے کہا ہاں بے شک مگر انہوں نے سنت کے خلاف غلطی کی ف۱ عبدالرحمٰن بن نمر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں بھی پکار کر قرات کرنے کا بیان ہے ف۲

ف۱ یعنی سنت یہ تھا کہ گہن کی نماز میں ہر رکعت میں دو رکوع کرتے دو قیام مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے جو صبح کی نماز کی طرح اس میں ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کیا اور ایک ہی قیام تو یہ ان کی غلطی ہے جو چوک گئے طریقہ سنت کے خلاف کیا۔ ف۲ بات یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن نمر دمشقی میں لوگوں نے کلام کیا ہے گو ذہلی وغیرہ نے اس کو ثقہ کہا ہے مگر یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے تو امام بخاری نے اس روایت کا ضعف رفع کرنے کے لیے یہ بیان کر دیا کہ عبدالرحمٰن کی متابعت سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی کی ہے گو یہ دونوں بھی ضعیف ہیں مگر متابعت سے حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ حافظ نے کہا ان کے علاوہ عقیل اور اسحاق بن راشد نے بھی عبدالرحمٰن ابن نمر کی متابعت کی ہے۔ سلیمان بن کثیر کی روایت کو امام احمدؒ نے اور سفیان بن حسین کی روایت کو ترمذی اور طحاوی نے عقیل کی روایت کو بھی طحاویؒ نے اور اسحٰق بن راشد کی روایت کو دارقطنی نے وصل کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا بڑا مہربان ہے

أبواب

سجود القرآن وسنتها

سجدہ تلاوت اور اس کے سنتوں کے ابواب

بَابُ مَاجَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ وَسُنَّتِهَا۔

باب: سجدہ تلاوت اور اس کے سنت ہونے کا بیان ۱

۱ سجدہ تلاوت اکثر اماموں کے نزدیک سنت ہے۔ اگر کوئی ترک کرے تو گنہگار نہ ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو واجب کہا ہے۔ اہلحدیث اور امام احمدؒ کے نزدیک سارے قرآن شریف میں پندرہ سجدۂ تلاوت ہیں سورۂ حج میں دو سجدے ہیں اور ایک سورۂ صاد میں اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چودہ سجدے ہیں لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک صاد میں سجدہ نہیں ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے۔

۱۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: يَكْفِينِي هٰذَا، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحٰق سے انہوں نے کہا میں نے اسود بن یزید سے سنا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور جتنے لوگ آپؐ کے پاس تھے (مسلمان اور کافر) سب نے سجدہ کیا۔ ایک بڈھے امیہ بن خلف کے سوا۔ اس نے ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی لے کر اپنی پیشانی تک اٹھائی اور کہا مجھ کو یہ بس کرتا ہے۔ عبداللہ نے کہا، اس کے بعد میں نے دیکھا وہ بڈھا کافر ہی رہ کر مارا گیا ۱

۱ بدر کے دن وہ مردود قتل ہوا اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ سورۂ نجم میں سجدہ کرنا ثابت ہوا اور یہ بھی نکلا کہ سجدۂ تلاوت میں پیشانی زمین پر رکھنی چاہیے۔

بَابُ سَجْدَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةُ۔

باب: الم تنزیل السجدہ میں سجدہ کرنا۔

١٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ الٓمّٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةُ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ھل اتی علی الانسان حین من الدھر پڑھا کرتے ف۱

ف۱ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الم تنزیل السجدہ میں سجدہ کیا اور شاید امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے معجم صغیر میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ الم تنزیل السجدہ پڑھ کر سجدہ کیا۔

بَابُ سَجْدَةِ صٓ۔

باب: سورۂ صٓ میں سجدہ کرنا۔

١٧٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان محمد بن فضیل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا سورۂ صٓ کا سجدہ کچھ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اس میں سجدہ کرتے ف۱

ف۱ سورۂ صاد میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدے کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم شکریہ کے لیے کرتے ہیں۔

بَابُ سَجْدَةِ النَّجْمِ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سورۂ نجم میں سجدے کا بیان، اس کو ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ف۱

ف۱ اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا۔

۱۷۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحٰق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھی، اس میں سجدہ کیا، جتنے لوگ موجود تھے (مسلمان اور کافر) سب نے سجدہ کیا مگر لوگوں میں سے ایک شخص نے کیا کیا؛ ایک مٹھی کنکر یا مٹی کی لے کر اٹھائی اور اپنے منہ تک لایا کہنے لگا، بس یہ کافی ہے۔ عبداللہ نے کہا پھر میں نے دیکھا کہ وہ کفر ہی کی حالت میں مارا گیا ؎

؎ اس کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ یہ شخص امیہ بن خلف تھا جیسے اوپر گزر چکا۔ بعضوں نے کہا ولید بن مغیرہ بعضوں نے کہا سعید بن عاص، بعضوں نے کہا ابولہب۔

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ۔

باب، مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا حالانکہ مشرک ناپاک ہے۔ اس کو وضو کہاں سے آیا ؎ اور ابن عمرؓ سجدہ بے وضو کیا کرتے ؎۲

؎ مشرک اول تو وضو کرتا ہی نہیں، کرے بھی تو اس کا وضو صحیح نہیں کیونکہ کفر کے ساتھ کوئی عبادت صحیح نہیں ہوسکتی۔ کہتے ہیں امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ سجدۂ تلاوت بے وضو درست ہے۔ یہ جمہور کے مذہب کے برخلاف ہے اور سب لوگوں نے سجدے میں طہارت شرط رکھی ہے ؎۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ابن عمرؓ سواری سے اتر کر استنجا کرتے پھر سوار ہوتے اور تلاوت کا سجدہ بے وضو کرتے۔ قسطلانی نے کہا شعبی کے سوا اور کوئی ابن عمرؓ کے ساتھ اس مسئلہ میں موافق نہیں ہوا۔

۱۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ، وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ، وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ والنجم میں سجدہ کیا اور آپؐ کے ساتھ مسلمان اور مشرک اور جن اور آدمی سب نے سجدہ کیا ؎ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سختیانی سے روایت کیا۔

ف اور ظاہر ہے کہ مسلمان بھی سب اس وقت باوضو نہ ہوں گے اسی طرح مشرک تو ہمیشہ بے وضو رہتے ہیں پس بے وضو سجدۂ تلاوت کرنے کا جواز نکلا اور امام بخاریؒ کا یہی قول ہے مخالف کہہ سکتا ہے کہ مشرکوں کا سجدہ کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے نہ تھا انہوں نے اپنی خوشی سے غلط فہمی کی بنا پر سجدہ کیا اور مسلمان ممکن ہے کہ وضو سے ہوں؛

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ۔

باب: سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ نہ کرنا ف

ف اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کچھ واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا اس کا رد منظور ہے، جو کہتا ہے کہ مفصل میں سجدہ نہیں ہے کیونکہ سجدہ فوراً کرنا واجب نہیں ہے تو سجدہ ترک کرنے سے یہ نہیں نکلتا کہ سورۂ والنجم میں سجدہ نہیں ہے۔

۱۷۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

ہم سے سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل ابن جعفر نے کہا ہم کو یزید بن خصیفہ نے خبر دی انہوں نے یزید ابن عبداللہ بن قسیط سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے زید بن ثابت صحابیؓ سے پوچھا (کیا سورۂ والنجم میں سجدہ ہے) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ آپؐ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

۱۷۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے انہوں نے عطاء ابن یسار سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سورۂ والنجم پڑھی آپؐ نے اس میں سجدہ نہیں کیا ف

ف کیونکہ سجدۂ تلاوت کرنا کچھ واجب نہیں ہے اور جو لوگ واجب کہتے ہیں وہ بھی فوراً سجدہ کرنا ضروری نہیں جانتے۔ ممکن ہے کہ آپؐ نے بعد کو سجدہ کر لیا ہوگا۔ بزار اور دارقطنی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا؛

بَابُ سَجْدَةِ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔

باب: سورۂ اذا السماء انشقت میں سجدہ کرنا۔

۱۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَا: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ فَسَجَدَ بِهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم اور معاذ بن فضالہ نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کو دیکھا انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی۔ اس میں سجدہ کیا میں نے کہا ابوہریرہؓ کیا میں نے تم کو اس سورت میں سجدہ کرتے نہیں دیکھا انہوں نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی سجدہ نہ کرتا ف۔

ف اس حدیث سے مالکیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں قرآن شریف میں صرف گیارہ سجدے ہیں اور مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے ان کی دلیل وہ روایت ہے جو عطاء بن یسار نے ابی ابن کعب سے کی انہوں نے کہا مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ سَجَدَ لِسُجُودِ الْقَارِئِ

باب: سننے والا اسی وقت سجدہ کرے جب پڑھنے والا کرے ف۱ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے تمیم بن حذلم سے کہا وہ لڑکا تھا اس نے سجدے کی آیت پڑھی تو انہوں نے کہا سجدہ کر کیونکہ تو ہمارا امام ہے اس سجدے میں ف۲

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لِتَمِيمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ: اسْجُدْ فَإِنَّكَ إِمَامُنَا فِيهَا۔

ف۱ مطلب یہ ہے کہ سننے والے کو جب سجدہ کرنا چاہیئے کہ پڑھنے والا بھی سجدہ کرے اگر پڑھنے والا سجدہ نہ کرے تو سننے والے پر بھی لازم نہیں ہے امام بخاریؒ کا شاید یہی مذہب ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ سننے والے پر ہر طرح سجدہ ہے اگرچہ پڑھنے والا بے وضو یا نابالغ یا کافر یا عورت یا تارک الصلوٰۃ ہو یا نماز پڑھ رہا ہو۔ ف۲ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ایک لڑکے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدے کی آیت پڑھی اور آنحضرتؐ کے سجدے کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپؐ نے سجدہ نہ کیا تو اس نے پوچھا کیا یہاں سجدہ نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا سجدہ تو ہے لیکن تو ہمارا امام تھا اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی کرتے۔

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سورت ہم کو پڑھ کر سناتے اس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو سجدہ کرتے ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ بعضوں کو پیشانی زمین پر

جَبْهَتِهِ۔ رکھنے کی جگہ نہ ملتی ف۔

ف اسی حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا کہ جب پڑھنے والا سجدہ کرے تو سننے والا بھی سجدہ کرے گویا اس سجدے میں سننے والا مقتدی ہے اور پڑھنے والا امام ہے۔ بیہقی نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا جب لوگوں کا بہت ہجوم ہو تو تم میں کوئی اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کر سکتا ہے۔

بَابُ ازْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ السَّجْدَةَ۔

باب: جب امام سجدے کی آیت پڑھے اور لوگ ہجوم کریں۔

١٨٢- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔

ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے کہا ہم کو عبید اللہ عمری نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے کی آیت پڑھتے اور ہم آپ کے پاس ہوتے، پھر آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ اتنا ہجوم ہو جاتا کہ ہم میں کوئی اپنی پیشانی لگانے کی جگہ نہ پاتا جس پر سجدہ کرے ف

ف دوسرے کی پیٹھ پر ہجوم کی حالت میں سجدہ کرنا جائز ہے اگرچہ فرض نماز میں ہو اور امام مالکؒ کا قول یہ ہے کہ ٹھیر جائے جب وہ سجدہ کر لیں تو یہ سجدہ کرے۔ قسطلانی نے کہا جب ہجوم کی حالت میں فرض نماز میں پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہوا تو تلاوت کا سجدہ ایسی حالت میں بطریق اولیٰ پیٹھ پر کرنا جائز ہوگا۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوجِبِ السُّجُودَ، وَقِيلَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا، قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا؟ كَأَنَّهُ لَا يُوجِبُهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ سَلْمَانُ: مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلَى مَنِ اسْتَمَعَهَا، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا يَسْجُدُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ طَاهِرًا، فَإِذَا سَجَدْتَ

باب: اس شخص کی دلیل جو سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں کہتا اور عمران بن حصین صحابیؓ سے کہا گیا ف ایک شخص سجدے کی آیت سنے مگر وہ اس کے سننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا تو کیا اس پر سجدہ ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس نیت سے بیٹھا بھی ہو تو کیا۔ گویا انہوں نے سجدۂ تلاوت کو واجب نہیں سمجھا اور سلمان فارسیؓ نے کہا ہم اس لیے نہیں آئے تھے ف۲ اور حضرت عثمانؓ نے کہا سجدہ اس پر ہے جو قصد کر کے سجدے کی آیت سنے ف۳ اور زہری نے کہا سجدۂ تلاوت کریں مگر جب باوضو ہو ف۴ پھر جب تو سجدہ

وَأَنْتَ فِي حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَإِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ، وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُودِ الْقَاصِّ۔

کرے اور سفر میں نہ ہو تو قبلے کی طرف منہ کر اور اگر سواری پر ہو (سفر میں) تو جدھر تیرا منہ ہو سجدہ کر لے اور سائب بن یزیدؓ (صحابی) واعظوں (قصہ خوانوں) کے سجدہ کرنے پر سجدہ نہ کرتے ف۵

ف۱ اس کو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح وصل کیا؛ ف۲ ہُوا یہ کہ سلمان فارسیؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا۔ سلمانؓ نے نہیں کیا، لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تب انہوں نے یہ کہا۔ اس کو عبدالرزاق نے باسنادِ صحیح وصل کیا؛ ف۳ اس کو عبدالرزاق نے باسنادِ صحیح وصل کیا زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت عثمانؓ سے؛ ف۴ اس کو عبداللہ بن وہب نے وصل کیا یونس سے انہوں نے زہری سے؛ ف۵ کیونکہ ان کی غرض تلاوت کی نہیں ہوتی۔ حافظ نے کہا مجھ کو یہ اثر موصولاً نہیں ملا؛

۱۸۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَبِيعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ: عَمَّا حَضَرَ رَبِيعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُورَةِ النَّحْلِ حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُودَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو عبدالملک بن جریج نے انہوں نے کہا مجھ کو ابوبکر (عبداللہ) بن ابی ملیکہ نے خبر دی۔ انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی سے انہوں نے ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر تیمی سے ابوبکر بن ابی ملیکہ نے کہا اور ربیعہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے انہوں نے وہ حال بیان کیا جو حضرت عمرؓ کی مجلس میں انہوں نے دیکھا حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی۔ جب سجدے کی آیت (وللہ یسجد ما فی السمٰوات ...اخیر تک) پر پہنچے تو منبر پر سے اُترے اور سجدہ کیا۔ لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورۃ پڑھی۔ جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور حضرت عمرؓ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوشی پر رکھا ف۱

ف یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے مروی ہے جو شروع حدیث میں بیان ہُوا اور یہ ابنِ جریج کا کلام ہے:

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلَاةِ فَسَجَدَ بِهَا۔

باب: ف نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنا اور نماز ہی میں سجدہ کر لینا کیسا ہے۔

ف امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے مالکیہ پر رد کرنا ہے جو سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنا مکروہ جانتے ہیں:

۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ فَسَجَدَ فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ؟ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے بکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی انہوں نے سورہ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا؟ انہوں نے کہا میں نے اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا تو میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا جب تک آپ سے مل جاؤں

بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُودِ مَعَ الْإِمَامِ مِنَ الزِّحَامِ۔

باب: جو ہجوم کی وجہ سے سجدۂ تلاوت کی جگہ نہ پائے

۱۸۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی اور سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی ف

ف اس سے یہ نہ نکلا کہ پھر وہ شخص کیا کرتا اور شاید امام بخاریؒ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا مصعب بن ثابت سے انہوں نے نافع سے اس میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کرتا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب التقصیر
نماز قصر کرنے کے باب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ، وَكَمْ يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرَ.

باب: نماز میں قصر کرنے کا بیان اور اقامت کی حالت میں کتنی مدت تک قصر کر سکتا ہے ف ا

ف ا اس ترجمہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں، ایک یہ کہ سفر میں چار رکعتی نماز کو قصر کرے یعنی دو رکعتیں پڑھے دوسرے مسافر اگر کہیں ٹھہرنے کی نیت کرے تو کتنے دن تک ٹھہرنے کی نیت میں وہ قصر کر سکتا ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام مالکؒ کا یہ مذہب ہے کہ جب کہیں چار دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور چار دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک پندرہ دن سے کم میں قصر کرے۔ پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے اور اسحاق بن راہویہ کا مذہب یہ ہے کہ انیس دن سے کم میں قصر کرتا ہے، انیس دن یا زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے۔ امام بخاری کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے۔ ابن منذر نے کہا مغرب اور فجر کی نماز میں بالاجماع قصر نہیں ہے۔

۱۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، وَحُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ، فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے، انہوں نے عاصم احول اور حصین سلمی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فتح مکہ میں) انیس دن تک ٹھہرے قصر کرتے رہے تو ہم سفر میں انیس دن تک ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے رہتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

۱۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ:

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحٰق نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ، قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ: أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

(حجۃ الوداع میں) مدینہ سے مکہ کو چلے آپ دو دو رکعتیں پڑھتے رہے (قصر کرتے رہے) یہاں تک کہ ہم مدینہ کو لوٹ آئے۔ یحییٰ نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا تم مکہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے؟ انہوں نے کہا دس دن ف۔

ف کیونکہ آپ چوتھی ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں پہنچے تھے اور چودھویں کو مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے تو مدت اقامت کل دس دن ہوئی اور مکہ میں صرف چار دن رہنا ہوا باقی ایام منا وغیرہ میں صرف ہوئے۔ اسی لیے امام شافعیؒ نے کہا کہ جب مسافر کسی مقام میں چار دن رہنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے چار دن تک قصر کرتا ہے اور امام احمدؒ نے کہا اکیس نمازوں تک۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى۔

باب: منا میں نماز پڑھنے کا بیان۔

۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ أَتَمَّهَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ منا میں دو ہی رکعتیں پڑھیں اور عثمانؓ کے ساتھ بھی ان کی خلافت کے شروع میں پھر وہ پوری نماز پڑھنے لگے ف۔

ف مطلب یہ ہے کہ منا میں سب نے قصر کیا منا میں باہر کے جتنے لوگ آئیں وہ قصر کریں کیونکہ مسافر ہیں صرف منیٰ اور مکہ کے رہنے والے قصر نہ کریں اور مالکیہ کے نزدیک مکہ کے رہنے والے بھی منا میں قصر کریں۔ حضرت عثمانؓ جو بعد کو پوری نماز منا میں پڑھنے لگے۔ اس کا سبب آگے مذکور ہوگا۔

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا وہ کہتے تھے ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منا میں امن کی حالت میں، جب بالکل خوف نہ تھا دو رکعتیں پڑھائیں ف

ف قرآن شریف میں قصر کے لیے جو یہ شرط مذکور ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا تو بعضوں نے کہا قصر اسی

حالت میں مشروع ہے جب دشمنوں کا ڈر ہو۔ بے شک یہ صحیح ہے مگر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کے بعد بھی سفر میں قصر کیا اور ایک شخص نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کا صدقہ ہے تم پر تو اس کا صدقہ قبول کرو۔ اہلحدیث اور حنفیہ نے اسی وجہ سے سفر میں قصر کرنا واجب قرار دیا ہے۔

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ فِي ذَلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا۔ وہ کہتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم کو منا میں چار رکعتیں پڑھائیں (قصر نہ کیا) لوگوں نے یہ حال عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا، انہوں نے اناللہ کہا اور کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطاب کے ساتھ منا میں دو رکعتیں پڑھیں۔ کاش ان (خلاف سنت) چار رکعتوں کے بدلہ ف (سنت کے موافق) مجھ کو دو مقبول رکعتیں ملتیں۔

ف عبداللہ بن مسعودؓ کو سخت افسوس ہوا اس پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سنت کے خلاف قصر نہیں کیا اور چار رکعتیں پڑھیں۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ سنت کے موافق تھوڑی سی عبادت بھی اس بہت بڑی عبادت پر ترجیح رکھتی ہے جو سنت کے موافق نہ ہو۔

بَابٌ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ؟

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج میں مکہ میں کتنے دن رہے۔

۱۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوالعالیہ سے جن کا لقب براء (تیر ساز) تھا۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُہٗ لِصُبْحِ رَابِعَۃٍ یُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَھُمْ أَنْ یَجْعَلُوْھَا عُمْرَۃً إِلَّا مَنْ کَانَ مَعَہُ الْھَدْیُ، تَابَعَہٗ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ۔

علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب (مدینہ کی) مکہ میں چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو آئے ف۱ حج کی لبیک پکارتے ہوئے۔ آپ نے اُن کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو ف۲ ابو العالیہ کے ساتھ اس حدیث کو عطا بن ابی رباح نے بھی جابرؓ سے روایت کیا

ف۱ تو معلوم ہوا کہ آپؐ چار دن مکہ میں رہے اس لیے کہ آٹھویں تاریخ کو تو پھر حج کے لیے منا کو گئے ؛ ف۲ وہ قربانی ہونے تک احرام نہ کھولے اس کا مفصل بیان انشاء اللہ کتاب الحج میں آئے گا ؛

بَابٌ فِیْ کَمْ یَقْصُرُ الصَّلَاۃَ؟ وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا وَلَیْلَۃً سَفَرًا، وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یَقْصُرَانِ وَیُفْطِرَانِ فِیْ أَرْبَعَۃِ بُرُدٍ وَھِیَ سِتَّۃَ عَشَرَ فَرْسَخًا۔

باب: کتنی مسافت میں قصر کرنا چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن رات کی مسافت کو بھی سفر فرمایا ف۱ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ چار برید کے سفر میں قصر اور افطار کرتے۔ چار برید کے سولہ فرسخ یعنی ۴۸ میل ہوتے ہیں۔

ف۱ جیسے ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے جو آگے مذکور ہوگی۔ اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ سفر کے لیے کم سے کم ایک رات دن کی راہ ضروری ہے۔ حنفیہ نے تین دن کی مسافت کو سفر کہا ہے۔ اس مسئلہ میں کوئی بیس قول ہیں۔ ابن منذر نے ان کو نقل کیا ہے۔ صحیح اور مختار مذہب اہلِ حدیث کا ہے کہ ہر سفر میں قصر کرنا چاہیئے جس کو عرف میں سفر کہیں اس کی کوئی حد معتبر نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور اوزاعی کا یہ قول ہے کہ دو منزل سے کم میں قصر جائز نہیں۔ دو منزل ۴۸ میل ہوتے ہیں۔ ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ایک ہاتھ چوبیس انگل کا۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاھِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ أُسَامَۃَ حَدَّثَکُمْ عُبَیْدُ اللّٰہِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَۃُ ثَلَاثَۃَ أَیَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، میں نے اسامہ سے کہا کیا تم سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عورت تین دن کا سفر بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے نہ کرے (ابو اسامہ نے کہا ہاں ف۱)

ف۱ حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی کہ اقل مدت سفر کی تین دن ہیں۔ مگر یہ استدلال ابو ہریرہؓ کی حدیث سے بگڑ جاتا ہے جو آگے آتی ہے ؛

۱۹۳-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، تَابَعَهُ أَحْمَدُ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار ہو۔ مسدد کے ساتھ اس حدیث کو احمد بن محمد مروزی نے بھی ؎ عبد اللہ بن مبارک سے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے

؎ حافظ نے کہا بعضے لوگوں نے احمد سے احمد بن حنبلؒ کو مراد سمجھا یہ بالکل غفلت ہے کیونکہ امام احمدؒ نے عبد اللہ بن مبارک سے نہیں سنا۔

۱۹۴-حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ، تَابَعَهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَسُهَيْلٌ، وَمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر یقین رکھتی ہو اس کو ایک دن رات کا سفر کرنا جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو درست نہیں۔ ابن ابی ذئب کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر اور سہیل اور امام مالکؒ نے بھی مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے ؎

؎ یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کو امام احمدؒ نے اور سہیل کی روایت کو ابو داؤد اور ابن حبان نے اور امام مالکؒ کی روایت کو مسلم نے وصل کیا ہے۔

بَابٌ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ، وَخَرَجَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوتَ، فَلَمَّا رَجَعَ قِيلَ لَهُ هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ: لَا، حَتَّى تَدْخُلَهَا۔

باب: جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی سے نکل جائے تو قصر کرے ؎ اور حضرت علیؓ کوفہ سے نکلے قصر کرنے لگے ابھی کوفہ کے گھر دکھائی دیتے تھے جب لوٹ کر آئے تو لوگوں نے کہا یہ کوفہ آگیا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم قصر کرتے رہیں گے جب تک کوفہ میں داخل نہ ہوں ؎

ف۱ اس باب کا مطلب یہ ہے کہ مسافر جب سفر کا عزم کرے تو قصر کہاں سے شروع کرے حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جب شہر کی آبادی سے نکل جائے۔ شافعی نے کہا جس شہر میں فصیل ہو تو جب فصیل سے پار ہو جائے۔ مالکیہ نے کہا جب شہر سے اور شہر کے متعلق جو باغات وغیرہ ہوں ان سے بھی پار ہو جائے ؛ ف۲ اس کو حاکم نے وصل کیا ؛

۱۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے انہوں انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں جا کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں ف۱

ف۱ حالانکہ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے۔ آپ مکہ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ مدینہ میں ظہر پڑھ کر روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ عصر کے وقت پہنچے وہاں قصر کیا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ مسافر اپنے شہر سے نکل جائے تو قصر شروع کرے جو باب کا مطلب ہے۔

۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: الصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ؟ قَالَ: تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا پہلے (شروع اسلام میں) نماز دو ہی رکعتیں فرض ہوئیں پھر سفر کی نماز تو اسی حال پر رہی اور گھر کی نماز بڑھا دی گئی ف۱ زہری نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا پھر حضرت عائشہؓ سفر میں کیوں پوری نماز پڑھتی ہیں انہوں نے کہا حضرت عثمانؓ کی طرح وہ بھی تاویل کرتی تھیں ف۲

ف۱ یعنی جب آدمی سفر میں نہ ہو اپنے گھر میں ہو تو ظہر اور عصر اور عشا کی نماز میں اضافہ ہوا دو رکعتوں کے بدلے چار رکعتیں قرار پائیں ف۲ سفر میں پوری نماز پڑھنا بہتر جانتی تھیں اور قصر کو رخصت سمجھتی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے بھی جب منا میں پوری نماز پڑھی تو اس کا یہی عذر کیا کہ بہت سے عوام جمع ہیں ایسا نہ ہو کہ نماز کی دو ہی دو رکعتیں سمجھ لیں اور یہ حضرت عثمانؓ کی رائے تھی جو سنّت صریحہ کے خلاف قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے کہ سفر میں قصر اور اتمام دونوں درست ہیں اور صحیح مذہب اہلحدیث اور حنفیہ کا ہے کہ سفر میں قصر واجب ہے ؛

بَابٌ تُصَلِّي الْمَغْرِبُ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ

باب: مغرب کی نماز سفر میں بھی تین رکعتیں پڑھے۔

١٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ، وَزَادَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ، قَالَ سَالِمٌ: وَأَخَّرَ ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَأَتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةَ، فَقَالَ: سِرْ، فَقُلْتُ: الصَّلَاةَ فَقَالَ: سِرْ حَتَّى سَارَ مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ، وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی (یعنی جلد پہنچنا منظور ہوتا) تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھ لیتے۔ سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کو بھی جب سفر میں جلد جانا منظور ہوتا تو ایسا ہی کرتے اور لیث بن سعد نے اتنا زیادہ کیا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہ سالم نے کہا ابن عمرؓ مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔ سالم نے کہا اور ابن عمرؓ نے مغرب کی نماز میں دیر کی جب ان کی بی بی صفیہ بنت ابی عبید کی سخت بیماری کی خبر آئی تھی میں نے ان سے کہا نماز، انہوں نے کہا چلے چلو۔ پھر میں نے کہا نماز انہوں نے کہا چلے چلو، یہاں تک کہ دو میل یا تین میل نکل گئے اس وقت اترے اور نماز پڑھی، کہنے لگے میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی جب جلدی چلنا منظور ہوتا تو وہ ایسے ہی کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپؐ سفر میں ہوتے تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے اور پھر تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے ف۱ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء کی تکبیر کہلواتے۔ اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور عشاء کے بعد سنت وغیرہ کچھ نہ پڑھتے۔ پھر آدھی رات کے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ف۲

ف۱ ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپؐ نے سفر میں بھی مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں۔ ف۲ یعنی تہجد وتر وغیرہ۔

بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّوَابِّ وَحَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

باب: نفل نماز سواری پر پڑھنا خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔

۱۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن عامر سے انہوں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے رہتے اس کا منہ کدھر ہی ہوتا ف

ف حدیث سے یہ نکلا کہ نوافل سواری پر درست ہیں۔ اسی طرح وتر بھی۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر سواری پر پڑھنا درست نہیں۔

۱۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِي غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے ان سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفل نماز سوار رہ کر پڑھا کرتے حالانکہ آپ قبلے کے سوا اور طرف جاتے ہوتے ف

ف یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے۔ قبلہ وہاں جانے والوں کے لیے بائیں طرف رہتا ہے سواری عام ہے اونٹ اور ہر جانور کو شامل ہے۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا ابن عمرؓ اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھا کرتے اور وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے اور بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا کرتے،

بَابُ الْإِيمَاءِ عَلَى الدَّابَّةِ۔

باب: سواری پر اگر رکوع نہ کرسکے تو اشارہ کافی ہے ف

ف ذرا سجدہ رکوع سے نیچا کرے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سواری پر نماز پڑھنے والا سجدہ نہ کرے بلکہ اشارہ ہی کرے۔

۲۰۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ، أَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ يُومِئُ، وَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ سفر میں اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھ لیتے جدھر جاہے وہ ان کو لے جاتی، اشارہ کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابُ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوبَةِ۔

باب: فرض نماز کے لیے سواری سے اُترنا۔

۲۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ، يُومِئُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلَى دَابَّتِهِ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ، مَا يُبَالِي حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عامر بن ربیعہ نے ان سے بیان کیا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھ رہے تھے، سر سے اشارہ کرتے جاتے تھے، جدھر منہ ہوتا اُدھر ہی سہی اور آپ فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے (سواری پر نہ پڑھتے) اور لیث بن سعد نے کہا ف مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا سالم نے کہا عبداللہ بن عمرؓ سفر میں رات کو اپنے جانور پر نماز پڑھتے کچھ پروا نہ کرتے اس کا منہ کسی طرف ہو۔ ابن عمرؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے جاہے اس کا منہ کدھر

تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ۔

ہی ہو اور وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے۔ صرف فرض نماز اس پر نہ پڑھتے ف۲

ف۱ اس روایت کو اسمٰعیل نے وصل کیا ؛ ف۲ ترجمۂ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے معلوم ہُوا فرض نماز کے لیے جانور سے اترتے کیونکہ وہ سواری پر درست نہیں ہے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے ؛

۲۰۳- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحیٰی ابن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے انہوں نے کہا مجھ سے جابر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے اس کا منہ پورب کی طرف ہوتا ف۱ جب آپ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو اترتے قبلے کی طرف منہ کرتے ف۲

ف۱ حالانکہ مدینہ والوں کا قبلہ جنوب کی طرف ہے ؛ ف۲ امام احمد فرماتے ہیں کہ جانور پر بھی نفل پڑھتے وقت مستحب ہے کہ منہ قبلے کی طرف کر کے تکبیر تحریمہ کہہ لے، پھر جدھر وہ منہ کرے کچھ قباحت نہیں، یہ سواری پر نفل نماز ہر سفر میں درست ہے خواہ اس میں قصر جائز ہو یا نہ ہو مگر امام مالکؒ اس سفر سے خاص کرتے ہیں جس میں قصر جائز ہو اور اسی پر پاؤں سے چلنے والے کو بھی قیاس کیا گیا ہے وہ بھی چلتے چلتے نفل پڑھ سکتا ہے اور امام مالکؒ نے اس کو جائز نہیں رکھا باوجود اس کے کہ کشتی پر نماز جائز رکھتے ہیں ؛

بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ۔

باب : گدھے پر سوار رہ کر نفل نماز پڑھنا۔

۲۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: اسْتَقْبَلْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ، يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ، فَقُلْتُ: رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے احمد بن سعید مروزی نے بیان کیا کہا ہم سے حبان ابن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے کہا ہم کو انس بن سیرین نے خبر دی انہوں نے کہا ہم انس بن مالکؓ کے استقبال کو نکلے جب وہ شام سے (لوٹ کر) آئے تھے ف۱ ہم ان سے عین التمر میں ملے ف۲ میں نے ان کو دیکھا وہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کا منہ قبلے سے بائیں طرف تھا ف۳ میں نے کہا میں دیکھتا ہوں تم قبلے کی طرف نہیں اور طرف نماز پڑھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں

پانچواں سیپارہ

فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ، وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بھی نہ کرتا۔ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی حجاج باہلی سے انہوں نے انس بن سیرین سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے ف۴

ف۱ انسؓ بصرے سے شام میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم کی شکایت عبدالملک بن مروان سے کرنے گئے تھے جو خلیفہ وقت تھا جب لوٹ کر بصرے میں آئے تو انس بن سیرین ان کے استقبال کو گئے ؛ ف۲ عین التمر ایک مقام کا نام ہے عراق کی سرحد پر جو شام سے ملتی ہے ؛ ف۳ مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے یوں روایت ہے میں نے انسؓ کو دیکھا وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے، ان کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا اور طرف تھا۔ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر رہے تھے۔ اپنی پیشانی کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے ؛ ف۴ حافظ نے کہا مجھ کو یہ حدیث ابراہیم بن طہمان کے طریق سے موصولاً نہیں ملی البتہ سراج نے عمرو بن عامر سے انہوں نے حجاج باہلی سے اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی اونٹنی پر نماز پڑھتے چاہے جدھر وہ منہ کرتی تو انسؓ نے گدھے پر نماز پڑھنے کو اونٹنی پر پڑھنے پر قیاس کیا اور سراج نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپؐ خیبر کی طرف منہ کیے تھے۔ شوکانی نے کہا قبلے کی طرف منہ کرنا نماز میں بالاجماع فرض ہے مگر جب آدمی عاجز ہو یا خوف ہو یا نماز نفل ہو تو قبلے کی طرف منہ کرنا فرض نہیں ؛

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلَاةِ وَقَبْلَهَا

باب : سفر میں فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد سنتیں نہ پڑھنا۔

۲۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَافَرَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ، وَقَالَ اللهُ جَلَّ ذِكْرُهُ:۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان کوفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمر بن محمد بن یزید نے ان سے حفص بن عاصم بن عمر نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے سفر کیا تو انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ میں نے کبھی آپؐ کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ نے سورہ ممتحنہ میں فرمایا تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی ہے ف۱

ف۱ دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے سفر میں لوگوں کو سنتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر میں سنتیں

پڑھوں تو فرض ہی کیوں پورے نہ پڑھوں ۔

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَٰلِكَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے عیسٰی بن حفص بن عاصم سے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا۔ آپؐ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے ف۱

ف۱ یعنی صرف فرض پڑھ لیتے تھے سنتیں نہیں پڑھتے تھے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز میں قصر کرتے تھے، پوری چار رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔ شوکانیؒ نے کہا سفر میں قصر کرنا حنفیہ کے نزدیک فرض ہے۔ نووی نے کہا اکثر اہلِ علم اور فقہاء کا یہی مذہب ہے اور حماد بن سلیمان نے کہا جو شخص سفر میں چار رکعتیں پڑھے وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کے نزدیک قصر رخصت ہے اور پوری نماز پڑھنا افضل ہے اور دلیل لیتے ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے وہ صحیح نہیں ہے اور ان کے جواب میں ہم کو اتنا کہنا کافی ہے کہ آنحضرتؐ کا ہمیشہ قصر کرنا اور کبھی پوری نماز سفر میں نہ پڑھنا قصر کے وجوب کی دلیل ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرتؐ نے ساری عمر افضل بات کو ترک کیا ہو اور غیر افضل پر مداومت کی ہو۔ حاصل یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اس مسئلہ میں صحیح اور راجح ہے اور اہلِ حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے ۔

بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَاةِ وَقَبْلَهَا، وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب فرض نمازوں کے بعد اور اوّل کی سنتوں کے سوا اور دوسرے نفل سفر میں پڑھنا ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سفر میں فجر کی سنتوں کو بھی پڑھا ہے ف۲

ف۱ مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نمازوں کے اوّل اور بعد کی سنن راتبہ نہیں پڑھی ہیں لیکن اور قسم کے نوافل جیسے اشراق وغیرہ سفر میں پڑھنا منقول ہے اور سنن راتبہ میں سے فجر کی سنت پڑھنا بھی ثابت ہے ۔ ف۲ اس کو امام مسلمؒ نے ابوقتادہ سے نکالا ۔

۲۰۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کہا ہم سے ام ہانی کے سوا اور کسی نے بیان

أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ، ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق (چاشت) کی نماز پڑھی۔ ام ہانی نے یہ بیان کیا کہ جس دن مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں ایسی ہلکی پھلکی کہ میں نے ان سے ہلکی نماز پڑھتے آپ کو نہیں دیکھا پس یہ تو تھا کہ آپ رکوع اور سجدہ پورا کرتے ف۱ اور لیث بن سعد نے کہا ف۲ مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے ان سے ان کے باپ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا آپ نے رات کو نفل نماز اپنی اونٹنی پر پڑھی وہ جدھر آپ کو لے جاتی ادھر ہی سہی۔

ف۱ یعنی قرأت نہایت مختصر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جہاں مختصر نماز پڑھنا منقول ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ سورتیں چھوٹی پڑھیں یہ نہیں کہ رکوع اور سجدہ جلدی جلدی کر لیا یہ تو منع اور خلاف سنت ہے۔ ف۲ اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا۔

۲۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ يُومِئُ بِرَأْسِهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا ہم کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے (اپنے باپ) ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر سوار نفل پڑھا کرتے کدھر ہی آپ کا منہ ہوتا آپ سر سے اشارہ کرتے (رکوع اور سجدے میں) ابن عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

باب: سفر میں مغرب عشاء (اور ظہر عصر) ملا کر پڑھنا۔

ف۱ امام بخاریؒ جمع کا مسئلہ قصر کے ابواب میں اس لیے لائے کہ جمع بھی گویا ایک طرح کا قصر ہے۔ سفر میں ظہر عصر اور مغرب عشاء کا جمع کرنا اہلحدیث اور امام احمدؒ اور شافعیؒ اور ثوری اور اسحاق اور اشہب کے نزدیک جائز ہے

خواہ جمع تقدیم کرے یعنی ظہر کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشاء پڑھ لے، خواہ جمع تاخیر کرے یعنی عصر کے وقت ظہر اور عشاء کے وقت مغرب بھی پڑھ لے اور سفر عام ہے خواہ لمبا ہو یا چھوٹا اور شافعیہ کے نزدیک چھوٹے سفر میں جمع جائز نہیں اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک کسی سفر میں جائز نہیں سوائے حج کے سفر کے وہ بھی صرف دو مقاموں میں عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا جمع کرنا اور بعضوں کے نزدیک سفر میں جمع تاخیر جائز ہے لیکن جمع تقدیم جائز نہیں۔ امام ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام مالکؒ اور احمدؒ سے ایک روایت ایسی ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا جمعہ اور عصر کو بھی جمع کر سکتا ہے لیکن جمعہ کے دن تقدیم کرے کیونکہ جمعہ کی تاخیر اپنے وقت سے جائز نہیں اور عصر کی نماز جمعہ کے بعد پڑھ لے۔ اب صبح اور ظہر کا جمع یا عصر اور مغرب کا یا عشاء اور صبح کا بالاجماع جائز نہیں ہے۔

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَعَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ، تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَحَرْبٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ حَفْصٍ عَنْ أَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا میں جمع کرتے تھے جب آپ کو جلد چلنا منظور ہوتا اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا ف۱ انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر عصر کی نمازیں جمع کرتے جب سفر میں چلتے ہوتے اور مغرب عشاء میں بھی جمع کرتے اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے حفص بن عبید اللہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب اور عشاء کی نماز سفر میں ملا کر پڑھتے ف۲ اور حسین معلم کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مبارک نے بھی یحییٰ سے روایت کیا۔ انہوں نے حفص سے، انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کیا ف۳

ف۱ اس کو امام بیہقی نے نکالا ۔ ف۲ اس میں یہ قید نہیں ہے کہ جب چلنے کی جلدی ہوتی اور امام بخاریؒ کے

نزدیک ہر حال میں سفر میں جمع کرنا درست ہے چلتا ہو یا ڈیرہ لگائے بیٹھا ہو چلنے کی جلدی ہو یا نہ ہو۔ اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا۔

بَابٌ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ؟

باب: اگر مغرب عشا ملا کر پڑھے تو اذان بھی دے یا صرف تکبیر کہنا کافی ہے۔

۲۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ، يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ، وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ، وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کو جب سفر میں جلد چلنا ہوتا تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے، مغرب اور عشا ملا کر پڑھ لیتے۔ سالم نے کہا اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے وہ بھی جب چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی تکبیر کہواتے اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشا کی تکبیر کہواتے ف اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور ان کے بیچ میں نفل کی ایک رکعت بھی نہ پڑھتے، نہ عشا کے بعد کوئی رکعت پڑھتے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کو اٹھتے ف۲

ف۱ چونکہ اس حدیث میں صرف تکبیر کا ذکر کیا تو ظاہر یہ ہے کہ اذان نہ کہوائی اور امام بخاریؒ کا ترجمۂ باب نکل آیا اور بعضوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اذان کا ذکر نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں نکلتی اور شاید امام بخاریؒ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو دارقطنی نے نکالا اس میں یہ ہے کہ سفر میں اذان نہیں ہوا کرتی تھی۔ ف۲ اس وقت وتر اور تہجد پڑھتے۔

۲۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی کہا ہم سے حرب بن شداد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے حفص بن عبیداللہ بن انس نے ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ

كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

علیہ وسلم ان دونوں نمازوں یعنی مغرب اور عشا کو سفر میں ملا کر پڑھا کرتے ف

ف سفر کے حکم میں ہے عذر جیسے کسی کو بواسیر کا مرض ہو یا اور کوئی بیماری جس سے بار بار وضو ٹوٹتا ہو وہ بھی مغرب اور عشا میں جمع کر سکتا ہے، اسی طرح ظہر اور عصر میں۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں عجب آسانی رکھی ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج۔ مگر یہ اور ہی بات ہے کہ مسلمان اپنے اوپر آپ سختی کر لیں اور اللہ اور اس کے رسول کی دی ہوئی آسانی سے بھاگ کر اور لوگوں کی پناہ لیں ان کے اقوال کو سند گردانیں ؛

بَابٌ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى الْعَصْرِ

إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب، مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرے۔ اس کو ابن عباس رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے ف

ف امام احمدؒ نے اس کو وصل کیا ان لفظ سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں کہیں ٹھہرے ہوتے اور سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کوچ سے پہلے پڑھ لیتے اور اگر سورج نہ ڈھلتا تو چلتے رہتے جب عصر کا وقت آتا تو اس وقت اُترتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھ لیتے ؛

۲۱۲۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَإِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

ہم سے حسان واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے انہوں نے عقیل بن خالد سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سفر میں) جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں دیر کرتے عصر کے وقت تک پھر دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے اگر کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے ف

ف اس روایت میں اور جو روایت آگے آتی ہے اس میں جمع تقدیم کا بیان نہیں ہے یعنی ظہر کے وقت عصر پڑھ لینے کا لیکن امام احمدؒ کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاریؒ کے نزدیک جمع تاخیر وہی کرے جو ظہر کا وقت آنے سے پیشتر کوچ کرے ؛

بَابٌ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

۲۱۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

باب: جب سفر میں سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرنا چاہے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (سفر میں) سورج ڈھلنے سے پیشتر کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرتے پھر اتر کر دونوں نمازیں ملا کر پڑھتے۔ اگر کوچ کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوتے ؎

؎ اس میں بھی جمع تقدیم کا ذکر نہیں ہے مگر ابوداؤد اور ترمذی نے معاذؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کے سفر میں جمع تقدیم کیا اس میں اہلِ حدیث نے کلام کیا ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث امام احمد کے پاس ہے اس کا اسناد بھی ضعیف ہے اور بیہقی نے اس کا موقوف ہونا صحیح رکھا ہے۔ ابوداؤد نے کہا جمع تقدیم میں کوئی حدیث عمدہ نہیں ہے اور امام ابن حزم نے اسی لیے جمع تقدیم کو جائز نہیں رکھا۔ میں کہتا ہوں عرفات میں جو جمع تقدیم کی حدیث ہے وہ صحیح ہے اور اسی پر دوسرے سفر کو بھی قیاس کر سکتے ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ۔

۲۱۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا۔

باب: بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے آپؐ نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ بعضے لوگ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ آپؐ نے ان کو اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ

ف یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔ حمیدی اور شافعی اور کئی اہل علم نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مرض موت کی حدیث سے لیکن ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ نسخ کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق اور اوزاعی اور ابن منذر اور داؤد ظاہری اور امام ابن حزم رحمہم اللہ اور محققین اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں گو ان کو کوئی عذر نہ ہو اور اسی پر اجماع ہے صحابہؓ اور تابعین کا اور یہی صحیح ہے ؕ

۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَقَطَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ أَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا قُعُودًا، وَقَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے۔ آپؐ کی داہنی طرف کا بدن چھل گیا تو ہم آپؐ کو پوچھنے کو گئے، اتنے میں نماز کا وقت آ گیا آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی آپؐ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپؐ نے فرمایا امام اس لیے بنا ہے کہ اس کی پیروی کریں۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم کہو اللھم ربنا ولک الحمد ف

ف اس روایت میں اللھم ربنا ولک الحمد ہے واؤ کے ساتھ اور اکثر روایتوں میں اللھم ربنا لک الحمد ہے ؕ

۲۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح، وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی کہا ہم کو حسین معلم نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا دوسری سند اور ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی کہا میں نے اپنے باپ عبدالوارث سے سنا کہ کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے ابو بریدہ سے کہا مجھ سے عمران بن حصین نے ان کو بواسیر کا عارضہ

ابْنُ الْحُصَيْنِ وَكَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ: إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔

تھا۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے تو اس کو آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے، اس کو بیٹھنے والے سے بھی آدھا ف

ف یہ نفل اور فرض دونوں کو شامل ہے۔ بعضوں نے کہا یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو باوجود اس کے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن نفل نماز بیٹھ کر پڑھے۔ خطابی نے کہا وہ فرض پڑھنے والا مراد ہے جو بیمار ہو اور تکلیف کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو ترغیب دی کھڑے ہونے کے لیے کہ اس میں زیادہ ثواب ہے گو بیٹھ کر بھی اس کو پڑھنا درست ہے اور امام بخاریؒ جو انسؓ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث اس باب میں لائے ان سے خطابی کے کلام کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں قطعاً فرض سے متعلق ہیں۔ اب نوافل لیٹ کر پڑھنے میں اختلاف ہے بعضوں نے اس کو جائز کہا اور بعضوں نے ناجائز اور صحیح جواز ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ بِالْإِيْمَاءِ۔

باب: اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

۲۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ وَكَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا، وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے کہ عمران بن حصین (صحابیؓ) کو بواسیر تھی اور کبھی ابومعمر راوی نے یوں کہا عمران بن حصین سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کو کھڑے ہونے والے کا آدھا ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اس کو بیٹھنے والے کا آدھا ثواب ف

ف حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں اشارے کا مطلق ذکر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا نائما کا لفظ کاتب کی غلطی ہے صحیح بایماء ہے یعنی اشارے سے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے اشارہ کرنا اس حدیث سے اس طرح نکالا کہ جب بیٹھ کر پڑھنے والے نے قیام کو ترک کیا جو نماز کا ایک رکن ہے تو رکوع اور سجدے کو بھی ترک کر سکتا ہے اور

ان کے بدلہ اشارہ کر سکتا ہے تاکہ اس کو آدھا ثواب ملے کیونکہ رکوع اور سجدہ برابر کرے تو مجموعی ثواب آدھے سے زیادہ ہونا چاہیئے اور بہرحال یہ تکلف ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو اشارہ کرنا کب درست ہے۔ بعضوں نے کہا نوافل میں مطلقاً درست ہے گو رکوع اور سجدے پر قدرت ہو۔ اور امام بخاریؒ کے ترجمۂ باب سے یہی مفہوم ہوتا ہے بعضوں نے کہا جب رکوع اور سجدے پر قدرت نہ ہو، واللہ اعلم ؛

بَابٌ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا لَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ۔

باب، جب کسی کو بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا جب آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے تو جدھر منہ کر سکے اُدھر ہی نماز پڑھ لے ف

ف اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ اب منہ نہ کر سکنے کا سبب خواہ بیماری ہو یا دشمن کا ڈر یا اور کچھ اس اثر کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ باب قیام کے عجز سے متعلق تھا اور یہ استقبال قبلے سے عجز ہے۔ دونوں نماز کے یکساں رکن ہیں ؛

۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ،

ہم سے عبدان نے روایت کیا انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے ابراہیم بن طہمان سے انہوں نے کہا مجھ سے حسین نے بیان کیا جو بچوں کو لکھنا سکھاتا تھا انہوں نے ابن بریدہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے انہوں نے کہا مجھ کو بواسیر کا عارضہ تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نماز کیونکر پڑھوں آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ سے (لیٹ کر) ف

ف یعنی منہ قبلے کی طرف کر کے جیسے حضرت علیؓ کی روایت میں ہے اس کو دارقطنی نے نکالا اور داہنی کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور بائیں کروٹ پر بلا عذر لیٹنا مکروہ رکھا ہے۔ نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر نہ ہو سکنے سے یہ مراد ہے کہ اس میں تکلیف ہوتی ہو اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور طبرانی کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اگر آدمی بیٹھ بھی نہ سکے تو اس کے ذمے سے نماز ساقط ہو جاتی ہے ؛

بَابٌ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ شَاءَ الْمَرِيضُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

باب، اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر تندرست ہو جائے یا بیماری ہلکی پائے (اور کھڑا ہو سکے) تو جتنی نماز باقی ہے وہ کھڑے ہو کر پڑھ لے ف اور امام حسن بصریؒ

قَائِمًا وَرَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا۔ نے کہا ف۲ بیمار آدمی چاہے تو فرض نماز کی دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے دو رکعتیں کھڑا ہو کر

ف۱ ساری نماز کا سرے سے لوٹانا ضروری نہیں بعضوں نے اس میں خلاف کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ان پر رد کیا۔

ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

۲۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ آيَةً أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يَرْكَعُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المؤمنین سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (تہجد) رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپؐ کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپؐ بیٹھ کر (تہجد میں) قرارت کیا کرتے جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر تیس چالیس آیتیں پڑھتے پھر رکوع کرتے ف

ف حدیث سے یہ نکلا کہ بیٹھ کر نماز شروع کرے تو اس سے یہ لازم نہیں کہ ساری نماز بیٹھ کر پڑھے جیسے بیٹھ کر شروع کرنے کے بعد کھڑا ہونا درست ہے ویسے ہی کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد بیٹھ جانا بھی درست ہو گا کیونکہ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن یزید اور ابو النضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھا کرتے اور بیٹھے بیٹھے قرأت کرتے رہتے جب تیس چالیس آیتیں پڑھنی باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہ کر ان کو پڑھتے۔ پھر رکوع کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے جب نماز پڑھ چکتے تو دیکھتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے اور اگر میں سو رہی ہوتی تو آپؐ بھی لیٹ رہتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم والا ہے

كتاب التهجّد

کتاب تہجد کے بیان میں

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ، وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ۔

باب: رات کو تہجد پڑھنا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا اور رات کے ایک حصے میں تہجد پڑھ یہ تیرے لیے زیادہ حکم ہے ف

ف یعنی امت کے لوگوں پر تو صرف پانچ نمازیں فرض ہیں اور تجھ پر ایک نماز تہجد زیادہ بھی فرض ہے؛

۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ،

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے سلیمان بن ابی مسلم نے، انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم لک الحمد... اخیر تک ف یعنی یا میرے اللہ! تجھ کو ہی تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا اور جو اس میں ہے سنبھالنے والا ہے اور تجھ کو ہی تعریف سجتی ہے تیرے لئے آسمان اور زمین اور جو اس میں ہے سب کی بادشاہت ہے اور تجھ کو ہی تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا نور ہے ف۲ اور تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے تو ہی آسمان اور زمین کا اور جو ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے اور تجھ ہی کو تعریف سجتی ہے۔ تو سچا اور تیرا وعدہ سچا اور (مرنے کے بعد) تجھ سے مل جانا سچا اور تیرا قول سچا اور بہشت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے

وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ: وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ: سَمِعَهُ مِنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور پیغمبر سچے ہیں اور محمدؐ (خصوصاً) ۳ سچے ہیں اور قیامت برحق ہے۔ یا میرے اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ہی طرف (ہر مشکل میں) رجوع کرتا ہوں ۴ اور تیرے ہی لیے (کافروں اور دین کے دشمنوں سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ بخش دے ۵ تو ہی ہے جس کو چاہے آگے کر دے اور جس کو چاہے پیچھے ڈال دے۔ تیرے سوا کوئی سچا خدا نہیں۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ عبدالکریم بن ابی المخارق نے اتنا اور بڑھا دیا 'اللہ کے سوا اور کوئی نہ (گناہوں سے) بچا سکتا ہے نہ نیکی کی توفیق دے سکتا ہے۔ سفیان نے کہا سلیمان بن ابی مسلم نے اس حدیث کو طاؤس سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے ۶ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

ف۱ یعنی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جیسا کہ ابن خزیمہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے یا نماز سے پہلے کھڑے ہوتے وقت جیسے امام مالکؒ کی روایت سے نکلتا ہے ۔ ف۲ یعنی تو ہی ان کا روشن کرنے والا یا ان سب کا رستہ بتلانے والا ہے۔ حضرات صوفیہ کہتے ہیں تو آسمان اور زمین کا نور ہے یعنی تیری ہی ہستی سے ان کی ہستی ہے ۔ ہر چہ ہستند ہر چہ ہستی تو ئی۔ ہمہ از وست کا بھی یہی مفہوم ہے اور ہمہ اوست کا بھی یہی مطلب ہے یعنی ہمارا وجود اس کے وجود کا ایک پرتو ہے اگرچہ وہ اپنی ذات اقدس سے عرش کے اوپر ہے مگر اس کا نور وجود ہر جگہ پھیلا ہوا ہے جیسے بلا تشبیہ آفتاب ہم سے کس قدر دور ہے مگر اس کا نور ہم تک آتا ہے۔ حضرات صوفیہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز معاذ اللہ خدا ہے یا خدا اسی عالم کا نام ہے اس کے سوا کوئی علیحدہ ذات نہیں یہ دونوں اعتقاد کفر ہیں اور ان میں ابطال ہے شریعت اور عذاب اور ثواب کا اور تکذیب ہے انبیاء علیہم السلام کی ۔ ف۳ حالانکہ پیغمبروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آگئے تھے مگر آپ کو پھر خاص کر کے بیان کیا اس لیے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کو نہ مانا گویا اس نے کسی کو پیغمبر نہ مانا اور جس نے آپ کو مانا اس نے سب پیغمبروں کو مانا کیونکہ آپ نے اگلے سب پیغمبروں کی تصدیق کی ہے ۔ ف۴ اللہ کے سوا کسی اور کو مشکل کشا یا فریاد رس نہ سمجھنا چاہیے۔ اللہ کے سوا کوئی اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا البتہ اللہ کے حکم سے ایک بندہ دوسرے بندے کی مدد کر سکتا ہے ۔ ف۵ یہ امت کی تعلیم کے لیے فرمایا ۔ ف۶ تو اس روایت میں سلیمان کے سماع کی طاؤس سے صراحت ہے یہ دونوں سفیان کے قول کی تعلیق نہیں ہیں بلکہ اسی اسناد سے مروی ہیں جو شروع حدیث میں بیان ہوا ۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ۔

۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا فَأَقُصَّهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ، وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ قَالَ: فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَمْ تُرَعْ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔

باب: رات کو تہجد پڑھنے کی فضیلت۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام ابن یوسف صنعانی نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ دوسری سند۔ اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا (آپ تعبیر دیتے) مجھے بھی یہ ہوس ہوئی کوئی خواب دیکھوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں ف۱ اور میں اس وقت گبرو جوان تھا (میرے بی بی بچے نہ تھے تو) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے زمانے میں مسجد ہی میں سویا کرتا تھا۔ خیر میں نے خواب میں دیکھا جیسے دو فرشتے آئے مجھ کو پکڑ کے دوزخ کی طرف لے گئے کیا دیکھتا ہوں کنوئیں کی طرح اس کی بندش ہے۔ اس پر دو کرلے بنے ہیں ف۲ اور دیکھتا کیا ہوں اس میں کچھ لوگ ہیں (جن کو) پہچان کے بھی ہیں، میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا پھر ہم کو ایک اور فرشتہ ملا۔ وہ کہنے لگا ڈر نہیں۔ میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المومنین حفصہؓ سے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے۔ کاش وہ رات کو تہجد پڑھتا۔ (راوی نے کہا آپ کے اس فرمانے کے بعد) عبداللہ رات کو نہ سوتے (عبادت کرتے رہتے) مگر تھوڑی دیر ف۳

ف۱ دوسری روایت میں ہے، میں نے اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور اور لوگوں کی طرح تو بھی کوئی خواب دیکھتا ۱۲ ف۲ جن پر چرخ کی لکڑی رکھی جاتی ہے ۱۲ ف۳ پچھلی رات کو اُٹھنا اور تھوڑی بہت عبادت کرنا تمام صالحین کا طریقہ ہے۔ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔ حضرت سلیمانؑ کو ان کی والدہ نے وصیت کی بیٹا! رات کو بہت مت سو کیونکہ ایسا کرنے سے آدمی قیامت کے دن محتاج ہوگا۔ ایک بزرگ جب دسترخوان بچھتا تو لوگوں سے کہتے دیکھو

بہت نہ کھاؤ ورنہ بہت پانی پیوگے اور بہت سوؤگے جب بہت سوؤگے تو قیامت کے دن افسوس کروگے۔ حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ ساری فقیری اور درویشی کا مدار تین باتوں پر ہے، کم کھانا، کم سونا، کم کلام کرنا۔

بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ.

باب، رات کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا۔

۲۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ: يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی ان سے حضرت عائشہ رضی نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو (تہجد کی) گیارہ رکعتیں پڑھتے یہی آپ کی نماز تھی۔ ان رکعتوں میں آپ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ تم میں سے کوئی پچاس آیتیں آپ کے سر اٹھانے سے پہلے پڑھ لے اور (صبح طلوع ہونے پر) فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ رہتے۔ یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے آپ کو بلانے آتا ف

ف آپ بار بار سجدے میں یہ کہا کرتے سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی۔ ایک روایت میں یوں ہے سبحانک لا الٰہ الا انت سلف صالحین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں لمبا سجدہ کرتے۔ عبداللہ بن زبیرؓ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ چڑیاں اتر کر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں اور سمجھتیں کوئی دیوار ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ.

باب، بیماری میں تہجد ترک کر سکتا ہے۔

۲۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ.

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے کہا میں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک یا دو رات آپ نماز کے لیے نہ اٹھے۔

۲۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَبَسَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۲۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسود بن قیس سے انہوں نے جندب بن عبداللہ سے انہوں نے کہا حضرت جبرئیلؑ (چند روز تک)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ: وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے سے رُکے رہے تو قریش کی ایک کافر عورت (ام جمیل ابولہب کی بیوی) کہنے لگی اب اس کے شیطان نے اس کے پاس آنے میں دیر لگائی اس وقت یہ آیتیں اتریں والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ ف

ف ترجمہ یہ ہے، قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب ڈھانپ لے، تیرے مالک نے نہ تجھ کو چھوڑا، نہ تجھ پر غصے ہُوا۔ اس حدیث کی ترجمۂ باب سے مناسبت مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ یہ حدیث اگلی حدیث کا تتمہ ہے۔ جب آپ بیمار ہوئے تھے تو رات کو قیام چھوڑ دیا تھا۔ اسی زمانے میں حضرت جبریلؑ نے بھی آنا موقوف کر دیا اور شیطانی ابولہب کی بیوی نے یہ فقرہ کہا۔ چنانچہ ابن ابی حاتم نے جندب سے روایت کیا کہ آپؐ کی انگلی کو پتھر کی مار لگی۔ آپؐ نے فرمایا تو ہے کیا ایک انگلی ہے اللہ کی راہ میں تجھ کو مار لگی خون آلود ہوئی۔ اسی صدمے سے آپؐ دو تین روز تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے تو ایک عورت کہنے لگی، میں سمجھتی ہوں اب تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ اس وقت یہ سورت اتری والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ؛

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ، وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَيْلَةً لِلصَّلَاةِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رات کی نماز اور نوافل پڑھنے کے لیے ترغیب دینا لیکن واجب نہ کرنا اور ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے پاس آئے، ان کو نماز کے لیے (جگانے کو) ف

ف اگر رات کی نماز میں بڑی فضیلت نہ ہوتی تو آپؐ اپنی صاحبزادی اور داماد کو آرام کے وقت میں بے آرام نہ کرتے لیکن آپؐ نے یہ چاہا کہ ان دونوں کو فضیلت حاصل ہو اور وأمر اهلك بالصلوٰة پر عمل ہو جائے؛

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بنت حارث سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جاگے اور فرمانے لگے سبحان اللہ آج رات کو کیا کیا کچھ بلائیں اتریں ف کیا کیا کچھ (رحمت اور عنایت) کے خزانے اترے اور حجرے والیوں (بی بیوں) کو کون جگاتا ہے ف۲ لوگو! بہت عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے

كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ۔ اوڑھے ہیں پر آخرت میں ننگی ہوں گی۔

ف لیعنی خاص خاص فتنے اور فساد کیونکہ عام فتنوں سے تو آپؐ کی ذاتِ مقدس اور حضرت عمرؓ کی ذات روک تھی جیسے حذیفہ کی روایت سے اوپر گزرا۔ بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ فتنوں اور بلاؤں کے اُترنے کے اوقات مقرر ہوئے یا مجھ کو تبلائے گئے۔ ف۲ یعنی اس لیے کہ نماز پڑھیں اور عبادت کریں اور پیغمبر کی بی بی ہونے پر تکیہ نہ کریں۔ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے، اس لیے کہ آپؐ نے قیام اللیل کی ترغیب دلائی اور واجب نہ ہونا اس سے نکلتا ہے کہ وہ بی بیاں ہر رات کو نہیں اٹھتی تھیں ورنہ جگانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر قیام اللیل واجب ہوتا تو ہر رات کو ادا کرتیں۔

۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ:۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین نے ان کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو جناب علی مرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت ان کے اور حضرت فاطمہؓ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کیوں تم دونوں ف (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب ہم کو اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا جب میں نے یہ کہا تو آپؐ لوٹ گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے سنا جب آپؐ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے، اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور (سورۂ کہف) کی یہ آیت پڑھتے جاتے تھے آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے ف۲

ف دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار آپ آئے ہم کو جگایا پھر آپ گھر کو لوٹ گئے جب ہماری آہٹ نہ پائی تو دوبارہ آئے اور ہم کو جگایا۔ ف۲ حضرت علیؓ نے جو جواب دیا وہ فی الحقیقت درست تھا مگر اس کا استعمال اس موقع پر درست نہ تھا کیونکہ دنیا دار تکلیف ہے اس میں نفس پر زور ڈال کر تمام اوامرِ الٰہی بجالانا چاہیے تقدیر پر تکیہ کر لینا اور عبادت سے قاصر ہو کر بیٹھنا اور جب کوئی اچھی بات کا حکم کرے تو تقدیر پر حوالہ کرنا کج بحثی اور جھگڑا ہے۔ تقدیر کا اعتقاد اس لیے نہیں ہے کہ آدمی اپاہج ہو کر بیٹھ رہے اور تدبیر سے غافل ہو جائے بلکہ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ محنت اور مشقت اور اسباب حاصل کرنے میں کوشش کرے مگر یہ سمجھے رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ نے قسمت میں لکھا ہے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اور حضرت علیؓ آپؐ کے چھوٹے تھے، دوسرے داماد لہٰذا آپؐ نے ایسے موقع پر تطویلِ بحث اور سوال جواب کو نامناسب سمجھ کر کچھ جواب نہ دیا مگر ان کی کج بحثی اور مجادلہ پر افسوس کیا۔

۲۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ، وَمَا سَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک کام کو چھوڑ دیتے حالانکہ آپؐ کو اس کا کرنا پسند ہوتا۔ آپؐ کو یہ ڈر رہتا ایسا نہ ہو لوگ اس کام کو کرنے لگیں پھر وہ ان پر فرض ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی چاشت کی نفل نماز نہیں پڑھی اور میں اس کو پڑھا کرتی ہوں ف۱

ف۱ حضرت عائشہؓ کو شاید وہ قصہ معلوم نہ ہوگا جس کو ام ہانیؓ نے نقل کیا کہ آپؐ نے فتح مکہ کے موقع پر چاشت کی نماز پڑھی۔ باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ چاشت کی نفل نماز کا پڑھنا آپؐ کو پسند تھا جب پسند ہوا تو گویا آپؐ نے اس پر ترغیب دلائی اور پھر اس کو واجب نہ کیا کیونکہ آپؐ نے خود اس کو نہیں پڑھا۔ بعضوں نے کہا آپؐ نے کبھی چاشت کی نفل نماز نہیں پڑھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ہمیشگی کے ساتھ کبھی نہیں پڑھی کیونکہ دوسری روایت میں خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے اس کو پڑھا۔

۲۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک رات مسجد میں (تراویح اور تہجد کی) نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ پڑھی پھر دوسری رات بھی آپؐ نے پڑھی اور مقتدی بہت ہوگئے۔ پھر تیسری چوتھی رات کو بھی وہ جمع ہوئے مگر آپؐ برآمد ہی نہیں ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں نے تمہارا کام دیکھا ف۱ اور مجھے تمہارے پاس نکلنے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر اسی بات نے کہ میں ڈرا کر

تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ۔ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

ف تم جو نماز کے لیے جمع ہوئے اور جیسے تم کو عبادت کی حرص اور مستعدی ہے۔ عینی نے کہا اس حدیث سے باب کے دونوں مطلب نکلے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو اور کوئی آن کر اس کے پیچھے اقتدا کرے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَانَ يَقُومُ حَتَّى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، وَالفُطُورُ: الشُّقُوقُ، انْفَطَرَتْ: انْشَقَّتْ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز میں اتنا زیادہ کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے اور حضرت عائشہؓ نے کہا یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں پھٹ جاتے فطور کے معنی عربی زبان میں پھٹنا، اسی سے ہے انفطرت قرآن میں یعنی پھٹ جاوے

ف سورۂ اذا السماء انفطرت میں حضرت عائشہؓ کے اس قول کو خود امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں وصل کیا؛

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ المُغِيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُومُ أَوْ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ أَوْ سَاقَاهُ: فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے انہوں نے زیاد بن علاقہ سے انہوں نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کھڑے رہتے یا اتنی نماز پڑھتے کہ آپؐ کے پاؤں یا پنڈلیوں پر ورم ہو جاتا جب آپؐ سے اس باب میں کہا جاتا تو آپؐ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

ف کہ آپؐ اتنی محنت مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، آپؐ کے تو اللہ نے اگلے اور پچھلے سب قصور بخش دیئے ہیں؛

بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ۔

باب: سحر کو یعنی صبح کے وقت سو جانا۔

۲۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے ان سے عمرو بن اوس نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا سب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو داؤد پیغمبرؑ کی نماز بہت پسند ہے اور سب روزوں میں اللہ کو داؤد پیغمبر کا روزہ بہت پسند ہے۔ داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سو رہتے اور تہائی

دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔

تہائی رات تک عبادت کرتے اور (پھر) چھٹے حصہ میں سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے ف

ف رات کے بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو پہلے چھ گھنٹے میں سو جاتے۔ پھر چار گھنٹے عبادت کرتے۔ پھر دو گھنٹے سو رہتے گویا سحر کے وقت سوتے ہوتے۔ یہی ترجمۂ باب ہے؛

۲۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَشْعَثَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ، قُلْتُ: مَتَى كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ،

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ (عثمان بن جبلہ) نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے اشعث سے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ (سلیم بن اسود) سے انہوں نے کہا میں نے مسروق سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا نیک عمل بہت پسند تھا انہوں نے کہا جو ہمیشہ ہوتا رہے۔ میں نے پوچھا رات کو آپ کب اٹھتے تھے انہوں نے کہا جب مرغ کی آواز سنتے ف

ف کہتے ہیں کہ پہلے پہل مرغ آدھی رات کے وقت بانگ دیتا ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے نکالا کہ مرغ کو برا مت کہو وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ مرغ کی عادت ہے کہ فجر طلوع ہوتے ہی اور سورج کے ڈھلنے پر بانگ دیا کرتا ہے یہ خدا کی فطرت ہے؛

۲۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ: إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلَّى۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے انہوں نے اشعث سے وہی حدیث جو اوپر گزری اس میں یوں ہے جب مرغ کی آواز سنتے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ف

ف اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ اٹھ کر کیا کرتے۔ اگلی روایت مجمل ہے۔ ان دونوں حدیثوں کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ پہلے امام بخاریؒ نے حضرت داؤدؑ کی شب بیداری کا حال بیان کیا پھر ہمارے پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی عمل اس کے مطابق ثابت کیا تو ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلا کہ آپؐ اول شب میں آدھی رات تک سو رہتے پھر مرغ کی بانگ کے وقت یعنی آدھی رات پر اٹھتے۔ پھر آگے کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ سحر کو آپؐ سو رہے ہوتے۔ پس آپ کا اور حضرت داؤد پیغمبر کا عمل ایک سا ہو گیا؛

۲۳٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ:

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا میرے باپ

ذَكَرَ أَبِي، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا، تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے چچا ابوسلمہ سے نقل کیا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا میرے پاس تو سحر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہی رہتے ف

ف حضرت بی بی ام سلمہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں پڑھ کر کیا سحر کو سو رہتے؟ تب انہوں نے یہ کہا

بَابُ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ۔

باب، سحری کھا کر پھر صبح کی نماز پڑھنے تک نہ سونا۔

۲۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسَحَّرَا، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى، فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہؓ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زید بن ثابتؓ دونوں نے مل کر سحری کھائی جب سحری سے فراغت کر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ قتادہ کہتے ہیں ہم نے انس سے پوچھا سحری اور فجر کی نماز میں کتنا وقفہ ہوتا۔ انہوں نے کہا اتنا کہ تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھے ف

ف معلوم ہوا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے اور بہت رات رہے سے سحری کھا لینا خلافِ سنت ہے ؛

بَابُ طُولِ الْقِيَامِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ۔

باب: رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا (یعنی قرأت بہت کرنا)

۲۳۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل شقیق بن سلمہ سے انہوں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ آپ اتنے کھڑے رہے کہ میری نیت بگڑ گئی۔ ابو وائل نے کہا ہم نے پوچھا تمہارے دل میں کیا آیا۔ انہوں نے کہا میرے دل میں یہ آیا کہ بیٹھ بھی رہوں اور آنحضرتؐ کو چھوڑ دوں ف

ف یہ ایک وسوسہ تھا جو شیطان کی طرف سے عبد اللہ بن مسعود کے دل میں آیا تھا۔ شیطان سب لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خصوصاً اچھے اور نیک لوگوں کے تو وہ اور زیادہ پیچھے لگتا ہے مگر عبد اللہ بن مسعودؓ کب اس کے دام میں آنے والے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خادمِ خاص اور صحبت یافتہ اور جاں نثار تھے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رات کی نماز میں آپؐ بہت لمبی قرأت کیا کرتے ؛

٢٣٧۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا انہوں نے حصین بن عبد الرحمٰن سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے رگڑتے ف

ف اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے سمجھ میں نہیں آتی بعضوں نے ایک احتمال بعید بیان کیا ہے کہ جب تہجد کے لیے مسواک میں اتنا اہتمام کرتے تھے جو نماز کا ایک بیرونی کام ہے تو نماز کے ارکان یعنی قیام اور قرأت وغیرہ میں بھی بہت اہتمام فرماتے ہوں گے۔ اور اس طرح طولِ قیام ثابت ہوا جو باب کا مضمون ہے واللہ اعلم۔

بَابٌ كَيْفَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ؟

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیونکر پڑھا کرتے تھے اور رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتیں پڑھتے۔

٢٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے ایک شخص نے ف عرض کیا، یا رسول اللہ رات کی نماز کیسے پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا دو دو

مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

رکعت کر کے جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کر لے ف۲

ف کہتے ہیں یہ خود عبداللہ بن عمرؓ تھے جیسے طبرانی نے معجم صغیر میں نقل کیا امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص تھا اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جنگل کا ایک شخص تھا ف۲ اس حدیث سے باب کا پہلا مطلب نکلا۔ قسطلانی نے کہا ابوحنیفہؒ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں کہتے اور صحیح حدیثیں ان کا رد کرتی ہیں اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مذہب یہی ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھنا چاہیے یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرے اور ایسے ہی دن کے نوافل بھی مگر صاحبین کہتے ہیں کہ دن میں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے اور ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ رات اور دن دونوں میں چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے ؛

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يَعْنِي بِاللَّيْلِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھیں ف

ف وتر سمیت یعنی دس رکعتیں تہجد کی دو دو کر کے پڑھتے پھر ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کر لیتے۔ یہ گیارہ رکعتیں تہجد اور وتر کی تھیں اور دو فجر کی سنتیں ملا کر تیرہ رکعتیں کہہ دیں کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور آگے کی حدیث میں یہی تفصیل بیان ہوئی ہے ؛

۲۴۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ: سَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے خبر دی کہا مجھ کو اسرائیل نے انہوں نے ابوحصین عثمان بن عاصم سے انہوں نے یحییٰ بن وثاب سے انہوں نے مسروق بن اجدع سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز پوچھی۔ انہوں نے کہا آپ کبھی سات رکعتیں پڑھتے کبھی نو اور کبھی گیارہ (گیارہ سے نہیں بڑھاتے) فجر کی سنتوں کے سوا۔

٢٤١ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے انہی میں وتر اور فجر کی سنتیں بھی شریک تھیں۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ مِنْ نَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى- يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا، نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا، أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا، إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا۔ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا، إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا۔ وَقَوْلُهُ:۔ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى، وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللهِ، وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ، وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَأَقْرِضُوا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا، وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: نَشَأَ: قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وِطَاءً، قَالَ: مُوَاطَأَةً لِلْقُرْآنِ أَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز رات میں اور سو جانا اور رات کی نماز میں سے جو منسوخ ہوا اور اللہ نے اسی باب میں فرمایا (سورۂ مزمل میں) اے کپڑا لپیٹنے والے رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو) یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یا نصف سے کچھ بڑھا دو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو) ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں (مراد قرآن مجید ہے) بیشک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم رات کو اتنی عبادت کو نباہ نہ سکو گے تو تم کو معاف کر دیا سو اب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو اس کو معلوم ہے بعضے آدمی تم میں بیمار ہوں گے اور بعضے تلاش معاش کیلئے ملک میں سفر کریں گے اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے ــــ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جو ناشئۃ اللیل ہے تو نشاء کا معنی حبشی زبان میں کھڑا ہوا اور وطاءً کا معنی موافق ہونا یعنی رات کا قرآن کان اور

وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ، لِيُوَاطِئُوا: لِيُوَافِقُوا۔ اور آنکھ دل کو ملا کر پڑھا جاتا ہے ف۳ اور سورۂ براءت میں لیواطئوا اسی معنی میں ہے یعنی اسلئے کہ موافقت کریں ف۴

ف۱ ہوا یہ کہ پہلے رات کو آدھی رات یا آدھی سے کچھ کم یا آدھی سے کچھ زیادہ کا قیام فرض ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور ان کے ضعف اور ناطاقتی کو دیکھ کر یہ حکم دیا کہ جس قدر قیام ہو سکے اتنا ہی بجا لاؤ علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرأوا ما تیسر من القرآن کا یہی مطلب ہے تو یہ حکم پہلے حکم کا ناسخ ہوا۔ قسطلانی نے کہا پھر اس کی فرضیت بھی پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے منسوخ ہو گئی اور رات کا قیام سنت رہ گیا ؛ ف۲ اس کو عبد ابن حمید نے وصل کیا ؛ ف۳ اس کو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا یعنی رات کو بوجہ سکوت اور خاموشی کے قرآن پڑھنے میں دل اور زبان اور کان اور آنکھ سب اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ورنہ دن کو آنکھ کسی طرف پڑتی ہے، کان کہیں لگتا ہے دل کہیں ہوتا ہے ؛ ف۴ اس کو طبری نے وصل کیا مگر اس میں لیوافقوا کے بدل لیشابہوا ہے ؛

۲۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ: وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ۔ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس رض سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مہینے میں اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے اس میں بالکل روزہ نہیں رکھیں گے اور کسی میں اتنے روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے بالکل اس میں افطار نہیں کرنے کے اور رات کو نماز تو آپ ایسی پڑھتے تھے کہ تم جب چاہتے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے اور جب چاہتے سوتا دیکھ لیتے ف۱ محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان اور ابو خالد نے بھی حمید سے روایت کیا ف۲

ف۱ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ساری رات سوتے بھی نہیں تھے اور ساری رات جاگتے اور عبادت بھی نہیں کرتے تھے ہر رات میں سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے تو جو شخص آپ کو جس حال میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا۔ بعضے بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ ساری رات جاگنا اور عبادت کرنا یا ہمیشہ روزے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ ان کو اتنا شعور نہیں کہ ساری رات جاگتے رہنے سے یا ہمیشہ روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے پھر اس کو عبادت میں کوئی تکلیف نہیں رہتی۔ مشکل یہی ہے کہ رات کو سونے کی عادت بھی رہے اسی طرح دن کو کھانے پینے کی اور پھر نفس پر زور ڈال کر جب چاہے اس کی عادت توڑے، میٹھی نیند سے منہ موڑے پس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی افضل وہی اعلیٰ اور وہی مشکل ہے۔ آپ کی خوبی بیاں تھیں۔ آپ ان کا حق بھی ادا فرماتے اپنے نفس کا بھی حق ادا کرتے۔ اپنے عزیز و اقارب اور عام مسلمانوں کے بھی حقوق ادا فرماتے۔ اس کے ساتھ خدا کی عبادت بھی کرتے۔ کہئے اس کے لیے کتنا بڑا دل اور

جگہ چاہیے۔ ایک سونٹا لے کر لنگوٹ باندھ کر اکیلے دم بیٹھ رہنا اور بے فکری سے ایک طرف کا ہو جانا یہ نفس پر بہت آسان ہے۔ ۲ ابو خالد کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے صوم میں نکالا۔

بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ۔

باب: جب آدمی رات کو نماز نہ پڑھے ف توشیطان کا گدّی پر گرہ لگانا۔

ف یعنی عشا کی نماز پڑھے بغیر سو جائے۔

۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى مَكَانِ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّ عُقَدُهُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی رات کو سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدّی پر تین گرہیں لگاتا ہے (جادو کی گرہیں) اور ہر گرہ پر افسوں پھونک دیتا ہے، بڑی رات پڑی ہے (بے فکر) سو جا۔ پھر اگر آدمی جاگا اور اللہ کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھے (فرض یا نفل) تو آدمی صبح کو خوش مزاج رہتا ہے ورنہ صبح کو سست مزاج رہتا ہے ف

ف حدیث میں جو آیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے حقیقت میں شیطان گرہیں لگاتا ہے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں۔ وہ دھاگا گدّی پر رہتا ہے۔ امام احمد کی روایت میں صاف یہ ہے کہ ایک رسی سے گرہ لگاتا ہے بعضوں نے کہا گرہ لگانے سے یہ مقصود ہے کہ شیطان جادوگر کی طرح اس پر اپنا افسوں چلاتا ہے۔

۲۴۴۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابو رجاء عمران بن ملحان نے کہا ہم سے سمرہ بن جندب نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کی حدیث میں آپ نے فرمایا جس

فِي الرُّؤْيَا قَالَ: أَمَّا الَّذِي يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ القُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ۔

کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا وہ شخص تھا جس نے (دنیا میں) قرآن حاصل کیا تھا پھر چھوڑ دیا ف۱ اور فرض نماز نہ پڑھ کر سوتا تھا ف۲

ف۱ یعنی قرآن سیکھا اور پڑھا لیکن قرآن کے حکموں پر عمل نہیں کیا یا قرآن یاد کیا پھر اس کو چھوڑ کر بھول بیٹھا۔ ف۲ یعنی عشا کی نماز بن پڑھے سو جاتا یا صبح کی نماز کے لیے نہ اٹھتا، سوتا رہتا۔

بَابٌ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ۔

باب: جو شخص سوتا رہے اور (صبح کی) نماز نہ پڑھے (معلوم ہوا) شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا۔

۲۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ قَالَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ۔

ہم سے مسدّد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا ف۱ لوگوں نے کہا وہ صبح تک سوتا رہا (فرض) نماز کے لئے بھی نہیں اٹھا۔ آپؐ نے فرمایا شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ف۲

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ بعضوں نے کہا خود عبداللہ بن مسعودؓ یہ شخص تھے۔ ف۲ جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا اس میں کوئی امر قیاس کے خلاف نہیں ہے۔ بعضوں نے کہا پیشاب کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ شیطان نے اس کو اپنا محکوم بنا لیا اور کان کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ آدمی کان ہی سے آواز وغیرہ سن کر بیدار ہوتا ہے شیطان نے اس میں مُوت کر اس کے کان بہرے کر دیئے۔

بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ - كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ - أَيْ مَا يَنَامُونَ۔

باب: اخیر رات میں دعا اور نماز کا بیان اور اللہ نے (سورہ والذاریات میں) فرمایا وہ رات کو تھوڑی دیر ہجوع کرتے تھے۔ ہجوع کے معنی سونا۔

۲۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرِّ، عَنْ أَبِي

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوعبداللہ اغر سے ان دونوں

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟

نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بلند اور برکت والا ہر رات کو جس وقت رات کا اخیر تیسرا حصہ رہ جاتا ہے پہلے آسمان پر اترتا ہے ف۱ فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے، میں دوں۔ کون مجھ سے بخشش چاہتا ہے، میں اس کو بخش دوں ف۲

ف۱ یعنی خود اپنی ذات سے اترتا ہے جیسے دوسری روایت میں ہے نزول بذاتہ۔ یہ تاویل کرنا کہ اس کی رحمت اترتی ہے محض فاسد ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس کی رحمت اتر کر آسمان تک رہ جانے سے ہم کو فائدہ ہی کیا ہے۔ اسی طرح یہ تاویل کہ ایک فرشتہ اس کا اترتا ہے یہ بھی فاسد ہے کیونکہ فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ جو کوئی مجھ سے دعا کرے، میں قبول کروں گا۔ گناہ بخش دوں گا۔ دعا قبول کرنا یا گناہوں کا بخشنا خاص پروردگار کا کام ہے۔ اہل حدیث نے اس قسم کی حدیثوں کو جن میں صفات الٰہی کا بیان ہوا بدل و جان قبول کیا ہے اور ان کو اپنے ظاہری معنی پر محمول رکھا ہے مگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں اور ہمارے اصحاب میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس حدیث کی شرح میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضوں اور شبہوں کا جواب دیا ہے۔ ف۲ اس حدیث سے اخیر رات کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی جو ترجمہ باب ہے۔

بَابُ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ، وَقَالَ سَلْمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ: قُمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ۔

باب: جو شخص رات کے شروع میں سو جائے اور اخیر میں جاگے اور سلمان فارسیؓ نے ف۱ ابو الدرداءؓ سے کہا (شروع رات میں) سو جا، جب اخیر رات ہو تو اُٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا سلمان سچ کہتا ہے۔

ف۱ اس کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الادب میں وصل کیا۔

۲۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے دوسری سند اور مجھ سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ

بِاللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَتْ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ۔

علیہ وسلم رات کو کیونکر نماز پڑھتے تھے۔ انھوں نے کہا آپ شروع رات میں سوتے رہتے اور اخیر رات میں اٹھتے (تہجد کی) نماز پڑھتے پھر اپنے بچھونے پر آجاتے جب مؤذن اذان دیتا اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر آپ کو نہانے کی حاجت ہوتی ف۱ تو غسل کرتے ورنہ وضو کرکے باہر نکلتے۔

ف۱ قسطلانی نے اس کا ترجمہ یوں قرار دیا ہے کہ اگر آپ کو عورت سے صحبت کرنے کی ضرورت ہوتی تو آپ صحبت کرتے اور غسل کر لیتے ورنہ وضو کرکے باہر نکلتے۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کو نماز پڑھنا۔

۲۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کو کتنی رکعتیں پڑھتے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں اور غیر رمضان میں (کبھی) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے ف۱ پہلے چار رکعتیں پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے۔ ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا ف۲ پھر تین رکعتیں پڑھتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ میری آنکھیں (ظاہر میں) سوتی ہیں، دل نہیں سوتا۔

ف۱ انہی گیارہ رکعتوں کو تراویح قرار دو یا تہجد کہو یا وتر کہو، جو چاہو نام رکھ لو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت رات کی نماز میں یہی ہے۔ اب جو لوگ شروع رات میں رمضان کے مہینے میں بیس رکعتیں تراویح کی پڑھتے ہیں اور

اخیر رات میں تہجد پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعتیں تراویح کی خلفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی اور افسوس ہے ان کم سمجھوں پر جو سنت نبوی کی پیروی کرنے والے کو برا سمجھیں اور آٹھ رکعتیں تراویح پڑھنے والے پر ملامت کریں ان کو خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بروز حشر کیا جواب دیں گے۔ ف۲ امام ابوحنیفہؒ نے جو رات کے نوافل چار چار رکعت ملا کر پڑھنا افضل کہا ہے وہ اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں حالانکہ ان میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپؐ چار چار کے بعد سلام پھیرتے ممکن ہے کہ پہلے آپؐ چار رکعتیں بہت لمبی پڑھتے ہوں پھر ان سے ذرا اتر کر چار رکعتیں۔ تو حضرت عائشہ رضی نے چار چار کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اخیر میں تین رکعتیں بیان کیں حالانکہ ان کے بیچ میں سلام ہوتا کیونکہ تین رکعتیں وتر کی ایک سلام سے صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں ہوئیں۔

۲۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتَّى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا، فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ۔

ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپؐ بوڑھے ہو گئے تو کیا کرتے بیٹھ کر قرآن پڑھتے رہتے جب سورت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر ان کو پڑھ کر رکوع کرتے۔

بَابُ فَضْلِ الطُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَفَضْلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الطُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔

باب: رات اور دن باوضو رہنے کی فضیلت اور وضو کے بعد رات اور دن میں نماز پڑھنے کی فضیلت۔

۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: يَا بِلَالُ، حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے ابوحیان یحییٰ بن سعید سے انہوں نے ابوزرعہ ہرم بن جریر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلالؓ سے فرمایا بلالؓ مجھ سے کہہ تو نے اسلام کے زمانے میں سب سے زیادہ امید کا کونسا نیک کام کیا ہے ف۱ کیونکہ میں نے بہشت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی پھٹ

فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَٰلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔

پھٹ کی آواز سنی ف۱ بلالؓ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے (نفل) نماز پڑھتا رہا جتنی میری تقدیر میں لکھی تھی ف۲

ف۱ یعنی جس عمل پر تجھ کو بہت امید ہے کہ ضرور قبول ہوگا اور اس کا ثواب ملے گا ۰ ف۲ یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تیری جوتیوں کی آواز نکل رہی ہے۔ یہ اللہ نے آپؐ کو دکھلا دیا جو آیندہ ہونے والا تھا۔ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اس دنیا میں رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں گیا آپؐ معراج کی شب میں وہاں تشریف لے گئے تھے، اسی طرح دوزخ میں۔ اور یہ جو بعض فقرا سے منقول ہے کہ ان کا خادم حقہ کے لیے آگ لینے کو دوزخ میں گیا محض غلط ہے ۰ ف۲ بلالؓ دنیا میں بھی بطور خادم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے تھے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دکھلایا کہ بہشت میں بھی ہوگا۔ اس حدیث سے بلالؓ کی بڑی فضیلت نکلی اور ان کا جنتی ہونا ثابت ہوا ۰

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ۔

باب: عبادت میں بہت سختی اٹھانا مکروہ ہے ف۱

ف۱ کیونکہ ایسی عبادت نبھ نہیں سکتی۔ چند روز تک آدمی کرتا ہے پھر اکتا کر بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ عمدہ عبادت وہی ہے جو تھوڑی ہو لیکن ہمیشہ کرے جیسا دوسری حدیث میں اوپر گزر چکا ہے ۰

۲۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ، قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث ابن سعد نے انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مسجد میں) تشریف لے گئے۔ دیکھتے کیا ہیں ایک رسی دو ستونوں کے بیچ میں تنی ہوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ رسی کیسی؟ لوگوں نے کہا یہ ام المومنین زینب نے تانی ہے جب وہ کھڑی (نماز میں) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں اور کھڑا ہونا نہیں چھوڑتیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں یہ رسی نہیں ہونا چاہیئے کھول ڈالو تم میں ہر شخص کو چاہیئے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ اور امام بخاریؒ نے کہا ہم سے عبداللہ بن

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قُلْتُ: فُلَانَةُ، لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ، تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا، فَقَالَ: مَهْ، عَلَيْكُمْ مَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَعْمَالِ، فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا۔

مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا بنی اسد قبیلہ کی ایک عورت (حولاء بنت تویت) میرے پاس بیٹھی تھی اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ میں نے کہا فلانی عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی پھر اس کی نماز کا حال بیان کیا گیا آپؐ نے فرمایا بس بس اتنا عمل کرو جتنے کی طاقت ہے (دائم ہو سکتا ہے) اس لیے کہ اللہ تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا تم ہی (عمل کرتے کرتے) تھک جاؤ گے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ۔

باب: جو شخص رات کو عبادت کیا کرتا تھا، پھر چھوڑ دے تو مکروہ ہے۔

۲۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ. وَقَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعِشْرِينَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ ابْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بِهَذَا مِثْلَهُ، وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ۔

ہم سے عباس بن حسین نے بیان کیا کہا ف۱ ہم سے مبشر بن اسمٰعیل حلبی نے انہوں نے امام اوزاعی سے دوسری سند اور مجھ سے محمد بن مقاتل ابو الحسن نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے عبداللہ ابن عمرو بن عاصؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا عبداللہ تو فلانے شخص کی طرح نہ ہونا ف۲ وہ (پہلے) رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے رات کا اٹھنا چھوڑ دیا۔ اور ہشام بن عمار نے کہا ف۳ ہم سے عبدالحمید بن ابی العشرین نے بیان کیا ف۴ کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے عمر بن حکم بن ثوبان سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے پھر یہی حدیث بیان کی ف۵ ابن ابی العشرین کی طرح عمرو بن ابی سلمہ نے بھی اس کو امام اوزاعی سے روایت کیا ف۶

ف عباس بن حسین سے امام بخاریؒ نے اس کتاب میں ایک یہ حدیث اور ایک جہاد کے باب میں روایت کی بس دو ہی حدیثیں، یہ بغداد کے رہنے والے تھے؛ ف۲ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا؛ ف۳ اس روایت کو اسمٰعیلی وغیرہ نے وصل کیا؛ ف۴ یہ امام اوزاعی کا منشی تھا۔ اس میں اہلحدیث نے کلام کیا ہے مگر امام بخاریؒ اس کی روایت متابعۃً لائے؛ ف۵ اس سند کو امام بخاریؒ اس لیے لائے کہ اس میں یحییٰ بن ابی کثیر اور ابو سلمہ میں ایک شخص کا واسطہ ہے یعنی عمر بن حکم کا اور اگلی سند میں یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے خود ابو سلمہ نے بیان کیا تو شاید یحییٰ نے یہ حدیث عمر کے واسطے سے اور بلا واسطہ دونوں طرح ابو سلمہ سے سنی؛ ف۶ یعنی اس میں بھی عمر بن حکم کا واسطہ ہے؛

بابٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ۔

ہم کو علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوالعباس سائب بن فروخ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو ابن عاصؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا مجھ کو یہ خبر ہوئی کہ تو ساری رات عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ میں نے کہا سچ ہے، میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھیں بیٹھ جائیں گی اور تیری جان ناتواں ہو جائے گی اور تو یہ سمجھ لے کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ روزہ بھی رکھ افطار بھی کر اور سو بھی ف۔

ف گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سخت مجاہدہ سے منع کیا اب جو لوگ ایسا کریں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف چلتے ہیں اس سے نتیجہ کیا۔ عبادت تو اسی لیے ہے کہ اللہ اور رسولؐ راضی ہوں البتہ بعضے بزرگوں نے شروع شروع میں نفس کو توڑنے کے لیے چند روز ایسا مجاہدہ کیا ہے پھر ہمیشہ سنت کے موافق چلتے رہے؛

بابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى۔

باب جس شخص کی رات کو آنکھ کھلے، پھر وہ نماز پڑھے اس کی فضیلت۔

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو ولید بن مسلم نے خبر دی انہوں نے امام اوزاعی سے کہا مجھ سے عمیر بن ہانی نے کہا مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ

جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، أَوْ دَعَا اسْتُجِيبَ، فَإِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلَاتُهُ۔

نے کہا مجھ سے عبادہ بن صامتؓ نے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا جو شخص رات کو جاگ اٹھے۔ پھر یہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد و ہو علی کل شیئ قدیر۔ الحمد للہ و سبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ف۱ پھر دعا مانگے یا یوں کہے یا اللہ مجھ کو بخش دے تو اس کی دعا قبول ہو گی۔ اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہو گی۔

ف۱ اس کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف سجتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے سب تعریف اسی کو سزاوار ہے۔ اس کی شان بہت بلند ہے وہ سب سے بڑا ہے اس کے سوا نہ کوئی گناہ سے بچانے والا ہے نہ نیک کام کی طاقت دینے والا۔

۲۵۴ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْهَيْثَمُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهِ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ، يَعْنِي بِذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ۔

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو ہیثم بن ابی سنان نے خبر دی انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے۔ اس وعظ میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ف۱ کہنے لگے تمہارے ایک بھائی عبداللہ بن رواحہ نے کوئی غلط ف۲ بیہودہ مضمون نہیں کہا۔ ان کے شعر یہ ہیں:-

ایک پیغمبر خدا پڑھتا ہے اس کی کتاب
اور سناتا ہے ہمیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے

ہم تو اندھے تھے اسی نے راستہ بتلا دیا
بات ہے اس کی یقینی دل میں جا کر کھبتی ہے

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے الگ
جبکہ کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

یونس کی طرح اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا ف۳ اور زبیدی نے یوں کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا سعید ابن مسیب اور اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ف۴

ف خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بیان کرنے کے لیے اور آپؐ کے حالات سنانے کے لیے ایک مجلس مقرر کرنا یہ تو صحابہ اور تابعین کے عہد میں رائج نہ تھا اور اسی لیے بعض علما نے اس کو بدعت قرار دیا ہے اور بعضوں نے اس کو بدعتِ حسنہ کہا ہے بشرطیکہ دوسرے منکراتِ شرعی سے خالی ہو لیکن وعظ کی مجلس آنحضرتؐ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرنا اور آپؐ کے قصے بالاتفاق درست اور باعثِ اجر اور ثواب عظیم ہے۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ف۲ یعنی اور شاعروں کی طرح ان کے شعر بیہودہ اور لغو عشقیہ اور فحش مضامین کے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اللہ کے پیغمبر کی مدح کی ہے۔ ایسے شعر کہنا بالاتفاق جائز بلکہ ثواب ہے ف۳ عقیل کی روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ف۴ زبیدی کی روایت کو امام بخاریؒ نے تاریخ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں نکالا۔ امام بخاری کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ زہری کے شیخ میں راویوں کا اختلاف ہے یونس اور عقیل نے ہیثم بن ابی سنان کہا ہے اور زبیدی نے سعید بن مسیب اور اعرج اور ممکن ہے کہ زہری نے ان تینوں سے اس حدیث کو سنا ہو۔ حافظ نے کہا ہے امام بخاری کے نزدیک پہلا طریق راجح ہے چونکہ یونس اور عقیل دونوں نے بالاتفاق زہری کا شیخ ہیثم کو قرار دیا ہے ف

۲۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ بِيَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ فَكَأَنِّي لَا أُرِيدُ مَكَانًا مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنَّ اثْنَيْنِ أَتَيَانِي أَرَادَا أَنْ يَذْهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ، خَلِّيَا عَنْهُ، فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ خواب دیکھا جیسے میرے ہاتھ میں ایک گاڑھے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا ہے، میں بہشت میں جہاں چاہتا ہوں وہ مجھ کو اڑا لے جاتا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا جیسے دو (فرشتے) میرے پاس آئے اور مجھ کو دوزخ میں لے جانے لگے۔ پھر ایک فرشتہ ان کو (راہ میں) ملا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا ڈر نہیں اور ان فرشتوں سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى رُؤْيَايَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، وَكَانُوا لَا يَزَالُونَ يَقُصُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا أَنَّهَا فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ۔

کہا اس کو چھوڑ دو۔ میری بہن ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے میرا ایک خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو نماز پڑھتا ہوتا (آپ کے یہ فرمانے کے بعد) عبداللہ (ہمیشہ) رات کو نماز پڑھا کرتے اور صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (اپنے اپنے) خواب بیان کرتے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات میں ہے آخر آنحضرتؐ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم سب کے خواب رمضان کے اخیر دہے میں شب قدر ہونے پر متفق ہیں پھر جو کوئی شب قدر ڈھونڈنا چاہے تو رمضان کے آخر دہے میں ڈھونڈے۔

بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب: فجر کی سنتیں ہمیشہ پڑھنا

۲۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءَيْنِ، وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا أَبَدًا۔

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے انہوں نے عراک بن مالک سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھائی اور (تہجد کی) آٹھ رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں آپ ان کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے ف۔

ف اسی سے بعضوں نے فجر کی سنتوں کو واجب کہا ہے۔ امام حسن بصریؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔

بَابُ الضَّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب: فجر کی سنتیں پڑھ کر داہنی کروٹ پر لیٹ جانا۔

۲۵۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے ف۱

ف۱ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت ہے بلکہ امام ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے اور ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے فجر کی سنتیں پڑھ چکے تو داہنی کروٹ لیٹ جائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابن عمرؓ اور ابراہیم نخعی سے جو اس کا انکار منقول ہے ان کو شاید یہ حدیث نہ پہنچی ہوگی۔

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ۔

باب: فجر کی سنتیں پڑھ کر باتیں کرنا اور نہ لیٹنا ف۱

ف۱ یہ باب امام بخاریؒ نے لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ رہنا کچھ واجب نہیں ہے اور بعضے علماء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام استراحت کے لیے کیا تھا تہجد کی تھکاوٹ دور کرنے کو تو یہ سنت نہیں اور ابن مسعودؓ اور ابراہیم نخعی کے انکار کو سند لاتے ہیں اور ابن عمرؓ کے اس قول کو کہ یہ لیٹنا بدعت ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ فعل سنت ہے اور ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ اور ابراہیم نخعی کو یہ حدیثیں نہ پہنچی ہونگی اور شافعیہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے، اگر نہ لیٹے تو کچھ باتیں ہی کرلے یا وہاں سے سرک جائے۔

۲۵۸- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى سُنَّةَ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يُؤْذَنَ بِالصَّلَاةِ۔

ہم سے بشر بن حکم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے سالم ابوالنضر نے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ چکتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے جب تک نماز کی اذان ہوتی ف۱

ف۱ اس حدیث سے لیٹنے کے استحباب کی نفی نہیں ہوتی بلکہ ثبوت ہوتا ہے اور امام احمدؒ نے اسی حدیث کو ابوالنضر سے یوں نکالا کہ آپ لیٹ جاتے۔ اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے رہتے۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ باتیں بھی کرتے تو لیٹ کر۔

بَابُ الْحَدِيثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب: فجر کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا۔

۲۵۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، قَالَ سُفْيَانُ: هُوَ ذَاكَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے کہا ابوالنضر سالم نے مجھ سے بیان کیا ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فجر کی سنت) دو رکعت پڑھتے۔ پھر اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے نہیں تو لیٹ رہتے۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا بعضے لوگ یوں روایت کرتے ہیں کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا یہی تو مراد ہیں ف۱

ف۱ بعضے لوگوں سے امام مالکؒ مراد ہیں جیسے دارقطنی نے نکالا غرض سفیان کی یہ ہے کہ حدیث میں رکعتین سے فجر کی سنت کی دو رکعتیں مراد ہیں اس حدیث سے فجر کی سنت اور فرض کے بیچ میں باتیں کرنے کا جواز معلوم ہوا اور جنہوں نے اس کو مکروہ سمجھا انہوں نے غلطی کی ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا۔

باب: فجر کی سنت کی دو رکعتیں ہمیشہ لازم کر لینا اور ان کے سنت ہونے کی دلیل۔

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے ابن جریج نے انہوں نے عطاء سے انہوں نے عبید بن عمیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل نماز کی اتنی پابندی نہیں رکھتے تھے جتنی فجر کی (سنت کی) دو رکعتوں کی پابندی کرتے تھے ف۱

ف۱ تمام سنن مؤکدہ میں فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سفر اور حضر میں کبھی آپ ان کو ناغہ نہیں کرتے تھے اسی لیے بعضے علماء نے ان کو واجب بھی کہا ہے مگر امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کہ وہ سنت ہیں کیونکہ ان کو نوافل میں سے کہا۔ ہر آدمی کو ہمیشہ فجر کی سنتیں پڑھنی چاہئیں اگر وقت تنگ ہو اور فرض کے فوت ہونے

کا خیال ہو تو فرض کے بعد ان کو پڑھ لے۔ اسی طرح جب فرض کی تکبیر ہو رہی ہو جیسے اوپر گزر چکا ہ

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی سنتوں میں قرأت کیسی کرے ف۱

ف۱ یعنی مختصر یا مطوّل آگے حدیثوں سے ثابت کیا کہ فجر کی سنتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی مختصر قرأت کرتے ایک حدیث میں ہے کہ کافرون اور اخلاص کیا اچھی دو سورتیں ہیں جو فجر کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں ہ

۲۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے ف۱ پھر جب صبح کی اذان سنتے تو ہلکی پھلکی دو رکعتیں (سنت کی) پڑھ لیتے۔

ف۱ اگلی روایتوں میں جو گیارہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے آپؐ تہجد شروع کرتے وقت پہلی دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھا کرتے۔ ان کو اگلی روایت میں حضرت عائشہؓ نے شمار نہیں کیا یا وتر کے بعد بیٹھ کر جو ایک دوگانہ پڑھا کرتے اس کو شمار نہیں کیا اور یہاں اس کو بھی شمار کر لیا ہے ہ

۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمَّتِهِ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنی پھوپی عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری سند اور ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے جو (سنت کی) دو رکعتیں پڑھتے وہ

حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ؟

ایسی ہلکی پھلکی پڑھتے میں کہتی آپؐ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں ف۱

ف۱ یہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہلکی پھلکی پڑھتے تھے۔ مسلم اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپؐ ان میں سورۂ کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنَى مَثْنَى

قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذْكَرُ ذَلِكَ عَنْ عَمَّارٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَعِكْرِمَةَ، وَالزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ: مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ.

باب: نفل نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھنا۔

امام بخاری نے کہا کہ ایسے ہی منقول ہے عمارؓ اور ابوذرؓ اور انسؓ صحابیوں سے اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری تابعیوں سے اور یحییٰ بن سعید انصاری (تابعی) نے کہا میں نے تو اپنے ملک (مدینہ طیبہ) کے عالموں کو بھی دیکھا کہ وہ (نوافل میں) دن کو ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ف۱

ف۱ حافظ نے کہا عمارؓ اور ابوذرؓ کی حدیثوں کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور انسؓ کی حدیث تو اسی کتاب میں گزری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گھر جا کر دن کو دو رکعتیں پڑھیں اور جابر بن زید کا اثر مجھ کو نہیں ملا اور عکرمہ کا اثر ابن ابی شیبہ نے نکالا اور یحییٰ بن سعید کا اثر مجھ کو نہیں ملا۔

۲۶۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو (دنیا اور دین کے) سب کاموں میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے ف۱ جیسے قرآن کی کوئی سورۃ سکھلاتے۔ آپؐ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض نہیں نفل طور پر دو رکعتیں پڑھے ف۲ پھر یوں کہے اللھم انی استخیرک اخیر تک یعنی یا میرے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت طاقت چاہتا ہوں اور تیرا بڑا فضل مانگتا ہوں تجھ کو قدرت ہے اور مجھ کو قدرت نہیں تجھ کو علم ہے اور مجھ کو علم نہیں اور تو غیب کا جاننے والا ہے۔ یا میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ

فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ، قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ.

یہ کام (جس کے لیے استخارہ کیا جارہا ہے) میرے دین اور دنیا اور انجام کار کے لیے بہتر ہے یا یوں فرمایا بالفعل اور آیندہ ۲ میرے لئے بہتر ہے تو وہ مجھ کو نصیب کر اور آسان کر اور اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور دنیا اور انجام کار کے لیے بُرا ہے یا یوں فرمایا اور آئندہ میرے لیے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھرا دے اور جہاں میرے لیے بہتری ہو وہ مجھ کو نصیب کر اور مجھ کو اس پر خوش رکھ ۳ اور "یہ کام" کی جگہ اس کا نام لے۔

ف لینی دعا اور نماز سے جس کا بیان آگے حدیث میں ہے اہلِ سنت کے نزدیک یہی استخارہ ثابت ہے اور کوئی صورت ثابت نہیں ۲ ف یہیں سے امام بخاری نے ترجمۂ باب نکالا کہ نفل نماز کی دو دو رکعتیں پڑھنا افضل ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر فرض نماز پڑھ کر یہ دعا کرے تو سنت کے موافق نہ ہوگا ۳ ف یہ راوی کا شک ہے بالفعل سے دُنیا مراد ہے اور آئندہ سے آخرت یا بالفعل سے مراد سر دست اور آئندہ سے دنیا کا آئندہ ۴ ف لینی دل میں بھی میرے رنج اور کراہت نہ رہے۔ ایک بزرگ سے پوچھا گیا تمہارا کیا حال ہے، خوش یا ملول؟ انہوں نے کہا جس کی مراد پر دونوں جہان کے کام چل رہے ہوں وہ خوش ہوگا یار نجیدہ میری مراد اور خوشی وہی ہے جو میرے مالک کی خوشی اور مراد ہے۔ پھر مجھ کو رنج کیسا، خوشی ہی خوشی ہے۔ یہ درویشی اور فقیری کا انتہائی درجہ ہے کہ آدمی اپنی سب مرادیں خداوندِ کریم جلّ جلالہٗ کی مرادمیں غرق کر دے اور کوئی مراد بجز اس کی ذاتِ مقدس کے باقی نہ رہے۔

---

٢٦٤ - حَدَّثَنَا المَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلاَ يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن سعید سے انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ سے انہوں نے عمرو ابن سلیم زرقی سے انہوں نے ابو قتادہ بن ربعی انصاری صحابیؓ سے سنا، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے، تو نہ بیٹھے جب تک دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) نہ پڑھ لے ف

ف اس حدیث سے بھی امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ نوافل کی دو دو رکعتیں پڑھنا چاہئیں تحیۃ المسجد جمہور علماء کے

نزدیک سنت ہے لیکن ظاہریہ اور اہلحدیث کے نزدیک واجب ہے گو اوقات مکروہہ میں بھی مسجد میں جائے مگر تحیۃ المسجد ضرور پڑھے۔ حافظ نے کہا عید کے دن تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ عید کی نماز ادا کرے۔

۲۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا مجھ کو امام مالکؒ نے، خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہمارے گھر میں جب دعوت میں آئے تھے) دو رکعتیں پڑھائیں پھر تشریف لے گئے۔

۲۶۶- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے ساتھ دو رکعتیں (سنت کی) ظہر سے پہلے پڑھیں اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد ف

ف یہی سنن راتبہ ہیں۔ شوکانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار چار رکعتیں بھی سنت کی ثابت ہیں تو یہ محمول ہے اس پر کہ کبھی آپؐ نے دو دو رکعتیں پڑھیں کبھی چار چار رکعتیں۔

۲۶۷- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ: إِذَا جَاءَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، آپؐ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے، کہ جب

أَحَدُكُمْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ أَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

کوئی تم میں سے (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو یا خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، قَالَ: فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا، فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَأَيْنَ؟ قَالَ: بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَقَالَ عِتْبَانُ: غَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رضی بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن سلیمان مکی نے کہا میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمرؓ (مکہ میں) اپنے گھر میں آئے، کسی نے کہا (بیٹھے کیا ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آئے اور کعبہ کے اندر جا بھی چکے۔ عبداللہ نے کہا یہ سن کر میں آیا، دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبے سے باہر نکل چکے ہیں اور بلالؓ دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے کہا، بلالؓ! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کہاں پر؟ انہوں نے کہا ان دو ستونوں کے بیچ میں۔ پھر آپؐ باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔ امام بخاریؒ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت کی ف۱ اور عتبان بن مالکؓ نے کہا ف۲ صبح کو دن چڑھے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ میرے پاس آئے اور ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی، آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں ف۳

ف۱ اس کو خود امام بخاری نے باب صلوٰۃ الضحیٰ فی الحضر میں وصل کیا؛ ف۲ یہ حدیث اوپر اسی کتاب میں موصولاً گزر چکی ہے؛ ف۳ ان سب حدیثوں سے امام بخاری نے دن کے نوافل دو دو رکعتیں پڑھنے پر دلیل لی؛

بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ۔

باب: فرضوں کے بعد سنت کا بیان۔

ف۱ پہلے فجر کی سنت کا بیان کیا کیونکہ وہ سب سنتوں سے زیادہ مؤکد ہیں اب اور نمازوں کی سنتیں بیان کیں اور چونکہ

یہ اکثر فرض کے بعد ہوتی ہیں اس لیے بعد المکتوبہ کہا ورنہ ظہر میں فرض سے پہلے بھی دو یا چار سنتیں ہیں ؛

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ، فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ، وَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا. تَابَعَهُ كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَأَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ: بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهِ،

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا ہم کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سنت کی) دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد پڑھیں ف۱ اور مغرب اور عشاء کی سنتیں آپؐ اپنے گھر میں پڑھا کرتے ف۲ اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا مجھ سے میری بہن ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی پڑھا کرتے اور یہ وہ وقت ہوتا کہ میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں جاتا تھا ف۳ عبید اللہ کے ساتھ اس حدیث کو کثیر بن فرقد اور ایوب نے بھی نافع سے روایت کیا اور ابن ابی الزناد نے اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا وہاں

؏

ف۱ ساتھ پڑھنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ جماعت سے پڑھیں اور جو شخص سنن رواتب میں جماعت کا قائل ہوا ہے اس کا قول بے دلیل ہے ؛ ف۲ اس سے بعضے لوگوں نے دلیل لی ہے کہ رات کے نفل گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر بات یہ تھی کہ دن کو کام کاج کے لیے مسجد میں رہتے اس لیے سنتیں بھی وہیں پڑھتے اور رات کو آپؐ اکثر گھر میں رہتے اور مغرب اور عشاء کی سنتیں گھر ہی پر پڑھ لیتے ؛ ف۳ کیونکہ فجر سے پہلے اور عشاء کی نماز کے بعد اور ٹھیک دوپہر کو گھر کے کام کاجی لوگوں کو بھی اجازت لے کر اندر آنا چاہیے۔ اس وقت غیر لوگ آپؐ سے کیونکر مل سکتے۔ اسی لیے ابن عمرؓ نے ان سنتوں کا حال اپنی بہن ام المومنین حفصہؓ سے سن کر معلوم کیا ؛ ف۴ مطلب ایک ہی ہے یعنی مغرب اور عشاء کی سنتیں اپنے گھر والوں میں پڑھتے ؛

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ۔

باب: فرض کے بعد سنت نہ پڑھنا۔

۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا، قُلْتُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ، أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ، وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابوالشعثاء جابر بن زید سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر عصر کی) آٹھ رکعتیں اور (مغرب عشاء کی) سات رکعتیں ملا کر پڑھیں (بیچ میں سنت وغیرہ کچھ نہیں) عمرو نے کہا میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں آپؐ نے ظہر میں دیر کی اور عصر میں جلدی اور عشاء میں جلدی کی اور مغرب میں دیر، ابوالشعثاء نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں ف

ف یہ عمرو بن دینار کا خیال ہے ورنہ یہ حدیث صاف ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کا ہے نہ وہاں کوئی خوف تھا نہ بندش تھی اوپر گزر چکا کہ اہل حدیث کے نزدیک یہ جائز ہے اور امامیہ کی کتب میں ائمہ اہلحدیث رضی اللہ عنہم سے صدہا روایتیں جمع کے باب میں آئی ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ روایتیں غلط ہوں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ سنتوں کا ترک کرنا جائز ہے اور سنت بھی یہی ہے کہ جمع کرے تو سنتیں نہ پڑھے۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى فِي السَّفَرِ۔

باب: سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا۔

۲۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ تَوْبَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَتُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَعُمَرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَأَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا إِخَالُهُ۔

ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے توبہ بن کیسان سے انہوں نے مورق بن مشرج سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا کیا تم چاشت کی نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا عمرؓ نے پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا ابوبکرؓ نے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ انہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا ف

ف عبداللہ بن عمرؓ نے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا نہیں لیکن دوسرے کسی سے سنا، ان کو یقین نہ آیا اس لیے کہا کہ میں نہیں سمجھتا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو بدعت کہا۔ اب امام بخاری اس حدیث کو جو اس باب میں لائے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ یہ باب اس لیے موضوع ہوا ہے کہ سفر کی حالت

میں آپ نے چاشت کی نماز پڑھی جیسے آگے ام ہانی کی حدیث سے نکلتا ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جن احادیث میں چاشت کی نماز نہ پڑھنا مذکور ہے وہ حالتِ سفر پر محمول ہیں اور جن میں پڑھنا مذکور ہے وہ حالتِ حضر میں۔ بعضوں نے کہا ترجمۂ باب کا مطلب یہ ہے کہ سفر میں چاشت کی نماز پڑھی جائے یا نہیں تو ابنِ عمرؓ کی حدیث سے نفی ثابت کی اور ام ہانی کی حدیث سے اس کا اثبات کیا واللہ اعلم۔

۲۷۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: مَا حَدَّثَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ أَرَ صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔

ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے کسی صحابی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا سوائے ام ہانی کے، انہوں نے کہا کہ جس دن مکہ فتح ہوا (آپ وہاں مسافر تھے) ان کے گھر میں گئے اور غسل کیا اور آٹھ رکعتیں (چاشت کی) پڑھیں تو میں نے ایسی ہلکی پھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی۔ یہ تو تھا آپ رکوع اور سجدہ پورا ادا کرتے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحَى وَرَآهُ وَاسِعًا۔

باب: چاشت کی نماز نہ پڑھنا اور اس کو ضروری نہ جاننا۔

۲۷۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحَى وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر میں پڑھتی ہوں [1]

[1] اس لفظ سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھتے نہیں دیکھا باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اس کا پڑھنا ضروری ہوتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر روز پڑھتے دیکھتیں۔ قسطلانی نے کہا حضرت عائشہ رضؓ کے نہ دیکھنے سے چاشت کی نماز کی نفی نہیں ہوتی۔ ایک جماعتِ صحابہ رضؓ نے اس کو روایت کیا ہے جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ نے اور ابوذرؓ اور ابوامامہؓ اور عقبہ بن عبدؓ اور ابنِ ابی اوفیؓ اور ابوسعیدؓ اور زید بن ارقمؓ اور ابن عباسؓ اور جابرؓ اور جبیر بن مطعمؓ اور حذیفہؓ اور ابنِ عمرؓ اور

ابو موسیٰؓ اور عتبانؓ اور عقبہ بن عامرؓ اور علیؓ اور معاذ بن انسؓ اور نوّاسؓ اور ابوبکرہؓ اور ابو مرہؓ وغیرہم نے ؛

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ، قَالَهُ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب، چاشت کی نماز اپنے شہر میں پڑھے یہ عتبان بن مالک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نقل کیا ہے ف۱

ف۱ عتبان بن مالک کی حدیث اوپر کئی بار اس کتاب میں گزر چکی ہے اور امام احمدؒ نے اس کو اس لفظ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے گھر میں چاشت کے نفل پڑھے سب لوگ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی ؛

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عباس بن فروخ جریری نے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے جانی دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کی۔ میں مرنے تک ان کو نہیں چھوڑنے کا۔ ایک تو ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ف۱ دوسرے چاشت کی نماز پڑھنا ف۲ تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

ف۱ یعنی ایام بیض کے روزے ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخوں میں ہر مہینے کے ؛ ف۲ کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں یا بارہ رکعتیں۔ ہمارے اصحاب میں سے امام ابن قیمؒ نے چاشت کی نماز میں چھ مذہب نقل کیے ہیں ایک یہ ہے کہ مستحب ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی سبب سے پڑھنا چاہیئے۔ تیسرے مستحب نہیں، چوتھے کبھی پڑھنا کبھی نہ پڑھنا۔ پانچویں ہمیشہ پڑھنا گھر میں۔ چھٹے یہ کہ بدعت ہے۔ حاکم نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ضحیٰ یعنی چاشت کی نماز میں ان سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جن میں ضحیٰ کا لفظ ہے جیسے والضحیٰ، والشمس وضحٰہا۔ قسطلانی نے کہا طبرانی نے اوسط میں روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت کا ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہتے ہیں۔ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے۔ یہ ان کا دروازہ ہے، اللہ کی رحمت سے اس میں داخل ہوں۔ اس نماز کا وقت سورج بلند ہونے سے زوال تک ہے ؛

۲۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے انس بن سیرین سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے

قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ ضَخْمًا، لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ، فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ وَنَضَحَ لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ بِمَاءٍ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ ابْنِ الْجَارُودِ لِأَنَسٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَ أَنَسٌ: مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

تھے ایک انصاری مرد جو موٹا آدمی تھا (عتبان بن مالک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا، میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔ پھر اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر پر بلایا اور بوریے کے ایک ٹکڑے کو پانی سے دھو کر صاف کیا آپ نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں اور عبدالحمید بن منذر بن جارود نے انسؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے تو آپ کو اس دن کے سوا پڑھتے نہیں دیکھا۔

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ

باب: ظہر سے پہلے دو رکعتیں سنت کی پڑھنا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ: رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس رکعتیں (سنت کی) یاد رکھیں دو ظہر سے پہلے دو اس کے بعد دو مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو عشا کے بعد اپنے گھر میں دو فجر کی نماز سے پہلے اور یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت کوئی نہ جاتا۔ مگر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ مؤذن جب اذان دیتا اور صبح نمودار ہو جاتی تو آپ دو رکعتیں پڑھتے۔

۲۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن منتشر

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ، تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَمْرٌو، عَنْ شُعْبَةَ۔

سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن منتشر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کو ف اور فجر سے پہلے دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑتے تھے یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی عدی اور عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

ف یہ حدیث باب کے مطابق نہیں کیونکہ باب میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھنے کا ذکر ہے اور شاید ترجمۂ باب کا یہ مطلب ہو کہ ظہر سے پہلے دو ہی رکعتیں پڑھنا کچھ ضروری نہیں چار بھی پڑھ سکتا ہے؛

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔

باب: مغرب سے پہلے سنت پڑھنا۔

۲۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: لِمَنْ شَاءَ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے انہوں نے حسین معلم سے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے (سنت کی دو رکعتیں) پڑھو تیسری بار یوں فرمایا جو کوئی چاہے آپؐ نے بُرا جانا کہ لوگ اس کو لازمی سمجھ لیں ف

ف یعنی سنت مؤکدہ نہ سمجھ لیں اکثر شافعیہ نے اس کو سننِ رواتب میں نہیں بیان کیا؛

۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، فَقُلْتُ: أَلَا أُعَجِّبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيمٍ؟ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ عُقْبَةُ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے کہا میں نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے سنا کہا میں عقبہ بن عامر جہنی صحابی کے پاس آیا میں نے کہا تم کو ابو تمیم عبداللہ بن مالک پر تعجب نہیں آتا ف وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں عقبہ نے کہا ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں ان کو پڑھتے تھے۔ میں نے کہا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: فَمَا یَمْنَعُكَ الْآنَ؟ قَالَ: الشُّغْلُ۔

پھر اب کیوں نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا (دنیا کے) کاروبار مانع ہیں۔

ف عبداللہ بن مالک جیشانی یہ تابعی مخضرم تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں موجود تھا پر آپؐ سے نہیں ملا یہ مصر میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں آیا پھر وہیں رک گیا۔ ایک جماعت نے اس کو صحابہ میں سے گنا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مغرب کا وقت لمبا ہے اور جس نے اس کو تھوڑا قرار دیا اس کا قول بے دلیل ہے مگر یہ رکعتیں جماعت کھڑے ہونے سے پہلے پڑھ لینا مستحب ہے اثرم نے امام احمد سے نقل کیا کہ میں نے یہ رکعتیں صرف ایک بار پڑھی ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً، ذَكَرَهُ أَنَسٌ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا ف
یہ انسؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے نقل کیا ہے۔

ف امام بخاریؒ نے اس باب کے مطلب پر انسؓ کی حدیث سے دلیل لی جو اوپر گزر چکی ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث بھی باب قیام اللیل میں گزر چکی۔ قسطلانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے مراد کسوف کی حدیث ہے جس میں آپؐ نے جماعت سے نماز پڑھی۔ ان احادیث سے نفل نمازوں میں جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے اور بعضوں نے تداعی یعنی بلانے کے ساتھ ان میں امامت بھی مکروہ رکھی ہے۔ اگر خود بخود کچھ آدمی جمع ہو جائیں تو امامت مکروہ نہیں ہے۔

۲۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ، فَزَعَمَ مَحْمُودٌ أَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَادٍ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم کو میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یاد تھے اور آپؐ کا اس کے منہ میں کلی کر دینا بھی یاد تھا، جو آپؐ نے ایک کنوئیں کا پانی لے کر کی تھی۔ یہ کنواں ان کے گھر میں تھا۔ محمود نے کہا میں نے عتبان ابن مالک انصاری سے سنا وہ جنگِ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے کہتے تھے میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا۔ میرے اور ان کے بیچ میں ایک نالہ تھا جب مینھ برستا تو اس نالے سے پار ہونا اور ان کی مسجد کی طرف جانا مجھ کو مشکل ہو جاتا۔ آخر میں آنحضرت صلی اللہ

قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَإِنَّ الْوَادِيَ الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الأَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدِدْتُ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَأَفْعَلُ، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ نُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ، فَحَبَسْتُهُ عَلَى خَزِيرٍ يُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: مَا فَعَلَ مَالِكٌ لاَ أَرَاهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: ذَاكَ مُنَافِقٌ لاَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَقُلْ ذَلِكَ، أَلاَ تَرَاهُ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ

علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں اپنی بینائی میں فتور پاتا ہوں اور جب مینھ برستے ہیں تو یہ نالہ جو میرے اور میری قوم کے بیچ میں ہے بہنے لگتا ہے اس سے پار ہونا مجھ کو مشکل ہو جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیے اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجیے میں اس کو نماز کی جگہ مقرر کر لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ضرور آؤں گا (انشاء اللہ) پھر صبح کو آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت میرے پاس اس وقت آئے جب دن چڑھ گیا تھا آپؐ نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی آپؐ بیٹھے بھی نہیں اور فرمانے لگے تو اپنے گھر میں کس جگہ چاہتا ہے میں کہاں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک جگہ تبلادی جو مجھ کو پسند تھی کہ آپؐ وہاں نماز پڑھیں آپؐ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور ہم لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔ ہم نے بھی آپؐ کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ میں نے آپؐ کو حلیم (کھیم) کھانے کے لیے روک لیا جو تیار ہو رہا تھا۔ محلّہ والوں نے جو سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو کئی آدمی ان میں کے آگئے اور گھر میں بہت سے آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ان میں سے ایک بولا مالک بن دخشن کہاں ہے وہ دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرا بولا اجی وہ تو منافق ہے، اس کو اللہ اور رسولؐ سے الفت کہاں ہے آپؐ نے فرمایا (ہائیں یہ کیا بات ہے) ایسی بات مت کہہ کیا تو نے اس کو لا الہٰ الا اللہ کہتے نہیں دیکھا آخر وہ خاص اللہ ہی کے لیے یہ کہتا ہے۔ تب وہ کہنے لگا اللہ اور اس کا رسولؐ (اصل حال) خوب جانتے ہیں۔ ہم تو (ظاہر میں) خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس کی دوستی اور بات چیت منافقوں ہی

أَعْلَمُ، أَمَّا نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وُدَّهُ وَلَا حَدِيثَهُ إِلَّا إِلَى الْمُنَافِقِينَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ، قَالَ مَحْمُودٌ: فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا، وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ، فَأَنْكَرَهَا عَلَيَّ أَبُو أَيُّوبَ، قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ، فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَيَّ إِنْ سَلَّمَنِي حَتَّى أَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ أَسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنْ وَجَدْتُهُ حَيًّا فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَفَلْتُ فَأَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ أَوْ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ، فَإِذَا عِتْبَانُ شَيْخٌ أَعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتُهُ مَنْ أَنَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

سے رہتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو کوئی خالص اللہ کی رضامندی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہے اس کو تو اللہ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔ محمود بن ربیع نے کہا میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں سے بیان کی جن میں ابو ایوب انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بھی تھے۔ اس لڑائی میں جس میں انہوں نے انتقال فرمایا ملک روم میں اور یزید معاویہؓ کا بیٹا ان کا سردار تھا ابوایوب نے اس کا انکار کیا (کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے) اور کہنے لگے خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی وہ فرمایا ہوگا جو تو نے بیان کیا۔ مجھ کو ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری۔ میں نے اللہ کی منت مانی اگر وہ مجھ کو اس جہاد سے سلامتی کے ساتھ گھر لوٹائے گا اور عتبان بن مالک کو ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پاؤں گا تو (دوبارہ) ان سے یہ حدیث پوچھوں گا۔ آخر میں جہاد سے لوٹا اور میں نے حج یا عمرے کا احرام باندھا۔ پھر (فارغ ہو کر) چلا اور مدینہ میں آیا، بنی سالم کے محلہ میں دیکھا تو عتبان بوڑھے نابینا ہو گئے ہیں اور اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور بیان کیا میں فلاں شخص ہوں۔ پھر میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے اسی طرح بیان کی جس طرح پہلی بار مجھ سے بیان کی تھی [1]

[1] مجھے اس وقت وہ حکایت یاد آئی کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں خفگی ہوئی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ان کے پیر شیخ ابو مدین مغربی کو ایک شخص برا کہا کرتا تھا۔ شیخ ابن عربی اس سے دشمنی رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں ان پر اپنی خفگی ظاہر کی انہوں نے وجہ پوچھی، ارشاد ہوا تو فلاں شخص سے کیوں دشمنی رکھتا ہے۔ شیخ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ میرے پیر کو برا کہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اپنے پیر کو برا کہنے کی وجہ سے تو

اس سے دشمنی رکھی اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے جو وہ محبت رکھتا ہے اس کا خیال کرکے تو نے اس سے محبت کیوں نہ رکھی۔ شیخ نے توبہ کی اور صبح کو معذرت کے لیے اس کے پاس گئے۔ مومنین کو لازم ہے کہ اہلِ حدیث سے محبت رکھیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتے ہیں اور گو مجتہدوں کی رائے اور قیاس کو نہیں مانتے مگر وہ بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کی وجہ سے پیغمبر صاحب کے خلاف وہ کسی کی رائے اور قیاس کو کیوں مانیں ؛ ف۲ یہ سنہ ۵۰ ہجری یا اس کے بعد کا واقعہ ہے جب معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کی فوج کا سردار یزید بن معاویہؓ تھا۔ اس فوج میں ابو ایوب انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی موجود تھے۔ انہوں نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھ کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں گاڑ دینا اور میری قبر کا نشان بھی نہ رکھنا۔ چنانچہ قسطنطنیہ کے حصار کی دیوار تلے دفن ہوئے۔ اب تک قسطنطنیہ میں ایک جامع مسجد ان کے نام کی موجود ہے۔ اس کو جامع ابو ایوب کہتے ہیں ؛ ف۳ یہ ترجمہ باب حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی کیونکہ جماعت سے نفل نماز پڑھنا ثابت ہوا ؛

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ۔

۲۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا، تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ۔

باب : گھر میں نفل نماز پڑھنا۔

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سختیانی اور عبیداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ نماز اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ ف۱ وہیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالوہاب ثقفی نے بھی ایوب سے روایت کیا ف۲

ف۱ نماز سے مراد یہاں نفل ہی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ہو مگر فرض نماز کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ قبر میں مردہ نماز نہیں پڑھتا۔ جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے وہ بھی قبر ہوا ف۲ عبدالوہاب کی روایت کو امام مسلم نے نکالا ؛

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

باب: مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت۔

۲۸۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْبَعًا، قَالَ: سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً ح وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے قزعہ بن یحییٰ سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے چار باتیں سنیں ف۱ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنیں اور ابوسعیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف، ایک مسجد حرام دوسرے مدینہ کی مسجد نبوی تیسری مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس ف۲

ف۱ ان چار باتوں کا بیان آگے آئے گا اسی کتاب میں ان میں ایک بات وہ بھی ہے جو ابوہریرہؓ کی روایت سے اسی باب میں بیان ہوئی یعنی لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد اخیر تک ۔ ف۲ کیونکہ اور مسجدیں سب فضیلت میں برابر ہیں۔ پھر ان میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا بے فائدہ تعب اٹھانا اور روپیہ برباد کرنا ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے ورنہ طلب علم یا جہاد وغیرہ کے لیے بھی سفر کرنا منع ہوگا۔ اکثر اہل حدیث اور اہل علم کا یہی قول

ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے ابن تیمیہ کا یہ قول ہے کہ اور کسی مقام کا سفر کرنا بقصدِ تحصیلِ ثواب ممنوع ہے اور جہاد اور طلبِ علم کا سفر دوسری آیات اور احادیث سے جائز کیا گیا ہے اور انہوں نے اسی بنا پر یہ حکم دیا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرے تو یہ ناجائز ہے بلکہ مسجدِ نبویؐ کی نیت کرے اور جب وہاں پہنچ جائے تو اب زیارت قبر شریف کی مستحب ہے اور ان کے اور دیگر علماء کے مابین اس باب میں بڑے جھگڑے ہوئے اور طرفین سے رسالے اور کتابیں لکھی گئی ہیں اور امام ابن تیمیہ پر اس مسئلہ کی وجہ سے بہت طعن کیے گئے۔ حافظ نے کہا یہ مسئلہ ابن تیمیہ کے بدمزہ مسائل میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں ابن تیمیہ اکیلے کا یہ قول نہیں ہے بلکہ ایک جماعتِ علماء کا جیسے ابو محمد جوینی، قاضی حسین قاضی عیاض بھی ابنِ تیمیہ سے متفق ہیں اور نضرہ غفاری کی حدیث جس میں انہوں نے ابوہریرہؓ پر کوہ طور جانے پر اعتراض کیا تھا، مؤطا میں موجود ہے۔ اس سے ابنِ تیمیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ پھر جب صحابہ بھی اس مسئلہ میں مختلف ہوں تو ابن تیمیہؒ پر طعن کرنا کیونکر درست ہوگا۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ ان سے اجتہاد میں غلطی ہوئی تب بھی ان کے لیے ایک اجر ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر حدیث اور قرآن کی خدمت میں صرف کی اور مخالفینِ اسلام کا رد کرتے رہے۔ کیا ان کے فضائل ایک مسئلہ اختلافی کی وجہ سے مفقود ہو جائیں گے، نہیں، ہرگز نہیں۔

۲۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ انہوں نے زید بن رباح سے اور عبیداللہ ابن ابی عبداللہ اغر سے انہوں نے ابو عبداللہ سلیمان اغر سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری اور مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

باب: مسجد قبا کا بیان ف

ف قبا ایک مقام ہے مدینہ سے دو تین میل پر سب سے پہلے وہیں کی مسجد بنی ہے اور آنحضرتؐ نے وہیں نماز پڑھی۔

۲۸۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ يَوْمٍ يَقْدَمُ مَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدَمُهَا

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی۔ انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھتے تھے مگر دو دن، ایک تو جس دن مکہ میں آتے ف چاشت کے وقت آتے پھر

ضُحًى فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ، وَيَوْمٍ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ، قَالَ: وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، قَالَ: وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ، وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا۔

طواف کرتے، پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے، دوسرے جس دن مسجد قبا میں آتے، ہر ہفتہ وہاں جاتے جب مسجد میں جاتے تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے نکلنا برا جانتے ف۲ نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قبا میں پیدل اور سوار دونوں طرح جاتے۔ نافع نے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے میں تو ویسا ہی کرتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہؓ) کو کرتے دیکھا اور میں کسی کو کسی وقت نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ رات اور دن میں جس وقت چاہے پڑھے۔ صرف اتنی بات ہے کہ قصد کرکے سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت نہ پڑھے۔

ف۱ عبداللہ بن عمرؓ بے انتہا سنت کے پیرو تھے۔ انہوں نے جب ام ہانیؓ کی حدیث سنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی تو وہ بھی یہی کرنے لگے کہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو چاشت کی نماز پڑھتے اور وقتوں میں اس لیے نہ پڑھتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور دنوں میں یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ سبحان اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی صحابہؓ پر ختم تھی اور یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ جو کوئی مسجد قبا میں آئے اور وہاں نماز پڑھے تو اس کو ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا مسجد قبا میں دو رکعتیں پڑھنا بیت المقدس میں دو بار جانے سے مجھ کو زیادہ افضل معلوم ہوتا ہے۔ اگر لوگ مسجد قبا کی فضیلت جان لیں تو اونٹوں کے جگر مار کر وہاں آئیں۔

بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ۔

باب: ہر ہفتے مسجد قبا میں آنا

٢٨٤۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَفْعَلُهُ۔

قبا میں ہر ہفتے کے دن پیدل اور سوار ہوکر آتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔

بَابُ إِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا۔

باب: مسجد قبا میں پیدل اور سوار ہوکر آنا۔

۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ: فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں سوار اور پیدل دونوں طرح تشریف لاتے عبداللہ بن نمیر نے اتنا اور بڑھایا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انہوں نے نافع سے کہ وہاں دو رکعتیں پڑھتے۔ ف

ف اس کو امام مسلم اور ابو یعلیٰ نے وصل کیا؛

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ

باب: مسجد نبوی میں قبر اور منبر کے بیچ میں جو جگہ ہے اسکی فضیلت

۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید مازنی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر (یعنی حجرہ جہاں آپ کی قبر ہے) اور منبر کے بیچ کی جگہ بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے ف

ف یعنی حقیقۃً اس قدر قطعۂ زمین بہشت کا ایک ٹکڑا ہے جو وہاں عبادت کرے گا اسکو آخرت میں بہشت ملے گی۔ علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اگر میں بہشت میں نہ جاؤں تو اس کی زوجہ پر طلاق ہے اور وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اس مقدس اور بابرکت جگہ میں چلا جائے؛

٢٨٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ کی جگہ بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا ف

ف قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ایک منبر رکھیں گے اس پر آپؐ اجلاس فرمائیں گے اور اپنی امت کے پیاسوں کو بلا کر سیراب کریں گے ؎

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات — رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ منبر جو کہ دنیا میں ہے، اس جگہ پر ہے جہاں قیامت کے دن حوضِ کوثر ہوگا یا میرا یہ منبر جو دنیا میں ہے قیامت کے دن حوضِ کوثر پر لگایا جائے گا اللہ تعالیٰ پھر اس کو موجود کرے گا اور یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں ہے جیسے مُردوں کو جلائے گا۔

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

باب: بیت المقدس کی مسجد کا بیان۔

٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ: سَمِعْتُ قَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِأَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي، قَالَ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ، بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ، وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے کہا میں نے قزعہ سے سنا جو زیاد کے غلام تھے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدریؓ سے چار حدیثیں سنیں جن کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔ مجھے وہ بہت پسند آئیں اور اچھی لگیں، ایک[1] تو یہ کہ عورت دو دن کا سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو، دوسرے[2] یہ کہ دو دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن، تیسرے[3] یہ کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہ پڑھیں اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک، چوتھے[4] یہ کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں

مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَمَسْجِدِي۔

کی طرف ایک مسجد حرام، دوسری مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تیسری میری مسجد ف۔

ف اس حدیث سے مسجد اقصیٰ کی فضیلت نکلی۔ ابن ماجہ نے مرفوعاً نکالا کہ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور طبرانی نے نکالا کہ سلیمانؑ نے اس کو بنایا تو دعا کی یا اللہ جو کوئی یہاں نماز کے ارادے سے آئے تو اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

أبواب العمل في الصلاة

نماز میں کام کرنے کے ابواب

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: يَسْتَعِينُ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ جَسَدِهِ بِمَا شَاءَ، وَوَضَعَ أَبُو إِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَهُ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا، وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهُ عَلَى رُصْغِهِ الْأَيْسَرِ إِلَّا أَنْ يَحُكَّ جِلْدًا أَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا۔

باب: نماز میں ہاتھ سے نماز کا کوئی کام کرنا ف۱ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آدمی نماز میں اپنے بدن سے جو چاہے وہ کام کر لے ف۲ اور ابواسحٰق سبیعی تابعی نے اپنی ٹوپی نماز میں اتاری اور اور نماز میں پہنی بھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ہتھیلی اپنے بائیں پہنچے پر رکھی مگر بدن کھجاتے وقت یا کپڑا سنوارتے وقت ف۳

ف۱ مثلاً نمازی کے سامنے سے کوئی گزر رہا ہو اس کو ہٹا دینا یا سجدے کے مقام پر کوئی ایسی چیز آن پڑے جس پر سجدہ نہ ہو سکے تو اس کو سرکا دینا۔ آگے جا کر امام بخاری نے حضرت علیؓ کا جو اثر نقل کیا اس سے یہ نکالا کہ بدن کھجانا یا کپڑا سنوارنا گو نماز کا کام نہیں مگر یہ مستثنیٰ ہے یعنی نماز میں جائز ہے۔ مترجم کہتا ہے نماز کے کاموں میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر تھوک آئے تو ایک ہاتھ سے پکیدان لے کر اس میں تھوک لینا یا اگالدان سرکا لینا اس سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی ف۲ بشرطیکہ وہ نماز کا کام ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عباسؓ کو پیچھے سے گھما کر داہنی طرف کر لیا تھا۔ ف۳ اس کو سفینہ جرائدیہ میں وصل کیا سلفی کے طریق سے اور ابن ابی شیبہ نے بھی نکالا۔ اس میں یوں ہے الا ان یصلح ثوبہ او یحك جسدہ اور جن لوگوں

نے گمان کیا کہ یہ ترجمۂ باب کا ایک ٹکڑا ہے انہوں نے غلطی کی یہ حضرت علیؓ کے اثر میں داخل ہے:

۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ عَلَى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ خَوَاتِيمَ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا بِيَدِهِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ ایک رات کو اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے وہ کہتے تھے میں بچھونے کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بی بی اس کے لباؤ میں لیٹے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آرام فرمایا۔ جب آدھی رات گزر گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد تو آپؐ جاگے اور بیٹھ کر نیند کا خمار منہ پر سے اپنے ہاتھوں سے پونچھنے لگے۔ پھر سورہ آل عمران کی اخیر کی دس آیتیں پڑھیں [1] پھر ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی۔ اس میں سے پانی لے کر اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آپؐ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور میں جا کر آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہوا تو آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کے اس کو اپنے ہاتھ سے مروڑنے لگے [2] پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں)، پھر وتر پڑھا [3] پھر لیٹ رہے۔ یہاں تک کہ مؤذن آپؐ کے پاس

رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

آیا تو کھڑے ہو کر دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھیں پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

ف۱ ان فی خلق السموات سے لے کر اخیر تک ؛ ف۲ اس سے آپؐ کی یہ غرض تھی کہ ابن عباسؓ سمجھ جائیں کہ ان کو داہنی طرف کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ یہیں سے امام بخاری نے ترجمۂ باب نکالا کیونکہ جب نمازی کو دوسرے کی نماز درست کرنے کے لیے ہاتھ سے کام لینا درست ہُوا تو اپنی نماز درست کرنے کے لیے بطریق اَولیٰ ہاتھ سے کام لینا جائز ہوگا؛ ف۳ یعنی ایک رکعت پڑھ کر ساری نماز کو طاق کر لیا۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپؐ کبھی تہجد کی تیرہ رکعتیں بھی پڑھتے؛

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز میں بات کرنا منع ہے ف۱

ف۱ نماز میں عمداً بات کرنا بالاتفاق مفسدِ صلوٰۃ ہے مگر بھول کر جو کوئی بات کرے یا بے اختیار اس کی زبان سے کوئی تھوڑی سی بات نکل جائے تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام احمدؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اس سے بھی فاسد ہو جائے گی اور ذوالیدین کی حدیث ان پر حجّت ہے جو اوپر گزر چکی ہے؛

۲۹۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد ابن فضیل نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ہم نماز ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے آپؐ جواب بھی دیا کرتے۔ جب ہم (حبش کے ملک سے) نجاشی (حبش کے بادشاہ) کے پاس سے لوٹ کر (مدینہ میں) آئے تو آپؐ کو سلام کیا (آپؐ نماز میں تھے) جواب نہیں دیا اور نماز کے بعد فرمایا نماز میں آدمی کو فرصت کہاں ف۱

ف۱ نماز میں تو آدمی حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے ادھر دل لگائے رہتا ہے لوگوں سے سلام اور کلام کا موقع نہیں؛

۲۹۱: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے اسحٰق ابن منصور سلولی نے کہا ہم سے ہریم بن سفیان نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر ایسی ہی روایت بیان کی۔

۲۹۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ۔ الْآيَةَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے حارث بن شبیل سے انہوں نے ابوعمرو سعد بن ابی ایاس شیبانی سے انہوں نے کہا مجھ سے زید بن ارقم صحابی نے کہا ہم (شروع شروع) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نماز میں باتیں کیا کرتے ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے کسی کام کے لیے کہتا یہاں تک کہ یہ آیت (سورۂ بقر کی) اتری، نمازوں کا خیال رکھو اور بیچ والی نماز کا اور اللہ کے سامنے ادب سے چپکے کھڑے رہو۔ تو ہم کو نماز میں چپ رہنے کا حکم ہوا ف

ف معلوم ہوا کہ نماز میں بات کرنا مدینہ میں منع ہوا کیونکہ یہ آیت مدینہ میں اتری ؛

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلَاةِ لِلرِّجَالِ۔

باب : نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا مردوں کا ف

ف یعنی کسی آفت کے وقت مثلاً امام بھول جائے یا کوئی اندھا یا بچہ کنوئیں میں گر رہا ہو یا کوئی سانپ یا اژدہا نکلے ؛

۲۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَالٌ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: حُبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتُمْ، فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَصَلَّى، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ، قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُونَ مَا التَّصْفِيحُ؟ هُوَ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد صحابیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں ملاپ کرانے تشریف لے گئے تھے اور نماز کا وقت آن پہنچا بلالؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھنس گئے۔ اب تم امامت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہو۔ خیر بلالؓ نے تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ نماز شروع کر دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صفوں کو چیرتے ہوئے آپؐ چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے تصفیح شروع کی۔ سہل نے کہا جانتے ہو

التَّصْفِيقُ، وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا الْتَفَتَ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى۔

تصفیح کسے کہتے ہیں یعنی تالی بجانا اور ابوبکرؓ کی عادت تھی کہ وہ نماز میں کسی اور طرف دھیان ہی نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انہوں نے نگاہ پھیری۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں۔ آپ نے ان کو اشارہ کیا (بڑھاؤ پڑھاؤ) اپنی جگہ رہو لیکن ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے آپؐ نے نماز پڑھائی ف

ف اس روایت کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہی نہیں اور شاید امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جو اوپر گزر چکا ہے اس میں صاف یوں ہے کہ تم نے تالیاں بہت بجائیں، نماز میں کوئی واقعہ ہو تو سبحان اللہ کہا کرو اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ اب رہا الحمد للہ کہنا تو وہ ابوبکرؓ کے اس فعل سے نکلتا ہے کہ انہوں نے نماز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا۔ بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے تسبیح کو تحمید پر قیاس کیا تو یہ روایت بھی ترجمۂ باب کے مطابق ہوگئی؛

بَابُ مَنْ سَمَّى قَوْمًا أَوْسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ۔

باب، نماز میں نام لے کر دعا یا بددعا کرنا یا کسی کو سلام کرنا بغیر اس کے مخاطب کیئے اور نمازی کو معلوم نہ ہو ف

ف کہ اس سے نماز میں خلل آتا ہے۔ غرض امام بخاریؒ کی یہ ہے کہ اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی السلام علیک ایہا النبی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے لیکن نمازی آپ کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کے سلام کی خبر ہوتی ہے جب تک فرشتے آپؐ کو خبر نہیں دیتے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر کوئی قبر شریف کے پاس آپ کو مخاطب کر کے نماز میں سلام کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ آپؐ اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور جو کوئی وہاں سلام کرے تو آپؐ خود سن لیتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے؛

۲۹۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ التَّحِيَّةَ فِي الصَّلَاةِ وَنُسَمِّي وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ، فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عبدالصمد عمّی عبدالعزیز بن عبدالصمد نے کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہم (پہلے) نماز میں یوں کہا کرتے تھے فلانے کو سلام اور نام لیتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

سنا تو فرمایا یوں کہا کرو التحیات للہ اخیر تک یعنی ساری بندگیاں اور کورنشیں اور اچھی باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے پیغمبر! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں۔ جب تم نے یہ کہا تو اللہ کے ہر نیک بندے کو آسمان میں ہو یا زمین میں اپنا سلام پہنچا دیا۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس وقت تک عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ نماز میں اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اعادے کا حکم نہ دیا۔

بَابُ التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ۔

باب: تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔

۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تالی بجانا عورتوں کے لیئے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ف

ف یعنی جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ عورتیں اور مرد دونوں سبحان اللہ کہیں۔

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر بلخی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کے لیئے سبحان کہنا ہے اور عورتوں کے لیئے تالی بجانا

ف قسطلانی نے کہا عورت اس طرح تالی بجائے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے۔ اگر کھیل کے طور پر

بائیں ہتھیلی پر مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی مرد کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو اور وہ تالی بجائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہؓ کو جنہوں نے نادانستہ تالیاں بجائی تھیں نماز کے اعادے کا حکم نہیں دیا۔

بَابُ مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فِي الصَّلَاةِ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ، رَوَاهُ سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جو شخص نماز میں الٹے پاؤں پیچھے سرک جائے یا آگے بڑھ جائے کسی حادثے کی وجہ سے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی سہل بن سعدؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ف

ف سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ابھی موصولاً گزر چکی ہے۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ يُونُسُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَاهُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِهِمْ فَفَجَأَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا، ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذَلِكَ الْيَوْمَ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم سے یونس بن یزید نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک صحابی نے بیان کیا کہ ایک دن پیر کے روز مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکرؓ ان کی امامت کر رہے تھے ایک ہی ایکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی نگاہ پڑ گئی۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ان کو دیکھا وہ (نماز میں) صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپؐ مسکرا کر ہنسے ابو بکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے ف اور سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوں گے اور مسلمانوں کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوشی کے مارے یہ حال ہوا کہ نمازیں ہی توڑ دیں ف لیکن آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر آپؐ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا اور اسی روز آپؐ کی وفات ہوئی۔ رحمت اللہ کی آپؐ پر اور سلام آپؐ پر۔

ف ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابو بکرؓ پیچھے ہٹے پھر آپؐ کے اشارہ فرمانے پر آگے بڑھ گئے ہوں گے تو باب کے دونوں مطلب نکل آئے۔ ف صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے، اپنے معشوق کا چہرہ دیکھ کر ان کو صبر کی طاقت نہ رہی، ایسی خوشی ہوئی کہ نماز کا بھی خیال نہ رہا نماز توڑنے ہی کو تھے۔ یہاں سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نماز

اللہ جل جلالہٗ کی عبادت ہے اور اس کی عبادت ہر مخلوق کی محبّت سے زیادہ ہونا چاہیئے تو صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت میں نماز کیسے توڑنے کو تھے کیونکہ صحابہؓ آخر بشر تھے اور بشر پر اکثر ایسی حالت غالب ہو جاتی ہے کہ وہ سب کچھ بھول جاتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ خوشی کے مارے ایک شخص آخرت میں پروردگار سے یوں عرض کرنے لگے گا تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں، حالانکہ چاہیئے تھا یوں کہنا کہ تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں؛ دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت درحقیقت اللہ ہی کی محبّت ہے ؎

در نمازم خم ابروئے تو یاد آمد — حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

افسوس صحابہؓ کے لیے دنیا میں یہ آپؐ کا آخری دیدار تھا۔ یا اللہ! ہم کو بھی اپنے پیغمبرؐ کے دیدار سے اور آپؐ کی شفاعت سے مشرف فرما اور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھ تو ستّار اور کریم ہے ہم کو اپنے پیغمبر کے سامنے شرمندہ نہ کر۔ آمین!

بَابٌ إِذَا دَعَتِ الأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صَوْمَعَتِهِ قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي، قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، قَالَ: اللَّهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي، قَالَتْ: يَا جُرَيْجُ، قَالَ: اللَّهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي، قَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا يَمُوتُ جُرَيْجٌ حَتَّى يَنْظُرَ فِي وَجْهِ الْمَيَامِيسِ، وَكَانَتْ تَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ، فَقِيلَ لَهَا: مِمَّنْ هَذَا الْوَلَدُ؟ قَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهِ، قَالَ جُرَيْجٌ: أَيْنَ هَذِهِ الَّتِي تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا لِي؟ قَالَ: يَا بَابُوسُ، مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: رَاعِي الْغَنَمِ۔

باب؛ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اس کو بلائے تو کیا کرے ف۱ اور لیث بن سعد نے کہا ف۲ مجھ سے جعفر ابن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے کہا ابو ہریرہؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے اپنے بیٹے کو آواز دی۔ وہ اپنے عبادت خانے میں تھا کہنے لگی جریج! جریج اس وقت نماز میں تھا دعا کرنے لگا یا میرے اللہ اب میں کیا کروں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں ف۳ پھر ماں نے پکارا جریج، جریج دعا کرنے لگا یا میرے اللہ میں کیا کروں ماں کو دیکھوں یا نماز کو پھر اس نے پکارا جریج۔ جریج نے یہی دعا کی یا میرے اللہ نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں۔ آخر اس کی ماں نے (تنگ ہو کر) بددعا کی یا اللہ! جریج اس وقت تک نہ مرے جب تک کنچنیوں کا منہ نہ دیکھے۔ اس کے عبادت خانے کے پاس ایک گڈرنی (دہنگرنی) رہتی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی وہ جنی تو لوگوں نے پوچھا یہ لڑکا کہاں سے لائی وہ کہنے لگی جریج کا لڑکا ہے اور کس کا وہ اپنے عبادت خانے سے اتر کر میرے پاس رہا تھا۔ جریج کو (جب یہ حال معلوم ہوا تو کہنے لگا) وہ عورت کہاں ہے جو اپنا بچہّ مجھ سے بیان کرتی ہے (خیر اس بچے کو سامنے لائی) جریج نے اس سے پوچھا،

بابوس نے بتا تیرا باپ کون ہے۔ وہ بول اٹھا میرا باپ گڈریا دھنگر ہے

ف ماں کی اطاعت فرض ہے اور باپ سے زیادہ ماں کا حق ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جواب نہ دے اگر دے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی، بعضوں نے کہا جواب دے اور نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا جب تو نماز میں ہو اور تیری ماں تجھ کو بلائے تو جواب دے اور اگر باپ بلائے تو جواب نہ دے۔ امام بخاری جُریج عابد کی حدیث اس باب میں لائے کہ ماں کا جواب نہ دینے سے وہ بلا میں مبتلا ہوئے۔ بعضوں نے کہا جریج کی شریعت میں نماز میں بات کرنا مباح تھا تو ان کو جواب دینا لازم تھا، انہوں نے نہ دیا اس لیے ماں کی بد دعا ان پر لگ گئی ؛ ف۲ اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا اپنی صحیح میں عاصم بن علی سے انہوں نے لیث بن سعد سے ف۳ ایک روایت میں ہے کہ اگر جریج کو علم ہوتا تو جان لیتا کہ ماں کو جواب دینا اپنے رب کی عبادت سے بہتر ہے لیکن اس کے اسناد میں ایک راوی مجہول ہے ؛ ف۴ بابوس ہر شیر خوار بچے کو کہتے ہیں یا اس بچے کا نام ہوگا۔ اللہ نے اپنی قدرت سے اس بچے کو بولنے کی طاقت دی۔ اس نے اپنا باپ تبلادیا۔ جریج پر سے تہمت اٹھ گئی۔ ادھر ماں کی بددعا بھی اس پر اثر کر گئی کہ پہلے پہل نام کی بدنامی اور سب لوگوں میں رسوائی ہوئی۔ ماں کو خوش رکھنا اور مرتے تک اس کو راضی رکھنا بڑی سعادت اور اقبال مندی کی دلیل ہے۔ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ جن لڑکوں کے والدین ان سے خوش ہوتے ہیں ان کو دنیا میں بے انتہا خوشی اور فراغت رہتی ہے اور والدین کو ناراض رکھنے والے کبھی نہیں پنپتے، ایک نہ ایک بلا میں گرفتار رہتے ہیں ؛

بَابُ مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلَاةِ۔

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔

باب ، نماز میں کنکریاں ہٹانا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے کہا مجھ سے معیقیب بن ابی فاطمہ صحابیؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا جو سجدے کی جگہ پر مٹی برابر کیا کرتا تھا کہ اگر ایسا کرنا ہے تو ایک ہی بار کر ف

ف صحیح بخاری میں معیقیب صحابیؓ سے بس یہی ایک حدیث مروی ہے۔ نووی نے کہا نماز میں کنکریاں وغیرہ ہٹانا بالاتفاق مکروہ ہے اور حافظ نے نووی پر اعتراض کیا کہ امام مالک کے نزدیک یہ جائز ہے۔ بعض ظاہریہ نے کہا کہ ایک بار سے زیادہ ہٹانا حرام ہے ؛

بَابُ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلَاةِ لِلسُّجُودِ۔

باب ، نماز میں سجدے کے لیے کپڑا بچھانا ف

ف یعنی نماز کے اندر ہی سجدہ کرتے وقت کوئی شخص زمین پر کپڑا ڈال دے اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے ؛

۲۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا غَالِبٌ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے غالب قطان نے انہوں نے بکر بن عبداللہ مزنی سے، انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگ سخت گرمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے۔ ہم میں کوئی (سخت گرمی کی وجہ سے) اپنی پیشانی زمین پر نہ لگا سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرتا ف

ف کیونکہ عملِ قلیل ہے، ایسے عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ؛

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب، نماز میں کون کون سے کام درست ہیں۔

۳۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالنضر سالم بن ابی امیہؒ سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں (یعنی آپؐ کے منھ کی طرف) میں اپنے پاؤں لمبے کیے ہوتے ہوتی آپؐ نماز پڑھتے ہوتے جب آپؐ سجدہ کرنے لگتے تو مجھے ہاتھ لگاتے میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپؐ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں لمبے کر لیتی ف

ف معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسی کو چھو دینا یا دبا دینا عملِ قلیل ہے اور نماز میں جائز ہے۔ اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوتا ہے جو عورت کو ہاتھ لگانا ناقضِ وضو جانتے ہیں ؛

۳۰۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً فَقَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے ایک نماز پڑھی اس کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا ف اس نے میری نماز توڑنے کے لیے زور

لِيَقْطَعَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوثِقَهُ إِلَى سَارِيَةٍ حَتَّى تُصْبِحُوا فَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي. فَرَدَّهُ اللَّهُ خَاسِئًا: ثُمَّ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: فَذَعَتُّهُ بِالذَّالِ أَيْ خَنَقْتُهُ وَفَدَعَّتُّهُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ. يَوْمَ يُدَعُّونَ. أَيْ يُدْفَعُونَ. وَالصَّوَابُ فَدَعَتُّهُ إِلَّا أَنَّهُ كَذَا قَالَ بِتَشْدِيدِ الْعَيْنِ وَالتَّاءِ.

لگا یا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا. میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا یا اس کو دھکیل دیا اور میں نے یہ چاہا کہ مسجد کے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں صبح کو تم اس کو دیکھ لو لیکن مجھ کو حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آئی پروردگار مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے آخر اللہ تعالیٰ نے ذلت کے ساتھ اس کو بھگا دیا ف

ف یہاں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے. جب ایسا حضرت عمرؓ سے شیطان ڈرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیونکر آیا. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عمرؓ سے کہیں افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ چور ڈاکو بدمعاش کوتوال سے زیادہ ڈرتے ہیں، بادشاہ سے اتنا نہیں ڈرتے. وہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہ کو ہم پر رحم آجائیگا. تو اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوتوال بادشاہ سے افضل ہے ؛ ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ کسی دشمن کو دھکیلنا یا اس کو دھکا دینا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی. امام ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں اہلحدیث کا یہ مذہب قرار دیا کہ نماز میں کھنکارنا یا گھر میں کوئی نہ ہو تو دروازہ کھول دینا، سانپ بچھو نکلے تو اس کو مار ڈالنا، سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا، کسی ضرورت سے آگے یا پیچھے سرک جانا، یہ سب کام درست ہیں، ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی ؛

بَابٌ إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلَاةِ

وَقَالَ قَتَادَةُ: إِنْ أُخِذَ ثَوْبُهُ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلَاةَ.

باب: اگر آدمی نماز میں ہو اور اس کا جانور چھوٹ بھاگے اور قتادہ نے کہا اگر چور نمازی کے کپڑے لے بھاگے تو اس کے پیچھے دوڑے اور نماز چھوڑ دے ف

ف اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا. اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کسی بچے کو دیکھے کہ کنوئیں میں گرنے کو ہے تو ادھر چلا جائے اس بچے کو بچائے. قسطلانی نے کہا ایسی حالت میں نماز کو چھوڑ دینا واجب ہے ؎

دگر بینم کہ نابینا و چاہ ست
اگر خاموش بنشینم گناہ است

اسی طرح اگر کوئی آفت آن پڑے مثلاً شیر، بھیڑیا یا اژدہا یا ندی چڑھ آئے تو نماز چھوڑ کر بھاگنا درست ہے. اسی طرح اگر ظلم سے قید ہو جانے کا ڈر ہو ؛

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: كُنَّا بِالْأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُورِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهَرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي وَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ، وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا، قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ، فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ افْعَلْ بِهَذَا الشَّيْخِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ، وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ، وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقَّ عَلَيَّ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ازرق بن قیس نے انہوں نے کہا ہم اہواز میں (جو کئی بستیاں ہیں بصرے اور ایران کے بیچ میں) خارجیوں سے لڑ رہے تھے ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص آیا (ابو برزہ صحابیؓ) نماز پڑھنے لگا گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے ہوئے، گھوڑا اس کو کھینچنے لگا اور وہ اس کے پیچھے جانے لگا شعبہ نے کہا وہ شخص ابو برزہ اسلمیؓ (صحابی) تھا۔ یہ دیکھ کر ایک خارجی (مردود، اس کا نام معلوم نہیں ہُوا) کہنے لگا یا اللہ اس بڑھے کا ناس کر۔ جب وہ بوڑھا نماز سے فارغ ہُوا تو ان مردود خارجیوں سے کہنے لگا میں نے تمہاری بات سنی اور تم ہو کیا بیچارے) میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جہاد کیے ہیں اور میں دیکھ چکا ہوں جو آپؐ لوگوں پر آسانی کرتے تھے ف۱ اور مجھ کو یہ اچھا معلوم ہُوا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں یا نہ کہ اس کو چھوڑ دوں۔ وہ جہاں چاہے چل دے اور میں تکلیف اٹھاؤں۔

ف۱ جس نے نماز کا خیال نہ کیا اور گھوڑے کے پیچھے دوڑا۔ یہ واقعہ ۶۵ھ ہجری کا ہے جب خارجیوں نے بصرے کا محاصرہ کر لیا تھا اور عبداللہ بن زبیرؓ نے مہلب بن ابی صفرہ کو افسر بنا کر ان سے لڑنے پر مامور کیا تھا۔ اسمٰعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ گھوڑا قبلے کی طرف بھاگا ابو برزہ نے آگے چل کر اس کو پکڑ لیا اور پھر پچھلے پاؤں لوٹ آئے۔ دوسری روایت میں یہ ہے خارجی مردود کہنے لگا اس گدھے کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لیے نماز چھوڑ دی۔ عمرو بن مرزوق نے اتنا زیادہ کیا ازرق نے کہا اللہ تجھ کو ذلیل کرے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے۔ اس قصے سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ ابو برزہ نے اپنی نماز نہیں توڑی حالانکہ آگے چلے اور پھر پیچھے لوٹے۔ اگر نماز انہوں نے توڑ دی ہوتی تو پچھلے پاؤں کیوں لوٹتے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا کہ امام حسن بصریؒ نے کہا نماز پڑھتے میں گھوڑا بھاگے تو نماز چھوڑ کر اس کو پکڑ لے اور اگر قبلے کی طرف پیٹھ ہو گئی ہو تو نماز نئے سرے سے پڑھے ف۲ خوارج مردودوں نے دین اسلام کو جو سب دینوں سے آسان ہے مشکل بنا رکھا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر کفر کا فتویٰ دینا ہر گنہگار کو کافر کہنا ان کا شعار تھا۔ ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار، سر منڈا ہوا لمبی ڈاڑھی مگر دل میں ذرا نور ایمان نہ تھا۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ بِسُورَةٍ أُخْرَى ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا، وَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز میں کھڑے ہوئے) آپؐ نے ایک لمبی سورت پڑھی، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا، پھر دوسری سورت شروع کی، پھر رکوع کیا تو اس رکعت کو ختم کیا اور سجدے میں گئے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا۔ پھر (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان کا گہنانا دیکھو تو نماز پڑھتے رہو جب تک گہن موقوف ہو اور دیکھو میں نے اسی جگہ وہ سب چیزیں دیکھ لیں جن کا مجھ سے وعدہ ہے یہاں تک کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں بہشت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں جب تم نے دیکھا ہوگا میں (نماز میں) آگے بڑھنے لگا تھا اور میں نے دوزخ دیکھی وہ اپنے آپ کو کھا رہی تھی جب تم نے دیکھا میں نماز میں پیچھے ہٹ گیا ۱؎ اور میں نے عمرو بن لحی کو دوزخ میں دیکھا اسی نے عرب میں سانڈ کی رسم نکالی ۲؎

۱؎ باب کا مطلب آپؐ کے اس کلام سے نکلتا ہے کہ میں آگے بڑھنے لگا۔ پھر فرمایا میں پیچھے ہٹ گیا ؛ ۲؎ جس کا ذکر اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام۔ عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں کسی جانور کو منت مان کر چھوڑ دیتے۔ وہ کھاتا چرتا پھرتا۔ کوئی اس پر سواری نہ کرتا۔ اس کو سائبہ کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک اس کو سانڈ کہتے ہیں؛

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ

وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: نَفَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُجُودِهِ فِي كُسُوفٍ۔

باب، نماز میں تھوکنا اور پھونکنا درست ہے اور عبداللہ بن عمرو سے گہن کی حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گہن کی نماز میں سجدے میں پھونک ماری۔

ف اس حدیث کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ شافعیہ کہتے ہیں اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر وہ جانتا ہو کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور عمداً ایسا کرے مگر اہل حدیث کے نزدیک کسی حال میں باطل نہ ہوگی ایک حرف پیدا ہو یا دو حرف پیدا ہوں۔ ابو داؤد کی روایت میں صاف یہ مذکور ہے کہ آپؐ نے سجدے میں پھونک ماری، اُف اُف کی آواز نکالی؛

٣٠٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ قِبَلَ أَحَدِكُمْ إِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ، أَوْ قَالَ: لَا يَتَنَخَّمَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهِ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسجد میں رینٹ دیکھا تو مسجد والوں پر غصے ہوئے اور فرمایا اللہ منہ کے سامنے ہے۔ جب تم میں کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو نہ تھوکے یا فرمایا رینٹ (بلغم) نہ نکالے، پھر آپؐ اترے اور اپنے ہاتھ سے اُسے کھرچ ڈالا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب کوئی تھوکنا چاہے تو اپنے بائیں طرف تھوکے ف

ف اگرچہ اس روایت میں یہ موقوفاً یعنی ابن عمرؓ کا قول مروی ہے مگر آگے جو روایت آتی ہے اس میں مرفوعاً مروی ہے تو حدیث باب کے مطابق ہو گئی اور نماز میں تھوکنے کا جواز معلوم ہوا؛

٣٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا تم میں کوئی جب نماز میں ہو تو وہ اپنے مالک سے چپکے چپکے عرض کرتا ہے اس کو چاہیئے سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف البتہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے تلے تھوک لے ف

ف قسطلانی نے کہا یہ جب ہے کہ مسجد میں نہ ہو۔ اگر مسجد میں ہو تو کپڑے میں تھوک لے۔ نماز میں رونے سے یا آہ آہ کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اسی طرح ہنسنے سے مگر ابن منذر نے کہا کہ ہنسنے سے نماز بالاجماع فاسد ہو جاتی ہے اور حنفیہ نے کہا اگر خدا کے خوف سے روئے یا رونے کی آواز نکالے تو نماز فاسد نہ ہو گی؛

بَابٌ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلَاتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ، فِيهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: اگر کوئی مرد مسئلہ نہ جان کر نماز میں دستک دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس باب میں سہل بن سعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ف

ف سہل کی حدیث اوپر بھی گزر چکی ہے اور آگے بھی آئے گی۔

بَابٌ إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمْ أَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ۔

باب: اگر نمازی سے کوئی کہے آگے بڑھ جا یا ٹھیر جا اور وہ آگے بڑھ جائے، یا ٹھیر جائے تو کوئی قباحت نہیں ف

ف یعنی نمازی اس شخص کے کہنے پر عمل کرے جو نماز میں نہیں ہے تو اس کی نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اگر کسی شخص کے لیے رکوع میں زیادہ توقف کرے تاکہ وہ رکوع پالے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر تشہد میں توقف کرے تاکہ لوگ جماعت پالیں۔

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوا أُزْرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ، فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مرد لوگ اپنے تہ بند گردن سے باندھے ہوئے نماز پڑھتے کیونکہ تہ بند چھوٹے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا جاتا تم اپنا سر سجدے سے (اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں ف

ف تاکہ ان کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ پڑ جائے۔ اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ عورتوں سے اس وقت کہا جاتا جب وہ نماز میں ہوتیں تو باب کا مطلب حدیث سے نکلنا دشوار ہے اور اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ گو لفظ میں دو احتمال ہوتے ہیں جب بھی وہ اس سے دلیل لیتے ہیں اور یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ عورتوں سے یہ نماز کی حالت میں کہا گیا ہو اور جب عورتوں سے یہ کہا گیا کہ تم اپنے سر اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے نہ بیٹھ لیں تو مردوں کا عورتوں سے آگے بڑھنا بھی اس سے نکل آیا۔

بَابٌ لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز میں سلام کا جواب (زبان سے) نہ دے۔

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ، فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا۔

محمد بن فضیل نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو نماز میں سلام کیا کرتا تو آپؐ جواب دیتے جب ہم (حبش سے) لوٹ کر آئے تو میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں تو آدمی (خدا کی طرف) مشغول رہتا ہے۔

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللّٰهُ أَعْلَمُ بِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَأْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَقَالَ: إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے کثیر بن شنظیر نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے (غزوۂ بنی مصطلق میں) مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں گیا اور کام پورا کر کے لوٹا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آیا، آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے جواب نہیں دیا۔ میرے دل میں اللہ جانے کیا بات آئی میں نے اپنے دل میں کہا شاید میں دیر سے آیا اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر خفا ہیں۔ پھر میں نے آپ کو سلام کیا، آپؐ نے جواب نہ دیا اب تو میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ خیال آیا، پھر میں نے (تیسری بار) سلام کیا تو آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا پہلے (دو بار) جو میں نے جواب نہ دیا تو اس وجہ سے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ اس کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا اور طرف تھا۔

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ۔

باب: نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ؎

؎ باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے ان کا قول

غلط ہے کیونکہ دعا عاجزی اور تابع داری ہے اور ہاتھ اٹھانا دعا میں مشروع ہے اور اگر یہ منع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما دیتے۔

۳۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ، فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَحُبِسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ النَّاسُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتَّى قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ قَالَ سَهْلٌ: التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيقُ قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل ابن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں آپس میں کچھ جھگڑا ہوا ہے۔ آپؐ اپنے کئی اصحاب کے ساتھ ان میں ملاپ کرانے کو تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ ٹھیر گئے اور ادھر نماز کا وقت آن پہنچا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے ابوبکرؓ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو (بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں) پھنس گئے اور نماز کا وقت آن پہنچا، تم لوگوں کی امامت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: اچھا، اگر تم چاہتے ہو، خیر بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اللہ اکبر کہا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے آن پہنچے اور چیرتے چیرتے پہلی صف میں آکھڑے ہوئے لوگوں نے تصفیح شروع کی۔ سہلؓ نے کہا تصفیح کہتے ہیں دستک دینے کو۔ سہل نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں اور کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت دستکیں دیں تو انہوں نے دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہیں۔ آپؐ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ کیا تم نماز پڑھاؤ۔ انہوں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا

فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ، إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ حَيْثُ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر الٹے پاؤں سرک کر صف میں شریک ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آگے بڑھ گئے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا، لوگو تم کو کیا ہو گیا جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو تالیاں بجانے لگتے ہو، تالی بجانا تو عورتوں کا کام ہے۔ جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے، پھر آپؐ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا ابوبکرؓ تم نے نماز کیوں نہ پڑھائی جب کہ میں نے تم کو اشارہ کر دیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا بھلا ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ زیب دیتا ہے کہ اللہ کے رسولؐ کے آگے نماز پڑھائے ف

ف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو امامت کے لائق سمجھا۔ یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے تئیں اور حقیر بنانے کے لیے ابو قحافہ کا بیٹا کہا۔ ابو قحافہؓ ان کے باپ کسی بات میں نامور نہ تھے۔ اس کسر نفسی کا صلہ یہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے جانشین تمام صحابہؓ میں وہی سمجھے گئے۔ ہند شاخ پُرمیوہ سر بر زمین۔ حافظؒ نے کہا حضرت صدیقؓ کا رتبہ سب صحابہؓ سے زیادہ بلکہ پیغمبروں کے بعد سارے جہان سے زیادہ ہے ؛

بَابُ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟

۳۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ هِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہوا اور ہشام اور ابوہلال محمد بن سلیم نے ابن سیرین سے اس حدیث کو روایت کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے ف

۳۱۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن حسان قردوسی سے انہوں نے کہا مجھ کو محمد بن سیرین نے خبر دی ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ

نُهِيَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

علیہ وسلم نے کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ف۲

ف۱ ہشام کی روایت خود امام بخاری نے آگے بیان کی اور ابو ہلال کی روایت کو دارقطنی نے افراد میں نکالا ۔ ف۲ یہ نہی بطور کراہت کے ہے لیکن ظاہر یہ اہلِ حدیث اس کو حرام کہتے ہیں۔ نہی کی علت شیطان کی مشابہت ہے یا یہود کی۔ مجاہد اور عائشہ رضہ سے منقول ہے کہ یہ دوزخیوں کا فعل ہے۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ یہ تکبر اور غرور کی نشانی ہے۔ بعضوں نے کہا اہلِ مصائب کی کہ وہ ماتم میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ شوکانی نے کہا حق اہلِ حدیث کا مذہب ہے کہ نماز میں ایسا کرنا حرام ہے ۔

بَابُ تَفَكُّرِ الرَّجُلِ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي لَأُجَهِّزُ جَيْشِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز میں آدمی کسی بات کی فکر کرے تو کیسا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز میں جہاد کے لیے اپنی فوج کا سامان کیا کرتا ہوں ف۱۔

ف۱ جہاد خود افضل ترین عبادت ہے اور اللہ نے حضرت عمر رض کو اپنے دین کی ترقی کے لیے بنایا تھا۔ وہ نماز میں بھی اسی فکر میں رہتے رضی اللہ عنہ وارضاہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۔

۳۱۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيعًا دَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهِ، فَقَالَ: ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے عمر بن سعید نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی انہوں نے عقبہ بن حارث سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ایک بی بی کے پاس گئے۔ پھر باہر نکلے اور لوگوں کے چہروں پر جو آپ کے اٹھ جانے سے تعجب تھا اس کو ملاحظہ کیا۔ فرمایا مجھے نماز میں سونے کی ایک ڈلی کا خیال آیا۔ مجھے برا معلوم ہوا کہ رات تک یا شام تک وہ ہمارے پاس رہے۔ میں نے اس کے بانٹنے کا حکم دے دیا ف۱

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ نماز کی حالت میں آپ کو اس ڈلی کا خیال آیا اور آپ نے اس کا بانٹ دینا مناسب تصور فرمایا اور نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رض سے نکالا انہوں نے کہا میں بحرین کی آمدنی کا نماز میں حساب کر لیتا ہوں اور صالح بن احمد بن حنبل رح نے نکالا کہ حضرت عمر رض نے مغرب کی نماز پڑھی اس میں قرأت ہی نہیں کی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھے ایک قافلہ کا خیال رہا جو میں نے مدینہ سے شام کو روانہ کیا تھا۔ پھر نماز دوبارہ پڑھی اس وجہ سے کہ قرأت نہیں کی تھی نہ اس وجہ سے کہ ایک خیال میں سرگرم تھے۔ ان روایتوں سے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا کے خیالات نماز میں کچھ بُرے نہیں ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ کے خیالات سب دینی خیالات تھے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا تھا دنیاوی خیالات اور وسوسے بے اختیار آجائیں تو اُن سے نماز نہیں جاتی۔ مگر حتی المقدور ان کو دفع کرنا چاہیئے۔ احمد اور ابوداؤد نے ابوذرؓ سے مرفوعاً نکالا اللہ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے نماز میں جب تک کہ وہ اور طرف دھیان نہ کرے۔ جب وہ اور طرف دھیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔

٣١٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنِ الأَعْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ أَدْبَرَ، فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ، فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَسَمِعَهُ أَبُو سَلَمَةَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر گوز لگاتا بھاگتا ہے اس لیے کہ اذان نہ سنے۔ جہاں مؤذن خاموش ہُوا مردود پھر آجاتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر چل دیتا ہے۔ جہاں تکبیر ہو چکی پھر آجاتا ہے اور آدمی سے (دل میں گھس کر) کہتا ہے، وہ یاد کر، یہ یاد کر، وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ آئیں یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ ابوسلمہ نے کہا جب کسی کو ایسا ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کرلے ف ابوسلمہ نے یہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔

ف قسطلانی نے کہا یعنی جتنی رکعتیں یقینی ہوں اتنی قرار دے کر اور باقی پڑھ کر دو سجدے سہو کے کرے اور اپنے گمان پر اور دوسرے لوگوں کے کہے پر عمل نہ کرے۔ یہ حدیث اوپر ابواب الاذان میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ شیطانی وسوسے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

٣١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو ابن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا

قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُولُ النَّاسُ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ: بِمَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ؟ فَقَالَ: لَا أَدْرِي، فَقُلْتُ: لَمْ تَشْهَدْهَا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: لَكِنْ أَنَا أَدْرِي، قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا۔

لوگ کہتے ہیں ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور حال یہ تھا کہ (آنحضرتؐ کے زمانے میں) میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ گزشتہ رات کی عشاء کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی سورت پڑھی تھی۔ وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا میں نے کہا کیا تو نماز میں شریک نہیں تھا وہ کہنے لگا تھا تو سہی (پر مجھ کو یاد نہیں) میں نے کہا مجھے تو خوب یاد ہے فلانی فلانی سورتیں آپؐ نے پڑھی تھیں ف۔

ف ابوہریرہؓ کا مطلب یہ تھا کہ اس کو کوئی کیا کرے بعضوں کو اللہ تعالیٰ ایسا حافظہ دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں بھولتے بعضے رات کی بات دن ہی کو بھول جاتے ہیں جیسے ان صحابی کو یہ یاد نہ رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ رات کو عشاء کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھی تھیں۔ اللہ نے مجھ کو حافظہ اچھا دیا تھا اس لیے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں یاد رکھیں اور ان کو روایت کیا۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وہ صحابی کسی دوسرے خیال میں نماز میں غرق ہوں گے جب ہی تو ان کو یہ یاد نہ رہا کہ آپؐ نے کونسی سورتیں پڑھی تھیں تو باب کا مطلب نکل آیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيضَةِ۔

باب: اگر چار رکعتی نماز میں پہلے قعدہ نہ کرے اور بھولے سے اٹھ کھڑا ہو تو سجدہ سہو کرے ف

ف سجدہ سہو شافعیہ کے نزدیک مسنون ہے اور مالکیہ کے نزدیک نقصان کی صورت میں واجب ہے اور حنابلہ ارکان کے سوا واجبات کے ترک پر واجب اور سنن قولیہ کے ترک پر سنت، نیز ایسے فعل یا قول کی زیادت پر واجب جانتے ہیں جس کے عمداً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ مطلقاً واجب کہتے ہیں۔

۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی (چار رکعتی) نماز میں دو رکعتیں پڑھائیں پھر اٹھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ۔

کھڑے ہوئے پہلے قعدہ نہیں کیا۔ لوگ بھی آپؐ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب نماز پوری کر چکے تو ہم آپؐ کے سلام کے منتظر تھے۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور سلام سے پہلے دو سجدے کیے بیٹھے بیٹھے۔ پھر سلام پھیرا ف

ف حدیث سے کئی باتیں نکلیں قعدہ اولیٰ نہ کرکے کھڑا ہو جائے پھر یاد بھی آئے تو نہ بیٹھے۔ سجدۂ سہو اس صورت میں سلام سے پہلے کرے اور حنفیہ کا رد ہوا جو سجدۂ سہو ہمیشہ ایک سلام کے بعد کہتے ہیں۔ امام ابن قیمؒ اور محققین اہلحدیث نے اس کو ترجیح دی ہے کہ سہو میں جن مقامات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے وہاں سلام سے پہلے کرے جہاں بعد میں کیا وہاں بعد میں کرے اور جس سہو میں کچھ وارد نہیں اس میں سلام سے پہلے کرے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب سجدۂ سہو سلام سے پہلے ہو تو اس کے بعد پھر تشہد نہیں ہے۔

۳۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوگئے اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا۔ جب نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کیے۔ پھر ان کے بعد سلام پھیرا۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى خَمْسًا۔

باب، اگر پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔

۳۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: صَلَّيْتَ خَمْسًا

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔ لوگوں نے کہا کیا نماز بڑھ گئی؟ آپؐ نے فرمایا کیسے کیا بات؟ لوگوں نے کہا

فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔

آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تب آپؐ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے ف

ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ جب نماز میں زیادتی ہو جائے تو سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کرلے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو شک ہو اپنی نماز میں تو تحری کرے اور اس پر نماز پوری کرلے۔ شافعیہ نے کہا تحری سے مراد یقین پر بنا کرنا ہے یعنی کم کو اختیار کرے اور امام مالک اور احمدؒ نے کہا تحری سے ظن غالب مراد ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا اگر بھول کر قعدہ اخیرہ نہ کیا تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ حنفیوں کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جو کوئی بھول کر قبلے سے منہ پھیر لے تو اس پر اعادہ واجب نہیں کیونکہ دوسرے طریق میں یہ ہے کہ جب آپؐ نے منہ پھیرا تو لوگ چپکے چپکے کھس پھس کرنے لگے۔ پھر آپؐ نے پوچھا اور حال معلوم ہونے کے بعد آپؐ نے اپنے پاؤں کو دوہرا کیا اور دو سجدے کیے۔

بَابٌ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثٍ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلَاةِ أَوْ أَطْوَلَ۔

باب: دو رکعتیں یا تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدوں کی طرح یا ان سے لمبے (سہو کے) دو سجدے کرے۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَقَصَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَحَقٌّ مَا يَقُولُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، قَالَ سَعْدٌ: وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ: هَكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا تو ذوالیدین کہنے لگا، نماز کا کیا حال ہے یا رسول اللہ کیا گھٹ گئی؟ آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں۔ تب آپؐ نے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو سجدے کیے۔ سعد نے کہا میں نے دیکھا عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور باتیں بھی کیں پھر باقی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ف

ف گو اس حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ نماز کے سجدوں کے برابر یا اس سے لمبے مگر دوسرے طریق میں جو آگے آتا ہے یہ موجود ہے۔ امام بخاریؒ نے اس طرف اشارہ کر دیا۔ اسی طرح اس حدیث میں تین رکعتوں کے بعد بھی سلام پھیر دینے کا

ذکر نہیں ہے لیکن امام مسلم نے جو عمران بن حصین سے روایت کی اس میں یہ ذکر ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا۔ اب حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ثابت ہو گئی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَسَلَّمَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا، وَقَالَ قَتَادَةُ: لَا يَتَشَهَّدُ۔

باب: سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے اور انسؓ اور حسن بصریؒ نے سلام پھیرا (یعنی سجدۂ سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا اور قتادہ نے کہا تشہد نہ پڑھے ف

ف جمہور علما کا یہی قول ہے کہ سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے تو تشہد نہ پڑھے اسی طرح سلام سے پہلے کرے جب بھی تشہد دوبارہ نہ پڑھے اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے انس رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور قتادہ کے اثر کو عبدالرزاق نے نکالا مگر اس میں یوں ہے کہ تشہد پڑھے۔

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ایوب ابن ابی تمیمہ سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین کہنے لگا کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے یا رسول اللہ؟ آپ نے (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یہ سن کر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں جو رہ گئی تھیں ان کو پڑھا۔ پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدے کی طرح (یعنی نماز کے معمولی سجدے کی طرح) سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا ف

ف اس حدیث کے دوسرے طریق میں امام بخاریؒ نے دوسرا سجدہ بھی روایت کیا ہے اس کے بعد تشہد کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو کے بعد تشہد نہیں ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں تشہد مذکور ہے لیکن وہ روایت ضعیف ہے۔ اس حدیث سے وہ قاعدہ مالکیہ کا باندھا ہوا ٹوٹ جاتا ہے کہ اگر نماز میں نقصان ہوا ہو تو سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے۔

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے سلمہ بن علقمہ سے انہوں نے کہا

قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ؟ قَالَ: لَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

میں نے ابن سیرین سے پوچھا کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے؟ انہوں نے کہا ابوہریرہؓ کی حدیث میں تو تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔

باب: سہو کے سجدوں میں تکبیر کہنا۔

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهَا الْعَصْرُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا: أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ؟ فَقَالَ: لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ، قَالَ: بَلَى قَدْ نَسِيتَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے پہر کی دو نمازوں (ظہر یا عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیرین نے کہا میرا گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی۔ خیر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی پر ٹیکا دے کر آپؐ کھڑے ہوگئے، جو مسجد کے آگے لگی تھی۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا ف اور لوگوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ وہ بات کرنے میں آپؐ سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے چل بھی دیئے، کہتے جاتے تھے کیا نماز گھٹ گئی۔ ایک شخص جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالیدین پکارا کرتے تھے ف۲ اس نے آپؐ سے عرض کیا، کیا آپؐ بھول گئے یا نماز گھٹ گئی؟ آپؐ نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز گھٹ گئی۔ اس نے کہا نہیں آپؐ بھول گئے۔ پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا اور اپنی (نماز کے) سجدے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر سر زمین پر رکھا اور اللہ اکبر کہا اور اپنی (نماز کی طرح) سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا ف۳

ف اس صورت میں اگلی روایت میں جو مذکور ہوا کہ آپؐ صحابہؓ سے پوچھنے کے بعد کھڑے ہوئے اس کا مطلب کیا ہوگا کیونکہ آپؐ تو پہلے ہی سے کھڑے تھے۔ شاید اس سے یہ مراد ہو کہ آپؐ سیدھے کھڑے ہوگئے یا قیام سے نماز شروع کرنا مراد ہو۔ ف۲ یہ ذوالیدین دوسرا شخص ہے اور ذوالشمالین دوسرا شخص، کیونکہ موخرالذکر تو جنگِ بدر میں شہید ہوا اور ابوہریرہؓ اس کے پانچ برس بعد

اسلام لائے وہ کیسے اس نماز میں شریک ہو سکتے تھے جو جنگِ بدر سے پہلے ہوئی ہو اور زہری نے غلطی کی جو ذوالیدین کو ذوالشمالین سمجھا حالانکہ ذوالیدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہا۔ یہ بنی سلیم میں سے تھا۔ اس کا نام خرباق تھا؛
ف۲ اس روایت میں صاف دو سجدے کرنا مذکور ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر بھولے سے آدمی نماز میں وہ کام کرے جو نماز کے منافی ہیں تو نماز نہیں جاتی مثلاً بعضے جلد باز لوگ مسجد سے چل کھڑے ہوئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے گھر کو لوٹ گئے تھے، پھر لوٹے ؛

۳۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ، تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيرِ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ اسدی سے جو بنی عبدالمطلب کے حلیف تھے ف۱ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز میں قعدہ اولیٰ کیے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب نماز پوری کر چکے تو سلام سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کیے ہر سجدے میں بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ دونوں سجدے کیے۔ یہ سجدے اس قعدے کے بدلے تھے جو آپؐ بھول گئے تھے۔ لیث کے ساتھ اس حدیث کو ابنِ جریج نے بھی ابنِ شہاب سے روایت کیا اور سجدوں میں اللہ اکبر کہنا نقل کیا ف۲

ف۱ حلیف کے معنی اوپر گزر چکے ہیں۔ قسطلانی نے کہا بنی کا لفظ اسقاط کے قابل ہے کیونکہ عبداللہ کے دادا مطلب بن عبد بن مناف کے حلیف تھے ؛ ف۲ ابنِ جریج کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا ؛

بَابٌ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

باب: اگر کسی کو یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو وہ (سلام سے پہلے) بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے ف۱

ف۱ اور دو سجدے کر کے سلام پھیر دے۔ اب دوبارہ تشہد پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے ؛

۳۲۳- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ، فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

آپ نے فرمایا جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پادتا ہُوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اذان نہ سنے۔ پھر جب اذان ہو چکتی ہے تو آجاتا ہے۔ پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے۔ تکبیر ہو چکنے کے بعد پھر آجاتا ہے اور نمازی کا دل اور طرف لگا دیتا ہے، کہتا ہے فلانی بات یاد کر، فلانی بات یاد کر جو اس کو یاد نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ جب تم میں کسی کو یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے ف

ف ایک جماعت اہلِ حدیث نے اس کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے اور یہ کہا ہے جس آدمی کو بہت شک ہُوا کرے اس کے باب میں یہ حدیث ہے تو ایسا آدمی جب اس کو شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار وہ بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کر لے اور سلام پھیر دے۔ اب اگر اس نے تین پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے باقی ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور جو چار پڑھی ہوں گی تو ان دو سجدوں کا علیحدہ ثواب ملے گا لیکن جمہور علماء اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ یہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یقینی امر پر نماز پوری کر کے یہ سجدے کر لے جیسے ابو سعید کی حدیث میں ہے جو امام مسلم نے روایت کی یعنی دو تین میں شک ہو تو دو کو اختیار کرے، تین چار میں شک ہو تو تین کو اختیار کرے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ تین رکعتوں کے بعد قعدہ اخیرہ کرے اور پھر چوتھی رکعت کے بعد اس خیال سے کہ شاید تیسری رکعت جس کو سمجھتا ہے وہ چوتھی ہو کیونکہ قعدہ اخیرہ ترک ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی سجدۂ سہو کافی ہے جیسے اوپر گزر چکا اور حنفیہ کے نزدیک جس کو تیسری قرار دے اس کے بعد بھی قعدہ کر لے شاید وہ چوتھی ہو کیوں کہ ان کے نزدیک قعدہ اخیرہ فرض ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ، وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ۔

باب: سجدۂ سہو فرض اور نفل نماز دونوں میں کرنا چاہیئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وتر کے بعد سہو کے دو سجدے کیے ف

ف حالانکہ وتر سنت ہے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باسنادِ صحیح۔

۳۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

امام مالکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں شبہ ڈال دیتا ہے۔ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرلے ف۱

ف۱ اس حدیث میں مطلق نماز کا ذکر ہے تو اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ فرض اور نفل نماز دونوں میں سہو کا ایک ہی حکم ہے یعنی سجدہ سہو کرے؛

بَابٌ إِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَاسْتَمَعَ۔

باب: اگر نمازی سے کوئی بات کرے وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، وَقُلْ لَهَا: إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی، انہوں نے بکیر سے، انہوں نے کریب سے کہ عبداللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر نے ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا ہم سب کی طرف سے ان کو سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں سنت کی پڑھنا کیسا ہے؟ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ان کو پڑھا کرتی ہیں اور ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ان سے منع کیا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا کرتا ف۱ کریب نے کہا میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے

فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ: قُومِي بِجَنْبِهِ قُولِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا، فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ، فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ: سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ۔

ان لوگوں کا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ انہوں نے کہا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ۔ میں لوٹ کر ان لوگوں کے پاس آیا اور جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا، وہ ان سے کہہ دیا۔ انہوں نے پھر مجھ کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور وہی کہلایا جو حضرت عائشہؓ کو کہلایا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے پھر میں نے دیکھا آپؐ نے یہ دو رکعتیں عصر پڑھ کر پڑھیں پھر جب میرے پاس تشریف لائے اس وقت انصار میں سے بنی حرام قبیلے کی کئی عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں میں نے چھوکری کو آپؐ کے پاس بھیج دیا اور کہہ دیا ف۲ تو آپؐ کے بازو کھڑی ہو کے پوچھ یا رسول اللہ، ام سلمہؓ کہتی ہیں آپؐ تو اس دوگانہ سے منع کیا کرتے تھے اور اب میں دیکھتی ہوں کہ آپؐ اس کو پڑھ رہے ہیں اگر آپؐ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے سرک جانا ف۳ چھوکری نے جاکر یہی کہا۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ پیچھے ہٹ گئی جب آپؐ نماز پڑھ چکے تو (ام سلمہؓ سے) فرمایا ابوامیہ کی بیٹی! ف۴ تو نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو پوچھا بات یہ ہے کہ عبدالقیس قبیلے کے کچھ لوگ میرے پاس آگئے تھے ان سے باتیں کرنے میں میں ظہر کے بعد کا دوگانہ نہ پڑھ سکا میں نے اب ان کو پڑھ لیا ف۵

ف۱ نماز پڑھنے پر یہ مارنا نہ تھا کیونکہ نماز تو عبادت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت عمرؓ کو یہ حدیث پہنچی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کی مخالفت کی وجہ سے وہ لوگوں کو سزا دیتے۔ معلوم ہُوا کہ حکم کے خلاف کرنا ہر حال میں بُرا ہے۔ اسی طرح سنّت کے خلاف کرنا حتّٰی کہ نماز کی سی عبادت بھی خلافِ سنت سزا کے قابل ٹھیری؛ ف۲ حافظ نے کہا مجھے اس چھوکری کا نام معلوم نہیں ہُوا اور شاید ان کی بیٹی زینب ہو لیکن امام بخاری رح نے مغازی میں جو روایت کی اس میں خادم کا لفظ ہے؛ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اس چھوکری نے نماز پڑھتے میں آپؐ کو ام المومنین ام سلمہ کا پیغام پہنچایا اور آپؐ نے نماز ہی میں ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا؛ ف۴ ابوامیہ ام المومنین ام سلمہؓ کے والد تھے۔ ان کا نام سہیل یا حذیفہ تھا؛ ف۵ اس سے یہ نکلا کہ سنّت کی بھی قضا پڑھ سکتے ہیں اور عصر کے بعد سنّت کی قضا پڑھنا بھی درست ہے جیسے فرض نماز کی قضا بالاتفاق پڑھنا درست ہے۔

بعضوں نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خاصہ تھا آپ کو عصر کے بعد بھی نفل پڑھنا جائز تھا لیکن امت کو ایسا کرنا درست نہیں ؛

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ؛ نماز میں اشارہ کرنا یہ کریب نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ف انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے۔

ف یہ حدیث ابھی گزر چکی ؛

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مَعَهُ، فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ، وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيقِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے ف انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں (آپس میں) کچھ جھگڑا ہُوا تو آپ ان میں ملاپ کرانے کے لیے چند آدمی اپنے ساتھ لے کر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو دیر لگی، آپ رک گئے۔ ادھر نماز کا وقت آن پہنچا، بلال رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابوبکرؓ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو وہاں پھنس گئے اور یہاں نماز کا وقت آن پہنچا تم لوگوں کی امامت کرو گے؟ انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہتے ہو۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے، اللہ اکبر کہا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے۔ آپ صفوں کے اندر ہوتے ہوئے چلے آ رہے تھے (پہلی) صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت لوگوں نے دستک دینا شروع کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انہوں نے نگاہ کی دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کھڑے ہیں۔ آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، مَالَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ، أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ، إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِلَّا الْتَفَتَ، يَا أَبَا بَكْرٍ: مَامَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کو اشارہ کیا ف۱ تم نماز پڑھاؤ (اپنی جگہ پر رہو)، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اللہ کا شکر کیا اور الٹے پاؤں پیچھے سرک کر صف میں کھڑے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا لوگو تم کو کیا ہوگیا۔ جب نماز میں کوئی امر پیش آیا تو لگے دستکیں دینے۔ دستک دینا تو عورتوں کا کام ہے۔ جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے، جو سنے گا وہ ادھر خیال کرے گا۔ ابوبکرؓ تم کو کیا ہوا تھا، جب میں نے تم کو اشارہ کیا تھا تو تم نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال تھی کہ اللہ کے پیغمبرؐ کے آگے نماز پڑھائے۔

ف۱ یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے۔ ف۲ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ نماز میں اشارہ کرنا ثابت ہوا۔

۳۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي قَائِمَةً وَالنَّاسُ قِيَامٌ، فَقُلْتُ: مَاشَأْنُ النَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ، قُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے وہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں۔ حضرت عائشہؓ (گہن کی) نماز پڑھ رہی تھیں لوگ بھی نماز میں کھڑے تھے۔ اسماء نے پوچھا یہ لوگوں کو کیا ہوا ف۱ حضرت عائشہؓ نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ف۲ میں نے کہا کیا کوئی (عذاب کی) نشانی ہے انہوں نے سر کے اشارے سے بتلایا ہاں۔

ف۱ جو اس طرح گھبرائے ہوئے بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں۔ ف۲ باب کا مطلب یہاں سے نکل آیا نماز میں اشارہ کرنا ثابت ہوا۔

۳۲۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ جَالِسًا، وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور کچھ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھ رہے تھے آپؐ نے ان کو اشارہ کیا ف بیٹھ جاؤ۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ۔

ف یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب الجنائز

کتاب جنازوں کے احکام میں

بَابٌ فِي الْجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَقِيلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ: أَلَيْسَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ، فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ۔

باب: جنازوں کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں ان کا بیان اور جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس کا بیان اور وہب ابن منبہ سے کہا گیا کیا لا الٰہ الا اللہ بہشت کی کنجی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہے لیکن ہر کنجی میں دندانے ہونے چاہئیں۔ اگر دندانوں والی کنجی لائے گا تو تالا (قفل) کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا ف۔

ف اس کو امام بخاریؒ نے تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں وصل کیا۔ دندانوں سے مراد اعمال صالحہ ہیں وہب بن منبہ کا مطلب یہ ہے کہ خالی کلمہ شہادت سے بہشت کا دروازہ فوراً نہ کھلے گا جیسے بے دندان والی کنجی سے فوراً قفل نہیں کھلتا البتہ سخت محنت اور مشقت کے بعد شاید کھل جائے۔ ایسے ہی اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو اللہ کو اختیار ہے چاہے اس کو بخش دے، فوراً بہشت میں لے جائے چاہے عذاب کرے اور عذاب کے بعد بہشت میں لے جائے۔ لا الٰہ الا اللہ سے پورا کلمہ شہادت مراد ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللھم اجعل اٰخر کلامنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؛

۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الأَحْدَبُ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي أَوْ قَالَ بَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے کہا ہم سے واصل بن حیان احدب (کبڑے) انے انہوں نے معرور ابن سوید سے انہوں نے ابوذر غفاری رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس (خواب میں) ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے پاس سے آیا۔ اس نے بیان کیا یا مجھ کو خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا گو وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے۔ آپؐ نے فرمایا گو وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے ف۔

ف مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہنے کا۔ ایک نہ ایک دن ضرور اس کو بہشت ملے گی۔ گو وہ ایسے گناہوں میں گرفتار ہو جو حق اللہ ہیں جیسے زنا یا حق العباد جیسے چوری اور یہ ان حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ حقوق العباد ساقط نہیں ہو سکتے کیونکہ جن ایسے گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان کے حقوق حقداروں کو خوش کر کے بخشوا دے گا؛

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا شَقِيقٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ، وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ حفص ابن غیاث نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شرک کی حالت میں مرجائے وہ دوزخ میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ بہشت میں جائے گا۔

ف مسلم کی روایت میں اس کا الٹ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص مرجائے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، وہ بہشت میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص مرجائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وُہ دوزخ میں جائے گا۔ نوویؒ نے کہا ابن مسعودؓ نے دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں مگر کبھی ایک یاد آئی اسی کا یقین ہُوا اور اس کو بیان کیا۔ دوسرے وقت دوسری بات یاد آئی تو اس کو بیان کیا۔ امام بخاری نے یہ حدیث لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ اگلی حدیث میں جو فرمایا جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اس سے آخری حکماً یا لفظاً مراد ہے یعنی ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ مرتے وقت زبان سے کلمہ کہے بلکہ توحید کے اعتقاد پر مرے اور وہب کا قول لاکر مرجیہ کا رد کیا جو نرے ایمان کو کافی جانتے ہیں، اعمال صالحہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

۳۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ ابْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ، وَالْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ۔

باب: جنازے میں شریک ہونے کا حکم

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اشعث بن ابی الشعثاء سے انہوں نے کہا میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سُنا، انہوں نے براءؓ بن عازب سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ آپؐ نے حکم دیا جنازوں کے ساتھ جانے کا، بیمار کو پوچھنے کا، دعوت قبول کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، قسم پورا کرنے کا ف۱ سلام کا جواب دینے کا، چھینکنے والے کے لیے دعا کرنے کا اور آپؐ نے منع فرمایا چاندی کے برتن، سونے کی انگوٹھی، خالص ریشمی کپڑے اور دیبا اور قسی اور استبرق سے ف۲

ف۱ یعنی جب گناہ اور خلاف شرع کام کی قسم نہ کھائے ورنہ اس کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا ضروری ہے ف۲ دیبا اور قسی اور استبرق یہ بھی ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں۔ کہتے ہیں قسی کپڑے شام یا مصر سے بن کر آتے اور استبرق موٹا ریشمی کپڑا یہ سب چھ چیزیں ہوئیں۔ ساتویں چیز کا بیان اس روایت میں چھوٹ گیا ہے۔ وہ ریشمی چار جاموں پر سوار ہونا یا ریشمی گدیوں پر جو زین کے اوپر رکھی جاتی ہیں۔

۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے محمد ذہلی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن ابی سلمہ نے انہوں نے امام اوزاعی سے انہوں نے کہا مجھ کو ابن شہاب

ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ، تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، وَرَوَاهُ سَلَامَةُ بْنُ رَوْحٍ، عَنْ عُقَيْلٍ۔

نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے مسلمان کے دُوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیمار ہو تو اس کو جاکر پوچھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا ف عمرو بن ابی سلمہ کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی (انہوں نے زہری سے) اور سلامہ بن روح نے اس کو عقیل سے روایت کیا (انہوں نے زہری سے) ف۲

ف چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ یرحمک اللہ کہے ۔ ف۲ حافظ نے کہا عبدالرزاق کی روایت کو امام مسلم نے نکالا اور سلامہ کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں ۔

بَابُ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ۔

باب: جب مردہ کفن میں لپیٹ لیا جائے تو اس کے پاس جانا (اس کو دیکھنا) ف

ف بعضوں نے اس سے منع کیا اور کہا ہے کہ سوائے غسل دینے والے اور ولی کے اور کوئی نہ دیکھے امام بخاریؒ نے ان پر رد کیا ۔

۳۳۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا مجھ کو معمر بن راشد اور یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نے۔ انہوں نے کہا (جب آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے جو سُنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ف گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں گئے۔ کسی سے بات نہیں کی۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں گئے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ آپؐ کو ایک لکیردار یمنی چادر سے

ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ: اجْلِسْ فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ- قَالَ اللَّهُ تَعَالَى- وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى- الشَّاكِرِينَ- فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا-

ڈھانپ دیا گیا تھا - ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا منہ کھولا اور گر کر آپؐ کا بوسہ لیا ف۲ پھر رونے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبی! میرا باپ آپؐ پر قربان! آپؐ کو اللہ تعالیٰ دوبارہ نہیں مارے گا. بس جو موت آپؐ کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی تھی وہ ہو چکی ف۳ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ (اس کے بعد حجرے سے) نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے ف۴ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اجی بیٹھو بھی انہوں نے نہ مانا (پھر کہا بیٹھو مگر وہ نہ مانے) آخر ابوبکرؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا- لوگ سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے عمرؓ کو چھوڑ دیا- ابوبکرؓ نے کہا اما بعد دیکھو (مسلمانو) جو کوئی تم میں اگر محمدؐ کو پوجتا تھا تو محمدؐ تو گزر گئے اور جو کوئی اللہ کو پوجتا ہے (اس کو کوئی ڈر نہیں) اللہ (ہمیشہ) زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں- پھر سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی محمد تو اور کچھ نہیں پیغمبر ہیں ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں شاکرین تک ف۵ خدا کی قسم ایسا معلوم ہوا گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اس کو پڑھا اس وقت لوگوں نے سیکھ لی پھر تو جس سے سنو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا ف۶

ف۱ سنح مدینہ کے باہر بنی حارث بن خزرج کے مکانات کو کہتے تھے ٭ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عثمان ابن مظعون کے ساتھ جب وہ مر گئے تھے ایسا ہی کیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سنت کی پیروی کی ٭ ف۳ جب آپؐ کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشانی میں یہ فرمانے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر زندہ ہو کر ہمارے پاس آئیں گے اور تمام ملکوں کو فتح کریں گے حضرت ابوبکرؓ نے ان کا رد کیا کہ اگر ایسا ہو تو پھر آپؐ موت کی تلخی اٹھائیں گے یہ نہیں ہو سکتا ٭ ف۴ کہ آپؐ ابھی پھر زندہ ہوتے ہیں اور دیکھو دوبارہ تشریف لاتے ہیں اور منافقوں اور کافروں کا ستیاناس کرتے ہیں حضرت عمرؓ کا یہ ڈرانا اور دھمکانا بھی مصلحت سے خالی نہ تھا- سیاستِ مدن میں حضرت عمرؓ کا نظیر صحابہ میں کوئی نہ تھا ٭ ف۵ پوری آیت یوں ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین ٥ اس آیت میں صاف اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ

اگر محمد مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اسلام سے پھر جاؤ گے؟ باوجودیکہ صحابہ رضؓ اور حضرت عمرؓ اس آیت کو بارہا پڑھ چکے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وہ صدمہ اور قلق تھا کہ پڑھا لکھا سب بھول گئے حالانکہ حضرت عمرؓ دل کے بھوٹ اور سخت مشہور تھے مگر ایسے وقت میں وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے اور ابوبکرؓ جو نرم دل تھے ان کو اللہ تعالٰی نے ثابت قدم اور مضبوط رکھا۔ یہ حق تعالٰی کی تائید تھی اور ابوبکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین کرانا منظور تھا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ ؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر تو جس نے سنا وہ یہی آیت پڑھنے لگا۔

---

۳۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ، امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُونَ قُرْعَةً، فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ، لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَكْرَمَهُ؟ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللهُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي، قَالَتْ: فَوَاللهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا ان سے ام العلاء نے جو ایک انصاری عورت تھی اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی، بیان کیا کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر (انصار کو) بانٹ دیئے گئے۔ ؎ ہمارے حصے میں عثمان بن مظعون آئے۔ ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا۔ پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انتقال کیا۔ جب وہ مر گئے ان کو غسل دیا گیا اور کفن کے کپڑے پہنائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ؎ میں نے کہا اے ابو السائب (یہ عثمان کی کنیت تھی) اللہ تم پر رحم کرے میں تو یہ گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ام العلاء) تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کو عزت دی۔ میں نے عرض کیا رسول اللہ آپؐ پر میرے ماں باپ صدقے پھر اللہ تعالٰی کس کو عزت دے گا ؎ آنحضرتؐ نے فرمایا عثمان مر تو گیا بیشک خدا کی قسم مجھے بھی امید ہے کہ اس کے لیے اچھا ہو گا لیکن خدا کی قسم میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس پر یہ نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہونا ہے ؎ ام العلاء نے کہا خدا کی قسم اب میں کبھی اس کے بعد کسی کو پاک نہیں کہنے کی ؎

؎ ہوا یہ تھا کہ جب مہاجرین مدینہ میں اپنے عزیز و اقارب اور وطن اور جائیداد چھوڑ کر آ گئے تو بہت پریشان رہتے۔ بعضوں کو فکر معاش

دامن گیر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پریشانی رفع کرنے کے لیے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کرا دیا اور قرعہ ڈال کر جو مہاجر جس انصاری کے حصے میں آیا اس کے حوالے کر دیا گیا۔ انہوں نے سگے بھائیوں سے زیادہ اس کی خاطر داری کی رضی اللہ عنہم ؛ ف۲ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل و کفن کے بعد عثمان بن مظعون کو دیکھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ ان پر گرے اور روئے اور ان کا بوسہ لیا ؛ ف۳ یعنی اگر عثمان سے موحد اور دین دار اور مومن مخلص کو آخرت میں عزت نہیں ملنے کی تو پھر اور کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سرفراز فرمائے گا ؛

ف۴ عیسائی پادریوں نے یہاں ایک بڑا اعتراض کیا ہے کہ جب مسلمانوں کے پیغمبر صاحب کو خود اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو وہ دوسرے گناہگاروں کی کیا سفارش کریں گے اس کا کئی طرح جواب دیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ آپؐ کا یہ فرمانا سورۂ فتح اترنے سے پہلے کا ہے جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ خوشخبری دی کہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے، دوسرے یہ کہ میرا کیا حال ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو واقعات خود مجھ پر گزرنے والے ہیں ان کا مجھ کو علم نہیں ہے تو تم لوگوں کو دوسرے کے واقعات خصوصاً آخرت کے واقعات کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہمارے پیغمبر صاحب سے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے سب وعدے فرمائے تھے اور آپؐ کو قطعی یقین اپنی نجات کا تھا مگر شان بندگی اس کو مستلزم ہے کہ پروردگار کے استغناء اور جلال کو ہمیشہ ملحوظ نظر رکھے اور کبھی اپنے قرب اور صلاحیت پر تکیہ نہ کرے جیسے حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیریؒ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ پروردگار جل شانہ کا استغناء ایسا ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں تمام کافروں اور مشرکوں کو اپنا ولی مقرب بنا لے اور تمام اولیاء اور انبیاء کو محروم کر دے ؛ ف۵ اس سے یہ نکلا کہ کسی شخص کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے مگر جن کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے جیسے عشرۂ بشرہ امام حسنؓ امام حسینؓ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم ؛

۳۳۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ مِثْلَهُ، وَقَالَ نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عُقَيْلٍ: مَا يُفْعَلُ بِهِ، وَتَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَمَعْمَرٌ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے ویسی ہی حدیث روایت کی جیسی اوپر گزری اور نافع نے عقیل سے یوں روایت کی کہ کیا میں نہیں جانتا عثمان کا کیا حال ہونا ہے ف۱ اور عقیل کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بیان کیا ف۲

ف۱ اس روایت پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں ہو سکتا ؛ ف۲ نافع کی روایت کو اسمٰعیلی اور شعیب کی روایت کو امام بخاری اور عمرو کی روایت کو ابن عمرو نے مسند میں اور معمر کی روایت کو امام بخاریؒ نے وصل کیا ؛

۳۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ کہتے

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي وَيَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِي. فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ. تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ: سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تھے میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا، انہوں نے کہا جب میرے باپ (عبداللہ بن عمرو) اُحد کے دن قتل کیے گئے۔ میں ان کے منہ سے کپڑا کھول کر رونے لگا اور لوگ مجھ کو منع کرتے تھے ف لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منع کرتے تھے۔ میری پھوپی فاطمہ رونے لگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو رو یا نہ رو، عبداللہ (تیرے بھائی) کا تو وہاں یہ درجہ ہے کہ فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے ہیں جب تک کہ تم لوگوں نے اس کو اٹھایا۔ شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا۔

ف منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کافروں نے جابرؓ کے والد کو قتل کر کے ان کے ناک کان بھی کتر ڈالے تھے۔ ایسی حالت میں صحابہؓ نے یہ مناسب سمجھا کہ جابرؓ ان کو نہ دیکھیں تو بہتر ہے ورنہ اور زیادہ صدمہ ہوگا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ مردے کو دیکھ سکتے ہیں جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابرؓ کو منع نہ کیا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ.

باب۔ آدمی اپنی ذات سے موت کی خبر میت کے وارثوں کو سنا سکتا ہے ف

ف بعضوں نے اس کو بُرا سمجھا ہے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر ان کا ردّ کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود نجاشی اور زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہؓ کی موت کی خبریں ان کے لوگوں کو سنائیں۔

۳۳۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی حبش کے بادشاہ کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز وہ مرا اور عیدگاہ کو تشریف لے گئے اور لوگوں کی صف بندھوائی اور چار تکبیریں کہیں ف۔

ف نجاشی پر نمازِ جنازہ پڑھی حالانکہ وہ حبش کے ملک میں مرا تھا۔ آپ مدینہ میں تھے تو میّت غائب پر نماز پڑھنا

جائز ہوا۔ اہلِ حدیث اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے مگر حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے اب یہ تاویل کہ اس کا جنازہ آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا تھا فاسد ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں دوسرے اگر سامنے بھی لایا گیا ہو تو آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا ہوگا نہ کہ صحابہؓ کے انہوں نے تو غائب پر نماز پڑھی۔

۳۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ ؎ کا ذکر کیا تو فرمایا پہلے زیدؓ نے جھنڈا سنبھالا، وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفر نے سنبھالا وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا وہ بھی شہید ہوئے۔ آپؐ یہ فرماتے جاتے تھے اور آپؐ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں ؎ پھر خالدؓ بن ولید نے جھنڈا سنبھالا۔ میں نے ان کو سردار نہیں بنایا تھا لیکن اللہ نے ان کو فتح دی۔

؎ یہ لڑائی ۸ھ میں ہوئی بلقاء کی زمین میں ملک شام کے پاس۔ مسلمان تین ہزار تھے اور کافر بے شمار، آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو لشکر کا سردار مقرر کرکے بھیجا تھا اور فرما دیا تھا اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفرؓ سردار ہوں گے، اگر جعفرؓ مارے جائیں تو عبداللہؓ ابن رواحہ۔ یہ تینوں سردار مارے گئے۔ اخیر میں خالدؓ بن ولید نے فوج کی کمان لی اور کافروں کو شکست فاش دی۔ آپؐ نے اس لشکر کے لوٹنے سے پہلے ہی سب خبر لوگوں کو سنا دی۔ اس حدیث میں آپؐ کے کئی معجزے ہیں ؎ یعنی آپؐ کے آنسو جاری تھے۔ حضرت زیدؓ آپؐ کے متبنیٰ تھے اور حضرت جعفرؓ آپؐ کے چچازاد بھائی تھے اور عبداللہ بن رواحہ آپؐ کے چہیتے صحابیؓ تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بہت سے شعر کہے ہیں رضی اللہ عنہم۔

بَابُ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ، وَقَالَ أَبُو رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي؟

باب: جنازہ تیار ہو تو لوگوں کو خبر دینا اور ابو رافع نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ دی ؎

؎ یہ حدیث اوپر باب کنس المسجد میں موصولاً گزر چکی ہے کہ مسجد میں ایک کالا آدمی جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت جھاڑو دیا کرتی تھی وہ مرگئی یا مرگیا تو صحابہؓ نے اسے گاڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ کی۔ جب آپؐ نے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے

نے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا مجھ کو کیوں خبر نہ دی۔ اس سے امام بخاری رحمہ نے نکالا کہ جنازہ غسل کفن تیار ہو جائے تو لوگوں کو خبر کر دینا تاکہ نماز کے لیے آجائیں ؛

۳۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَاتَ إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوهُ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلِمُونِي؟ قَالُوا: كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا، وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ، أَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ، فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی انہوں نے ابو اسحاق شیبانی سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا ایک آدمی مر گیا جس کے پوچھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جایا کرتے تھے۔ وہ رات کو مرا، رات ہی کو لوگوں نے دفن کر دیا۔ صبح کو آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے (جنازہ تیار ہوتے وقت) کیوں مجھ کو خبر نہیں کی؟ انہوں نے کہا رات تھی اور اندھیرا تھا، ہم کو آپؐ کا تکلیف دینا برا معلوم ہوا۔ آخر آپؐ اس کی قبر پر آئے اور نماز پڑھی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ، وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ۔

باب: جس کا بچہ مر جائے وہ صبر کرے اس کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا۔

۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث نے کہا ہم سے عبد العزیز نے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے تین نابالغ بچے ف۱ مر جائیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں لے جائے گا، ان بچوں پر اپنی بڑی رحمت کی وجہ سے ف۲ ؛

ف۱ ابن منیرؒ نے کہا جب نابالغ بچوں کے مرجانے میں یہ ثواب ہے تو جوان اور کماؤ اولاد کے مرجانے میں بھی یہی اجر ملے گا بلکہ بطریقِ اولیٰ ؛ ف۲ دوسری روایت میں دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کرے اور کوئی کلمہ بے ادبی کا زبان سے نکالے ؛

۳۴۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا، فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كَانُوا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، قَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَاثْنَانِ، وَقَالَ شَرِيكٌ، عَنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے انہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا ایک دن ہم کو وعظ سنانے کا مقرر فرما دیجئے (آپؐ نے مقرر کر دیا) ان کو وعظ سنایا تو فرمایا جس عورت کے تین بچے مر جائیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ سے اس کی آڑ ہوں گے۔ ایک عورت (ام سلیم ف) نے عرض کیا: اگر دو مر جائیں، آپؐ نے فرمایا دو بھی۔ اور شریک نے ابن اصبہانی سے یوں روایت کی مجھ سے ابوصالح ذکوانؒ نے انہوں نے ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ سے نقل کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے ابوہریرہؓ نے یہ بھی کہا کہ تین نابالغ بچے۔

ف جو کہ انسؓ کی والدہ تھیں جیسے طبرانی کی روایت میں ہے بعضوں نے کہا ام مبشر بعضوں نے کہا ام ہانیؓ ؛

۳۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے کہا میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے آپؐ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں وہ صرف قسم اتارنے کے لیے دوزخ میں جائے گا ف

ف یعنی بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گزرے یعنی مومن اور کافر سب پلصراط سے گزریں گے۔ وہ دوزخ کی پشت پر نصب ہے بس مومن کا دوزخ میں جانا یہی پلصراط پر سے گزرنا ہے۔ بعضوں نے کہا دوزخ میں جائیں گے، پھر اس میں سے نکلیں گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے ایسا ہی منقول ہے ؛

بابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اصْبِرِي۔

باب: ایک عورت قبر کے پاس ہو، مرد اس سے کہے صبر کر۔

٣٤٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي، فَقَالَ: اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ثابت نے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گزرے وہ قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا خدا سے ڈر اور صبر کر لے۔

ف اس حدیث کی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

بابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ، وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا، وَقَالَ سَعْدٌ: لَوْ كَانَ نَجِسًا مَا مَسِسْتُهُ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ

باب: میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور وضو کرانا ف اور عبداللہ بن عمرؓ نے سعید بن زید کے بچے کو (جو مر گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کو اٹھایا اور (جنازے کی) نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ف اور ابن عباسؓ نے کہا مسلمان نہ زندگی میں ناپاک ہوتا ہے نہ مرکر ف۲ اور سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا اگر مردہ نجس ہوتا تو میں اس کو نہ چھوتا ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن ناپاک نہیں ہوتا ف۵

ف امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ مومن مرنے سے نجس نہیں ہو جاتا اور غسل محض بدن کو صاف ستھرا کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اور اسی لیے غسل کے پانی میں بیری کے پتوں کا ڈالنا مسنون ہوا۔ ف۲ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں وصل کیا اگر مردہ نجس ہوتا تو عبداللہ بن عمرؓ اس کو نہ چھوتے نہ اٹھاتے۔ اگر چھوتے تو پھر اپنے اعضاء کو دھوتے۔ امام بخاریؒ نے اس سے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا کہ جو میت کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو اٹھائے وہ وضو کرے۔ ف۳ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا باسناد صحیح۔ ف۴ یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ سعد کو سعید بن زید کے مرنے کی خبر ملی، وہ گئے، ان کو غسل اور کفن دیا، خوشبو لگائی، پھر گھر میں آکر غسل کیا اور کہنے لگے میں نے گرمی کی وجہ سے غسل کیا نہ کہ مردے کو غسل دینے کی وجہ سے۔ اگر وہ نجس ہوتا تو میں اس کو نہ چھوتا۔ ف۵ یہ حدیث موصولاً کتاب الغسل میں گزر چکی ہے۔

٣٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ: تَعْنِي إِزَارَهُ۔

انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے امّ عطیہؓ سے، انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (علیا حضرت زینبؓ) کا انتقال ہوا تو آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: اس کو تین بار یا اگر مناسب سمجھو تو پانچ بار یا زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ اور اخیر میں کافور رکھو یا کچھ کافور ملا دو۔ پھر جب تم نہلا چکو تو مجھ کو خبر کرو۔ امّ عطیہؓ نے کہا جب ہم نہلا چکے تو آپؐ کو خبر دی۔ آپؐ نے اپنا تہ بند عنایت کیا اور فرمایا یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ حدیث میں حقوہ کا لفظ ہے۔ اس سے مراد تہبند ہے ف

ف آپؐ نے اپنا تہ بند تبرک کے لیے عنایت فرمایا اور اسی لیے ارشاد ہوا کہ یہ ان کے مبارک بدن سے ملا رہے۔ اب اختلاف ہے اس میں کہ میت کو غسل دینا فرض ہے یا سنت اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ فرض ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا۔

باب: میت کو طاق بار نہلانا مستحب ہے۔

٣٤٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ، فَقَالَ أَيُّوبُ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ، وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: اغْسِلْنَهَا وِتْرًا،

ہم سے محمد بن مثنّٰی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے امّ عطیہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم ان کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں آپؐ نے فرمایا تم اس کو پانی اور بیری کے پتے سے تین بار یا پانچ بار یا زیادہ نہلاؤ اور اخیر بار میں کافور شریک کرو۔ جب نہلا چکو تو مجھ سے کہو۔ جب ہم نہلا چکیں تو آپؐ کو خبر کی تو آپؐ نے اپنا تہ بند پھینک دیا اور فرمایا یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ ایوب نے کہا اور حفصہ بنت سیرین نے بھی مجھ سے محمد بن سیرین کی طرح یہ حدیث بیان کی۔ حفصہؓ کی حدیث

وَكَانَ فِيهِ: ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا، وَكَانَ فِيهِ: أَنَّهُ قَالَ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا، وَكَانَ فِيهِ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

میں یوں ہے' اس کو طاق بار نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا سات بار' اور یہ بھی ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرو اور وضو کے اعضاء سے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ نے کہا: ہم نے ان کے بالوں میں کنگھی کرکے تین لٹیں کر دیں ف۔

ف اور گوندھ کر پیچھے ڈال دیں۔ شافعیہ اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے مگر حنفیہ نے کہا دو لٹیں کرکے سینے پر ڈال دینا چاہیے۔

بَابٌ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ۔

باب: غسل میت کی داہنی طرفوں سے شروع کیا جائے۔

۳۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسمٰعیل ابن ابراہیم نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل میں فرمایا کہ اس کی داہنی جانبوں سے اور وضو کے مقاموں سے شروع کرو ف۔

ف اس سے ابو قلابہ کا رد ہوا، وہ کہتے ہیں غسل سر اور ڈاڑھی سے شروع کیا جائے۔

بَابُ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَيِّتِ۔

باب: میت کا غسل وضو کے مقاموں سے شروع کرنا ف

ف اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ میت کو کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے۔

۳۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا غَسَّلْنَا ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نُغَسِّلُهَا: ابْدَءُوا

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے خالد حذاء سے' انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا ہم نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاحبزادی کو نہلایا، ہم نہلا رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا داہنے حصوں سے

بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ.

اور وضو کے مقاموں سے غسل شروع کرو۔

بَابٌ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ؟

باب: کیا عورت کے کفن میں مرد کا ازاربند شریک ہو سکتا ہے؟

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَآذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حِقْوِهِ إِزَارَهُ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ.

ہم سے عبدالرحمٰن بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے، انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی گزر گئیں آپ نے فرمایا کہ اس کو تین بار نہلاؤ یا ضرورت سمجھو تو پانچ بار یا زیادہ — پھر جب نہلا چکو تو مجھ سے کہو خیر ہم جب نہلا چکے تو آپ کو خبر کی، آپ نے اپنا حقو یعنی تہ بند اتار کر دے دیا اور فرمایا اس کو اندر لپیٹ دو ف

ف ابن بطال نے کہا اس کے جواز پر اتفاق ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بات اور تھی، دوسروں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے، اس کا قول بے دلیل ہے؛

بَابٌ يَجْعَلُ الْكَافُورَ فِي الْأَخِيرَةِ.

باب: اخیر بار کے غسل میں کافور شریک کرنا۔

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ، وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایک صاحبزادی گزر گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا اس کو تین بار اگر مناسب جانو تو پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ اور اخیر میں کافور یا تھوڑا کافور شریک کرو۔ جب نہلا چکو تو مجھے خبر کرنا۔ ام عطیہؓ نے کہا: ہم نہلا چکے تو آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنَحْوِهِ، وَقَالَتْ: إِنَّهُ قَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ قَالَتْ حَفْصَةُ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: وَ جَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

اسے اندر کا کپڑا کر لو۔ اور ایوب نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا تین یا پانچ یا سات بار یا اس سے بھی زیادہ اگر مناسب سمجھو تو نہلاؤ۔ حفصہ نے کہا امّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین لٹیں کر دیں۔

بَابُ نَقْضِ شَعْرِ الْمَرْأَةِ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ أَنْ يُنْقَضَ شَعْرُ الْمَيِّتِ.

باب: میّت عورت ہو تو غسل کے وقت اس کے بال کھولنا ف۱ اور ابنِ سیرین نے کہا عورت کے بال کھولنا کچھ بُرا نہیں ف۲

ف۱ قسطلانی نے کہا مرد کے بھی بال اگر لمبے ہوں تو وہ بھی کھولے جائیں۔ ف۲ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَيُّوبُ: وَسَمِعْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، نَقَضْنَهُ ثُمَّ غَسَلْنَهُ ثُمَّ جَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو ابنِ جریج نے خبر دی۔ ایوب نے کہا نے حفصہ بنت سیرین سے سنا، وہ کہتی تھیں مجھ سے امّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کو تین لٹیں کر دیا، بالوں کو کھول ڈالا۔ پھر دھویا، پھر ان کی تین لٹیں کر دیں۔

بَابٌ كَيْفَ الْإِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ؟ وَقَالَ الْحَسَنُ: الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ يُشَدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ۔

باب: میّت پر کپڑا کیونکر لپیٹنا چاہیئے اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا عورت کے لیے ایک پانچواں کپڑا چاہیئے جس سے قمیص کے تلے رانیں اور سرین باندھے جائیں ف۱

ف۱ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ امام حسن بصریؒ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں۔ احمد اور ابوداؤد کی روایت میں لیلیٰ بنت قانف سے یہ ہے کہ میں بھی ان عورتوں میں تھی جنہوں نے علیا حضرت امّ کلثومؓ کو غسل دیا پہلے آپؐ نے کفن کے لیے تہ بند دیا، پھر کرتہ، پھر اوڑھنی یعنی سربندھن، پھر چادر، پھر وہ لفافہ میں لپیٹ دی گئیں۔ معلوم ہوا کہ عورت کے کفن میں یہ پانچ کپڑے سنت ہیں اگر میسر ہوں ورنہ ایک کپڑا بھی کافی ہے۔

٣٥١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: جَاءَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ مِنَ اللَّاتِي بَايَعْنَ، قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ، تُبَادِرُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ، فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَا أَدْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ، وَزَعَمَ أَنَّ الإِشْعَارَ الْفُفْنَهَا فِيهِ، وَكَذَلِكَ كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَأْمُرُ بِالْمَرْأَةِ أَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤْزَرَ -

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو ابنِ جریج نے خبر دی ان کو ایوب سختیانی نے انہوں نے کہا میں نے ابنِ سیرین سے سنا وہ کہتے تھے اُم عطیہ جو ایک انصاری عورت ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ جلدی جلدی اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے بصرے میں آئی لیکن اس کو نہ پاسکی (وہ پہلے ہی مرگیا یا چلا گیا) اس نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے ہم آپ کی صاحبزادی کو نہلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اگر مناسب سمجھو پانی اور بیری سے اس کو نہلاؤ اور اخیر میں کافور شریک کرو جب نہلا چکو تو مجھے اطلاع دو۔ ام عطیہؓ نے کہا ہم نے نہلا کر آپ کو خبر دی آپ نے اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا یہ تو اندر بدن سے لپیٹ دو۔ پس ام عطیہؓ نے اتنا ہی بیان کیا میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کی کونسی صاحبزادی تھیں ایوب نے کہا اشعار سے یہ مطلب ہے کہ لپیٹ دو اور ابن سیرین بھی عورت کے لیے یہی حکم دیتے تھے کہ اس کے بدن پر کپڑا لپیٹ دیا جائے تہبند نہ پہنایا جائے۔

بَابٌ يُجْعَلُ شَعَرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ -

باب ۱- عورت کے بالوں کی تین لٹیں کی جائیں۔

٣٥٢ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ضَفَرْنَا شَعَرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، وَقَالَ وَكِيعٌ: قَالَ سُفْيَانُ: نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا -

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام بن حسان سے انہوں نے ام الہذیل حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بال گوندھ کر ان کی تین چوٹیاں کردیں اور وکیع نے سفیان سے یوں روایت کیا کہ ایک پیشانی کی طرف بالوں کی چوٹی اور دو اِدھر اُدھر کی وا

ف صحیح ابن حبان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا حکم دیا تھا کہ بالوں کی تین چوٹیاں کر دو۔ اس حدیث سے میت کے بالوں کو گوندھنا بھی ثابت ہوا اور بعضوں نے اس سے منع کیا ہے۔

بَابٌ يُلْقَى شَعْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

باب: عورت کے بالوں کی تین لٹیں کر کے اس کے پیچھے ڈال دی جائیں۔

۳۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ: حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن حسان سے انہوں نے کہا ہم سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا انہوں نے ام عطیہ رضی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو آپؐ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے اس کو بیری (ڈال کر پانی) سے طاق بار نہلاؤ، تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ، اگر مناسب سمجھو، اور اخیر میں کافور، یا یوں فرمایا تھوڑا کافور شریک کر دو۔ جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔ خیر جب ہم نہلا چکے تو آپؐ کو اطلاع کی آپؐ نے اپنا تہبند پھینکا۔ ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر ان کی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیں ف

ف حنفیہ نے کہا دو چوٹیاں کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دینا چاہئیں۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيضِ لِلْكَفَنِ۔

باب: سفید کپڑوں کا کفن کرنا۔

۳۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمن کے تین سفید سوتی دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن کیے گئے۔ نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ ف

ف بلکہ ایک ازار تھی، ایک چادر، ایک لفافہ۔ بس سنت یہی تین کپڑے ہیں۔ عمامہ باندھنا بدعت ہے۔ حنابلہ اور ہمارے

امام احمد بن حنبل ؒ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور شافعیہ نے قمیص اور عمامہ بڑھانا جائز رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔ ترمذی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن کے بارے میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان سب میں حضرت عائشہ ؓ کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانے کے لوگ زندگی بھر شادی اور غمی میں رسوم اور بدعات میں گرفتار رہتے ہیں اور مرتے وقت بھی بیچاری میت کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ کہیں کفن خلاف سنت کرتے ہیں کہیں لفافہ کے اوپر پھر ایک چادر ڈالتے ہیں، کہیں میت پر شامیانہ تانتے ہیں، کہیں تیجا، دسواں، چہلم کرتے ہیں۔ کہیں قبر میں پیری مریدی کا شجرہ رکھتے ہیں، کہیں قبر پر چراغ جلاتے ہیں کہیں صندل شیرینی چادر چڑھاتے ہیں کہیں قبر پر میلہ اور مجمع کرتے ہیں۔ اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں۔ کہیں قبر کو پختہ کرتے ہیں، اس پر عمارت اور گنبد اٹھاتے ہیں۔ یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھ کھولے اور ان کو نیک توفیق دے، آمین یارب العالمین ؏

بَابُ الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

باب: دو کپڑوں میں کفن دینا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا ایک شخص (حج کا احرام باندھے) عرفات میں ٹھیرا ہوا تھا۔ اتنے میں اونٹنی پر سے گرا۔ اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی (وہ مرگیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن کرو اور خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا منہ ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔

بَابُ الْحَنُوطِ لِلْمَيِّتِ۔

۳۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ

باب: میت کو خوشبو لگانا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص احرام باندھے تھا۔ اونٹ نے اس کو گرا کر اس کی گردن توڑ ڈالی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ

فَأَقْصَعَتْهُ أَوْقَالَ: فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے آپؐ نے فرمایا ایسا کرو اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کا کفن کرو اور خوشبو نہ لگاؤ، نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ اس کو قیامت کے دن احرام ہی کی حالت میں لبیک پکارتا ہوا اٹھائے گا۔

ف معلوم ہوا کہ محرم جب مرجائے تو اس کا احرام باقی رہے گا۔ شافعیہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ نے قیاس سے حدیث کے خلاف حکم دیا ہے کہ موت سے تکلیف ع جاتی رہی تو احرام کے احکام بھی باقی نہ رہے۔

بَابٌ كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ؟

باب: محرم کو کفن کیونکر دیا جائے۔

۳۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے ابو بشیر جعفر بن ابی وحشیہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص محرم کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی اور ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں لے کفن دو اور خوشبو نہ لگانا نہ اس کا سر ڈھانکنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (احرام والوں کی شکل میں گوند سے) بال جمائے ہوئے اٹھائے گا۔

۳۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، وَأَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، قَالَ أَيُّوبُ: فَوَقَصَتْهُ، وَقَالَ عَمْرٌو: فَأَقْصَعَتْهُ، فَمَاتَ فَقَالَ:

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اتنے میں اپنی اونٹنی پر سے گر پڑا۔ ایوب نے کہا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور عمرو نے یوں کہا، اونٹنی نے اسے گرتے ہی مار ڈالا۔ خیر وہ مرگیا۔ آپؐ نے

ع تکلیف بمعنی فرضیت، ذمہ داری

اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا قَالَ أَيُّوبُ: يُلَبِّي وَقَالَ عَمْرٌو: مُلَبِّيًا۔

فرمایا اس کو پانی اور بیری سے نہلاؤ اور دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو مت لگاؤ نہ اس کا منہ چھپاؤ کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ یہ عمرو نے کہا ایوب نے یوں کہا لبیک کہہ رہا ہوگا۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ۔

باب: قمیص میں کفن دینا اس کا حاشیہ سلا ہوا ہو یا بے سلا۔

۳۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ، وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ فَقَالَ: آذِنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ فَآذَنَهُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ اللهُ قَدْ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ۔ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عبداللہ بن ابی (منافق مشہور) جب مرگیا اس کا بیٹا عبداللہ جو پکا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنی قمیص عنایت فرمایئے اور اس پر نماز پڑھیے، اس کے لیے دعا کیجیے۔ آپ نے اپنی قمیص اس کو دے دی ف۱ اور فرمایا (جنازہ تیار ہو تو) مجھ کو خبر کر۔ عبداللہ نے خبر کی۔ آپ نے نماز پڑھنے کا قصد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کھینچا اور عرض کیا، کیا اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا مجھ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ان کے لیے دعا کر یا نہ کر اگر ستر بار دعا کرے گا جب بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ غرض آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر سورۂ برأت کی یہ آیت اتری (منافق جو کوئی مرجائے اس پر کبھی نماز مت پڑھ نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو) ف۲

ف۱ آپ نے اس کے بیٹے عبداللہ کی جو سچا مومن تھا دل شکنی گوارا نہ کی گو اس کا باپ منافق تھا۔ بعضوں نے کہا جنگ بدر میں جب حضرت عباسؓ قید ہو کر آئے تھے تو وہ ننگے تھے۔ عبداللہ بن اُبی نے اپنا کرتہ اتار کر ان کو پہنا دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا کہ منافق کا احسان باقی نہ رہے۔ ف۲ گو منافقوں پر نماز پڑھنا اس آیت سے منع ہوا مگر حضرت عمرؓ

پہلی آیت سے یعنی فلن یغفر اللہ لھم سے یہ سمجھے کہ نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ جب اللہ ان کو بخشے گا ہی نہیں تو پھر نماز سے کیا فائدہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سمجھا دیا کہ اس آیت میں نماز کی ممانعت نہیں ہے مجھ کو اختیار دیا گیا۔ تب حضرت عمرؓ خاموش ہو رہے۔ آخر وہی حکم اترا جو حضرت عمرؓ سمجھے تھے رضی اللہ عنہ؛

٣٦٠- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو: سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهُ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر سے سنا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپؐ نے اس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا ف

ف یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے۔ اس میں کرتہ دے دینے سے مراد یہ ہے کہ کرتہ دینے کا آپؐ نے وعدہ فرمایا ہوا یہ کہ عبداللہ کے عزیزوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور عبداللہ کا جنازہ تیار کر کے قبر میں رکھ بھی دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن پہنچے۔ آپؐ نے اس کو پھر نکلوایا، اپنا تھوک اس پر ڈالا، اپنی قمیص اس کو پہنائی، اس پر نماز پڑھی، وہیں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھتے وقت آپؐ کو کھینچا؛

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ۔

باب بغیر قمیص کے کفن دینا۔

٣٦١- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین کپڑوں میں جو دھوئے ہوئے سوتی تھے کفن دیے گئے، نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ ف

ف مطلب یہ ہے کہ چوتھا کپڑا نہ تھا۔ قسطلانی نے کہا شافعی نے قمیص پہنانا جائز رکھا ہے مگر اس کو سنت نہیں سمجھا اور ان کی دلیل ابن عمرؓ کا فعل ہے جس کو بیہقی نے نکالا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا۔ تین لفافے اور ایک عمامہ، لیکن شرح مہذب میں ہے کہ افضل یہی ہے کہ قمیص اور عمامہ نہ ہو، اگرچہ قمیص اور عمامہ مکروہ نہیں، پر اولیٰ کے خلاف ہے؛

٣٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے کہا میرے باپ عروہ نے مجھ سے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

بَابُ الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ۔

باب: کفن میں عمامہ نہ ہونا۔

٣٦٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دھوئے ہوئے سفید کپڑوں میں کفن دیے گئے، نہ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ۔

بَابُ الْكَفَنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ،

وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ، ثُمَّ بِالدَّيْنِ، ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ، وَقَالَ سُفْيَانُ: أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ۔

باب: کفن کی تیاری میت کے سارے مال میں سے کرنی چاہیئے ف۱ اور عطاء اور زہری اور عمرو بن دینار اور قتادہ کا یہی قول ہے ف۲ اور عمرو بن دینار نے کہا خوشبو کا خرچ بھی سارے مال میں سے کیا جائے ف۳ اور ابراہیم نخعی نے کہا پہلے مال میں سے کفن کی تیاری کریں، پھر قرض ادا کریں پھر وصیت پوری کریں ف۴ اور سفیان ثوری نے کہا قبر اور غسال کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے ف۵

ف۱ مطلب یہ ہے کہ گور کفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے۔ پہلے میت جو مال چھوڑے اس میں گور و کفن کا خرچ ہو، پھر جو بچے وہ قرض میں دیا جائے، پھر ثلث میں سے وصیت پوری کی جائے، باقی جو بچے وارثوں کو دیا جائے۔ ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن طاؤس اور خلاس بن عمرو سے منقول ہے کہ کفن کی تیاری ثلث مال میں سے ہونی چاہیئے ف۲ عطاءؒ کے قول کو دارمی نے اور باقی تینوں کو عبدالرزاق نے وصل کیا؛ ف۳ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا؛ ف۴ اس کو دارمی نے وصل کیا؛ ف۵ اس کو دارمی نے بھی وصل کیا؛

٣٦٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم

الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا بِطَعَامِهِ فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، وَقُتِلَ حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ، لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ تَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي۔

بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے ایک روز کھانا رکھا گیا۔ انہوں نے کہا مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے وہ جنگِ احد میں شہید ہوئے۔ ان کے کفن کو صرف ایک چادر ملی اور حمزہ بن عبدالمطلب یا کسی اور کو کہا ف وہ شہید ہوئے مجھ سے بہتر تھے۔ ان کے کفن کو صرف ایک چادر ملی ف میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے چین آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا ہی میں دے دیئے گئے ہوں ف پھر رونا شروع کر دیا۔

ف اس کا نام معلوم نہیں ہوا؛ ف امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مصعب اور حمزہ کا سارا مال یہی تھا بس ایک چادر تو کفن کے لیے سارا مال خرچ کرنا چاہیئے اب اس میں اختلاف ہے کہ میت قرضدار ہو تو صرف اتنا کفن دینا چاہیئے کہ اس کا ستر ڈھکے یا سارے بدن کو ڈھانکنے والا۔ حافظ نے کہا راجح یہی ہے کہ سارے بدن کو ڈھانکنے والا کفن دیا جائے۔
ف آخرت میں ہمارا کوئی حصہ نہ رہا ہو؛

بَابٌ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ۔

باب، اگر میت کے پاس ایک ہی کپڑا نکلے۔

۳۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِي بُرْدِهِ، إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ، وَأُرَاهُ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے کھانا لایا گیا۔ وہ روزہ سے تھے، کہنے لگے، ہائے مصعب بن عمیر شہید ہوئے، وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک چادر کا کفن ملا۔ ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے، پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ان کے بعد تو ہم کو دنیا کی خوب کشائش ہوئی یا یوں کہا

أَوْقَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ۔

ہم کو دُنیا بہت ملی ہم ڈرتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ دُنیا ہی میں مل گیا ہو۔ پھر رونے لگے اور کھانا بھی چھوڑ دیا ف۔

ف حالانکہ روزہ دار تھے، دن بھر کے بھوکے، ہائے مومنو! دل پاش پاش ہو جاتا ہے جب ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا حال سنتے ہیں کہ مہینوں گھر میں چولھا نہ سلگتا، جو کی رُوکھی روٹی پر قناعت کرتے، خالی بوریے پر آرام فرماتے۔ گھر میں روشنی کو چراغ نہ ہوتا۔ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رض اپنے ہاتھ مبارک سے چکی پیستیں، گھر کے سارے کام کرتیں۔ ہمارے پیشوا اصحابہ رضی اللہ عنہم نے اس تکلیف اور محتاجی کے ساتھ دنیا کی زندگی کاٹی کہ مرتے وقت کفن کو پورا کپڑا بھی نہ تھا اور ہم ہیں ناخلف کہ اپنے بزرگوں کے خلاف رات دن دُنیا اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں، حلال حرام کی کچھ قید نہیں۔ اگر غور کرو تو مرتے ہی سب چھوڑ جاؤ گے۔ کمایا تم نے اڑائیں گے دوسرے اور حرام کمائی کا وبال تم پر ہوگا، پکڑے تم جاؤ گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيْهِ غَطَّى رَأْسَهُ۔

باب، اگر کفن کا کپڑا چھوٹا ہو کہ سر اور پاؤں دونوں نہ ڈھک سکیں تو سر چھپا دیں (پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دیں)

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا شَقِيقٌ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے شقیق نے کہا ہم سے خباب ابن ارت نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محض اللہ کے لیے ہجرت کی (وطن چھوڑا) تو ہمارا بدلہ اللہ کے ذمے ہو گیا۔ ہم میں سے بعضوں نے تو مرتے تک اپنے بدلے میں سے کچھ نہ کھایا۔ ان میں مصعب بن عمیر تھے اور بعضوں کا میوہ پک گیا وہ چُن چُن کر کھاتا ہے۔ مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُحد کے دن شہید ہوئے۔ ہم کو ان کے کفن کے لیے کچھ نہ ملا۔ بس ایک چادر تھی۔ اُن کا سر اس سے چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے، پاؤں چھپاتے تو سر باہر نکل آتا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ہم کو یہ حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دو اور ان کے پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دو۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اپنا کفن تیار کرنا اور اس پر اعتراض نہ ہونا۔

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُهَا، أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ: اكْسُنِيهَا مَا أَحْسَنَهَا قَالَ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ، لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ، قَالَ: إِنِّي وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سہل سے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ کے لیے تحفہ لائی ؎۱ تم جانتے ہو چادر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا شملہ، سہیل نے کہا ہاں شملہ۔ خیر وہ کہنے لگی یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔ میں اس لیے لائی ہوں کہ آپ اس کو پہنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چادر کی اس وقت احتیاج تھی آپ نے لے لی۔ باہر نکلے تو اسی کی تہبند باندھے ہوئے ایک شخص (عبدالرحمٰن بن عوف) کہنے لگے: کیا عمدہ چادر ہے، یہ مجھ کو عنایت کیجئے۔ لوگوں نے عبدالرحمٰن سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی۔ آپ نے اس کو پہن لیا۔ تم نے پھر کیسے مانگی تم یہ بھی جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ عبدالرحمٰن نے کہا خدا کی قسم میں نے پہننے کیلئے نہیں مانگی بلکہ میں اسکو کفن کروں گا۔ سہل نے کہا، پھر وہ ان کے کفن میں شریک ہوئی۔

؎۱ اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا؛ ؎۲ آپ نے چادر عبدالرحمٰن کو دے دی اور اس پر اعتراض نہ کیا کہ ابھی سے کفن کی تیاری کی کیا ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ کفن پیشتر سے تیار رکھنے میں کوئی قباحت نہیں، بعضوں نے کہا مستحب ہے۔

بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ۔

باب: عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ام الہذیل حفصہ بنت سیرین سے، انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے سے

وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

منع کیا گیا مگر تاکید سے منع نہیں ہوا ف۔

ف تو معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا مکروہ ہے پر حرام نہیں ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالکؒ نے اس کی اجازت دی ہے لیکن جوان عورت کے لیے مکروہ رکھا ہے ؛

بَابُ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا۔

باب: عورت کا اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا ؛

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهِ وَقَالَتْ: نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے سلمہ بن علقمہ نے، انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا ام عطیہ رض (صحابیہ) کا ایک بیٹا مرگیا۔ انہوں نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوا کر اپنے بدن پر لگائی اور کہنے لگیں ہم کو خاوند کے سوا اور کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہوا۔

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا ہم سے ایوب ابن موسیٰ نے کہا مجھ کو حمید ابن نافع نے خبر دی۔ انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے سنا انہوں نے کہا جب شام کے ملک سے ابوسفیان کے مرنے کی خبر آئی تو ام المومنین ام حبیبہ رض نے ف تیسرے دن زرد خوشبو منگائی اور اپنے گالوں اور باہوں پر ملی اور فرمانے لگیں (میں تو رانڈ مونڈ ہوں) مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہ تھی پر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے جو عورت اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) ایمان رکھتی ہے، اس کو کسی مرے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

ف ابوسفیان حضرت ام حبیبہ رض کے والد تھے، معاویہ رض کے باپ ؛

۳۷۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ: مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔

ہم سے اسمٰعیل ابن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے حمید بن نافع سے، انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی تھیں، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے جو عورت اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کو کسی مُردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ پھر میں ام المؤمنین زینب بنت جحشؓ کے پاس گئی جب ان کے بھائی مر گئے تھے۔ انہوں نے خوشبو منگائی اور لگائی، پھر فرمانے لگیں مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے، جو عورت اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں، مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ۔

باب : قبروں کی زیارت کرنا۔

ف امام بخاریؒ نے صاف نہیں بیان کیا کہ قبروں کی زیارت جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس میں اختلاف ہے اور جن حدیثوں میں زیارت کی اجازت آئی ہے وہ ان کی شرط پر نہ تھیں مسلم نے مرفوعاً نکالا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین اور ابراہیم نخعی اور شعبی سے نقل کیا کہ وہ قبروں کی زیارت مکروہ جانتے تھے اب جو جائز کہتے ہیں وہ اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ عورت مرد سب کے لیے جائز ہے یا صرف مردوں کے لیے۔ ابن حزم نے کہا قبروں کی زیارت فرض ہے اگرچہ عمر بھر میں ایک ہی بار ہو اور وہ جو حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو قبروں کی بہت زیارت کرتی ہیں تو قرطبی نے کہا کہ یہ لعنت بہت زیارت کرنے والیوں پر ہے جو خاوند کے کاموں کا خیال نہ رکھیں اور رات دن قبروں ہی پر گھومتی پھریں نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے کیونکہ موت کو یاد کرنے کے مرد اور عورت دونوں محتاج ہیں۔

۳۷۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ثابت نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گزرے ف۱ جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ کہنے لگی اجی پرے ہٹو تم پر میری مصیبت تھوڑی پڑی ہے۔ اس نے آپ کو پہچانا نہیں۔ پھر لوگوں نے اس سے کہہ دیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ وہ (گھبرا کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر آئی۔ وہاں دربان وغیرہ کوئی نہ تھے اور عذر کرنے لگی میں نے آپ کو نہیں پہچانا (معاف فرمایئے) آپؐ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) صبر تو جب صدمہ شروع ہو اس وقت کرنا چاہیئے ف۲

ف۱ اس عورت کا نام معلوم ہُوا نہ صاحب قبر کا۔ ف۲ رو پیٹ کے تو سب کو صبر آجاتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ، لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهِ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا - وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى - وَهُوَ كَقَوْلِهِ: - وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ - ذُنُوبًا - إِلَى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ - وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِي غَيْرِ نَوْحٍ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا،

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے یعنی جب رونا پیٹنا میت کے خاندان کی رسم ہو ف۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم میں فرمایا اپنے تئیں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (بُرے کام سے منع کرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ف۲ تم میں ہر کوئی نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا اگر اس کے خاندان کی رسم نہ ہو اور کوئی اس پر روئے (تو حضرت عائشہؓ کا اس پر دلیل لینا اس آیت سے صحیح ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کو بلائے (اپنا بوجھ اٹھانے کو) تو وہ نہیں اٹھائے گی ف۳ اور بغیر نوحہ (چلاّئے پیٹے) رونا درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب کوئی خونِ ناحق ہوتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس خون کا کچھ وبال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی بنا اسی

وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔ نے سب سے پہلے ڈالی ف۴۔

ف۱ تو میّت پر ان کے رونے پیٹنے سے عذاب ہوگا کیونکہ اس بری رسم کا اس کو موقوف کرنا تھا۔ امام بخاری رہ نے یہ توجیہ کر کے حضرت عمر رضہ اور حضرت عائشہ رضہ کے اختلافات کو میٹ دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ ف۲ یہ حدیث موصولاً کتاب الجمعہ میں گزر چکی۔ ف۳ یہ آیت سورۂ فاطر میں ہے۔ مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ کسی شخص پر غیر کے فعل سے سزا نہ ہوگی۔ مگر ہاں جب اس کو بھی اس فعل میں ایک طرح کی شرکت ہو جیسے کسی کے خاندان کی رسم رونا پیٹنا، نوحہ کرنا ہو اور وہ اس سے منع نہ کر جائے تو بے شک اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے اس پر بھی عذاب ہوگا۔ بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ جب میّت نوحہ کرنے کی وصیت کر جائے۔ بعضوں نے کہا عذاب سے یہ مطلب ہے کہ میّت کو تکلیف ہوتی ہے اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے سے۔ امام ابن تیمیہ نے اسی کی تائید کی ہے۔ ف۴ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے دیات وغیرہ میں وصل کیا۔ اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ ناحق خون کوئی اور بھی کرتا ہے تو قابیل پر اس کے گناہ کا ایک حصّہ ڈالا جاتا ہے اور اس کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ بیان فرمائی کہ اس نے ناحق خون کی بنا سب سے پہلے قائم کی تو اسی طرح جس کے خاندان میں نوحہ کرنے اور رونے پیٹنے کی رسم ہے اور اس نے منع نہ کیا تو کیا عجب ہے کہ نوحہ کرنے والوں کے گناہ کا ایک حصّہ اس پر بھی ڈالا جائے اور اس کو عذاب ہو۔

۲۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَمُحَمَّدٌ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ: أَنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ

ہم سے عبدان اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ ابن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عاصم بن سلیمان نے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے کہا مجھ سے اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آپؐ کو کہلا بھیجا کہ میرا ایک بیٹا مر رہا ہے آپؐ تشریف لائیں۔ آپؐ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ اللہ ہی کا سارا مال ہے جو لے لے اور جو عنایت کرے اور ہر بات کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے تو صبر کرو اور ثواب چاہو۔ پھر انہوں نے قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپؐ ضرور تشریف لائیے۔ اس وقت آپؐ اٹھے۔ آپؐ کی ہمراہی میں سعدؓ بن عبادہ اور معاذؓ بن جبل رضہ اور ابی ابن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ (انصاری لوگ) اور کئی آدمی تھے۔ اس بچّے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس اٹھا کر لائے اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ ابو عثمانؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں اسامہؓ نے یہ کہا جیسے پرانی مشک۔ یہ حال دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو

قَالَ كَأَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهٖ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ،

بہہ نکلے۔ سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ رونا کیسا؟ آپؐ نے فرمایا یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے نیک بندوں کے دلوں میں رکھی ہے، اور اللہ انہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں ف۱۔

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے چھوٹے بچے کی تکلیف پر ترسم آیا جس آدمی میں رحم نہیں وہ آدمی نہیں پتھر ہے۔ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرنے کا۔ حدیث شریف سے یہ نکلا کہ کسی کے مرنے پر یا مصیبت پر صرف رونا منع نہیں ہے لیکن زبان سے ناشکری کے کلمے نکالنا یا چلانا یا پیٹنا نوحہ کرنا منع ہے ؛

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ، قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعامر عقدی نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی (ام کلثومؓ) کے جنازے میں حاضر تھے (وہ حضرت عثمانؓ کی بی بی تھیں ۹ سنہ ہجری میں مریں) ف۱ آپؐ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو آج کی رات عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ ابوطلحہؓ نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر اترو۔ وہ ان کی قبر میں اُترے ف۲

ف۱ اور حضرت رقیہؓ آپؐ کی دوسری صاحبزادی جو حضرت عثمانؓ سے پہلے منسوب ہوئی تھیں، وہ اس وقت مریں جب آپؐ جنگ بدر میں تھے اس لیے آپؐ ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے اور انہی کی خبرگیری اور علاج و معالجہ کے لیے آپ حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں چھوڑ گئے تھے جنگ بدر میں ہمراہ نہیں لے گئے تھے۔ شیعہ حضرت عثمانؓ پر اس باب میں طعنہ مارتے ہیں کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے۔ یہ ان کی بیوقوفی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت عثمانؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد آپؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو ان کے عقد میں دے دیا اور جب وہ مرگئیں تو آپؐ نے فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی تجھ ہی کو بیاہ دیتا۔ سبحان اللہ! یہ فضیلت کس کو نصیب ہوئی ہے؛ ف۲ حضرت عثمانؓ کو آپؐ نے نہیں اتارا۔ ایسا فرمانے سے ان کو تنبیہ کرنا منظور تھی، کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے اسی شب میں جس میں حضرت ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا، ایک لونڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا یہ کام پسند نہ آیا؛

۳۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: تُوُفِّيَتِ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَدْ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ: صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلَاءِ الرَّكْبُ، قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ادْعُهُ لِي، فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ: ارْتَحِلْ فَالْحَقْ بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ: وَا أَخَاهُ، وَا صَاحِبَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا صُهَيْبُ، أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عبداللہ بن عبیداللہ ابن ابی ملیکہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صاحبزادی (ام ابان) نے مکہ میں انتقال کیا اور ہم ان کے جنازے میں شریک ہونے کو آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ میں دونوں کے بیچ میں بیٹھا تھا یا یوں کہا دونوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں دوسرے صاحب آئے اور میرے بازو میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ (ام ابان کے بھائی) سے کہا تم عورتوں کو رونے پیٹنے سے منع نہیں کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا ہے میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کچھ کہتے تھے (کہ میت پر اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوگا) پھر بیان کرنے لگے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (حج کر کے) مکہ سے لوٹ رہا تھا۔ جب بیداء میں پہنچا تو انہوں نے چند سواروں کو ببول کے سائے میں دیکھا۔ مجھ سے فرمایا جا ان کی خبر لے یہ سوار کون ہیں۔ میں گیا تو دیکھا صہیب رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا ان کو بلا لاؤ۔ میں لوٹ کر آیا اور صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا چلو، امیرالمومنین نے تم کو بلایا ہے (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) جب حضرت عمر زخمی ہوئے وہاں تو صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے، کہہ رہے تھے، ہائے بھیا! ہائے میرے یار! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، صہیب! تم مجھ پر روتے ہو اور تم نہیں جانتے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے

أَهْلِهِ عَلَيْهِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: رَحِمَ اللهُ عُمَرَ، وَاللهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَقَالَتْ: حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ، وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذَلِكَ وَاللهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَاللهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شَيْئًا.

پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہو چکا تو میں نے ان کی یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ پر رحم کرے (ان کی غلطی معاف کرے) خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب کرے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یوں فرمایا کہ کافر کے گھر والے جب اس پر روتے ہیں تو اللہ اور زیادہ اس کو عذاب کرتا ہے اور کہنے لگیں کہ قرآن کی یہ آیت تم کو بس کرتی ہے کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ ابن عباسؓ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے میں) سورۂ والنجم کی یہ آیت پڑھی: اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے و۳۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباسؓ کی یہ تقریر سن کر عبداللہ بن عمرؓ نے کوئی جواب نہ دیا۔

و۱ بیداء ایک میدان ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان؛ و۲ مردود ابولؤلؤ مجوسی نے آپ کو عین نماز میں خنجر زہر آلود سے زخمی کیا؛ و۳ یعنی غم کے موقع پر جو آنسو بے اختیار نکل آتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں، آدمی پر اس کا گناہ کیسے پڑ سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ ابن عباسؓ نے صرف رونے کا جواز پیش کیا اور باب کا مطلب بھی یہی ہے؛

۳۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے سنا جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت پر سے گزرے اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے (وہ مرگئی تھی) آپؐ نے فرمایا یہ تو (یہاں) رو رہے ہیں اور

لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا۔

وہاں اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے ف۱۔

ف۱ اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں یعنی اس کے گھر والوں کے رونے سے یا اس کے کفر کی وجہ سے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ تو اس رنج میں ہیں کہ ہم سے جدا ہو گئی اور اس کی جان عذاب میں گرفتار ہے۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ کی اگلی حدیث کی تفسیر کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد وہ میت ہے جو کافر ہے لیکن حضرت عمرؓ اس کو عام سمجھے اور اسی لیے صہیبؓ پر انکار کیا؛

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، وَهُوَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ: وَا أَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے کہا ہم کو ابواسحٰق شیبانی نے خبر دی، انہوں نے ابو بردہؓ سے انہوں نے اپنے باپ ابوموسٰے اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو صہیبؓ چلّانے لگے ہائے بھیّا، ہائے بھیّا! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مردے پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے؟

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْهُنَّ يَبْكِينَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ، وَالنَّقْعُ: التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ، وَاللَّقْلَقَةُ: الصَّوْتُ۔

باب میت پر نوحہ کرنا ف۱ مکروہ ہے ف۲ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کو ابوسلیمان (خالد بن ولیدؓ) پر رونے دے جب تک کہ وہ خاک نہ اڑائیں اور چلّائیں نہیں۔ نقع کہتے ہیں سر پر مٹی ڈالنے کو اور لقلقہ چلّانے کو ف۳۔

ف۱ شوکانی نے کہا رونا اور کپڑے پھاڑنا اور نوحہ کرنا یہ سب کام حرام ہیں ایک جماعت سلف کا جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرؓ ہیں یہ قول ہے کہ میت کے لوگوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اور جمہور علماء اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس کو عذاب ہوتا ہے جو رونے کی وصیت کر جائے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلقاً یہ ثابت ہوا کہ میت پر رونے سے اس کو عذاب ہوتا ہے۔ ہم نے آپؐ کے ارشاد کو مانا اور سن لیا اس پر ہم کچھ زیادہ نہیں کرتے۔ نوویؒ نے اس پر اجماع نقل کیا کہ جس رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے وہ پکار کر رونا اور نوحہ کرنا ہے نہ کہ صرف آنسو بہانا ف۲ یعنی حرام ہے نوحہ کہتے ہیں چلا کر میت پر رونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا؛ ف۳ ہوا یہ تھا کہ خالد بن ولید سنہ ۲۱ ہجری میں ملک شام میں مر گئے۔ ان کی عورتیں ان پر رو رہی تھیں۔ کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا ان کو منع کرا بھیجیے تب انہوں نے فرمایا۔ اس روایت

کو امام بخاریؒ نے تاریخ اوسط میں وصل کیا۔

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يُنَحْ عَلَيْهِ يُعَذَّبْ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عبید نے انہوں نے علی بن ربیعہ سے انہوں نے مغیرہ ابن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں۔ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے یہ بھی سُنا آپؐ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جائے، اس پر نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ، تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى۔

ہم سے عبدان عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی، انہوں نے شعبہ سے سُنا انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے والد حضرت عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپؐ نے فرمایا میت پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عبدان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالاعلیٰ نے بھی یزید ابن زریع سے روایت کیا (جو آگے آتی ہے)۔

۳۸۰۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ۔

ہم سے یزید ابن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید ابن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے ؎ اور آدم ابن ابی ایاس نے شعبہ سے یوں روایت کیا کہ میّت پر زندہ کے اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

؎ پھر قتادہ سے وہی سند ہے یعنی انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔

بَابٌ:۔

باب :

۳۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ:

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا، فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو، أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو، قَالَ: فَلِمَ تَبْكِي؟ أَوْ لَا تَبْكِي، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ۔

سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا، وہ کہتے تھے میرے باپ کی لاش اُحد کے دن لائی گئی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئی۔ ایک کپڑا اس پر اڑھا دیا تھا میں کپڑا اٹھا کر لاش کو کھولنے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا پھر میں کھولنے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے منع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حکم دیا تو لاش اٹھائی گئی۔ آپؐ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی، پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا عمروؓ کی بیٹی یا عمروؓ کی بہن ف آپؐ نے فرمایا کیوں روتی ہے یا یوں فرمایا مت رو، فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے رہے جب تک کہ اس کا جنازہ اٹھا۔

ف عمروؓ جابرؓ کے دادا تھے۔ اگر عمرو کی بیٹی تھیں تو جابرؓ کی پھوپی ہوئیں۔ اگر عمرو کی بہن تھیں تو مقتول کی پھوپی اور جابر کی دادی ہوئیں یعنی دادا کی بہن۔

بَابٌ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ۔

باب: آنحضرتؐ کا یہ فرمانا جو گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ف۔

ف یعنی اس کا طریق مسلمانوں کا طریق نہیں بلکہ کافروں کا طریق اس نے اختیار کیا۔

۳۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے زبید یامی نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گالوں پر طپنچے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے ف

ف حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ گریبان پھاڑنا اور گال پیٹنا حرام ہے اس وجہ سے کہ اس میں قضاء الٰہی سے عدم رضا نکلتی ہے اور جس کو اس کی حرمت معلوم ہو اور وہ اس کو حلال جان کر کرے تو وہ بے شک دین سے خارج ہو جائے گا۔

بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ۔

باب : سعد بن خولہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افسوس کرنا۔

ف ترجمۂ باب رثار سے یہی افسوس اور رنج و غم مراد ہے نہ کہ مرثیہ پڑھنا۔ مرثیہ اس کو کہتے ہیں کہ میت کے فضائل اور مناقب بیان کیے جائیں اور لوگوں کو بیان کرکے رُلایا جائے خواہ نظم ہو یا نثر، یہ تو ہماری شریعت میں منع ہے خصوصاً لوگوں کو جمع کرکے سنانا اور رُلانا اس کی ممانعت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

۳۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: لَا، ثُمَّ قَالَ: الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عامر بن سعد ابن ابی وقاصؓ سے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے کہا جس سال حج وداع ہوا یعنی ۱۰ھ سنہ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کو تشریف لایا کرتے۔ میری ماں سخت بیمار ہو گئی تھی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری بیماری تو اس درجہ کو پہنچ گئی (اب امید بچنے کی نہیں) اور میری وارث صرف ایک لڑکی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آدھا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تہائی مال خرچ کرنا کافی ہے۔ یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تو اللہ کی رضامندی کے لیے جو خرچ کرے گا (گو تھوڑا ہو) اس پر ثواب پائے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھی تو مدینہ چلے جائیں گے اور میں ان سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا تو کبھی پیچھے نہیں رہنے کا تو جو کوئی نیک کام کرے گا تیرا درجہ اور مرتبہ اور بڑھے گا۔ پھر میں کہتا ہوں شاید تو ابھی زندہ رہے گا، تجھ سے کچھ لوگ فائدہ اٹھائیں گے کچھ نقصان۔ یا اللہ میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے

عَلٰٓی اَعْقَابِهِمْ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

اور ان کو ایڑیوں کے بل مت لوٹا (کہ مکّہ سے ہجرت کر کے پھر مکّہ میں آ کر مریں) تو تو اچھا ہے مگر سعد ابن خولہ بیچارہ ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ ہی میں مرا ف۱

ف۱ سعدؓ کا مطلب یہ تھا کہ اور صحابہؓ تو آپؐ کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہو جائیں گے اور میں مکّہ ہی میں پڑے پڑے مر جاؤں گا۔ آپؐ نے پہلے گول گول فرمایا جس سے سعد نے معلوم کر لیا کہ میں اس بیماری سے مروں گا نہیں، پھر آگے صاف فرمایا کہ شاید تو زندہ رہے گا اور تیرے ہاتھوں سے مسلمانوں کو فائدہ اور کافروں کو نقصان ہوگا۔ اس حدیث میں آپؐ کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ جیسے آپؐ کی پیش گوئی تھی، ویسا ہی ہوا۔ سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد مدّت تک زندہ رہے۔ عراق اور ایران انہوں نے فتح کیا، رضی اللہ عنہ۔ ف۲ حالانکہ وہاں سے ہجرت کر چکا تھا جس ملک سے ہجرت کی ہو پھر وہاں رہنا اور مرنا بہت مکروہ تھا۔ اسی فقرہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ اسمٰعیلی نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا ہے کہ یہاں رثاء سے وہ مرثیہ تھوڑی مراد ہے جو لوگ اموات کے لیے تصنیف کیا کرتے تھے اور اس کو سنایا کرتے تھے۔ یہاں رثاء رنج اور افسوس کے معنوں میں ہے۔ اس کے علاوہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا کلام بھی نہیں ہے بلکہ زہری کا کلام ہے جو حدیث میں شریک ہو گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہٖ مرثیہ کہنا کچھ منع نہیں ہے مرثیوں کے لیے لوگوں کو جمع کرنا اور ان کو رلانے کے لیے سنانا اور اس کا سامان کرنا، اس کی مجلس کرنا جیسے اس زمانے میں شیعہ حضرات کیا کرتے ہیں ہماری شریعت میں بموجب حدیث صحیح ممنوع ہے ورنہ نفسِ مرثیہ کی تالیف تو صحابہؓ سے ماثور ہی ہے۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں ؎

ماذا علی من شم تربۃ احمد ا ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ، وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَجِعَ أَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهٗ فِيْ حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

باب: غمی میں بال منڈانا منع ہے (جیسے ہندو سوتک کیا کرتے ہیں) اور حکم بن موسٰی نے کہا ہم سے یحیٰی بن ابی حمزہ نے بیان کیا ف۱ انہوں نے عبدالرحمٰن بن جابر سے ان سے قاسم بن مخیمرہ نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ابوبردہ بن ابی موسٰی نے انہوں نے کہا ابوموسٰی اشعریؓ بیمار ہوئے ایسے کہ ان کو غش آ گیا۔ ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک عورت (ام عبداللہ) کی گود میں تھا اس نے چیخ ماری رونے لگی، ابوموسٰی اس کو جواب نہ دے سکے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے میں اس سے بیزار ہوں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بیزار ہوئے۔ آپؐ بیزار ہوئے اس عورت سے جو چلّائے اور جو بال منڈائے اور جو کپڑے پھاڑے۔

ف حکم بن موسیٰ امام بخاریؒ کے شیوخ میں نہیں ہیں تو صحیح یہ ہے کہ یہ تعلیق ہے اس کو امام مسلم اور ابن حبان نے وصل کیا۔

بَابٌ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ.

باب: جو گالوں پر تھپیڑ مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

٣٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا جو شخص گالوں پر تھپیڑے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ.

باب: مصیبت کے وقت واویلا اور کفر کی باتیں بکنا منع ہے ف

ف باب کی حدیث میں واویلا کا ذکر نہیں ہے۔ شاید امام بخاری نے اس کو یوں نکالا کہ واویلا بھی ایک کفر کے زمانے کی بات ہے۔ بعضوں نے کہا امام بخاری نے ابو امامہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو ابن ماجہ نے نکالا اس میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت کی جو منہ نوچے اور گریبان پھاڑے، واویلا اور واشبورا پکارے یعنی ہائے خرابی! ہائے میں مرگئی! ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔

٣٨٥- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گالوں پر تھپیڑے مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کی باتیں بکے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

باب: مصیبت کے وقت اس طرح سے بیٹھنا

يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ.

کہ چہرے پر رنج معلوم ہو۔

٣٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ، شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ، فَقَالَ: انْهَهُنَّ، فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ: وَاللهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ: فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ، فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ، لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے انہوں نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا انہوں نے کہا مجھ سے عمرہ نے بیان کیا کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (جنگ موتہ میں) زید بن حارثہؓ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کے مارے جانے کی خبر آئی تو آپؐ اس طرح سے بیٹھے کہ آپؐ پر رنج معلوم ہوتا تھا۔ میں دروازے کی دراڑ میں سے دیکھ رہی تھی ف۱ اتنے میں ایک شخص آپؐ کے پاس آیا ف۲ کہنے لگا جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جا منع کر۔ وہ گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور کہنے لگا وہ عورتیں نہیں مانتیں۔ آپؐ نے فرمایا جا منع کر۔ پھر تیسری بار آیا اور کہنے لگا قسم خدا کی یا رسول اللہ وہ تو ہم پر غالب ہوگئیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا آپؐ نے فرمایا جا ان کے منہ میں خاک جھونک دے۔ میں نے اس سے کہا اللہ تیری ناک ف۳ میں مٹی لگائے (ماٹی ملا کہاں سے آیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تجھ سے فرمایا وہ تو تو کر نہ سکا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستانا بھی نہیں چھوڑتا ف۴

ف۱ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت غیر مردوں کی طرف دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ بدنیت سے نہ دیکھے۔ ف۲ حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۳ یعنی خدا کرے تو ذلیل وخوار ہو۔ ہمارے ملک میں عورتیں ایسے وقت میں کہتی ہیں ور موئے! اور دکن میں کہتی ہیں ماٹی ملا، مٹی پڑو۔ ف۴ یعنی تو مردوا تھا تو عورتوں کو جا کر ڈرا دھمکا کر روک دیتا تھا۔ وہ تو تجھ سے ہو نہ سکا خیر نہ ہوا نہ سہی تو خاموش تو رہنا تھا بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رنج کی خبر دے کر اور رنجیدہ کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ ایک تو آپؐ خود اس وقت رنج میں تھے، دوسرے اس کے بار بار آنے سے اور آپؐ کو تکلیف ہوئی ہوگی۔ خدا بے وقوف آدمی سے بچائے۔

٣٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا جب قاری لوگ

قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِينَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ۔

(عامر بن طفیل کے ہاتھ سے بیر معونہ پر) قتل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز میں قنوت پڑھی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دنوں سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا ف۱

ف۱ ان کا قصہ اور زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کا قصہ دونوں اوپر گزر چکے ہیں ؛

بَابُ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ: الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ، وَالظَّنُّ السَّيِّئُ، وَقَالَ يَعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ۔

باب، جو شخص مصیبت کے وقت نفس پر زور ڈال کر اپنا رنج ظاہر نہ کرے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا جزع اس کو کہتے ہیں کہ بری بات منہ سے نکالنا اور پروردگار سے بدگمانی کرنا ف۱ اور حضرت یعقوبؑ نے فرمایا (جو سورۂ یوسف میں ہے) میں تو اپنی بیقراری اور رنج کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں ف۲۔

ف۱ اس کے کرم اور رحم اور اجر اور ثواب سے مایوس ہو جانا۔ امام بخاری نے جزع کو اس لیے بیان کیا کہ وہ مصیبت ظاہر نہ کرنے کی ضد ہے مصیبت ظاہر نہ کرنا صبر ہے اور جزع بے صبری ؛ ف۲ اور کسی سے اپنے دل کا دکھ نہیں کھولتا، اسی کا نام صبر ہے اور یہی ترجمۂ باب ہے ؛

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ: فَمَاتَ وَأَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ، فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: كَيْفَ الْغُلَامُ؟ قَالَتْ: قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ۔ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ، قَالَ: فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَصَلَّى

ہم سے بشر بن حکم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم کو اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا، انہوں نے کہا ابو طلحہؓ کا ایک بچہ بیمار ہوا ف۱ انسؓ نے کہا وہ مر گیا۔ اس وقت ابو طلحہؓ گھر میں نہ تھے جب ان کی بی بی ام سلیم انس کی ماں نے دیکھا وہ مر چکا تو انہوں نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو ایک طرف کرنے میں کر دیا۔ اتنے میں ابو طلحہؓ آئے۔ انہوں نے پوچھا بچہ کیسا ہے؟ ام سلیم نے کہا اس کو آرام ہے اور میں سمجھتی ہوں اب اس کو چین ملا ف۲ ابو طلحہؓ سمجھے کہ ام سلیم سچ کہتی ہیں (اب بچہ اچھا ہے) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رات کو ام سلیم کے پاس رہے، صبح کو غسل کیا جب باہر جانے لگے تو ام سلیم نے ان سے کہا بچہ مر گیا ہے ف۳ ابو طلحہؓ نے آنحضرت

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا، قَالَ: سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ کے ساتھ آکر نماز پڑھی اور آپؐ سے ام سلیمؓ کا حال بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شاید اس رات میں ان دونوں (بیوی خاوند) کو برکت دے گا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ایک انصاری مرد (عبایہ ابن رفاعہ بن خدیج) کہتا تھا میں نے ام سلیمؓ کے نو لڑکے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے ف۳

ف۱ جس کو ابوعمیر کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پیار سے فرمایا کرتے تھے ابوعمیر تمہاری نغیر کیسی ہے یعنی چڑیا۔ یہ لڑکا بڑا خوبصورت اور وجیہ تھا۔ ابوطلحہؓ اس سے بہت محبت رکھتے تھے ۔ ف۲ سبحان اللہ! ایسی عقلمند اور پارسا بیبیاں کہاں پیدا ہوتی ہیں۔ حالانکہ ماں کو بچہ سے بے حد محبت ہوتی ہے مگر ام سلیمؓ کے استقلال کو دیکھیے کہ منہ پر تیوری نہ آنے دی اور رنج کو ایسا چھپایا کہ ابوطلحہؓ سمجھے واقعی اچھا ہو گیا ہے۔ پھر دیکھیے کہ ام سلیمؓ نے بات بھی کہی تو ایسی کہ جھوٹ نہ ہو کیونکہ موت درحقیقت راحت ہے۔ وہ معصوم جان تھی اس کے لیے مرنا تو آرام ہی آرام تھا ادھر بیماری کی تکلیف گئی ادھر دنیا کے فکروں اور گناہوں سے نجات پائی۔ جیتا تو معلوم نہیں کیا کیا جھنجھٹ میں گرفت رہوتا۔ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ ام سلیمؓ نے رنج اور صدمہ پی لیا بالکل ظاہر نہ ہونے دیا ۔ ف۳ دوسری روایت میں یوں ہے، ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ابوطلحہؓ اگر کچھ لوگ عاریت کی چیز لیں، پھر واپس دینے سے انکار کریں تو کیسا ہے؟ انہوں نے کہا ہرگز ان کو انکار نہ کرنا چاہیئے۔ عاریت کی چیز بخوشی واپس دینی چاہیئے۔ تب ام سلیمؓ نے کہا ہمارا بچہ بھی اللہ کا تھا۔ ہم کو عاریت ملا تھا اللہ نے لے لیا تو ہم کو رنج نہ کرنا چاہیئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہؓ غصہ ہوئے، کہنے لگے مجھے پہلے کیوں نہیں خبر کی، میں نے رات کو صحبت بھی کی ۔ ف۴ یہ ام سلیمؓ کے صبر اور استقلال کا نتیجہ تھا۔ مترجم پر بھی یہی واقعہ گزر چکا ہے۔ پہلے میرا ایک ہی لڑکا تھا اور نہایت ذکی اور صبیح۔ وہ مکہ معظمہ میں مر گیا۔ اللہ نے مجھ کو صبر دیا اور اس کے بدلے تین لڑکے عنایت فرمائے۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: نِعْمَ الْعِدْلَانِ، وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا

باب، صبر وہی ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے ف۱ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دونوں طرف کے بوجھے اور بیچ کا بوجھ کیا اچھے ہیں یعنی سورۂ بقر کی اس آیت میں دو خوشخبری سنا صبر کرنے والوں کو جن کو مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کی ملک ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں ایسے لوگوں پر ان کے مالک کی طرف سے شاباشیاں ہیں اور مہربانی اور یہی لوگ رستہ پانے والے ہیں۔" ف۲ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر میں فرمایا اور صبر اور نماز سے مدد لو اور

عَلَى الْخَاشِعِيْنَ - نماز مشکل ہے مگر (خدا سے) ڈرنے والوں پر مشکل نہیں ف۳

ف قرآن میں جو آیا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اس سے یہی صبر مراد ہے ورنہ رو پیٹ کر تو سب کو صبر آجاتا ہے۔
ف۲ اس کو حاکم نے مستدرک میں وصل کیا۔ حضرت عمرؓ نے صلوات اور رحمت کو تو جانور کے دونوں طرف کے بوجھے قرار دیا اور بیچ کا بوجھ جو پیٹھ پر رہتا ہے اولئک ھم المھتدون کو۔ ف۳ اس آیت میں بھی صبر سے وہی صبر مراد ہے جو مصیبت آتے ہی شروع کیا جائے۔

۳۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا صبر وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ فرمانا کہ ابراہیمؑ ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں ف اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج کرتا ہے ف۲

ف یہ حدیث اسی باب میں آگے مذکور ہوتی ہے۔ ف۲ یہ حدیث بھی آگے آتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت دل کو رنج ہونا آنکھوں سے آنسو نکلنا خاصۂ بشری ہے اس میں آدمی مجبور ہے تو اس پر عذاب نہیں ہوگا۔

۳۹۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ،

ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے کہا ہم سے قریش بن حیان نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس گئے۔ وہ ابراہیم کی انّا کا خاوند تھا ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ابراہیم کو (گود میں) لیا اور ان کو پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد جو ہم ابوسیف کے پاس گئے، دیکھا تو ابراہیم دم توڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ، إِنَّهَا رَحْمَةٌ، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ، رَوَاهُ مُوسَى، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ بھی (لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے)، آپؐ نے فرمایا عوف کے بیٹے یہ (بے صبری نہیں) رحمت ہے۔ پھر دوسری بار روئے اور فرمایا آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے پر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے ف بے شک ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس حدیث کو موسیٰ بن اسمٰعیل نے سلیمان بن مغیرہ سے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس رضہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

ف حضرت ابراہیمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے تھے، ماریہ قبطیہ کے بطن سے، ان کی انا ابوسیف لوہار کی بی بی تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ وہیں پرورش پاتے تھے۔ ابوسیف کا نام براء بن ابی اوس تھا، یعنی انا للہ و انا الیہ راجعون صبر اور شکر۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ۔

باب: مریض کے پاس رونا ف

ف جب ایسی سخت نشانی ظاہر ہو کہ جس سے بچنے کی امید نہ رہے ورنہ بیمار کو تسلی اور تشفی دینا مسنون ہے؛

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ: قَدْ قَضَى؟ قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن وہب سے انہوں نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے سعید ابن حارث انصاریؓ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا سعد بن عبادہؓ کو ایک بیماری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر ان کے پوچھنے کو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا تو ان کے گھر والے، خدمت کرنے والے سب جمع ہیں ف آپؐ نے فرمایا کیا گزر گئے؟ لوگوں

اللّٰهِ، فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا، فَقَالَ: أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِي بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِي بِالتُّرَابِ۔

نے کہا نہیں یا رسول اللہ! یہ سن کر آپؐ رو دیے (سعد کی بیماری کو دیکھ کر) لوگوں نے آپؐ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو دیے۔ آپؐ نے فرمایا سن لو آنکھ سے آنسو نکلنے پر اور دل کے رنجیدہ ہونے پر اللہ عذاب نہیں کرنے کا۔ وہ تو اس پر عذاب کرے گا یا رحم کرے گا۔ آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کیا ف۲ اور دیکھو میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ تو جب ایسا دیکھتے تو لاٹھی اور پتھر سے مارتے اور رونے والوں کے منہ پر خاک جھونکتے۔ ف۳

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے دیکھا تو وہ بے ہوش ہیں اور ان کے لوگ گرداگرد جمع ہیں۔ آپؐ نے لوگوں کو اکٹھا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید سعدؓ کا انتقال ہو گیا ہ ف۲ اگر زبان سے صبر اور شکر کے کلمے نکالے تو رحم ہوگا اجر ملے گا اگر ناشکری اور کفر کے کلمے نکالے تو عذاب ہوگا۔ زبان ہی بڑی چیز ہے۔ میں نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ دین اور دنیا کی اکثر آفتیں اسی زبان کی وجہ سے آتی ہیں جس نے زبان کو شرع اور عقل کے قابو میں کر دیا وہ تمام آفتوں سے بچا رہتا ہے اللّٰھم انی اعوذ بك من شر لسانی
ف۳ اس حدیث کی پیروی کر کے کہ جعفر کی عورتوں کے منہ پر خاک جھونک دے جو اوپر گزر چکی ہے ہ

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ۔

باب: نوحہ اور رونے سے منع کرنا اور اس پر جھڑکی دینا۔

۳۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ، وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا۔ وہ کہتی تھیں جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپؐ (مسجد میں) بیٹھ رہے۔ آپؐ کے چہرے پر رنج معلوم ہوتا تھا۔ میں دروازے کی دراڑ میں سے جھانک رہی تھی۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ

نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ بِأَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ، فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِي أَوْ غَلَبْنَنَا، الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ، فَزَعَمَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ، فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ، فَوَاللهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ۔

جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں ف۱ آپ نے فرمایا، جا ان کو منع کر۔ وہ گیا، پھر آیا اور کہنے لگا میں نے منع کیا لیکن وہ نہیں سُنتیں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا جا ان کو منع کر، وہ گیا پھر (تیسری بار) آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم وہ تو مجھ سے یا ہم سے زبردست نکلیں۔ یہ شک محمد بن حوشب راوی کو ہُوا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا، تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جا اُن کے مُنہ میں خاک جھونک دے۔ میں نے کہا ارے ماٹی ملے (تجھ پر خدا کی سنوار) ف۲ نہ تو تُو وہ کام کر سکا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا تھا، اور نہ آپ کو تکلیف دینا چھوڑتا ہے۔

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ف۲ لفظی ترجمہ ارغم اللہ انفك کا یہ ہے کہ اللہ تیری ناک میں مٹی لگائے یعنی تو ذلیل اور خوار ہو، مگر ہمارے محاورے میں ایسے موقع پر یہی بولتے ہیں ارے تجھ پر خدا کی سنوار۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ، فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ: أُمُّ سُلَيْمٍ، وَأُمُّ الْعَلَاءِ، وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، امْرَأَةُ مُعَاذٍ، وَامْرَأَتَيْنِ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ، وَامْرَأَةٌ أُخْرَى۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے امّ عطیہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جب ہم سے بیعت لی تو یہ بھی اقرار کرایا کہ ہم (میّت پر) نوحہ نہ کریں گے، پھر اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا کسی نے پورا نہ کیا ام سلیم رضؓ اور ام العلاء، اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ بن جبل رضؓ کی بیوی اور دو اور عورتیں یا یوں کہا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ رضؓ کی بیوی اور ایک عورت اور ف۱

ف۱ یہ راوی کو شک ہُوا کہ ابوسبرہ کی بیٹی معاذ کی بیوی کو کہا یا معاذ کی بیوی کو الگ گنا۔ حافظ نے کہا دوسرا امر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ معاذ کی بیوی ام عمرو بنت خلاد تھی۔

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ.

باب: جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا ف

ف کہتے ہیں اوائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ شافعیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

۳۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَادَ الْحُمَيْدِيُّ: حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عُیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے عامر بن ربیعہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو۔ یہاں تک کہ آگے بڑھ جائے۔ سفیان نے یوں کہا زہری نے کہا مجھے سالم نے انہوں نے اپنے باپ سے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عامر بن ربیعہ نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حمیدی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا یہاں تک کہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے۔

بَابٌ مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ؟

باب: جنازہ کے لیے کھڑا ہو تو کب بیٹھے۔

۳۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ، أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے عامر بن ربیعہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا جب تم میں کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو تو کھڑا ہی ہو جائے یہاں تک کہ وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑے یا جنازہ آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھا جائے آگے بڑھ جانے سے پہلے۔

۳۹۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ کیسان سے انہوں نے کہا ہم ایک جنازے

فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ، فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ: قُمْ، فَوَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَدَقَ۔

کے ساتھ تھے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے مروان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو قسم خدا کی یہ شخص (یعنی ابوہریرہؓ) جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا ابوسعیدؓ سچ کہتے ہیں ف

ف اکثر صحابہؓ اور تابعین اس کو مستحب جانتے ہیں اور شعبی اور نخعی نے کہا کہ جنازہ زمین پر رکھا جانے سے پہلے بیٹھ جانا مکروہ ہے اور بعضوں نے کھڑے رہنے کو فرض کہا ہے۔ نسائی نے ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ سے نکالا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی جنازے میں بیٹھے نہیں دیکھا جب تک کہ جنازہ زمین پر نہ رکھا جاتا۔

بَابُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ، فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ۔

باب: جو شخص جنازے کے ساتھ ہو، وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ کندھوں سے اتار کر زمین پر نہ رکھا جائے۔ اگر بیٹھ جائے تو اس سے کھڑے ہونے کو کہا جائے۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو کوئی جنازے کے ساتھ ہو، وہ جب تک جنازہ رکھا نہ جائے نہ بیٹھے۔

بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ۔

باب: یہودی (یا کافر) کے جنازہ کے لیے کھڑا ہونا۔

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبیداللہ بن مقسم سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ ایک یہودی کا جنازہ ہمارے سامنے سے نکلا آنحضرت

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہوگئے اور ہم نے کہا یارسول اللہ! یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہوجایا کرو ف

ف خواہ کسی کا بھی جنازہ ہو مسلمان کا یا کافر کا مقصود یہ ہے کہ آدمی موت دیکھ کر ہوشیار رہے کہ ہم کو بھی ایک دن اسی طرح مرنا ہے ؎

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری شادی مکن کہ با تو ہم ایں ماجرا رَوَد

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرُّوا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا، فَقِيلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَقَالَا: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟ وَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كُنْتُ مَعَ قَيْسٍ وَسَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَا: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ أَبُو مَسْعُودٍ وَقَيْسٌ يَقُومَانِ لِلْجَنَازَةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا وہ کہتے تھے سہل بن حنیفؓ اور قیس بن سعدؓ (صحابی) دونوں قادسیہ میں بیٹھے تھے ف اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے کہا یہ جنازہ تو یہاں کی رعیت یعنی ذمی کافروں کا ہے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے بھی اسی طرح ایک جنازہ گزرا تھا۔ آپؐ کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟ اور ابوحمزہ بن میمون نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے یوں روایت کی ہے میں سہل اور قیس کے ساتھ تھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ف۲ اور زکریا نے شعبی سے یوں روایت کی انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے کہ ابو مسعودؓ (عقبہ بن عمرو) اور قیس بن سعد دونوں جنازے کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے ف۳۔

ف قادسیہ ایک بستی ہے کوفے سے دو منزل ؛ ف۲ پھر یہی حدیث بیان کی، اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ؛ ف۳ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ؛

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ۔

باب: جنازہ مرد اٹھائیں نہ کہ عورتیں ف۔

ف گو اس پر اتفاق ہے سب کا کہ جنازہ مردوں ہی کو اٹھانا چاہیئے مگر باب کی حدیث سے عورتوں کو جنازہ اٹھانے کی ممانعت نہیں نکلتی البتہ ابو یعلیٰ نے انسؓ سے نکالا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے وہاں آپؐ نے چند عورتیں دیکھیں، فرمایا کیا یہ بھی جنازہ اٹھائیں گی؟ عورتوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا دفن کریں گی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو گناہ لے کر لوٹ جائیں نہ کہ ثواب لے کر۔

۴۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ (کیسان) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت (کھاٹ پر) رکھی جاتی ہے اور مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر جنازہ نیک ہو تو وہ کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو ف اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے اے خرابی! مجھ کو کہاں لے جاتے ہو؟ ف۲ اس کی آواز ساری مخلوق سنتی ہے، بس ایک آدمی نہیں سنتا، سُنے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔

ف تاکہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچوں اور وہاں عیش کروں۔ ف۲ عذاب میں پھنسانے کو لیے جاتے ہو۔

بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ، وَقَالَ أَنَسٌ: أَنْتُمْ مُشَيِّعُونَ فَامْشِ بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا، وَقَالَ غَيْرُهُ: قَرِيبًا مِنْهَا۔

باب: جنازے کو جلد لے چلنا ف اور انسؓ نے کہا ف۲ تم جنازے کو پہنچا دینے والے ہو تو اس کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں (سب طرف) چل سکتے ہو اور انسؓ کے سوا اور لوگوں نے کہا کہ جنازے کے قریب چلنا چاہیئے ف۳

ف یعنی عادت سے زیادہ تیز چلنا یہ نہیں کہ دوڑنا علماء نے اس کو مستحب رکھا ہے۔ ف۲ اس کو عبدالوہاب بن عطاء خفاف نے کتاب الجنائز میں اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۳ یعنی آگے پیچھے داہنے بائیں جدھر چاہو چلو مگر جنازے سے قریب رہو یہ نہیں کہ جنازہ دور چھوڑ دو۔ انسؓ کے سوا عبدالرحمن بن قرط صحابی ہیں ان کی روایت کو سعید بن منصور نے نکالا اب اس میں اختلاف ہے کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے یا پیچھے شافعیہ اور جمہور علماء نے آگے آگے چلنا افضل رکھا ہے اور حنفیہ کے نزدیک پیچھے چلنا افضل ہے اور پیدل چلنا چاہیئے۔ سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے البتہ اگر عذر ہو تو اور بات ہے۔ انسؓ کا اثر

ترجمہ باب سے اس طرح مطابق ہوسکتا ہے کہ جب سب طرف چلنے کی اجازت ہوئی تو معلوم ہوا کہ جنازے کو ذرا تیزی سے لے جانا چاہیئے۔

۴۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم نے زہری سے اس حدیث کو یاد رکھا۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جنازہ لے کر جلد چلا کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کرتے ہو اور اگر نیک نہیں ہے تو بُرے کو اپنی گردنوں پر سے اتارتے ہو ف

ف بہر حال جلد لے جانے میں فائدہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجِنَازَةِ: قَدِّمُونِي۔

باب: نیک میّت کھاٹ پر سے ہی کہتا ہے مجھے آگے لے چلو (جلد دفناؤ)۔

۴۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ (کیسان) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے، پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے خرابی! مجھے کہاں لیے جاتے ہو۔ اس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے، ایک آدمی نہیں سنتا، سنے تو بے ہوش ہو جائے ف

ف مارے دہشت کے دم نکل جائے، یہ بھی اللہ کی حکمت ہے۔ اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب

نہ رہتا، سب مومن ہو جاتے۔ یہ منشائے خداوندی کے خلاف ہے، دوزخ اور بہشت دونوں کا آباد کرنا منظور ہے ؛

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ۔

باب : جنازے پر امام کے پیچھے دو یا تین صفیں کرنا ف۔

ف اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ نکالا کہ اگر تین صفیں نہ ہو سکیں تو دو ہی کافی ہیں تین صفوں کا ہونا ضروری نہیں ہے ؛

٤٠٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے ابوعوانہ وضاح یشکری سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عطا سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی (حبش کے بادشاہ) پر نماز پڑھی۔ میں دوسری صف میں تھا یا تیسری صف میں ف۔

ف حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ جابر جس صف میں تھے وہ آخری صف تھی اس لیے ترجمہ باب کی مطابقت مشکل ہے مگر امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے نکالا۔ اس میں صاف مذکور ہے کہ ہم نے دو صفیں کیں اور علما نے مستحب رکھا ہے کہ اگر ہو سکے تو جنازے پر تین صفیں کریں کیونکہ ابوداؤد اور ترمذی نے مرفوعاً نکالا جو مسلمان مر جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اس کی مغفرت واجب ہو جائے گی ؛

بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ۔

باب : جنازے کی نماز میں صفیں باندھنا۔

٤٠٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نجاشی کے مرنے کی خبر سنائی۔ پھر آپؐ آگے بڑھے۔ لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ آپؐ نے چار تکبیریں کہیں۔

٤٠٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے انہوں نے شعبی سے کہا مجھ سے اس شخص

مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا، قُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو، مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ۔

نے بیان کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا ف آپؐ ایک قبر پر آئے جو اور قبروں سے الگ تھی اور لوگوں کی صف بندھوائی۔ چار تکبیریں کہیں۔ شیبانی نے کہا بتاؤ تو سہی تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی، انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے۔

ف یعنی صحابی تھا اور صحابی کی جہالت ضرر نہیں کرتی اس لیے کہ صحابہؓ سب ثقہ ہیں۔

۴۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمَّ فَصَلُّوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ صُفُوفٌ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے ان سے ابن جریج نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج حبشیوں میں سے ایک نیک آدمی (نجاشی حبش کا بادشاہ) مر گیا۔ آؤ اس پر نماز پڑھو۔ جابرؓ نے کہا ہم نے صفیں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ ہم صفیں باندھے ہوئے تھے اور ابوالزبیر نے جابرؓ سے یوں نقل کیا میں دوسری صف میں تھا ف۔

ف ان سب حدیثوں سے میت غائب پر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔ امام شافعی اور امام احمد اور اکثر سلف کا یہی قول ہے۔ ابن حزم نے کہا کسی صحابی سے اس کی ممانعت منقول نہیں ہے اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے اس لیے کہ جنازے کی نماز دعا ہے اور دعا کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ جس کے لیے دعا کرے وہ حاضر ہو۔

بَابُ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَائِزِ۔

باب: جنازے کی نماز میں بچے بھی مردوں کے برابر کھڑے ہوں۔

۴۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ قَدْ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ: مَتَى

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر پر سے گزرے جس میں رات کو مردہ دفن ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کب دفن ہوا لوگوں

دُفِنَ هٰذَا؟ قَالُوا: الْبَارِحَةَ، قَالَ: أَفَلَا آذَنْتُمُونِي؟ قَالُوا: دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

نے کہا اگلی رات کو۔ آپؐ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر نہیں کی۔ انہوں نے کہا ہم نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا آپ کو ایسے وقت میں جگانا بُرا سمجھا۔ آپؐ کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی ابن عباسؓ نے کہا میں بھی صف میں تھا ف پھر آپؐ نے اس پر نماز پڑھی۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ حجۃ الوداع تک بالغ نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس نے میت کے جنازے پر نماز نہ پڑھی ہو وہ اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ رات کو دفن کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ چاروں خلیفہ رات ہی کو دفن ہوئے ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی چہارشنبہ کی رات کو دفن ہوئے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے شاید وہ اوائلِ اسلام کی ہے پھر آپؐ نے اس کی اجازت دی۔

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ،

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ، وَقَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، وَقَالَ: صَلُّوا عَلَى النَّجَاشِيِّ، سَمَّاهَا صَلَاةً لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سُجُودٌ وَلَا يُتَكَلَّمُ فِيهَا، وَفِيهَا تَكْبِيرٌ وَتَسْلِيمٌ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّي إِلَّا طَاهِرًا، وَلَا يُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ مَنْ رَضُوهُ لِفَرَائِضِهِمْ، وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ، وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَقَالَ أَنَسٌ

باب: جنازے پر نماز کا مشروع ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے ف اور آپؐ نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو ف اور آپؐ نے فرمایا نجاشی پر نماز پڑھو اس کو نماز کہا ف اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ، اور اس میں بات نہ کرنا چاہیے اور اس میں تکبیر ہے اور سلام ہے اور ابن عمرؓ جنازے کی نماز نہ پڑھتے جب تک کہ وہ باوضو نہ ہوتے ف اور سورج نکلنے یا ڈوبنے کے وقت نماز نہ پڑھتے ف اور جنازے کی نماز میں ہاتھ اٹھاتے ف اور امام حسن بصریؒ نے کہا میں نے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ کو پایا وہ جنازے کی نماز میں امامت کا زیادہ حقدار اسی کو جانتے جس کو فرض نماز میں امامت کا حقدار سمجھتے ف اور جب عید کے دن یا جنازے پر وضو نہ ہو تو پانی ڈھونڈے تیمم نہ کرے ف اور جب جنازے پر اس وقت پہنچے کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو اللہ اکبر کہہ کر شریک ہو جائے ف اور سعید بن مسیب نے کہا رات ہو یا دن یا سفر ہو یا حضر جنازے میں چار تکبیریں کہے ف اور انسؓ نے کہا پہلی تکبیر جنازے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: التَّكْبِيْرَةُ الْوَاحِدَةُ اسْتِفْتَاحُ الصَّلَاةِ، وَقَالَ: وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا۔ وَفِيْهِ صُفُوْفٌ وَإِمَامٌ۔

کی نماز میں شروع کرنے کی ہے ف۱۱ اور اللہ جل جلالہ نے (سورہ توبہ میں) فرمایا ان منافقوں میں جب کوئی مرجائے تو ان پر کبھی نماز نہ پڑھ ف۱۲ اور اس میں صفیں ہیں اور امام ہوتا ہے ف۱۳۔

ف۱ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے، صرف دعا کی طرح نہیں ہے اس حدیث کو امام مسلم نے وصل کیا ابوہریرہؓ سے ؛ ف۲ یہ حدیث آگے اسی کتاب میں آتی ہے سلمہ بن اکوع کی روایت سے ؛ ف۳ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے باب الصفوف علی الجنازۃ میں ؛ ف۴ اس کو امام مالکؒ نے موطا میں وصل کیا ؛ ف۵ اس کو سعید ابن منصور نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا امام مالک اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے کہ ان وقتوں میں جنازے کی نماز مکروہ ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جائز ہے ؛ ف۶ یعنی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اس کو امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں نکالا ؛ ف۷ حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ؛ ف۸ یعنی عید کی نماز تیار ہو یا جنازے کی اور کسی آدمی کو وضو نہ ہو تو تیمم سے پڑھنا درست نہیں بلکہ وضو کرنا چاہیئے البتہ اگر پانی نہ ملے تو تیمم سے پڑھ سکتا ہے حسن بصریؒ کے اس قول کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مگر اس میں عید کا ذکر نہیں ہے اور سعید بن منصور نے حسن سے اس کے خلاف نکالا اس میں یوں ہے کہ کوئی شخص جنازے میں بے وضو ہے اگر وضو کرتا ہے تو نمازِ جنازہ فوت ہوتی ہے حسن نے کہا تیمم کرکے پڑھ لے، اور سلف کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اگر نمازِ جنازہ فوت ہوتی ہو تو تیمم کرکے پڑھ لے گو پانی موجود ہو۔ امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے ؛ ف۹ جیسے نماز میں مسبوق شریک ہوتا ہے اور امام کے سلام کے بعد باقی تکبیریں کہہ کر سلام پھیرے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ؛ ف۱۰ حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا البتہ ابن ابی شیبہ نے یہ مضمون عقبہ ابن عامرؓ صحابی سے روایت کیا ہے موقوفاً ؛ ف۱۱ جیسے اور نمازوں میں تکبیر تحریمہ ہوتی ہے اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ؛ ف۱۲ تو اس سے یہ بھی نکلا کہ جنازے کی نماز نماز ہے ؛ ف۱۳ صفوں اور امام کے ہونے سے بھی اس کے نماز ہونے کا ثبوت حاصل ہوتا ہے ؛

۴۰۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَّنْبُوْذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَقُلْنَا: يَا أَبَا عَمْرٍو مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر سے گزرا وہ کہتا تھا کہ آنحضرتؐ نے ہماری امامت کی ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی اور نماز پڑھی شیبانی نے کہا ہم نے پوچھا ابوعمرو (یہ شعبی کی کنیت ہے) تم سے یہ کس نے بیان کیا انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے ف۱

ف۱ اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ جنازے کی نماز، نماز ہے یہ سب اقوال اور حدیث لاکر امام بخاری نے ان کا رد کیا جو جنازے

کی نماز کو صرف دعاء جانتے ہیں اور کہتے ہیں اس کا بے وضو بھی پڑھنا درست ہے ؛

بَابُ فَضْلِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ، وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ: مَا عَلِمْنَا عَلَى الجَنَازَةِ إِذْنًا، وَلَكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ۔

باب : جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت اور زید بن ثابت نے کہا جب تُو نے جنازے کی نماز پڑھ لی تو اپنے اوپر جو حق تھا وہ ادا کر دیا ف۱ اور حمید بن ہلال (تابعی) نے کہا ہم جنازے کی نماز کے بعد اجازت لینا نہیں جانتے ف۲ لیکن جو کوئی صرف نماز پڑھ کر لوٹ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا ف۳

ف۱ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ قبرستان تک جانا ضروری نہیں ہے۔ اگر جائے تو اور زیادہ ثواب ہے ؛ ف۲ حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا اور غرض امام بخاری کی رد ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں اگر کوئی صرف نماز پڑھ کر گھر کو لوٹ جانا چاہے تو جنازے کے وارثوں سے اجازت لے کر جائے اور اس باب میں ایک مرفوع حدیث وارد ہے جو ضعیف ہے ؛ ف۳ اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے ؛

۴۰۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ، فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا، فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ، فَرَّطْتُ: ضَيَّعْتُ: مِنْ أَمْرِ اللهِ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا میں نے نافع سے سنا وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا گیا کہ ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان کرتے ہیں جو شخص (دفن تک) جنازے کے ساتھ رہے اس کو ایک قیراط (ثواب) ملے گا۔ انہوں نے کہا ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کی ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے بھی ابوہریرہؓ کی حدیث کی تصدیق کی اور کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی فرماتے سنا جیسا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ تب تو ابن عمرؓ کہنے لگے ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا۔ (سورۂ زمر میں) جو فرطت کا لفظ ہے اس کے یہی معنی ہیں، میں نے ضائع کیا ف

ف امام بخاری کی عادت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو لفظ وارد ہیں اگر حدیث میں کوئی وہی لفظ آتا ہے تو اس کے ساتھ قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ یہاں ابن عمرؓ کے کلام میں فرطنا کا لفظ آیا اور قرآن میں بھی فرطت فی جنب اللہ آیا ہے تو اس کی تفسیر کر دی ہے یعنی میں نے اللہ کا حکم کچھ ضائع کیا۔ ابن عمرؓ نے جو ابوہریرہؓ کی نسبت کہا انہوں نے بہت حدیثیں بیان کیں اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ابوہریرہؓ جھوٹے ہیں بلکہ ان کو یہ شبہ رہا کہ شاید ابوہریرہؓ بھول گئے ہوں یا

حدیث کا مطلب اور ہو وہ نہ سمجھے ہوں جب حضرت عائشہ رضی نے بھی ان کی شہادت دی تو ان کو پورا یقین آگیا اور انہوں نے افسوس کیا کہ ہمارے بہت سے قیراط اب تک ضائع ہوئے۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى تُدْفَنَ۔

باب: جو شخص دفن تک ٹھیرا رہے۔

۱۳۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا يُونُسُ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ح، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا میں نے ابن ابی ذئب کو پڑھ کر سنایا انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے یونس نے کہا ابن شہاب نے تیسری سند اور مجھ سے عبدالرحمٰن اعرج نے بھی بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے میں نماز ہونے تک شریک رہے اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی طرح ف

ف یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارھواں حصہ ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آخرت کے قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ۔

باب: جنازے کی نماز میں لوگوں کے ساتھ بچوں کا بھی شریک ہونا ف

ف اس سے پہلے جس باب میں امام بخاریؒ بچوں کا مردوں کے برابر جنازے کی نماز میں کھڑا ہونا بیان کر آئے ہیں گو اس سے بھی یہ نکلتا تھا کہ بچے جنازے کی نماز پڑھیں مگر اس باب سے اس مطلب کو صاف کر دیا۔

۱۳۲۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا

ہم سے یعقوب ابن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یحیٰی بن ابی بکیر نے کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے

زَائِدَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوا: هَذَا دُفِنَ أَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا۔

ابواسحٰق شیبانی نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک قبر پر تشریف لے گئے لوگوں نے کہا یہ مرد کل رات کو دفن ہُوا یا یہ عورت کل رات کو دفن ہوئی۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہم نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی۔ آپؐ نے اس پر نماز پڑھی۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلَّى وَالْمَسْجِدِ۔

باب: عید گاہ یا مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا ف

ف بعض لوگوں نے اس کو مکروہ سمجھا کہ جنازے کی نماز مسجد میں پڑھی جائے۔ امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے لیکن امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز ہے، امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر مسجد میں نماز پڑھی اور حنفیہ اور مالکیہ جس مرفوع حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں جنازے کی نماز پڑھے اس کو کچھ ثواب نہیں تو یہ ضعیف ہے دوسرے ابوداؤد نے اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے اس پر کچھ گناہ نہیں۔

۴۱۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَعَى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابنِ شہاب سے انہوں نے سعید بن المسیب اور ابوسلمہؓ سے، ان دونوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم کو نجاشی (حبش کے بادشاہ) کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز وہ حبش میں مرا (یہ آپؐ کا معجزہ تھا) آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے دعا کرو اور اگلی سند سے ابنِ شہاب سے روایت ہے مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صف بندھائی عید گاہ میں اور اس پر چار تکبیریں کہیں ف

ف عید گاہ کا حکم بھی مسجد کا سا ہے تو حدیث ترجمۂ باب کے مطابق ہو گئی؛

---

٤١٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو ضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (خیبر کے) یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپؐ نے حکم دیا اور وہ دونوں مسجد کے پاس جنازہ رکھنے کے مقام کے نزدیک سنگسار کیے گئے ف

ف معلوم ہوا کہ جنازہ رکھنے کا مقام مسجد میں تھا جبھی تو وہ اس کے قریب سنگسار کیے گئے اور باب کا یہی مطلب ہے؛

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ، وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ، فَسَمِعُوا صَائِحًا يَقُولُ: أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا؟ فَأَجَابَهُ آخَرُ: بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا۔

باب: قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے ف اور جب حسن بن حسن ابن علی رضی اللہ عنہ گزر گئے تو ان کی بی بی (فاطمہ بنت حسین) نے ان کی قبر پر سال بھر تک خیمہ جمایا آخر اٹھایا۔ اس وقت ایک پکارنے والے (فرشتے یا جن) کی آواز سنی کہتا تھا کیا ان لوگوں نے جن کو کھویا تھا ان کو پایا۔ دوسرے (فرشتے یا جن) نے جواب دیا، نہیں ناامید ہو کر لوٹ گئے ف۲

ف یعنی خاص قبر پر یا قبر کے آس پاس۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ رفتہ رفتہ قبر والوں کی پرستش کرنے لگیں۔ جیسے اگلے بت پرستوں کا حال ہوا تو سدّ اللباب قبر کے پاس بھی مسجد بنانا منع کر دیا گیا۔ جب قبر پر یا قبر کے پاس اللہ کی عبادت منع ہوئی تو قبر پرستی کس درجہ منع ہوگی، عاقل کو سمجھ لینا چاہیے؛ ف۲ یہ حسن امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور ثقات تابعین میں سے تھے۔ ان کی بی بی فاطمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور ان کے ایک صاحبزادے تھے، ان کا نام نامی بھی حسن تھا گویا تین پشت تک یہی مبارک نام رکھا گیا۔ ان کی بی بی نے اپنے دل کو تسلی دینے اور غم غلط کرنے کے لیے سال بھر تک اپنے محبوب شوہر کے مزار پر ڈیرہ رکھا۔ آخر نماز بھی وہیں پڑھتی رہی ہوں گی۔ اسی پر انہیں ہاتف غیب سے ملامت ہوئی کہ قبر کو مسجد کیوں بنایا؛

---

٤١٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا، قَالَتْ: وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے شیبان سے انہوں نے ہلال وزان سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وفات ہوئی یہ فرمایا کہ اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ف حضرت عائشہ رض نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپؐ کی قبر کھلی رہتی۔ میں بھی ڈرتی ہوں کہیں آپؐ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیں۔

ف یعنی خود قبروں کی پرستش کرنے لگے یا قبروں پر مسجدیں اور گرجا بنا کر وہاں خدا کی عبادت کرنے لگے تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ امام ابن قیمؒ نے کہا جو لوگ قبروں پر ایک وقتِ معین پر جمع ہوا کرتے ہیں وہ بھی گویا قبر کو مسجد بناتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میری قبر کو عید نہ کر لینا یعنی عید کی طرح وہاں میلہ اور جماؤ نہ کرنا۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بھی ان یہود و نصاریٰ کے پیرو ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ افسوس ہمارے زمانے میں گور پرستی ایسی شائع ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ، یہ نام کے مسلمان خدا اور رسولؐ سے نہیں شرماتے، اللہ ان کو ہدایت کرے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا۔

باب: زچگی میں عورت مر جائے نفاس کی حالت میں تو اس پر نماز پڑھنا۔

٤١٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے حسین معلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے سمرہ بن جندب سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت (ام کعب) پر جو نفاس کی حالت میں مر گئی تھی نماز پڑھی۔ آپؐ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے ف

ف مسنون یہی ہے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے سر کے مقابل، ابوداؤد نے انس رض سے نکالا کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

بَابٌ أَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ؟

باب : امام عورت پر نماز پڑھے تو کہاں کھڑا ہو اور مرد پر پڑھے تو کہاں کھڑا ہو؟ ف

ف امام بخاری کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کی کمر کے مقابل امام کھڑا ہو۔ انہوں نے ابوداؤد کی حدیث کو ضعیف سمجھا۔ حنفیہ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے سینے کے مقابل کھڑا ہو اور امام مالکؒ کے نزدیک مرد کی کمر کے مقابل اور عورت کے مونڈھوں کے مقابل ۔

٤١٦ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ: حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا.

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی بریدہ سے انہوں نے کہا ہم سے سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر نماز پڑھی جو نفاس میں مر گئی تھی۔ آپ اس کے بیچا بیچ کھڑے ہوئے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا، وَقَالَ حُمَيْدٌ: صَلَّى بِنَا أَنَسٌ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ.

باب : جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہنا ف اور حمید طویل نے کہا انسؓ نے ہم کو جنازے کی نماز پڑھائی تو تین تکبیریں کہیں اور سلام پھیر دیا ف لوگوں نے ان سے کہا انہوں نے پھر قبلے کی طرف منہ کیا چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

ف اکثر علماء جیسے امام شافعیؒ اور امام احمد اور اسحاق اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی قول ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کسی نے پانچ تکبیریں کہیں کسی نے تین کسی نے سات۔ امام احمدؒ نے کہا چار سے کم نہ ہوں اور سات سے زیادہ نہ ہوں۔ بیہقی نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جنازہ پر لوگ سات اور چھ اور پانچ اور چار تکبیریں کہا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے چار پر لوگوں کا اتفاق کرا دیا ؛ ف ممکن ہے کہ راوی نے پہلی تکبیر کا شمار نہ کیا ہو کیونکہ وہ تکبیر تحریمہ ہے جو ہر نماز میں کہی جاتی ہے۔ حافظ نے کہا یہ اثر حمید کے طریق سے مجھ کو نہیں ملا عبدالرزاق نے تو انسؓ سے یہ روایت قتادہ کے طریق سے کی ہے ؛

٤١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

علیہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز وہ (حبش کے ملک میں) مرا اور آپؐ لوگوں کو لے کر عیدگاہ گئے وہاں ان کی صف بندھوائی اور چار تکبیریں اس پر کہیں۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سَلِيمٍ: أَصْحَمَةَ۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے سلیم بن حیان نے کہا ہم کو سعید بن میناء نے انہوں نے جابرؓ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز پڑھی ف۱ تو چار تکبیریں کہیں اور یزید بن ہارون ف۲ اور عبدالصمد نے سلیم سے اس کا نام اصحمہ روایت کیا ہے ف۳۔

ف۱ نجاشی تو لقب ہے حبش کے ہر بادشاہ کا جیسے فغفور چین کے بادشاہ کا اور خدیو مصر کے بادشاہ کا اور قیصر روم کے بادشاہ کا، مگر اس کا نام اصحمہ تھا۔ بعضوں نے اصخمہ کہا، بعضوں نے اصحبہ۔ ف۲ اس کو خود امام بخاریؒ نے باب ہجرۃ الحبشہ میں وصل کیا۔ ف۳ کرمانی نے کہا یزید نے اصحمہ روایت کیا ہے۔ قاضی عیاض نے اسی کو ٹھیک کہا لیکن نووی نے کہا یہ شاذ ہے ٹھیک اصحمہ ہے۔ بعضوں نے کہا صحمہ۔

بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَسَلَفًا وَأَجْرًا۔

باب: جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ف۱ اور امام حسن بصریؒ نے کہا بچے پر (جنازے کی نماز میں) سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور یہ دعا اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا وسلفا واجرا ف۲۔

ف۱ کیونکہ وہ نماز ہے جیسے اوپر امام بخاری نے آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا اور صحیح حدیث میں ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا یہی قول ہے اور اہلِ حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک اور ابوحنیفہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔ شوکانی نے کہا امام احمد اور اہلِ حدیث کا مذہب حق ہے۔ ف۲ ترجمہ یوں ہے یا اللہ اس کو ہمارا میر سامان کر دے اور آگے چلنے والا اور ثواب دلانے والا۔ اس اثر کو عبدالوہاب ابن عطاء نے کتاب الجنائز میں وصل کیا۔

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قَالَ: لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ۔

غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ سے، انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضؓ کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھی۔ دوسری سند: امام بخاری نے کہا ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباسؓ کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی انہوں نے سورۂ فاتحہ (ذرا پکار کر) پڑھی اور کہا میں نے یہ اسلیے کیا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہےؔ

ؔ دوسری روایت میں ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت آواز سے پڑھی کہ ہم نے سن لی۔ پھر کہا میں نے پکار کر اس لیے پڑھی کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے اور صحابی کا کسی کام کو سنت کہنا مثل مرفوع حدیث کے ہے اس پر اتفاق ہے۔ شوکانی نے کہا اہل حدیث کے نزدیک نماز جنازہ اس طرح پڑھنا چاہیے کہ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور ایک سورت پڑھے اور دوسری تکبیروں میں وہ دعائیں جو حدیث شریف میں وارد ہیں؛

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ۔

باب: مردہ دفن ہونے کے بعد قبر پر نماز پڑھناؔ

ؔ جس نے مردے پر نماز نہ پڑھی ہو، وہ دفن ہونے کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے۔ بعضوں نے دعویٰ کیا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کا خاصہ تھا مگر اس پر کوئی دلیل نہیں ہے؛

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَلَّوْا خَلْفَهُ، قُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا يَا أَبَا عَمْرٍو؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا کہا میں نے عامر شعبی سے سنا کہا مجھ کو اس نے خبر دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر سے گزرا تھا۔ آپؐ نے لوگوں کی امامت کی اور انہوں نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ شیبانی نے کہا میں نے شعبی سے کہا ابو عمرو کہو تو یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی؟ انہوں نے کہا ابن عباس رضؓ نے۔

٤٢١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَقُمُّ المَسْجِدَ فَمَاتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَا فَعَلَ ذَلِكَ الإِنْسَانُ؟ قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: أَفَلَا آذَنْتُمُونِي؟ فَقَالُوا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ، قَالَ: فَحَقَّرُوا شَأْنَهُ، قَالَ: فَدُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ، فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک کالا مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت دیا کرتی تھی، وہ مر گیا یا مر گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے مرنے کی خبر نہ ہوئی۔ ایک دن آپ نے اس کو یاد فرمایا اور پوچھا وہ کدھر ہے، کیا ہوا (یا کیا ہوئی) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مر گیا (یا مر گئی) آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ کی۔ لوگوں نے کہا ایسا ہوا ایسا ہوا اس کا قصّہ بیان کیا۔ غرض اس کو حقیر سمجھا ف آپ نے فرمایا اب مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ۔ ابو ہریرہؓ نے کہا پھر آپ اس کی قبر پر آئے اس پر نماز پڑھی ف۲

ف ایک کالی مجہول الحال غریب عورت مر گئی اور رات کا وقت تھا آپ کو اس کے لیے کیا تکلیف دیتے ہم نے اس کو گاڑ دیا۔

ف۲ خاکساران جہاں را بحقارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

یہ کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبویؐ کی جاروب کش بڑے بڑے بادشاہان ہفت اقلیم سے اللہ کے نزدیک درجہ اور مرتبہ میں زاید تھی۔ حبیب خدا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ڈھونڈ کر اس کی قبر پر نماز پڑھی۔ واہ رے قسمت! آپ کی کفش برداری اگر ہم کو بہشت میں نصیب ہو جائے تو ایسی دنیا کی لاکھوں سلطنتیں اس پر تصدق کر دیں؛

بَابُ المَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ۔

باب: مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے ف

ف یہاں سے یہ نکلا کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے۔ ابن منیر نے کہا امام بخاریؒ نے یہ باب اس لیے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور وغل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ، سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے جو اہلِ حدیث کا مذہب ہے؛

٤٢٢۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں

عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ۔

نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ ان کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں، پوچھتے ہیں تو ان صاحب محمدؐ کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو جگہ تھی اس کو دیکھ لے اللہ نے اس کے بدلے تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے ف۲ اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے ف۳ پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا اور نہ عالموں کی پیروی کی ف۴ پھر لوہے کے گرز سے اس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اس کے پاس والی مخلوق آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے ف۵

ف۱ معلوم ہوا کہ ہر شخص کے لیے دو دو ٹھکانے بنے ہیں ایک بہشت میں، ایک دوزخ میں اور یہ مضمون قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کافروں کے ٹھکانے جو بہشت میں ہیں ان کے دوزخ میں جانے کی وجہ سے ایمان دار لے لیں گے۔ ف۲ اور بہشت میں ٹھکانا ملنے پر حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتا ہے اور دوزخ کا ٹھکانا اس کو اس لیے دکھایا جاتا ہے کہ بہشت کی قدر و منزلت اس کو معلوم ہو اور اللہ کا بے حد شکر بجالائے، بقول سعدیؒ: قدرِ عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید۔ ف۳ کوئی کہتا تھا ساحر ہیں یا شاعر ہیں یا کاہن ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک مبارک صورت مردے کو نظر آتی ہے جبھی تو وہ اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ان صاحبؐ کے بارے میں تیرا کیا اعتقاد تھا۔ بہت سے مسلمانوں نے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں نہیں دیکھا مگر اس وقت پہچان لیں گے۔ بعضوں نے کہا آپؐ کا نام لے کر مردے سے پوچھتے ہیں اور چونکہ آپؐ نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ حدیث فرمائی اس لیے ہٰذا الرجل کے ساتھ اپنی طرف اشارہ فرمایا۔ ف۴ یعنی نہ مجتہد ہوا، نہ مقلد۔ اگر کوئی اعتراض کرے مقلد تو ہوا کیونکہ اس نے پہلے کہا لوگ جیسا کہتے تھے میں نے بھی ایسا کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقلید کچھ کام کی نہیں کہ سنے سنائے پر ہر شخص کے کہنے پر عمل کرنے لگا بلکہ تقلید کے لیے بھی غور لازم ہے کہ جس شخص کے ہم مقلد بنتے ہیں آیا وہ لائق اور فاضل اور سمجھدار تھا یا نہیں اور دین کا علم اس کو تھا یا نہیں، سب باتیں بخوبی تحقیق کر کے

اگر معتقد بنتا تو اس آفت میں کاہے کو گرفتار ہوتا۔ دوسرے ہر مقلد کو لازم ہے کہ جس کی تقلید کرتا ہے اگر اس کا قول غلط پائے تو اسی وقت اس کی تقلید چھوڑ دے اور حق کی پیروی کرے۔ غلطی معلوم کر کے پھر مقلد بنے رہنا یہ اگلے مشرکوں کی رسم ہے جو پیغمبر صاحب سے توحید کے ہزارہا دلائل سنتے تھے لیکن اپنے باپ دادا کی چال پر جمے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مقلدوں کی قرآن شریف میں جا بجا ہجو کی ہے ؛ ف آدمی اور جن اگر سنتے تو بڑی خرابی پڑتی، دنیا کے سب کام معطل ہو جاتے، ایمان بالغیب نہ رہتا ؛

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا۔

باب: جو شخص کسی برکت والی زمین میں جیسے بیت المقدس وغیرہ ہے، دفن ف۱ ہونے کی آرزو کرے ف۲

ف۱ خدایا آرزو ہے دل سے مجھ کو کب وہ دن ہو ؛ مدینہ میں مروں اور بقیع پاک مدفن ہو

ف۲ بیت المقدس کی مثل ہے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور کربلا معلیٰ اور نجف اشرف اور سارے مقامات جہاں اللہ کے نیک بندے مدفون ہیں۔ باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مدفن کے لیے کسی پیغمبر یا ولی کا جوار ڈھونڈنا جائز ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ؛

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ، قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن طاوس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا موت کا فرشتہ حضرت موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا (آدمی کی شکل میں) جب وہ آیا (آپ کسی کام میں مشغول تھے اس نے ستایا) آپ نے اس کو نہ پہچان کر) ایک طمانچہ رسید کیا، اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا اور کہا تو نے مجھ کو ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ نے اس کی آنکھ درست کر دی اور فرمایا موسیٰؑ کے پاس پھر جا اور کہہ ایک بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھو جتنے بال ان کے ہاتھ تلے آئیں وہ اتنے برس زندہ رہیں گے۔ (فرشتے نے ایسا ہی کہا) حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا، پھر اس کے بعد؟ حکم ہوا موت۔ انہوں نے کہا تو ابھی سہی۔ پھر انہوں نے خدا سے دعا مانگی یا اللہ مجھ کو بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار پر نزدیک کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰؑ کی قبر

الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ۔

بتلا دیتا رستے پر لال ٹیلے کے پاس ف۱

ف۱۔ حضرت موسیٰؑ بڑے قوی، شہ زور تھے، فرشتہ آدمی کے لباس میں تھا اس لیے طمانچہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔

بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ، وَدُفِنَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلًا۔

باب: رات کو دفن کرنا کیسا ہے اور ابوبکر صدیقؓ رات کو دفن ہوئے ف۱

ف۱ اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا۔

۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ، قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ، فَصَلَّوْا عَلَيْهِ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے شیبانی سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص پر جو رات کو دفن کر دیا گیا تھا (دوسرے روز) نماز پڑھی۔ آپؐ اپنے صحابہ سمیت کھڑے ہوئے اور آپؐ نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ فلاں ہے۔ کل رات کو دفن ہوا۔ پھر اس پر نماز پڑھی۔

بَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ۔

باب: قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے؟ ف۱

ف۱ قسطلانی نے کہا حدیث سے اس کی حرمت نکلتی ہے خصوصاً جب کہ اس پر لعنت آئی لیکن شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ اس سے پہلے جو باب امام بخاری لا چکے ہیں وہ قبرستان میں مسجد بنانے کے متعلق تھا اور اس باب سے یہ مقصود ہے کہ خود قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے۔ ابن منیر نے کہا قبرستان میں قبروں سے علیحدہ مسجد بنانے میں قباحت نہیں۔ شوکانی نے کہا یہ اس بیماری میں آپؐ نے فرمایا جس میں رحلت کی اور اس سے قبروں کی مسجد بنانے کی حرمت نکلتی ہے۔ بعضوں نے کہا یہ حرمت اسی زمانے میں تھی جب بت پرستی کا زمانہ قریب گزرا تھا۔ ابن دقیق العید نے اس کا رد کیا۔ بندنیجی نے کہا مراد یہ ہے کہ قبر کو گرا کر برابر کر کے اس پر مسجد بنانا یہ حرام ہے کیونکہ مسلمان کی قبر کی حرمت کرنا چاہیئے البتہ مشرکوں کی قبریں برابر کر کے اس پر مسجد بنا سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبویؐ بناتے وقت کیا۔ بیضاوی نے کہا یہود اور نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ تعظیمی کیا کرتے تھے اور نماز میں ان کی قبر کو قبلہ بناتے اور ان کو بت کی طرح کر لیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کیا لیکن اگر کوئی شخص کسی ولی یا بزرگ کے مزار کے پاس مسجد بنائے اور اس سے مقصود برکت ہو، نہ کہ نماز میں اس کی تعظیم اور نہ اس کی طرف توجہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں انتہی۔ اور حق تعالیٰ نے ایمان والوں سے سورہ کہف میں نقل کیا قال الذین غلبوا علیٰ امرہم لنتخذن علیہم مسجدًا۔

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانے میں تو بت پرستی اور گور پرستی پھر ایسی پھیل گئی ہے کہ معاذ اللہ ہزاروں نام کے مسلمان قبروں پر جا کر ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت بھی یہی حکم مناسب ہے کہ قبروں کے پاس مطلقاً مسجد بنانے کی کی اجازت نہ دی جائے۔ واللہ اعلم۔

۴۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب بیمار ہوئے (وفات کی بیماری میں) تو آپؐ کی بعض بی بیوں (ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ) نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا ف حبش کے ملک میں دیکھا تھا ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں انہوں نے اس کی خوبصورتی اور وہاں کی تصویروں کا حال بیان کیا۔ آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا ان لوگوں کا قاعدہ تھا کہ جب ان میں کوئی نیک شخص مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور مسجد میں اس کی مورت رکھتے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق سے برے ہیں۔

ف ماریہ اصل میں میری کا معرب ہے۔ میری[1] کسی عورت کا نام ہوگا جس نے وہ گرجا بنایا ہوگا۔

بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ۔

باب: عورت کی قبر میں کون اترے۔

۴۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازے میں حاضر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو آج رات کو عورت

[1] میری یعنی مریم۔ مصحح

لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ: فَقَالَ أَبُوطَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا، فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا فَقَبَرَهَا، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: قَالَ فُلَيْحٌ: أُرَاهُ يَعْنِي الذَّنْبَ، قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ: لِيَقْتَرِفُوا: لِيَكْتَسِبُوا۔

کے پاس نہ گیا ہو۔ ابوطلحہ نے کہا میں ہوں آپؐ نے فرمایا تو اس کی قبر میں اتر۔ انسؓ نے کہا پس ابوطلحہؓ اس کی قبر میں اترے اور اسکا جنازہ قبر میں رکھا عبداللہ ابن مبارک نے کہا فلیح نے کہا میں سمجھتا ہوں لم یقارف کا معنیٰ یہ ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔ امام بخاری نے کہا (سورۂ انعام میں) جو لیقترفوا آیا ہے اس کے معنی یہی ہیں "تاکہ گناہ کریں"۔ ف۱

ف۱ معلوم ہوا غیر شخص بھی عورت کا جنازہ قبر میں رکھ سکتا ہے حالانکہ حضرت عثمانؓ، صاحبزادی کے شوہر بھی موجود تھے مگر جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو عورت سے صحبت نہ کی ہو تو وہ ہٹ گئے۔ اس کا اوپر قصہ گزر چکا ہے: ف۲ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق چونکہ حدیث میں لم یقارف کا لفظ آیا ہے تو قرآن میں اقتراف کا لفظ آیا ہے اس کی تفسیر کر دی کیونکہ مقارفت اور اقتراف دونوں کا مادہ ایک ہے یعنی قرف، حدیث کا مطلب یہ ہُوا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات گناہ نہ کیا ہو مگر یہ معنیٰ نہیں بنتے کیونکہ گناہ تو حضرت عثمانؓ نے بھی نہیں کیا تھا، انہوں نے صرف اپنی لونڈی سے اس رات صحبت کی تھی جو اخلاقاً اپنی بیوی کی ایسی سخت بیماری میں معیوب تھی۔ امام ابن حزم نے بھی اس معنیٰ سے انکار کیا ہے کہ بھلا ابوطلحہؓ یہ کیونکر کہہ سکتے تھے کہ میں نے آج کی رات کوئی گناہ نہیں کیا ایسا تو کوئی عام آدمی بھی نہیں کہتا خصوصاً آنحضرتؐ کے سامنے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ۔

باب: شہید پر نماز پڑھیں یا نہیں۔

٤٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا جنگ اُحد میں ایسا ہُوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو لوگ مارے گئے تھے، ان میں سے دو دو لاشیں اکٹھا کرتے پھر فرماتے ان دونوں میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد تھا جب لوگ ایک کو بتلاتے تو آپؐ اس کو لحد قبر میں آگے رکھتے اور فرماتے میں قیامت کے دن ان لوگوں کا گواہ ہوں ف۱ اور آپؐ نے حکم دیا اسی طرح خون لگے ہوئے دفنا دینے کا، نہ غسل دیا نہ نماز پڑھی ف۲

ف۱ کہ انہوں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ اور رسولؐ پر تصدق کی اور ایمان پر مرے ؛ ف۲ شافعیہ اور اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے کہ شہید پر نماز نہ پڑھیں اور امام احمدؒ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز پڑھیں

لیکن غسل نہ دینا چاہیئے اور مراد وہ شہید ہے جو میدانِ جنگ میں کافروں یا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جائے لیکن وہ لوگ جن کیلئے شہادت کا ثواب حدیث میں آیا ہے جیسے طاعون سے مرنے والا یا ڈوب کر مرنے اس کو بالاتفاق غسل دینا چاہیئے۔

۱۲۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے ابوالخیر، یزید بن عبداللہ سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور اُحد والوں کے لیے اس طرح نماز پڑھی (دعا کی) جیسے میت کے لیے کیا کرتے تھے ف۱ پھر منبر کی طرف آئے (اس پر چڑھے) فرمایا دیکھو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں ف۲ اور قسم خدا کی میں اپنے بعد میں یہ نہیں ڈرتا کہ تم مشرک بن جاؤ گے (یعنی سب کے سب مشرک ہو جاؤ گے) لیکن مجھ کو یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں نہ لگ جاؤ ف۳

ف۱ یہ نماز جنازے کی نماز نہ تھی فقط وداعی دعا تھی کیونکہ جنازے کی نماز آٹھ برس بعد تھوڑی پڑھی جاتی ہے اور شاید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خاصہ ہو۔ نووی نے کہا یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے یعنی جیسے میت کے لیے آپؐ دعاء کیا کرتے تھے ویسی ہی دعاء کی ۔ ف۲ یہ آپؐ نے ان فتوحات کی طرف اشارہ فرمایا جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں کہ مغرب یعنی ممالک اندلس سے لے کر انتہائے مشرق یعنی ممالک چین تک اسلام پھیلا ۔ ف۳ یعنی دنیا کی طمع تم پر غالب نہ آئے اور دنیا کے پیچھے اپنا دین نہ گنوا دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ مسلمان دنیا کے پیچھے لگ گئے اور ہر ایک نے یہ چاہا کہ میں بڑھ چڑھ کر رہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں نفسی نفسی پڑ گئی اور سارے مسلمان مل کر جو ایک جان اور ایک خیال تھے وہ بات جاتی رہی۔ جب ان کا اتحاد مٹ گیا تو کافروں نے اس کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں پر غالب آنا شروع کیا یہاں تک کہ ہمارے زمانے میں جس قدر ملک اگلے مسلمانوں نے اپنے خون بہا کر فتح کیے تھے وہ ان ناخلف اولاد نے کھو دیے اور اب بھی نااتفاقی اور اختلاف سے باز نہیں آتے سب مل کر قرآن اور حدیث کو اپنا قانون نہیں بناتے۔ اگر اب بھی مسلمان قرآن اور حدیث پر چلنے لگیں تو اگلی حالت انکی پھر عود کر آئے گی ورنہ ان کی اولاد ان سے زیادہ کافروں کی دست نگر اور محتاج رہیگی۔ وما علینا الا البلاغ۔

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِي قَبْرٍ

باب: دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا ف۔

ف ضرورت کے وقت یہ جائز ہے۔ باب کی حدیث میں صرف دو ہی شخصوں کا ذکر ہے تین کو بھی اس پر قیاس کیا یا اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ دو اور تین شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاتا۔ عبدالرزاق کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ عورت اور مرد ایک ہی قبر میں دفن کیے جاتے؛

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ۔

ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب سے، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُحد کے شہیدوں کو دو دو کر (ایک قبر میں) اکٹھا کرتے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ غُسْلَ الشُّهَدَاءِ۔

باب: شہیدوں کو غسل نہ دینا ف۔

ف گو وہ حالتِ جنابت یا حیض یا نفاس میں شہید ہوں اس پر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ ایک شاذ قول سعید بن مسیب اور حسن بصریؒ سے یہ منقول ہے کہ شہید کو غسل دیا جائے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اس کا رد کیا؛

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ كَعْبٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْفِنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ۔

ہم سے ابوالولید طیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کو یہ فرمایا کہ خون لگے ہوئے ان کو یوں ہی دفن کر دو اور ان کو غسل نہ دیا۔

بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ، وَسُمِّيَ اللَّحْدُ لِأَنَّهُ فِي نَاحِيَةٍ، وَكُلُّ جَائِرٍ مُلْحِدٌ، مُلْتَحَدًا مَعْدِلًا، وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرِيحًا۔

باب: لحلی قبر میں کون آگے رکھا جائے۔ امام بخاری نے کہا لحلی قبر کو لحد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ایک کونے میں ہوتی ہے اسی سے ہے (سورۂ کہف میں) ملتحدا یعنی پناہ کا کونہ۔ اگر سیدھی صندوقی قبر ہو تو اس کو ضریح کہتے ہیں ف

ف نسخہ مطبوعہ مصر میں یہاں اتنی عبارت اور زاید ہے' وکل جائر ملحد' ہر ظلم کرنے والے کو ملحد کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی انصاف کا سیدھا راستہ چھوڑ کر ایک طرف مائل ہو جاتا ہے؛

۴۳۱- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: وَأَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِقَتْلَى أُحُدٍ: أَيُّ هٰؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى رَجُلٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهِ، وَقَالَ جَابِرٌ: فَكُفِّنَ أَبِي وَعَمِّي فِي نَمِرَةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد کے شہیدوں میں سے دو دو مُردوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے پھر پُوچھتے، ان میں زیادہ قرآن کس کو یاد تھا؟ جب آپؐ کو بتلاتے تو آپؐ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے ف۱ اور فرماتے میں ان لوگوں کا گواہ ہوں اور آپؐ نے حکم دیا وہ اسی طرح خون لگے ہوئے دفنا دیے گئے نہ ان پر نماز پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا اور ہم کو اوزاعی نے خبر دی زہری سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کے شہیدوں کو پُوچھتے ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا؟ جب لوگ بتلاتے تو آپؐ اس کو بغلی قبر میں اس کے ساتھی سے آگے رکھتے۔ جابرؓ نے کہا میرے باپ عبداللہؓ اور میرے چچا (عمرو بن جموح) ف۲ ایک کمبل میں دفن کیے گئے اور سلیمان بن کثیر نے اپنی روایت میں یوں کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے اس نے بیان کیا جس نے جابر سے سنا ف۳

ف۱ یعنی قبلے کی جانب وہ آگے رہتا۔ اس کے پیچھے وہ جس کو اس سے کم قرآن یاد ہوتا؛ ف۲ عمرو بن جموح جابر کے چچا نہ تھے بلکہ چچا کے بیٹے اور ان کے بہنوئی تھے تعظیماً ان کو چچا کہا؛ ف۳ سلیمان بن کثیر کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا۔ امام بخاری نے جابر کی حدیث پہلے ابن مبارک کے طریق سے متصلاً روایت کی پھر اوزاعی کا طریق بیان کیا جو منقطع ہے کیونکہ زہری نے جابر سے نہیں سنا؛

بَابُ الْإِذْخِرِ وَالْحَشِيشِ فِي الْقَبْرِ

باب: اذخر اور سوکھی گھاس قبر میں بچھانا

۴۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَرَّمَ اللهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي، أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، وَقَالَ أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرم کیا ہے ف۲ نہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لیے حلال ہُوا نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور (فتح مکہ کے دن) گھڑی بھر کے لیے وہ مجھ کو حلال ہُوا تھا۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت قلم نہ کیا جائے اور وہاں کا جانور (شکار) نہ بھگایا جائے اور وہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو شناخت کرائے ف۳ حضرت عباسؓ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ اذخر کی اجازت دیجئے ف۴ وہ ہمارے سُنار کام میں لاتے ہیں، ہماری قبروں میں ڈالی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے۔ اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا ہے ہماری قبروں اور گھروں کے کام آتی ہے اور ابان بن صالح نے کہا انہوں نے حسن بن مسلم سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے اور مجاہد نے طاؤس سے جو روایت کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے اس میں یوں ہے کہ لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے ف۵

ف۱ اذخر ایک گھاس ہے خوشبودار جو مکہ میں بہت پیدا ہوتی ہے ۔
ف۲ اسی واسطے مکے کی مسجد کو مسجد حرام کہتے ہیں یعنی وہاں لڑائی حرام ہے ۔ ف۳ یعنی اس کی نیت یہ ہو کہ لوگوں کو بتلائے گا پہنچوائے گا اور مالک ملے گا تو اس کو پہنچا دے گا ایسا شخص وہاں کی پڑی ہوئی چیز اٹھا سکتا ہے ۔ ف۴ یعنی اس کے کاٹنے کی ۔ ف۵ ابوہریرہؓ کی حدیث کو خود امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں وصل کیا ہے اور ابان ابن صالح کی روایت کو ابن ماجہ نے وصل کیا اور مجاہد کی روایت اسی کتاب میں کتاب الحج میں آئے گی ۔

بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ؟

باب: کیا میت کو کسی ضرورت سے قبر سے پھر نکال سکتے ہیں؟ ف

ف امام بخاریؒ نے اس باب میں اس کا جواز ثابت کیا اگر کسی شخص پر زہر کھلانے یا ضرب لگانے سے اس کی موت کا گمان ہو تو اس کی لاش بھی قبر سے نکال کر دیکھ سکتے ہیں البتہ مسلمان کی لاش کا چیرنا کسی حدیث میں ثابت نہیں ہے پر ضرورت سے وہ بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اب عدالتی مقدمات میں اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے ۔

٤٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، فَاللهُ أَعْلَمُ، وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيصًا، قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ أَبُو هَارُونَ: وَكَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَانِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلْبِسْ أَبِي قَمِيصَكَ الَّذِي يَلِي جِلْدَكَ، قَالَ سُفْيَانُ: فَيَرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَ عَبْدَ اللهِ قَمِيصَهُ مُكَافَأَةً لِمَا صَنَعَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن اُبی (منافق) کی قبر پر اس وقت تشریف لائے جب اس کی لاش قبر میں رکھ دی گئی تھی ف۱ آپؐ نے فرمایا نکالو وہ نکالی گئی۔ آپؐ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا تھوک اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنا دیا (اللہ جانے اس کا کیا سبب تھا) اس نے حضرت عباسؓ کو ایک کرتہ پہنایا تھا اور سفیان بن عیینہ نے کہا ابو ہارون ف۲ (موسیٰ بن ابی عیسیٰ) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت دو کرتے تلے اوپر پہنے تھے عبداللہ کے بیٹے نے (جو سچا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو وہ کرتہ پہنا دیجئے جو آپؐ کے جسم سے لگا ہے سفیان نے کہا لوگ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنا کرتہ اس کے کرتے کے بدلے پہنا دیا جو اس نے حضرت عباسؓ کو پہنایا تھا ف۳

ف۱ ابھی قبر کو پاٹا نہ تھا صرف لاش اس میں اتاری گئی تھی۔ ف۲ یہ ابو ہارون تبع تابعین میں سے ہے تو حدیث معضل ہوئی کیوں کہ اس میں دو واسطے چھوٹ گئے ہیں۔ ف۳ آپؐ نے یہ کرتہ پہنا کر منافق کا احسان اپنے اُوپر سے اتار دیا حالانکہ آپؐ خوب جانتے تھے کہ عبداللہ بن ابی منافق تھا مگر آپؐ نے اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جو سچا مسلمان تھا اور عبداللہ بن ابی کی قسمت میں تو جو ہونا ہے وہ مٹ نہیں سکتا۔

٤٣٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے عطا بن ابی رباح سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا جب جنگ احد آن پہنچی (یعنی صبح کو لڑائی تھی) تو میرے باپ عبداللہ نے رات کو مجھے بلا بھیجا اور کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں پہلے میں مارا جاؤں گا ف اور میں اپنے بعد اپنے عزیزوں اور وارثوں میں سے، تجھ سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں چھوڑتا البتہ

أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الآخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس فقط تجھ سے زیادہ عزیز ہیں۔ ؎۲ اور دیکھ مجھ پر قرض ہے اس کو ادا کر دیجیو اور اپنی (نو) بہنوں سے اچھا سلوک کرتے رہیو۔ جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے باپ ہی شہید ہوئے اور پہلے میں نے ایک اور شخص (اپنے بہنوئی) کو ملا کر ان کے ساتھ دفن کیا تھا۔ پھر مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں اپنے باپ کو دوسرے کے ساتھ رکھوں میں نے چھ مہینے بعد ان کی لاش نکالی دیکھا تو جوں کے توں جیسے رکھا تھا ویسے ہی ہیں۔ ذرا سا کان گل گیا تھا۔

؎۱ جابرؓ کے والد عبداللہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جاں نثار تھے اور ان کے دل میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ ٹھان لی کہ میں کافروں پر جا گروں گا اور ماروں گا اور مروں گا۔ کہتے ہیں انہوں نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ مبشر بن عبد منذر جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ان سے کہہ رہے ہیں تم ہمارے پاس انہی دنوں میں آیا چاہتے ہو۔ انہوں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا تیری قسمت میں شہادت ہے۔ زہے قسمت عبداللہ کی؛ ؎۲ سبحان اللہ! ایمان یہی ہے کہ پیغمبر صاحبؐ اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہوں، جیسے دوسری حدیث میں ہے، لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ جابرؓ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ باقی اولاد سب بیٹیاں تھیں۔ اکلوتا بیٹا اپنی جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اکلوتے بیٹے کی محبت سے بھی زیادہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ سب مسلمان کرتے ہیں مگر یہ زبانی دعویٰ کام نہیں آئے گا جب تک امتحان کی کسوٹی میں پورے نہ اتریں۔ کسوٹی یہ ہے کہ آپؐ کا دین پھیلانے میں جان اور مال سب تصدق کریں۔ دشمنانِ دین سے ہر طرح مقابلہ کا سامان کریں۔ آپؐ کے ارشاد کے سامنے تمام جہان کے اقوال اور خیالات کو گوز شتر سے بھی زیادہ بے وقت جانیں حب ایمان پورا ہوگا۔ آپؐ کی حدیث اور آپؐ کی سنت سے ایسی محبت رکھیں کہ ہمہ تن اس میں غرق ہو جائیں کسی مجتہد یا پیر یا مرشد کا قول آپؐ کے ارشاد کے خلاف نہ مانیں؛

۴۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُ فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن عامر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابن نجیح سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا میرے باپ کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن ہوئے تھے، مجھ کو اچھا نہ لگا۔ میں نے ان کو نکالا اور جدا ایک قبر میں رکھا۔

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ

باب: قبر لبغلی بنانا یا صندوقی ف۱

ف۱ باب کی حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ لبغلی قبر بنانا افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی پریشانی میں لبغلی قبریں بنوائیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لبغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ہ

۴۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، فَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا مجھ کو لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احد میں جو لوگ شہید ہوئے، ان میں سے دو دو شخصوں کو ملاتے پھر پوچھتے ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن یاد کیا تھا؟ جب ایک کو بتلایا جاتا تو آپؐ اس کو لبغلی قبر میں آگے رکھتے پھر فرماتے میں ان لوگوں کے (ایمان کا)، قیامت کے دن کا گواہ ہوں۔ آپؐ نے خون لگے اسی طرح ان کو دفنا دیا اور غسل نہیں دلایا۔

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ؟ وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ؟

وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَيْحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُهُمَا فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَعَ أُمِّهِ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَبِيهِ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ، وَقَالَ: الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى۔

باب: اگر بچہ اسلام لائے اور جوان ہونے سے پہلے مر جائے تو اس پر نماز پڑھیں یا نہیں اور بچہ کو مسلمان ہونے کے لیے کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اور امام حسن بصری رح اور شریح اور ابراہیم نخعی اور قتادہ کہتے تھے جب ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو لڑکا مسلمان کے پاس رہے گا ف۱ اور ابن عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ کمزور مسلمان (سمجھے جاتے) تھے اور اپنے باپ کے ساتھ اپنی قوم کے دین پر نہ تھے ف۲ اور آنحضرتؐ نے دیا ابن عباسؓ نے) فرمایا: اسلام غالب رہتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا ف۳

ف۱ اور اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا تو اس پر جنازے کی نماز پڑھیں گے حسن اور شریح کا قول بیہقی نے اور ابراہیم اور قتادہ کا قول عبدالرزاق نے نکالا ۔ ف۲ ہوا یہ تھا کہ جنگ بدر کے چند روز بعد ابن عباسؓ کی ماں لبابہ بنت حارث مسلمان ہو گئی تھیں لیکن ان کے شوہر عباسؓ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اور اپنی قوم قریش کے دین پر یعنی شرک پر

قائم تھے۔ ابنِ عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ ان کمزور مسلمانوں میں گنے جاتے تھے جن کا ذکر قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے والمستضعفین من النساء والولدان... اخیر تک اس حدیث کو خود امام بخاری نے وصل کیا ہے۔ ف۲ اس کو دارقطنی نے مرفوعاً روایت کیا اور ابنِ حزم نے ابن عباسؓ سے ان کا قول بھی ایسا ہی نقل کیا؛

٤٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مُغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَرَفَضَهُ، وَقَالَ: آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا تَرَى؟ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا، فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ، فَقَالَ: اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْهُ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی، عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ اور چند آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ابنِ صیاد ف۱ کے پاس گئے دیکھا تو وہ بچوں کے ساتھ بنی مغالہ ف۲ کے مکانوں کے پاس کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابنِ صیاد جوانی کے قریب تھا اس کو (آپؐ کے آنے کی) خبر ہی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر مارا، پھر فرمایا ابنِ صیاد تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ اس نے آپؐ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ ان پڑھ لوگوں کے پیغمبر ہیں۔ پھر ابنِ صیاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپؐ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ آپؐ نے یہ بات سن کر اس کو چھوڑ دیا ف۳ اور فرمایا میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ ف۴ اس نے کہا میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں ف۵ آپؐ نے فرمایا پھر تو تیرا سب کام گڈمڈ ہو گیا۔ پھر آپؐ نے (امتحان کے لیے) اس سے فرمایا اچھا میں نے ایک بات دل میں رکھی ہے وہ بتلا۔ (آپؐ نے سورۂ دخان کی اس آیت کا تصور کیا فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین) ابنِ صیاد نے کہا وہ درخ ہے ف۶ آپؐ نے فرمایا چل دور ہو، تو اپنی بساط سے کبھی نہ بڑھ سکے گا ف۷ حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ مجھ کو چھوڑیئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں ف۸

فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ، وَقَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ يَعْنِي فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: يَا صَافِ، وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ، هَذَا مُحَمَّدٌ، فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ، وَقَالَ شُعَيْبٌ: زَمْزَمَةٌ فَرَفَصَهُ، وَقَالَ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ: رَمْرَمَةٌ، وَقَالَ مَعْمَرٌ: رَمْزَةٌ۔

آپؐ نے فرمایا اگر یہ دجّال ہے تب تو تو اُس پر غالب نہ ہوگا اور اگر دجال نہیں ہے تو اُس کا مار ڈالنا تیرے لیے بہتر نہ ہوگا ف۹ اور سالم نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے پھر اس کے بعد (ایک دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابی کعبؓ (دونوں مل کر) ان کھجوروں کے درختوں میں گئے جہاں ابنِ صیاد تھا۔ آپؐ چاہتے تھے کہ (ابنِ صیاد آپؐ کو نہ دیکھے اور) اس سے پہلے کہ وہ آپؐ کو دیکھے آپؐ غفلت میں اس کی کچھ باتیں سُن رہیں ف۱۰ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھ پایا۔ وہ ایک چادر اوڑھے پڑا تھا کچھ گن گن یا بھن بھن کر رہا تھا لیکن (مشکل یہ ہوئی) کہ ابنِ صیاد کی ماں نے (دور ہی سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا آپؐ کھجور کے تنوں میں چھپ چھپ کر جا رہے تھے اس نے (پکار کر) ابنِ صیاد سے کہہ دیا یا صاف، یہ ابن صیاد کا نام تھا، دیکھو محمدؐ آن پہنچے۔ یہ سنتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش اس کی ماں ابنِ صیاد کو باتیں کرنے دیتی تو وہ اپنا حال کھولتا۔ شعیب نے اپنی روایت میں بجائے رمزة، زمزمہ کہا اور رفصہ کے بدلے فرفصہ ف۱۱ اور اسحاق کلبی اور عقیل نے رمرمہ کہا ف۱۲ اور معمر نے رمزہ کہا ف۱۳

ف۱ ابنِ صیاد ایک یہودی لڑکا تھا مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعضی نشانیوں سے اس کی نسبت شُبہ ہوا تھا کہ شاید یہی ایک زمانہ میں دجّال ہو جائے گا۔ پورا بیان اس کا انشاءاللہ تعالیٰ اپنے باب میں آئے گا۔ امام بخاریؒ یہ حدیث اس باب میں اس لیے لائے کہ اس سے باب کا مطلب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابنِ صیاد پر اسلام پیش کرنا ثابت ہوتا ہے حالانکہ وہ اس وقت نابالغ بچّہ تھا؛ ف۲ بنی مغالہ انصار کے ایک قبیلہ کا نام تھا؛ ف۳ یعنی اس کی طرف سے مایوس ہو گئے کہ وہ ایمان لانے والا نہیں یا آپؐ نے جواب میں اس کو چھوڑ دیا یعنی اس کی نسبت لا و نعم کچھ نہیں کہا گول گول یہ فرما دیا کہ میں اللہ کے سب پیغمبروں پر ایمان لایا۔ بعضی روایتوں میں فرفصہ ہے صادِ مہملہ سے یعنی ایک لات اس کو جمائی، اور بعضوں نے فرصہ نقل کیا ہے یعنی اس کو دبا کر بھینچا؛ ف۴ اس پوچھنے سے آپؐ کی غرض یہ تھی کہ ابنِ صیاد کا جھوٹ کھل جائے اور اس کا پیغمبری کا دعویٰ غلط ہو؛ ف۵ یعنی کبھی سچا خواب دیکھتا ہوں کبھی جھوٹا۔ یہ ابنِ صیاد پر کیا منحصر ہے ہر شخص کا یہی

حال ہے۔ بعضوں نے کہا کہ ابن صیاد کاہن تھا، اس کو شیطان خبریں دیا کرتے کبھی سچ نکلتیں کبھی جھوٹ ؛ ف دخان کا لفظ پورا نہ بتا سکا، اوّل کے دو حرف کہہ کے رہ گیا۔ خیر ابن صیاد کا یہاں تک بھی بتانا غنیمت تھا ہمارے زمانے کے تو کاہن اور نجومی اور رمّال جھوٹے صیاد ہیں، ایک بات بھی دل کی نہیں بتا سکتے ؛ ف یعنی بس شیطانوں کی اتنی ہی طاقت ہوتی ہے کہ ایک آدھ کلمہ اُچک لیتے ہیں اسی میں جھوٹ ملا کر مشہور کرتے ہیں۔ کہتے ہیں آپ نے یہ آیت آہستہ آہستہ پڑھی تو ابن صیاد کے شیطان نے کچھ سن لی مگر پوری آیت نہ پڑھ سکا ؛ ف سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے نہ کم بخت یہ دنیا میں رہے گا نہ اخیر زمانے میں نکل کر لوگوں کو گمراہ کرے گا ؛ ف بلکہ ایک خون ناحق تیری گردن پر ہوگا۔ کہتے ہیں ابن صیاد بعد کو مسلمان ہو گیا، مدت تک جیا، اس کی اولاد ہوئی، پھر مدینہ میں مر گیا لیکن بعضے لوگ کہتے ہیں کہ وہ واقعہ حرہ میں گم ہو گیا غرض آج تک اس کے باب میں شبہ ہی رہا کہ وہ دجال تھا یا نہیں ؛ ف جن سے اس کا حال کھلے وہ کوئی ساحر ہے یا کاہن ؛ ف شعیب کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الادب میں نکالا زمزمہ کے معنی بھی وہی گنگناہٹ اور رفصہ کے معنی اس کو لات لگائی جیسے اوپر گزر چکا۔ بعضی روایتوں میں رمرمہ ہے ؛ ف رمرمہ کے معنی وہی ہیں جو زمزمہ کے ہیں۔ اسحاق کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں اور عقیل کی روایت کو امام بخاریؒ نے جہاد میں وصل کیا ؛ ف یا زمزہ یعنی ستار کی سی آواز یا اشارہ ؛

٤٣٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا ایک یہودی چھوکرا (عبدالقدوس) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ اس کے سرہانے بیٹھے۔ آپ نے اس سے فرمایا مسلمان ہو جا۔ وہ اپنے باپ کی طرف جو پاس بیٹھا تھا، دیکھنے لگا۔ اس کے باپ نے کہا (کیا مضائقہ) ابوالقاسم کا کہنا مان لے وہ مسلمان ہو گیا۔ تب آپ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے اللہ کا شکر جس نے اُسے دوزخ سے بچا لیا ف

ف اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا گویا باپ کی اجازت چاہی جب اس نے اجازت دے دی تو شوق سے مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ آپ نے بچے سے مسلمان ہونے کے لیے فرمایا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب بچہ کفر پر مرے تو وہ بھی اپنے کافر ماں باپ کے ساتھ دوزخی بنے گا اور یہ بھی نکلا کہ جب بچہ سمجھدار ہو تو اس کا اسلام صحیح ہے۔

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ: قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا یَقُولُ: کُنْتُ أَنَا وَأُمِّی مِنَ الْمُسْتَضْعَفِینَ، أَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ وَأُمِّی مِنَ النِّسَاءِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے کہا عبیداللہ بن ابی زیاد نے کہا، میں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں اور میری ماں (لبابہ ام الفضل) دونوں کمزور مسلمانوں میں تھے۔ میں بچوں میں اور میری ماں عورتوں میں ف۱

ف۱ جن کا ذکر سورۂ نساء کی دو آیتوں میں ہے، "والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان" اور "الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان"۔

۴۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: یُصَلَّی عَلَی کُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًّی وَإِنْ کَانَ لِغَیَّةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَی فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، یَدَّعِی أَبَوَاهُ الْإِسْلَامَ أَوْ أَبُوهُ خَاصَّةً، وَإِنْ کَانَتْ أُمُّهُ عَلَی غَیْرِ الْإِسْلَامِ، إِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّیَ عَلَیْهِ، وَلَا یُصَلَّی عَلَی مَنْ لَا یَسْتَهِلُّ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ، فَإِنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ کَانَ یُحَدِّثُ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا یُولَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ أَوْ یُنَصِّرَانِهِ أَوْ یُمَجِّسَانِهِ، کَمَا تُنْتَجُ الْبَهِیمَةُ بَهِیمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِیهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ یَقُولُ أَبُو هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، فِطْرَةَ اللّٰہِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔ الْآیَةَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہ ابن شہاب نے کہا ہر بچہ پر جو مر جائے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ وہ حرام کا ہو، اس لیے کہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا، اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو اگرچہ اس کی ماں مسلمان نہ ہو، جب وہ پیدا ہوتے وقت آواز نکالے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر آواز نہ نکالے تو نماز نہ پڑھیں وہ کچا بچہ ہے ف۱ کیونکہ ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر ایک بچہ فطرتِ اسلام یعنی توحید پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا دیتے ہیں جیسے چوپائے جانوروں کو دیکھو سب پورے بدن کے پیدا ہوتے ہیں، کوئی کنکٹا بھی پیدا ہوتے دیکھا ہے؟ ابوہریرہؓ یہ حدیث بیان کر کے سورۂ روم کی یہ آیت پڑھتے تھے، اللہ کی فطرت کو لازم کر لو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ف۲

ف۱ قسطلانی نے کہا اگر وہ ایک سو بیس دن یعنی چار مہینے کا بچہ ہو تو اس کو غسل اور کفن دینا واجب ہے اسی طرح دفن کرنا لیکن نماز واجب نہیں کیونکہ اس نے آواز نہیں نکالی اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر فقط دفن کر دیں۔ ابن عبدالبر نے کہا قتادہ کے سوا سب کا قول یہ ہے کہ ولد الزنا پر نماز پڑھیں۔ ف۲ باب کا مطلب اس حدیث

سے یوں نکلتا ہے کہ جب ہر ایک آدمی کی فطرت اسلام پر ہوتی ہے تو بچہ پر بھی اسلام پیش کرنا اور اس کا اسلام لانا صحیح ہوگا۔ ابنِ شہاب نے بھی اسی حدیث سے دو مسئلے نکالے کہ ہر بچے پر نماز پڑھی جائے کیونکہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے۔

۱۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہوں نے کہا ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ سب اپنی اصلی فطرت یعنی اسلام پر، پھر ان کے ماں باپ ان کو یہودی، نصرانی، پارسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے چوپایہ جانور پورے بدن کا پیدا ہوتا ہے۔ کہیں تم نے کنکٹا بھی پیدا ہوتے دیکھا ہے؟ یہ حدیث بیان کرکے ابوہریرہؓ سورۂ روم کی یہ آیت پڑھتے تھے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذٰلک الدین القیم۔

بَابٌ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ۔

باب: اگر مشرک مرتے وقت سکرات سے پہلے، لا الٰہ الا اللہ کہہ لے ف۔

ف یعنی جب تک موت کا یقین نہ ہوا ہو اور موت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوئی ہوں کیونکہ ان کے ظاہر ہو جانے کے بعد پھر ایمان فائدہ نہیں کرتا جیسے قرآن شریف میں ہے: فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا اور لیست التوبۃ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الاٰن، اور ابوطالب کو بھی آپؐ نے نزع سے پہلے ایمان لانے کے لیے فرمایا ہوگا یا اگر نزع کی حالت شروع ہو گئی تھی تو یہ ابوطالب کی خصوصیت ہوگی جیسے آپؐ کی دعا سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔

۱۲۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا

ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے نقل کیا انہوں

حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ: يَا عَمِّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ الْآيَةَ۔

نے اپنے باپ مسیب ابن حزن صحابی رضی سے انہوں نے کہا جب ابوطالب مرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے دیکھا تو وہاں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (ام سلمہ کے بھائی جو سخت کافر تھے) بیٹھے ہوئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا چچا میاں! تم ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لو میں پروردگار کے پاس تمہارے لیے گواہی دوں گا۔ یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے ہائیں ابوطالب کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو؟ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہ کلمہ ان پر پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی کہتے رہے (کہ اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھرے جاتے ہو؟) آخر ابوطالب نے اخیر بات جو کہی وہ یہی تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (رنجیدہ ہو کر) یہ فرمایا خیر (جو ہونا تھا وہ ہوا) اب میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک دعا کرتا رہوں گا جب تک منع نہ کیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت سورۂ توبہ کی اتاری ماکان للنبی اخیر تک ف

ف ابوطالب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے احسانات تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالا پرورش کیا اور کافروں کی ایذادہی سے آپؐ کو بچاتے رہے اس لیے آپؐ نے محبت کی وجہ سے یہ فرمایا کہ خیر میں تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا اور آپؐ نے ان کے لیے دعا شروع کی۔ جب سورۂ توبہ کی یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمان والوں کو نہیں چاہیئے کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں، اس وقت آپؐ باز آئے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ مرتے وقت بھی اگر مشرک شرک سے توبہ کرلے تو اس کا ایمان صحیح ہوگا۔ باب کا یہی مطلب ہے ؛

بَابُ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ، وَأَوْصَى بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَتَانِ، وَرَأَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

باب : قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا اور بریدہ اسلمی صحابی رضی نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں لگائی جائیں ف اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی کی قبر پر ایک ڈیرہ دیکھا تو کہنے

فَقَالَ: انْزَعْهُ يَا غُلَامُ فَإِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ. وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَأَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَإِنَّ أَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ حَتَّى يُجَاوِزَهُ، وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَأَجْلَسَنِي عَلَى قَبْرٍ وَأَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهِ، وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ.

لگے: اے غلام اس کو نکال ڈال، ان کا عمل ان پر سایہ کرے گا ف۲ اور خارجہ بن زید نے کہا میں نے اپنے تئیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دیکھا، اس وقت میں جوان تھا۔ ہم میں بڑا کودنے والا وہ ہوتا جو عثمان بن مظعون کی قبر پر سے اس پار کود جاتا ف۳ اور عثمان بن حکیم نے کہا خارجہ بن زید نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک قبر پر بٹھایا ف۴ اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو منع ہے جو قبر پر پیشاب یا پاخانہ کرے ف۵ اور نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے ف۶

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگا دی تھیں۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ یہ مسنون ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اور کسی کو ڈالیاں لگانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ امام بخاری ابن عمرؓ کا اثر اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے لائے۔ ابن عمرؓ اور بریدہ کے اثر کو ابن سعد نے وصل کیا ۔ ف۲ غلام نے کہا میری بی بی مجھ کو ماریں گی۔ ابن عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں مار سکتیں۔ پھر غلام نے وہ ڈیرہ اتار ڈالا۔ ابن سعد نے روایت کیا کہ یہ ڈیرہ حضرت عائشہؓ نے لگوایا تھا ۔ ف۳ اس کو امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں وصل کیا۔ اس اثر اور اس کے بعد اثر بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قبر والے کو اس کے عمل ہی فائدہ دیتے ہیں۔ اونچی چیز لگانا جیسے شاخیں وغیرہ یا قبر کی عمارت اونچی بنانا یا قبر پر بیٹھنا یہ چیزیں ظاہر میں کوئی فائدہ یا نقصان دینے والی نہیں ہیں۔ بعضوں نے کہا اس اثر کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ قبر پر شاخیں لگانا جب جائز ہوا تو اسی طرح قبر کو اونچا کرنا بھی جائز ہوگا کیونکہ لکڑیاں لگانے سے بھی قبر اونچی ہوتی ہے ۔ ف۴ اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں وصل کیا کہ عثمان نے خارجہ کو ابوہریرہؓ کی یہ حدیث سنائی کہ آگ کی چنگاری پر بیٹھنا مجھ کو قبر پر بیٹھنے سے زیادہ پسند ہے۔ تب خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ کو ایک قبر پر بٹھا دیا۔ یہ خارجہ اہل مدینہ کے سات فقہا میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے چچا یزید بن ثابت سے نقل کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو مکروہ ہے جو اس پر پیشاب یا پاخانہ کرے ۔ ف۵ یا فحش اور لغو باتیں کرے کیونکہ اس سے قبر والے کو تکلیف ہوگی ۔ ف۶ اس کو طحاوی نے وصل کیا۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ قبر پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ صحیح مسلم میں ابو مرثد کی حدیث ہے کہ قبروں پر مت بیٹھو، نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ بعضوں نے کہا بیٹھنے سے یہی مراد ہے کہ حاجت کے لیے بیٹھے ۔

۴۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابومعاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ف۱ ایک تو ان دونوں میں پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا ف۲ اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری ڈالی لی۔ اس کو بیچ میں سے چیر کر دو کیے اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا شاید جب تک یہ ڈالیاں سوکھیں، ان کا عذاب ہلکا ہو ف۳

ف۱ یعنی جس کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یعنی یہ باتیں تمہاری نظر میں حقیر ہیں لیکن اللہ کے نزدیک سخت گناہ ہیں جب ہی تو ان پر عذاب ہو رہا ہے۔ ف۲ بے احتیاطی سے بدن یا کپڑا اس سے آلودہ کر لیتا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے پیشاب کے لیے آڑ نہیں ڈھونڈتا یعنی اپنا ستر کھول دیتا تھا۔ ف۳ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے کہتے ہیں ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے تو اس کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہونے کی امید ہے۔ قسطلانی نے کہا کھجور کی لکڑی اور ہری لکڑی سے کیا ہوتا ہے۔ یہ آپ کے ہاتھ کی برکت تھی اور خطابی اور طرطوشی نے قبروں پر ہری ڈالی لگانے پر انکار کیا۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ- الْأَجْدَاثُ: الْقُبُورُ، بُعْثِرَتْ: أُثِيرَتْ، بَعْثَرْتُ حَوْضِي أَيْ جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ، الْإِيفَاضُ: الْإِسْرَاعُ، وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى نَصْبٍ يُوفِضُونَ- إِلَى شَيْءٍ مَنْصُوبٍ يَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ، وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ، وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ، يَوْمُ الْخُرُوجِ مِنَ

باب: قبر کے پاس عالم کا بیٹھنا اور لوگوں کو نصیحت کرنا اور لوگوں کا اس کے گرد بیٹھنا سورۂ قمر میں اجداث کے لفظ سے مراد قبریں ہیں اور سورۂ انفطرت میں بعثرت کا ترجمہ یہ ہے اٹھائی جائیں۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں بعثرت حوضی یعنی اس کو تلے اوپر کر دیا۔ الایفاض کا معنی جلدی کرنا اور اعمش نے سورۂ معارج میں یوں پڑھا ہے الی النصب یوفضون ف۱ یعنی ایک کھڑی کی ہوئی چیز کی طرف دوڑتے جا رہے ہیں اور نُصُب مفرد کا صیغہ ہے اور نصب مصدر ہے اور سورۂ ق میں جو ہے ذلک یوم الخروج یعنی قبروں سے نکلنے کا دن۔ اور سورۂ انبیاء میں

قُبُوْرِهِمْ، يَنْسِلُوْنَ: يَخْرُجُوْنَ۔ جو ینسلون کا لفظ ہے اس کے معنی نکل پڑیں گے ۲۔

ف۱ مشہور قرات الیٰ نصب یوفضون ہے ؛ ف۲ یہاں امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق قرآن شریف کے کئی لفظوں کی تفسیر کردی۔ قبروں کی مناسبت سے اجداث کے اور بعثرت کے معنیٰ بیان کیے اور دوسری آیت میں کہ قبروں سے اس طرح سے نکل کر بھاگیں گے جیسے تھانوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایفاض اور نصب کو بیان کیا اور قبروں کی مناسبت سے ذٰلک یوم الخروج کو اور خروج کی مناسبت سے ینسلون کو کیونکہ وہ بھی یخرجون کے معنوں میں ہے ؛

٤٤٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، قَالَ: أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى-الْآيَةَ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہم بقیع میں ایک جنازے کے ساتھ تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم آپؐ کے گرد بیٹھے آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپؐ نے سر جھکا لیا اور چھڑی سے زمین کریدنے لگے۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانا بہشت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہوگی یا بدبخت۔ ایک شخص (حضرت علیؓ یا حضرت عمرؓ یا سراقہ ۲) نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہم اپنی قسمت کے لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کرلیں اور عمل کرنا (محنت اٹھانا) چھوڑ دیں کیونکہ جس کا نام نیک بختوں میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع ہوگا اور جس کا نام بدبختوں میں لکھا ہے، وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے، ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دی جائے گی اور جو بدبخت ہیں ان کو بدی کرنے کی توفیق ملے گی۔ پھر آپؐ نے سورہ واللیل کی یہ آیت پڑھی، فاما من اعطیٰ واتقیٰ ... اخیر تک۔

ف۱ یعنی جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھے دین کو سچا مانا اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی بہشت

میں پہنچنے کی توفیق دیں گے۔ حافظ نے کہا اس حدیث کی پوری شرح واللیل کی تفسیر میں آئے گی اور یہ حدیث تقدیر کے اثبات میں ایک اصلِ عظیم ہے۔ آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل کرنا اور محنت اٹھانا ضروری ہے جیسے حکیم کہتا ہے دوا کھائے جاؤ حالانکہ شفا دینا اللہ کا کام ہے، بندے کا کام بندگی ہے نہ کہ خدائی۔ تقدیر کا علم اللہ ہی کو ہے ہمارا کام اس کے احکام ماننا اور محنت کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ۔

باب: جو شخص خودکشی کرے اس کی سزا ف

ف اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ جو شخص خودکشی کرے اجیب وہ جہنمی ہوا تو اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھنا چاہیئے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو اصحاب سنن نے جابر بن سمرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا۔ اس نے اپنے تئیں آپ تیروں سے مار ڈالا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی مگر نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی عبرت کے لیے جو امام اور مقتدیٰ ہو وہ اس پر نماز نہ پڑھے لیکن عوام لوگ پڑھ لیں اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ فاسق پر نماز پڑھی جائے گو وہ بھی فاسق ہے اور عترت اور عمر بن عبدالعزیزؒ اور اوزاعی کے نزدیک فاسق پر نماز نہ پڑھیں، اسی طرح باغی اور ڈاکو پر۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَقَالَ حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا جُنْدَبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَاهُ وَمَا نَخَافُ أَنْ يَكْذِبَ جُنْدَبٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ، قَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے ثابت بن ضحاکؓ (صحابی) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی اپنے تئیں جھوٹا جان کر قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا ف اور جو شخص نیزہ ہتھیار سے اپنے تئیں آپ مار ڈالے اس پر اسی ہتھیار سے دوزخ کا عذاب ہوتا رہے گا ف۲ اور حجاج بن منہال ف۳ نے کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے کہا ہم سے جندب بن عبداللہ بجلی نے اسی (بصرے کی) مسجد میں حدیث بیان کی ہم اس کو بھولے نہیں اور نہ ہم کو یہ خیال ہے کہ جندبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایک شخص کو زخم لگا اس نے اپنے تئیں آپ مار ڈالا۔ اللہ نے فرمایا میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی ف۴ اس کی سزا میں میں نے اس پر بہشت حرام کر دی۔

ف مثلاً یوں کہے اگر میں نے فلاناکام نہ کیا ہو تو میں یہودی ہوں یا نصرانی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے یہ کام نہیں کیا قصداً جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے گا اسلام سے نکل جائے گا۔ قسطلانی نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہودی یا نصرانی دین کی عظمت کرکے اس کی قسم کھائے تو اس پر کفر کا حکم ہوگا۔ یہ تغلیظاً فرمایا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو شخص اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائے وہ مشرک ہو گیا؛ ف۲ دوسری روایت میں یوں ہے "کسی چیز سے" تو وہ ہر قسم کی خودکشی کو شامل ہے؛ ف۳ اس کو خود امام بخاریؒ نے ذکر بنی اسرائیل میں وصل کیا؛ ف۴ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ جان نکالنے میں جلدی کی یعنی پروردگار پر اپنی موت نہ چھوڑی بلکہ یہ قصد کیا کہ اس سے پیشتر مر جاؤں، کیونکہ خودکشی کرنے والا بھی اپنے معین وقت پر ہی مرتا ہے؛

٤٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر مرے وہ دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو برچھے یا تیر سے اپنے تئیں مارے وہ دوزخ میں بھی اپنے تئیں اسی طرح مارتا رہے گا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ، رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب، منافقوں پر نماز پڑھنا اور مشرکوں کے لیے دعا کرنا۔ اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ف

ف اس کو خود امام بخاری نے کتاب الجنائز میں وصل کیا؛

٤٤٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لیے بلائے گئے۔ جب آپؐ نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں آپؐ کی طرف جھپٹا میں نے

وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ؟ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا، أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ. وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا. إِلَى - وَهُمْ فَاسِقُونَ - قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اُبی کے بیٹے پر نماز پڑھتے ہیں؟ اس نے تو فلانے دن یہ بات کہی تھی فلانے دن یہ، اس کی کفر کی باتیں میں گننے لگا۔ آپ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اجی پیچھے سرکو جب میں بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی طرف سے مجھ کو اختیار ملا ہے ف۱ اگر میں یہ جانوں کہ ستر بار سے زیادہ دعا کروں تو اللہ ان کو بخش دے گا تو میں ستر بار سے زیادہ دعا کروں ف۲ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جنازے کی نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر لوٹے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ سورہ براۃ کی یہ دو آیتیں اتریں، ان منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی نماز نہ پڑھ .... وھم فاسقون تک۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے اپنے آپ پر تعجب کیا کہ تو نے اللہ کے پیغمبر پر اس دن بڑی دلیری کی حالانکہ اللہ اور رسول (ہر مصلحت) کو خوب جانتے ہیں۔

ف۱ یعنی سورہ برات کی اس آیت میں استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم۔ تم ان کے لیے دعا کرو یا نہ کرو اگر ستر بار دعا کرو گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ ف۲ یہ آپ کا کرم اور رحم تھا سبحان اللہ! آپ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح سے ہو سکے میری امت کے لوگ دوزخ سے بچ جائیں۔ ایسا مہربان پیغمبر جس کو اپنی امت سے اتنی محبت تھی، اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت فرمایا فالحمد لله حمدا كثيرا۔

بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ.

باب: میت کی تعریف کرنا جائز ہے ف۱

ف۱ بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے برخلاف زندہ کے کہ اس کی تعریف کرنے میں اندیشہ ہے کہ کہیں اس کو تکبر نہ پیدا ہو۔

۱۳۶۸- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے کہا میں نے انس ابن مالک سے سنا لوگ ایک جنازے

يَقُولُ: مُرَّ بِجِنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ۔

سے گزرے تو اس کی تعریف کی (کہ کیا اچھا آدمی تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہ سن کر فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر ایک جنازے پر سے گزرے تو لوگوں نے اس کی برائی کی ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا چیز واجب ہو گئی؟ آپؐ نے فرمایا پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لیے بہشت واجب ہو گئی اور دوسرے کی تم نے برائی کی تو اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو ف۳

ف۱ حاکم کی روایت میں ہے یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کی تابعداری پر عمل اور میں کوشش کرتا تھا۔ ف۲ حاکم کی روایت میں ہے یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا، اسی کی کوشش میں رہتا تھا۔ ف۳ مراد صحابہؓ ہیں یا دوسرے پرہیزگار دیندار شخص۔ وہ ایسے ہی شخص کی تعریف کریں گے جو دیندار اور پرہیزگار ہوگا اور گو مردوں کو برا کہنا دوسری حدیث میں منع ہے، پر مراد وہی مُردے ہیں جو مومن اور صالح ہوں لیکن کافر اور فاسق اور کھلم کھلا بدعتی کو مرے بعد بھی برا کہہ سکتے ہیں جیسے صحابہؓ نے دوسرے شخص کو کہا۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، هُوَ الصَّفَّارُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟

ہم سے عفان بن مسلم صفار نے بیان کیا کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے ابوالاسود سے ف۱ انہوں نے کہا، میں مدینہ میں آیا۔ ان دنوں میں وہاں بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اس کی برائی کی۔ انہوں نے کہا واجب ہو گئی۔ ابوالاسود نے کہا کہ اے امیرالمومنین کیا چیز واجب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے وہی کہا جیسے آنحضرت

قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: وَثَلَاثَةٌ، فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَاثْنَانِ، ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس مسلمان کی اچھائی پر چار مسلمان گواہی دیں اللہ اس کو جنت میں لے جائیگا ہم نے عرض کیا اگر تین مسلمان گواہی دیں آپ نے فرمایا تین بھی ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے؟ ۲؎

۱؎ یہ ابوالاسود دیلی یا دوئلی ہیں بانی علم نحو کے ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان تھا۔ حضرت علیؓ کے بعد سب سے پہلے انہوں ہی نے علم نحو کے قاعدے قائم کیے ورنہ عربی زبان میں صرف ونحو کے قاعدے نہیں بنے تھے۔

۲؎ کیونکہ گواہی کا نصاب کم سے کم دو آدمی ہیں ابن حبان کی روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان مرجائے اس کے چار پڑوسی قریب والے کہیں کہ یہ اچھا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری بات قبول کی اور اس کے وہ گناہ بخش دیے جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى - إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْهُونُ هُوَ الْهَوَانُ، وَالْهَوْنُ: الرِّفْقُ، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ - سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ - وَقَوْلُهُ تَعَالَى - وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔

باب: قبر کے عذاب کا بیان ۱؎ اور اللہ نے (سورۂ انعام میں) فرمایا ــــ ظالم (کافر) موت کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے کہتے جاتے ہیں اپنی جانیں نکالو آج تمہاری سزا میں تم کو رسوائی کا عذاب (یعنی قبر کا عذاب) ہونا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہُون قرآن میں ہوان کے معنوں میں ہے یعنی ذلت اور رسوائی اور ہَون کا معنیٰ نرمی اور ملائمت ہے اور اللہ نے سورۂ توبہ میں فرمایا ہم ان کو دوبار عذاب دیں گے (یعنی دنیا میں اور قبر میں) پھر بڑے عذاب میں لوٹائے جائیں گے ۲؎ اور سورۂ مومن میں فرمایا فرعون والوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور قیامت کے دن تو فرعون والوں کے لیے کہا جائے گا ان کو سخت عذاب میں لے جاؤ ۳؎

۱؎ قبر کا عذاب اہل سنت بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں اور اس کا ماننا عقائد میں داخل ہے اور جو کوئی قبر کے عذاب کا انکار کرے وہ معتزلی یا خارجی اور گمراہ اور بدعتی ہے۔ قسطلانی نے کہا قرآن وحدیث سے قبر کا عذاب ثابت ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور عقلاً بھی اس میں کوئی اشکال نہیں بدن کے ہر جزو سے روح کا تعلق باقی رہنا کوئی مشکل نہیں گو بدن کے اجزاء متفرق ہو گئے ہوں یا درندے یا جانور اس کو کھا گئے جیسے اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع کر کے حشر کرے گا۔ مصابیح الجامع

میں ہے کہ عذاب قبر میں اس کثرت سے حدیثیں وارد ہیں کہ کئی علما نے ان کو متواتر قرار دیا ہے ۔ ف۱ یعنی دوزخ کے عذاب میں طبری اور ابن ابی حاتم اور طبرانی کی روایت میں ابن عباسؓ سے اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ذلیل کیا یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر کا عذاب ہے ۔ ف۲ امام بخاریؒ نے ان آیتوں سے قبر کا عذاب ثابت کیا۔ اس کے علاوہ اور آیتیں بھی ہیں، یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت .... اخیر تک۔ یہ بالاتفاق سوالِ قبر کے بارے میں اتری ہے اور اغرقوا فادخلوا نارا ۔

٤٥٠ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ - يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ -

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے علقمہ بن مرثد سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب مومن اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے ف۱ اس کے پاس (فرشتے) آتے ہیں وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے پیغمبر ہیں اور سورۂ ابراہیم میں جو اللہ نے فرمایا کہ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔

ف۱ یعنی مومن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بیٹھا ہوں یہ ضروری نہیں کہ ہم لوگوں کو بھی اس کا بٹھایا جانا دکھائی دے۔ کبھی قبر تنگ ہوتی ہے اس میں بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہوتی یا آدمی کو کوئی جانور کھا جاتا ہے، پر ہر صورت میں اس کو معلوم ہوگا کہ میں بٹھایا گیا ۔

---

٤٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا، وَزَادَ - يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا - نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ -

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے پھر یہی حدیث بیان کی اتنا بڑھایا کہ یہ آیت۔ یثبت اللہ الذین آمنوا قبر کے عذاب میں اتری ۔

---

٤٥٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہا مجھ سے نافع نے

عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلِيبِ فَقَالَ: وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيلَ لَهُ: تَدْعُوا أَمْوَاتًا فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ۔

بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندھے کنوئیں میں جو کافر بدر کے دن ڈال دیئے گئے تھے ان کو جھانکا اور فرمایا تمہارے مالک نے جو سچا وعدہ تم سے کیا تھا وہ تم نے پایا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے ف

ف اس حدیث سے صاف سماعِ موتی کا ثبوت ہوتا ہے اہلِ حدیث اس پر متفق ہیں اور جب سماع ہوا تو حیات بھی ہوئی۔ اگر حیات نہ ہو تو عذابِ قبر کس پر ہوگا۔ تو امام بخاری نے یہ حدیث لا کر قبر کا عذاب ثابت کیا۔ حافظ نے کہا صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو ردّ کیا ہے لیکن جمہور علماء اس مسئلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہیں اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قبول کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس آیت سے دلیل لی اس کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ تو ان کو ایسا سنا نہیں سکتا جو ان کو فائدہ دے یا یہ مطلب ہے کہ تو ان کو سنا نہیں سکتا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا یہ مذہب ہے کہ سوال صرف روح سے ہوتا ہے بدون بدن میں ڈالنے کے لیکن جمہور اس کے مخالف ہیں۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ، وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى۔ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے کافروں کو یہ فرمایا تھا کہ میں جو اُن سے کہا کرتا تھا اب ان کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ سچ ہے اور اللہ نے سورۂ روم میں فرمایا اے پیغمبر تو مردوں کو نہیں سُنا سکتا ف

ف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ استدلال قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ آیت میں سنانے کی نفی ہے نہ کہ سننے کی تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر وقت جب تم چاہو مُردوں کو سنا نہیں سکتے مگر اس سے کسی کسی وقت میں سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لیے علم ثابت کرتی ہیں۔ جب علم ہو تو سماع میں کون سی بات مانع ہے اور کافروں کو مُردوں سے اس باب میں تشبیہ دی ہے کہ کافر حق بات کو اس طرح نہیں سنتے تھے کہ اس کی اجابت کریں یعنی قبول کریں اور جواب دیں۔ مردے بھی جواب نہیں دیتے۔

۴۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ: سَمِعْتُ الْأَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ (عثمان) نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے اشعث سے سُنا، انہوں نے اپنے باپ

اللهُ عَنها: أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَزَادَ غُنْدَرٌ: عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.

ابوالشعثا سے، انہوں نے حضرت عائشہ رض سے ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور قبر کے عذاب کا ذکر کر کے کہنے لگی اللہ تجھ کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے۔ حضرت عائشہ رض نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا قبر میں عذاب ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب سچ ہے۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں، پھر میں نے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھی ہو مگر اس میں قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ غندر نے اپنی روایت میں اتنا اور بڑھایا کہ عذابِ قبر برحق ہے؛

---

٤٥٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً.

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ کو عروہ ابن زبیر نے خبر دی انہوں نے اسماء بنت ابی بکر رض سے سنا وہ کہتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور قبر کے امتحان کا حال بیان کیا جس میں آدمی جانچا جاتا ہے۔ اس کو سن کر مسلمانوں نے شور مچایا (رونے لگے)

---

٤٥٦ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَإِنَّهُ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رض بن مالک سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لوگ (دفن کرکے) لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں

لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ: وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُهُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ.

کی آواز سنتا ہے ف۱۔ اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں، پوچھتے ہیں تو ان صاحب محمدؐ کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ جو ایمان دار ہے، وہ کہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا دیکھ، اللہ نے اس کے بدلے تجھ کو جنت میں ٹھکانا دیا۔ وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ نے کہا اور ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے ف۲ پھر قتادہ نے انسؓ کی حدیث بیان کرنا شروع کی کہنے لگے لیکن منافق اور کافر اس سے جب پوچھا جاتا ہے تو ان صاحبؐ کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا ہے تو کہتا ہے میں نہیں جانتا لوگ جو کچھ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو تُو خود سمجھا نہ سمجھنے والے کی رائے پر چلا اور لوہے کے گرزوں سے ایک مار اس کو پڑے گی کہ چلا اٹھے گا۔ جتنے اس کے پاس والے ہیں آدمی اور جن کے سوا سب سنیں گے۔

ف۱ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء اہل حدیث ہونے کے سماع موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں لہٰذا روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ ارے یارو! دوسری حدیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو، جو ابھی اوپر گزر چکی اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے۔ اگر یہ لوگ امام سیوطیؒ کی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتیٰ کا انکار کرنا بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے بچائے۔ ف۲ قتادہ نے یہ بات انسؓ کے سوا اور کسی دوسرے صحابی سے سنی ہوگی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ستر ہاتھ تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح وہاں روشنی رہتی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب: عذابِ قبر سے پناہ مانگنا۔

۴۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: أَخْبَرَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا، وَقَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَوْنٌ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے عون بن ابی جحیفہ نے انہوں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے ابو ایوب انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سورج ڈوبنے کے بعد مدینہ سے باہر گئے، وہاں ایک آواز سنی فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور نضر بن شمیل نے کہا ف ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا ہم سے عون نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے براء سے سنا، انہوں نے ابو ایوب سے انہوں نے آنحضرتؐ سے۔

ف پھر یہی حدیث بیان کی نضر کی روایت کو اسمٰعیلی نے وصل کیا۔ اس کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ عون کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے۔

---

۴۵۸ - حَدَّثَنَا مُعَلًّى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي ابْنَةُ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے کہا مجھ سے خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی (ام خالد) نے بیان کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

---

۴۵۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں قبر کے عذاب سے

عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔

تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی بلاؤں سے اور کانے دجال کی بلا سے۔

بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْبَوْلِ۔

باب: غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر کا عذاب ہونا۔

۴۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے، آپؐ نے فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا البتہ یہ تو تھا ان میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا (غیبت کرتا تھا) اور دوسرا اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا پھر آپؐ نے ایک ہری ٹہنی لی اس کے توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا پھر فرمایا شاید جب تک یہ سوکھیں ان کا عذاب کم ہو ف۱

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ۔

باب: مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے ف۱

ف۱ یعنی اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اس کو دکھایا جاتا ہے۔ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مُردوں میں ادراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے۔ کیا منکرینِ سماعِ موتیٰ اس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اس میں روح پھونکی جاتی ہے؟

۴۶۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح اور شام ف۱ اس کا ٹھکانہ اس کو دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ بہشتی ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں۔ پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے، جب قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا ف۲

ف۱ حافظ نے کہا صبح اور شام سے ان کا وقت مراد ہے کیوں مُردوں کے پاس صبح اور شام نہیں ہے ۞ ف۲ مسلم کی روایت میں ہے حتّٰی یبعثک اللہ الیہ یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن جب تجھ کو اللہ تبارک تعالیٰ اٹھائے گا تو اس میں داخل ہوگا۔

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ۔

باب: میت کا کھاٹ پر بات کرنا۔

۴۶۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا لَصَعِقَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار ہوتا ہے پھر لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو۔ اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے ہائے خرابی جنازہ کہاں لیے جاتے ہو۔ اس کی آواز آدمی کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے۔ اگر آدمی سنے تو بیہوش ہو جائے ؛

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ،

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ

باب: مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی ف

اور ابو ہریرہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، جس کے تین لڑکے مرجائیں جو گناہ کو

لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

نہیں پہنچے (جوان نہیں ہوئے) تو وہ اس کے لئے دوزخ کی روک ہوں گے یا وہ بہشت میں جائے گا ف۲

ف اکثر علماء کے نزدیک وہ بہشتی ہیں اور جبریہ نے کہا اللہ کی مشیت پر ہیں اور امام احمد نے مرفوعاً حضرت علیؓ سے نکالا کہ مسلمان اور ان کی اولادیں بہشت میں ہوں گی اور مشرکین اور ان کی اولادیں دوزخ میں ہیں۔ ف۲ حافظ نے کہا ابوہریرہؓ کی یہ حدیث اس لفظ سے مجھ کو موصولاً نہیں ملی۔ البتہ امام احمد نے مسند میں ابوہریرہؓ سے یوں روایت کیا، جن دو مسلمانوں کے یعنی ماں باپ کے تین بچے مر جائیں جو گناہ کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ ان کو اور ان بچوں کو اپنی رحمت کے فضل سے بہشت میں لے جائے گا۔

---

۴۶۳ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ.

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان لوگوں میں ایسا نہیں ہے جس کے تین بچے مر جائیں جو گناہ کے لائق نہ ہوئے ہوں مگر اللہ اپنے فضل رحمت سے جو ان بچوں پر کرے گا، ان کو بہشت میں لے جائے گا ف۱

ف۱ یعنی بچوں کی شفاعت سے اس کو بھی جنت ملے گی۔

---

۴۶۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا کہ جب حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے مر گئے تو آپؐ نے فرمایا بہشت میں ان کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے ف۱

ف۱ کیونکہ وہ ڈیڑھ سال کی عمر شیر خوارگی میں فوت ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی عزت اور عظمت ایسی کی کہ ان کے صاحبزادے کے لیے بہشت میں انا رکھی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اولاد بہشت میں رہے گی جو باب کا مطلب ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ۔

باب: مشرکوں کی (نابالغ) اولاد کا بیان ف

ف مومنین کی اولاد تو بہشتی ہے لیکن کافروں کی اولاد میں جو نابالغی کی حالت میں مر جائیں بہت اختلاف ہے امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہشتی ہیں کیونکہ بغیر گناہ کے عذاب نہیں ہو سکتا اور وہ معصوم مرے ہیں۔ بعضوں نے کہا اللہ کو اختیار ہے اور اس کی مشیت پر موقوف ہے چاہے بہشت میں لے جائے چاہے دوزخ میں۔ بعضوں نے کہا اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں رہیں گے۔ بعضوں نے کہا خاک ہو جائیں گے، بعضوں نے کہا اعراف میں رہیں گے۔ بعضوں نے کہا ان کا امتحان کیا جائے گا واللہ اعلم بالصواب ؛

۴۶۵- حَدَّثَنَا حِبَّانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: اللّٰهُ إِذْ خَلَقَهُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔

ہم سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ ابن مبارک نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے ابوبشر جعفر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مشرکوں کی اولاد (آخرت میں) کہاں رہے گی آپؐ نے فرمایا اللہ نے جب ان کو پیدا کیا وہ خوب جانتا تھا اگر وہ بڑے ہوں تو کیسے کام کریں گے ف

ف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے علم کے موافق سلوک کرے گا بظاہر یہ حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے کہ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں توقف کرنا چاہیے۔ امام احمد اور اسحٰق اور اکثر اہلِ علم کا یہی قول ہے اور بیہقی نے امام شافعیؒ سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے ؛

۴۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی، انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا مشرکوں کی اولاد کہاں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے وہ کیسے عمل کرنے والے تھے ف

ف اگر اس کے علم میں یہ ہے کہ وہ بڑے ہو کر اچھے کام کرنے والے تھے تو بہشت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں۔ بظاہر یہ حدیث مشکل[1] ہے کیونکہ اس کے علم میں جو ہوتا ہے وہ ضرور ظاہر ہوتا ہے تو اس کے علم میں تو یہی تھا کہ وہ بچپنے میں مر جائیں گے اور اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ قطعی بات تو یہی تھی کہ وہ بچپنے میں مر جائیں گے اور پروردگار کو اس کا علم بے شک تھا مگر اس کے ساتھ پروردگار یہ بھی جانتا تھا اگر یہ زندہ رہتے تو نیک بخت ہوتے یا بدبخت ہوتے اور مشروطی امور کا واقع ہونا ضروری

[1] مشکل یعنی اشکال والی غیر واضح۔

نہیں جیسے حضرت خضرؑ نے ایک نابالغ لڑکے کی نسبت کہا تھا کہ اگر یہ لڑکا بڑا ہوتا تو شرارت اور کفر سے اپنے ماں باپ کو ستاتا۔

٤٦٧ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتِجُ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ؟

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنی پیدائشی فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا دیتے ہیں جیسے جانور کا بچہ (صحیح اور سالم) پیدا ہوتا ہے کبھی دیکھا کوئی بوچا پیدا ہوا ہے ف١

ف١ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے اپنا مذہب ثابت کیا کہ جب ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اگر وہ بچپنے ہی میں مرجائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مرا تو بہشتی ہوگا۔ اسلام کے دین میں سب سے بڑا جز توحید ہے تو ہر بچہ کے دل میں خدا کی معرفت اور اس کی توحید کی قابلیت ہوتی ہے۔ اگر بری صحبت میں نہ رہے تو ضرور وہ موحد ہو لیکن مشرک ماں باپ اور عزیز و اقربا اس فطرت سے اس کا دل پھرا کر شرک میں پھنسا دیتے ہیں۔

بَابٌ:

باب:

٤٦٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ: فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ: مَا شَاءَ اللهُ، فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟ قُلْنَا: لَا، قَالَ: لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے ابورجاء عمران بن تیم نے انہوں نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب (صبح کی) نماز پڑھ چکتے تو ہماری طرف منہ کرتے اور فرماتے آج رات کو تم میں سے جس نے کوئی خواب دیکھا ہو وہ بیان کرے۔ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا آپؐ جو اللہ کو منظور ہوتا اس کی تعبیر بیان فرماتے ایک دن ایسا ہوا کہ آپؐ نے ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا مگر میں نے تو آج رات کو خواب میں دیکھا دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت المقدس کی طرف

الْمُقَدَّسَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ قَالَ: قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسَى: كَلُّوبٌ مِنْ حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هَذَا، فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ، فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجُوا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ

لے گئے۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں ایک شخص تو بیٹھا ہے اور دوسرا لوہے کا آنکڑا ہاتھ میں لیے کھڑا ہے (امام بخاریؒ نے کہا) ہمارے بعض ساتھیوں نے ﴿۱﴾ موسیٰ ابن اسمٰعیل سے (یوں روایت کیا ہے) وہ بیٹھے ہوئے شخص کے ایک گلپھڑے میں یہ آنکڑا گھسیڑتا ہے کہ اس کی گدّی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسرے گلپھڑے میں بھی اسی طرح طرح گھسیڑتا ہے۔ اتنے میں پہلا گلپھڑا جُڑ جاتا ہے، پھر دوبارہ اس میں گھسیڑتا ہے ﴿۲﴾ میں نے اپنے ساتھ والوں سے پوچھا یہ ہے کیا؟ انہوں نے کہا آگے تو چلو ﴿۳﴾ خیر ہم ایک مرد کے پاس پہنچے جو چت پڑا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص اس کے سر پر فہر یا صخرہ (پتھر) لئے کھڑا ہے ﴿۴﴾ اور اس سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے ﴿۵﴾ اسکے مارتے ہی پتھر (سر پھوڑ کر) ڈھلک جاتا ہے، مارنے والا اسکے لینے کو جاتا ہے ابھی لے کر نہیں لوٹتا کہ جس کو مارا تھا اس کا سر جڑ کر اچھا خاصا جیسا پہلے تھا ہو جاتا ہے پھر وہ لوٹ کر مارتا ہے۔ میں نے (اپنے ساتھیوں سے) پوچھا یہ ہے کون؟ انہوں نے کہا آگے تو چلو۔ خیر ہم تنور کی طرح کے ایک گڑھے پر پہنچے۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ اور نیچے سے کشادہ، اس کے تلے آگ سلگ رہی تھی۔ جب آگ کی لپٹ اوپر تنور کے کنارے تک آتی تو اس کے اندر جو لوگ تھے، وہ بھی اوپر اٹھ آتے نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر جب (دھیمی) ہو جاتی تو لوگ بھی اندر لوٹ جاتے۔ ان لوگوں میں کئی عورتیں اور مرد ننگے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ ہے کیا؟ انہوں نے کہا آگے تو چلو۔ خیر ہم پھر چلے۔ ایک خون کی ندی پر پہنچے۔ اس ندی میں ایک شخص کھڑا ہے اور ندی کے ایک عمدہ مقام پر (یزید بن ہارون اور وہب بن جریر راویوں نے جریر بن حازم سے یوں نقل کیا ندی کے کنارے) ایک شخص ہے جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں۔ وہ شخص جو ندی کے اندر تھا بڑھ آیا اور ندی سے نکلنے لگا اس وقت دوسرے شخص نے ایک پتھر اس کے منہ پر مارا

فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ: فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟
قَالَا: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى
رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ
وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ
قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ
يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ، وَأَدْخَلَانِي
دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ
شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ،
ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ
فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ،
فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، قُلْتُ: طَوَّفْتُمَانِي
اللَّيْلَةَ، فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ؟ قَالَا:
نَعَمْ، أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ
فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ
عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ
مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ
يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ
فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ
بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،
وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ،
وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا،
وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ أَوْلَادُ
النَّاسِ، وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ
النَّارِ وَالدَّارُ الْأُولٰى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ
عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ
الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ وَهٰذَا مِيكَائِيلُ،

اور جہاں وہ تھا وہیں اس کو لوٹا دیا۔ پھر ایسا ہی کیا جب اس نے نکلنا چاہا اس نے ایک پتھر اس کے منہ پر مار دیا وہ لوٹ کر اپنی جگہ جا رہا۔ میں نے (اپنے ساتھیوں سے) پوچھا یہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے تو چلو۔ خیر ہم چلتے چلتے ایک ہرے بھرے باغیچہ پر پہنچے وہاں ایک بڑا درخت تھا اس کی جڑ میں ایک بوڑھا بیٹھا تھا اور کئی بچے اور اس درخت کے پاس ایک مرد اور تھا جو اپنے سامنے آگ سلگا رہا تھا۔ خیر میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھے اور ایسے ایک گھر میں لے گئے کہ میں نے اس سے اچھا اور اس سے عمدہ کوئی گھر ہی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے (سب طرح کے لوگ) تھے۔ پھر وہاں سے نکال کر درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے وہ پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ گھر تھا وہاں بوڑھے جوان (دو طرح کے لوگ) تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے تو مجھ کو آج رات کو خوب گھمایا اب جو میں نے دیکھا ہے اس کی کیفیت تو بتاؤ انہوں نے کہا اچھا جس کا گلپھڑا تم نے دیکھا چیرا جا رہا تھا وہ (دنیا کا) ایک بڑا جھوٹا شخص ہے جو جھوٹی بات بیان کرتا لوگ اسے سن کر سب طرف مشہور کر دیتے قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی اور جس کا سر تم نے دیکھا کہ پھوڑا جا رہا تھا وہ شخص ہے جس کو (دنیا میں) اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن رات کو وہ سوتا رہا اور دن کو اس پر عمل نہیں کیا قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی اور تنور میں جو لوگ تم نے دیکھے، وہ زانی بدکار لوگ ہیں اور نہر میں جن کو دیکھا وہ سود خوار ہیں اور درخت کی جڑ میں جو بوڑھا دیکھا وہ ابراہیم پیغمبر ہیں۔ ان کے گرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کے بچے ہیں اور وہ شخص جو آگ سلگا رہا تھا مالک فرشتہ ہے دوزخ کا داروغہ۔ اور پہلے جس گھر میں تم گئے تھے وہ عام مسلمانوں کے رہنے کا گھر ہے اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ (میرے ساتھی) میکائیل۔ تم اپنا سر تو اٹھاؤ۔ میں نے سر

فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالَا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالَا: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ۔

اٹھایا دیکھا تو ابر کی طرح ایک چیز میرے اوپر ہے انہوں نے کہا یہ تمہارا مقام ہے۔ میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے مقام میں جاؤں۔ انہوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی تمہاری کچھ عمر باقی ہے جسے تم نے پورا نہیں کیا۔ اگر پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں آجاتے۔

ف حافظ نے کہا یہ بعضے ساتھی معلوم نہیں ہوئے کون تھے اور شاید عباس بن فضل اسقاطی ہوں جنہوں نے اس حدیث کو موسیٰ بن اسمٰعیل سے روایت کیا ہے۔ اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں نکالا ۞ ف۲ اور اتنے میں دوسرا کلپھڑا جڑ کر صحیح و سالم ہو جاتا ہے۔ پھر سہ بارہ اس میں گھسیڑتا ہے۔ غرض برابر یہی ہو رہا ہے۔ یہ دوزخ کا عذاب ہے۔ معاذ اللہ اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے ۞ ف۳ یعنی سب چیزیں دیکھ لو پھر اخیر میں سب کی کیفیت تم سے بیان کریں گے۔ ابتداء دوزخ کی پوچھے ہے کیا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ۞ ف۴ یہ راوی کا شک ہے کہ فہر کا لفظ کہا یا صخرہ کا۔ فہر اس پتھر کو کہتے ہیں جس سے ہاتھ بھر جائے ۞ ف۵ جیسے ناریل پھوڑتے ہیں ۞ ف۶ یعنی رات غفلت میں کاٹی، نہ قرآن کی تلاوت کی نہ تہجد پڑھی اور دن کو دنیا کے کام کاج میں غرق رہ کر قرآن پر عمل نہ کر سکا ۞ ف۷ اس سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کا مقام بہت اعلیٰ ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شہیدوں کا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی زیادہ ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کا اصلی مقام اس سے اعلیٰ ہوگا اور وہ درخت کی جڑ میں بچوں اور لڑکوں کی نگرانی کے لیے بیٹھے ہوں گے ۞

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ۔

باب: پیر کے دن مرنے کی فضیلت ف۱

ف۱ جمعہ کے دن کی موت کی فضیلت اسی طرح جمعہ کی رات کو مرنے کی فضیلت دوسری حدیثوں میں آئی ہے۔ پیر کا دن بھی موت کے لیے بہت افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن وفات پائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی دن مرنے کی آرزو کی مگر وہ منگل کی شب کو مرے ۞

۴٦٩۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، وَقَالَ

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا: میں ابوبکر صدیق رض کے پاس (ان کی بیماری میں) گئی۔ انہوں نے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا؟ میں نے کہا ۔ تین دھلے ہوئے سفید کپڑوں میں۔ نہ ان میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا

لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: يَوْمَ الإِثْنَيْنِ، قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالَتْ: يَوْمُ الإِثْنَيْنِ، قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ، فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ، بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هٰذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِيهِمَا، قُلْتُ: إِنَّ هٰذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ، فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ میں نے کہا پیر کے دن۔ انہوں نے کہا: آج کون سا دن ہے؟ میں نے کہا پیر کا دن۔ انہوں نے کہا مجھے بھی امید ہے کہ اب سے لے کر رات تک کسی وقت میں گزر جاؤں ف۱ پھر اپنے کپڑے پر نگاہ ڈالی جو بیماری میں پہنے تھے، اس پر زعفران کا دھبہ لگا تھا اور کہا یہ کپڑا دھو ڈالنا اور دو کپڑے اور لے لینا۔ ان میں میرا کفن کر دینا۔ میں نے کہا یہ کپڑا تو پرانا ہے۔ انہوں نے کہا نیا کپڑا تو زندہ آدمی کے لیے زیادہ درکار ہے بہ نسبت مُردے کے کیونکہ مُردے کا کپڑا تو پیپ اور خون میں بھرنے کے لیے ہے ف۲ پھر اس روز ابوبکرؓ نہیں مرے۔ یہاں تک کہ منگل کی رات آگئی اور صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے

ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیر کے دن موت کی فضیلت پاؤں یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ پیر کے دن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرنے کی آرزو کی ؛ ف۲ یعنی مُردے کو کچھ بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں پڑتی، اس کو نئے کپڑے کی اتنی حاجت نہیں ہوتی جتنی زندہ کو ہے۔ مُردے کا کپڑا تو خون اور پیپ میں گل سڑ کر خراب خستہ ہو جاتا ہے ؛

بَابُ مَوْتِ الْفُجَاءَةِ الْبَغْتَةِ۔

باب : ناگہانی موت کا بیان۔

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر ابن ابی کثیر نے کہا مجھ کو ہشام بن عروہ نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (سعد بن عبادہؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اکیلا ایک ہی مرگئی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرنے پاتی تو کچھ خیرات کرتی۔ اب اگر میں اس کی طرف سے خیرات کر دوں تو اس کو کچھ ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں ف۱

ف۱ باب کی یہ حدیث لاکر امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ مومن کے لیے ناگہانی موت سے کوئی ضرر نہیں گو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے کیونکہ اس میں وصیت کرنے کی مہلت نہیں ملتی۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ناگہانی موت مومن کے لیے راحت ہے اور بدکار کے لیے غصہ کی پکڑ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَأَقْبَرَهُ. أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ: إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا، وَقَبَرْتُهُ: دَفَنْتُهُ. كِفَاتًا: يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً وَيُدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَاتًا.

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبروں کا بیان سورۂ عبس میں جو آیا ہے فاقبرہ تو عرب لوگ کہتے ہیں اقبرت الرجل اقبرہ یعنی میں نے اس کے لیے قبر بنائی اور قبرتہ کے معنی میں نے اس کو دفن کیا اور سورۂ والمرسلات میں جو کفاتا کا لفظ ہے ف اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھی زمین میں پوری کرو گے اور مرکر بھی اسی میں گڑو گے۔

ف اس تفسیر کو ترجمہ باب سے کوئی تعلق نہیں، امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق چونکہ کفاتاً کے معنی میں موت کا ذکر بھی شامل تھا اس کو یہاں بیان کر دیا۔

٤٧١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ هِشَامٍ ح، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى ابْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ، أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَدُفِنَ فِي بَيْتِي.

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے دوسری سند: امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے ابومروان یحیٰی بن ابی زکریا نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی (موت کی شروع) بیماری میں (دوسری بی بیوں سے) معذرت کے طور پر فرماتے تھے ف آج میں کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ حضرت عائشہؓ کا دن آپؐ دور سمجھتے تھے ف۲ آخر میری باری کے دن ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اٹھا لیا میرے پہلو اور سینے کے بیچ میں اور میرے ہی گھر میں دفن ہوئے۔

ف یہ لیتعذر کا ترجمہ ہے یہ آپؐ کی کمال مروت اور عنایت اور خوش خلقی تھی کہ دوسری بی بیوں سے حضرت عائشہؓ کے گھر میں جانے کے لئے معذرت کرتے تھے حالانکہ آپ پر باری باری رہنا واجب نہ تھا۔ بعضی روایتوں میں لیتقدر ہے یعنی آپؐ پوچھتے تھے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جانے میں کتنے دن باقی ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ بیمار تھے اور بیماری میں آپؐ کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں زیادہ آرام ملتا تھا۔ ف۲ آپ کو انہی کے دن کا اشتیاق رہتا تھا کہ ان کی باری کب آتی ہے اور یہ خیال کر کے کہ ان کی باری میں اب کتنی دیر ہے، بار بار پوچھتے آج کس کی باری ہے، کل کس کی باری ہے۔ یہ آپؐ کی شروع بیماری کا ذکر ہے تو اس دوسری حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں مذکور ہے کہ آپؐ نے دوسری بی بیوں سے

اجازت لے کر اپنی بیماری کے دن حضرت عائشہؓ کے گھر میں بسر کیے؛ ف۳ باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ اس حدیث سے گھر میں دفن کرنے کا جواز بھی معلوم ہوا؛

---

٤٧٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى: اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، لَوْلَا ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا، وَعَنْ هِلَالٍ قَالَ: كَنَّانِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُولَدْ لِي۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے، انہوں نے ہلال بن حمید سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں (اچھے ہو کر) نہیں اٹھے یوں فرمایا یہود اور نصاریٰ پر اللہ لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھولدی جاتی مگر آپ ڈرے یا لوگوں کو ڈر ہوا کہ کہیں آپ کی قبر مسجد نہ ہو جائے ف۱ اور ہلال اس حدیث کے راوی نے کہا عروہ نے میری کنیت رکھ دی حالانکہ میری کوئی اولاد ہی نہ تھی ف۲

ف۱ لوگ اس کو یا اس کی طرف سجدہ کرنے لگیں۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے؛ ف۲ حالانکہ کنیت اکثر اولاد ہونے کے بعد رکھی جاتی ہے۔ اس سے امام بخاری کی غرض ہلال کا سماع عروہ سے ثابت کرنا ہے؛

---

٤٧٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا: أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی انہوں نے سفیان بن دینار سے جو کھجور فروش تھے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو دیکھا، وہ اونٹ کے کوہان کی طرح تھی ف

ف ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبریں بھی اسی طرح کی تھیں چنانچہ اہل حدیث اور امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ اسی روایت کی رو سے قبر کو کوہان کی طرح بنانا افضل جانتے ہیں لیکن شافعیؒ نے سطح بنانا افضل کہا ہے؛

---

٤٧٤ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ

ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا جب ولید بن عبدالملک بن

ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ: لَا وَاللّٰهِ، مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ، لَا أُزَكّٰى بِهِ أَبَدًا۔

مروان کی حکومت کے زمانے میں حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کی دیوار گری تو اس کو بنانے لگے، ایک ٹانگ دکھائی دی لوگ گھبرا گئے سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ عروہ بن زبیر نے ان سے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ حضرت عمر رضؓ کا قدم ہے ف۱ اور اسی اسناد سے ہشام سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے (مرتے وقت) عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی کہ مجھ کو پیغمبر صاحبؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس نہ گاڑنا بلکہ بقیع میں میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ آپؐ کے ساتھ میری بھی تعریف ہُوا کرے ف۲۔

ف۱ ہُوا یہ کہ ولید کی خلافت کے زمانے میں اس نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو جو اس کی طرف سے مدینہ کے عامل تھے یہ لکھا کہ ازواجِ مطہرات کے حجرے گروا کر مسجد کو وسیع کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر مبارک بلند کر دو کہ نماز میں ادھر منہ نہ ہو۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ حجرے گرانے شروع کیے۔ اس وقت ایک پاؤں اندر سے نمودار ہُوا۔ عروہ نے بتایا کہ یہ حضرت عمر رضؓ کا پاؤں ہے۔ ف۲ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی کسرِ نفسی تھی۔ انہوں نے فرمایا میں اس لائق نہیں کہ لوگ میری تعریف کریں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ دفن ہوں گی تو لوگ آپؐ کے ساتھ میرا بھی ذکر کریں گے اور دوسری بی بیوں پر میری ترجیح اور فضیلت بیان کریں گے کہ وہ سب بقیع میں دفن ہوئیں اور میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ۔

---

٤٧٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، اذْهَبْ إِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَلْهَا أَنْ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے کہا ہم سے حصین نے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضؓ کو (اس وقت، دیکھا (جب وہ زخمی ہوئے) انہوں نے کہا عبداللہؓ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے پاس جا اور کہہ عمر رضؓ تم کو سلام کہتا ہے پھر ان سے عرض کر، کیا میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہووّں ؟ (عبداللہ گئے اور ایسا پیغام پہنچایا) حضرت عائشہ رضؓ نے کہا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں ان کو

أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، قَالَتْ: كُنْتُ
أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى
نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟
قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ،
قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ
الْمَضْجَعِ، فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ
سَلِّمُوا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي وَإِلَّا
فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي
لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ
هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ
فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ
فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، فَسَمَّى عُثْمَانَ
وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ
ابْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ
عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ، كَانَ
لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ
عَلِمْتَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ
الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِي
يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي،
أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ
الْأَوَّلِينَ خَيْرًا، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ
حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ،
وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، الَّذِينَ تَبَوَّءُوا
الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ

اپنے اوپر مقدم رکھوں گی۔ عبداللہ لوٹ کر آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہوا۔ انہوں نے کہا یا امیرالمومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھ کو اس جگہ دفن ہونے کا بڑا خیال تھا، اتنا خیال کسی بات کا نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو ایسا کرو کہ میرا جنازہ اٹھا کر لے جاؤ اور حضرت عائشہؓ کو سلام کہو اور عرض کرو کہ عمرؓ آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفنا دو ورنہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کر دینا۔ دیکھو خلافت کا حقدار ان چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات تک راضی رہے ہیں۔ پھر یہ لوگ جس کو خلیفہ بنائیں میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔ اس کی بات سننا اور اس کا کہا ماننا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاصؓ کا نام لیا اور ایک انصاری جوان ان کے پاس آن پہنچا وہ کہنے لگا اے امیرالمومنین! تم کو اللہ کی طرف سے خوشی ہی خوشی ہے، خوش ہو جاؤ ایک تو اسلام میں تمہارا جیسا درجہ ہے وہ تم جانتے ہو پھر اس کے بعد خلیفہ ہوئے تو انصاف کرتے رہے۔ پھر ان سب کے بعد شہادت ملی۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرے بھتیجے! میری تو یہ آرزو ہے کاش یہ خلافت برابر سرابر اتر جائے، نہ کچھ مجھے ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو۳ میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ اگلے مہاجرین کی بھلائی کرتا رہے، ان کا حق پہچانے اور ان کی عزت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ میں جگہ لی اور ایمان پر ثابت قدم رہے یعنی ان میں جو نیک ہے اس کی

وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوَفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ ،

نیکی کی قدر کرے اور جو اُن میں قصور کرے اس کے قصور سے درگزر کرے۔ میں یہ بھی خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ذمّہ کا خیال رکھے ف اور (کافر) ذمّیوں کا عہد پورا کرے' ان سے نہ لڑے ، ان کے سوا دوسرے کافروں سے لڑے اور طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دے۔

ف سبحان اللہ! یہ حضرت عمرؓ کی بڑی احتیاط اور حق شناسی تھی انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید حضرت عائشہ صدیقہؓ نے میری مروت سے اور یہ سمجھ کر کہ میں امیرالمومنین ہوں اس کی اجازت دے دی ہو لیکن دل سے نہ چاہتی ہوں تو مرے بعد پھر اجازت لینا، مرنے کے بعد پھر کچھ دباؤ نہیں رہتا۔ ف۲ عشرہ مبشرہ میں سے یہی لوگ موجود تھے، ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور سعید بن زید گو زندہ تھے مگر حضرت عمرؓ کے رشتہ دار یعنی چچازاد بھائی ہوتے تھے اس لیئے ان کا نام تک نہ لیا۔ دوسری روایت میں ہے یوں فرمایا دیکھو میرے بیٹے عبداللہ کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہی ایک کام دیکھو اور اس کو معاویہؓ کے کام سے ملاؤ کہ انہوں نے مرتے وقت زبردستی اپنے ناخلف بیٹے یزید سے بیعت کرادی تو دونوں میں زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ حضرت عمرؓ پر طعنے کرتے ہیں ان کو یہ کارروائی دیکھ کر حق تعالیٰ سے شرمانا چاہیئے۔ جس شخص کی پاک نفسی اور عدالت کا یہ حال ہو کہ حکومت کے ساتھ اپنے عزیزوں کی ذرا رعایت نہ کی اور اپنے خاص بیٹے کو ایک ادنیٰ سپاہی کے برابر رکھا ہو اور مرتے وقت بھی اس کو کوئی ترجیح نہ دی ہو۔ بھلا کسی کا منہ ہے جو اس پر طعنے مارے ؟ زمانہ کے بدمعاش اور اٹھائی گیرے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے اور بزرگوں کی آنکھ کا تنکا دیکھتے ہیں استغفراللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ف۳ اللہ اکبر خلافت اور حکومت ایسی ہی نازک چیز ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس عدل کے ساتھ چلائی مگر مرتے وقت اسی کو غنیمت سمجھے کہ خلافت کا نہ ثواب ملے نہ عذاب ہو، برابر سرابر اُتر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو زمانہ گزرا اس کی نیکیاں قائم رہیں۔ ف۴ یعنی کافروں سے عہد کرے اور ان کو امان دے اور وہ جزیہ ادا کرتے رہیں تو پھر ان کو نہ ستاوے۔ ان کی جان و مال کی مسلمانوں کی طرح حفاظت کی جائے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ۔

باب: جو لوگ مرگئے ان کو بُرا کہنا منع ہے ف

ف یعنی مسلمان جو مرجائیں ان کا مرے بعد عیب نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کافر یا فاسق ہوں تو ان کا عیب ظاہر کرنا درست ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو تنبیہ ہو۔

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا، وَرَوَاهُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے ، انہوں نے اعمش سے انہوں نے مجاہد سے' انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ مرگئے ان کو بُرا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جیسے عمل کیے تھے ویسا بدلہ پا چکے ف

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ، تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَابْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ۔

اور عبداللہ بن عبدالقدوس اور محمد بن انس نے بھی اس کو اعمش سے روایت کیا ہے۔ آدم ابن ابی ایاس کے ساتھ اس حدیث کو علی بن جعد اور محمد بن عرعرہ اور ابن ابی عدی نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

ف اب ان کو بُرا کہنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ ان کے عزیز و قریب اور رشتہ دار دوستوں کو ایذا دینا ہے۔ البتہ حدیث کے راویوں کا حال مرے بعد بھی بیان کرنا درست ہے کیونکہ اس میں دین کی حفاظت مقصود ہے۔

بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتَى۔

باب: بُرے مردوں کی بُرائی بیان درست ہے ف

ف یہ باب لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ جس حدیث میں مُردوں کی بُرائی بیان کرنا منع ہوا ہے اس سے مراد وہ مسلمان مردے ہیں جو بظاہر نیک گزرے ہوں لیکن کافر اور فاسقوں کی بُرائی تو مرے بعد بھی کرنا درست ہے جیسے ابن عباسؓ نے ابولہب مردود کی بُرائی اس کے مرے بعد بیان کی۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَبُو لَهَبٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، فَنَزَلَتْ۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ابولہب پر اللہ کی لعنت ہو، اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا تیری خرابی سارے دن۔ تب یہ آیت اُتری: تبت یدا ابی لهب وتب ف

ف جب یہ آیت اُتری و انذر عشیرتك الاقربین یعنی اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرا۔ تو آپؐ صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کے لوگوں کو پکارا۔ وہ سب اکٹھے ہوئے پھر آپؐ نے ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تب ابولہب مردود کہنے لگا تیری خرابی ہو سارے دن کیا تونے ہم کو اسی بات کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ اس وقت یہ سورت اتری: تبت یدا ابی لهب وتب۔ یعنی ابولہب ہی کے دونوں ہاتھ ٹوٹے اور ہلاک ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب الزّکاۃ

کتاب زکوٰۃ کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى- وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ-

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور درستی سے ادا کرو نماز اور زکوٰۃ دو ف اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصہ نقل کیا ف۲ تو کہا وہ نماز اور زکوٰۃ اور ناطا جوڑنے اور حرام کاری سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔

ف خود قرآن سے زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ نماز کے ساتھ بیاسی جگہ قرآن میں زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے اور وہ ایک رکن ہے اسلام کا۔ اس کا منکر کافر ہے اور جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں حاکم اسلام اُن سے جہاد کر سکتا ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال زکوٰۃ فرض ہوئی۔ ف۲ یہ قصہ اوپر گزر چکا ہے شروع کتاب میں، جس میں ہرقل بادشاہ روم کا ذکر ہے۔

۱۳۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ

ہم سے ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے زکریا بن اسحاق سے انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابومعبد نافذ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا ف اور فرمایا، یمن والوں سے (پہلے) کہہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اگر وہ اس کو مان لیں تو اُن سے یہ کہہ کہ اللہ نے ہر دن رات

عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ.

میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو اُن کو یہ بتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مال کا صدقہ فرض کیا ہے' جو اُن کے مال داروں سے لیا جائے گا اور انہی کے محتاجوں کو دیا جائے گا ف۲

ف سنہ ۹ ہجری یا سنہ ۱۰ ہجری میں جب آپ غزوہ تبوک سے لوٹ کر آئے تھے ؛ ف۲ اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کافر کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر اپنے شہر میں محتاج لوگ موجود ہوں تو دوسرے شہروں میں زکوٰۃ کا مال بھیجنا منع ہے۔ اگر ایسا کرے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ؛

---

۴۷۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهِبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: مَالَهُ مَالَهُ؟ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَبٌ مَالَهُ؟ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَقَالَ بَهْزٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أَخْشَى أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوظٍ، إِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو.

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے انہوں نے موسیٰ ابن طلحہ سے انہوں نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کوئی ایسا کام بتایئے جو مجھ کو بہشت میں لے جائے۔ لوگ کہنے لگے اس کو کیا ہوا ہے کیا ہوا؟ (اس کے پوچھنے کی کونسی ضرورت ہے) آپ نے فرمایا کیوں ضرورت کیوں نہیں؟ یہ تو بڑی ضروری بات ہے۔ تو ایسا کر اللہ کو پوج' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز درستی سے ادا کر اور زکوٰۃ دیتا رہ اور ناطا جوڑتا رہ ف۲ اور بہز بن اسد راوی نے یوں کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عثمان اور ان کے باپ عثمان بن عبداللہ نے، ان دونوں نے موسیٰ ابن طلحہ سے سنا انہوں نے ابوایوبؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث بیان کی امام بخاری نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ محمد بن عثمان صحیح نہ ہو بلکہ عمرو بن عثمان صحیح ہو ف۳

ف۱ بعضوں نے کہا یہ خود ابوایوبؓ تھے۔ بعضوں نے کہا یہ کوئی اعرابی تھا بعضوں نے کہا ابن منتفق ؛ ف۲ جب تو یہ کام کرے گا تو تجھ کو بہشت مل جائے گی۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے زکوٰۃ کی فرضیت یوں نکالی کہ نماز کے بعد اس کو بیان

کیا دوسرے بہشت میں جانا زکوٰۃ دینے پر منحصر ہُوا کہ جو زکوٰۃ نہ دے گا دوزخ میں جائے گا اور دوزخ میں جانا اسی چیز کے ترک سے ہوتا ہے جو واجب ہو؛ ف۳ امام بخاریؒ نے یہ دوسری سند بہز کی اسی لیے بیان کی کہ حفص بن عمر کی طرح انہوں نے بھی شعبہ سے محمد بن عثمان کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ شعبہ نے اس حدیث میں غلطی کی اور ٹھیک یوں ہے عمرو بن عثمان، یحیٰی بن سعید قطان اور اسحاق اور ابو اسامہ اور ابو نعیم سب نے عمرو بن عثمان کہا ہے اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں کہا کہ یہی صحیح ہے اور دارقطنی اور نووی نے کہا کہ شعبہ نے اس میں غلطی کی اور صحیح عمرو ہے؛

---

٤٨٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے عفان بن مسلم نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے یحیٰی بن سعید بن حیان سے انہوں نے ابوزرعہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک گنوار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو ایسا کام بتایئے جب میں اس کو کروں تو بہشت میں جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کو پوجتا رہ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور فرض نماز درستی سے ادا کرتا رہ اور فرض زکوٰۃ دیتا رہ ف۱ اور رمضان کے روزے رکھتا رہ ف۲ وہ گنوار کہنے لگا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے بڑھاؤں گا نہیں ف۳ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپؐ نے فرمایا اگر کسی کو بہشتی آدمی دیکھنا اچھا لگتا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھے۔

ف۱ اس حدیث میں تو صاف اور صریح یہ مذکور ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے؛ ف۲ حج کا ذکر نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا راوی اس کو بھول گیا؛ ف۳ مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور گھٹاؤں گا بھی نہیں؛

---

٤٨١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو زُرْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا انہوں نے یحیٰی بن سعید قطان سے انہوں نے ابو حیان سے ف۱ انہوں نے کہا مجھ سے ابوزرعہ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی ف۲

ف۱ ان کا نام یحیٰی بن سعید بن حیان ہے؛ ف۲ مگر یحیٰی بن سعید قطان کی یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ابوزرعہ تابعی ہیں۔ انہوں نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا اور وہیب کی روایت جو اُوپر گزری وہ موصول ہے اور وہیب ثقہ ہیں ان کی زیادت مقبول ہے اس لیے حدیث میں کوئی علت نہیں۔

٤٨٢۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا، قَالَ: آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ، وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَعَقَدَ بِيَدِهِ هٰكَذَا، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَأَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ: الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے عبدالقیس قبیلے کے (چودہ یا چالیس) لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم ربیعہ قبیلے کی ایک شاخ ہیں ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافر حائل ہیں۔ ہم سوائے حرام مہینے کے (جس میں عرب لوگ جنگ نہیں کرتے تھے) اور دنوں میں آپ تک پہنچ نہیں سکتے تو ہم کو ایک ایسی بات بتا دیجئے جس کو ہم خود بھی آپ سے سیکھ لیں اور (ہماری قوم کے) جو لوگ یہاں نہیں آئے ان کو بھی سکھائیں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں جن کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور آپ نے انگلی سے ایک اشارہ کیا ١ اور نماز درستی سے ادا کرنا ٢ اور زکوٰۃ دینا ٣ اور لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ داخل کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں ١ کدو کے تونبے ٢ اور سبز لاکھی مرتبان ٣ اور کریدی ہوئی لکڑی کے باسن ٤ اور روغنی باسن سے اور سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان نے حماد سے یوں روایت کی، اللہ پر ایمان لانا، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے ف

ف یہ حدیث اوپر کئی بار گزر چکی ہے سلیمان اور ابوالنعمان کی روایت میں الایمان باللہ کے بعد واو عطف نہیں ہے اور حجاج کی روایت میں واو عطف تھی جیسے اوپر گزری ایمان باللہ اور شہادت ان لا الٰہ الا اللہ دونوں ایک ہی ہیں اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یہ پانچ باتیں ہوگئیں اور حج کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں پر شاید حج فرض نہیں ہوگا۔ اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرضیت نکلتی ہے کیونکہ آپ نے اس کا امر کیا اور امر وجوب کے لیے ہوا کرتا ہے مگر جب کہ کوئی دوسرا قرینہ ہو جس سے عدم وجوب ثابت ہو۔ حافظ نے کہا سلیمان کی روایت کو خود مؤلف نے مغازی میں اور ابوسلیمان کی روایت کو بھی خود مؤلف نے خمس میں وصل کیا۔

۴۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات ہو گئی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے کئی لوگ کافر ہو گئے ف ۱ (ابوبکرؓ نے ان سے لڑنا چاہا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یوں فرمایا ہے، مجھے لوگوں سے لڑنے کا اسی وقت تک حکم ہے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، جب یہ کہنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور جان کو مجھ سے بچا لیا البتہ کسی حق کے بدلہ میں یہ اور بات ہے اب ان کا حساب اللہ پر رہے گا ف ۲ ابوبکرؓ نے کہا میں تو قسم خدا کی جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا ف ۳ اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز بدن کا حق ہے) قسم خدا کی اگر یہ لوگ ایک بکری کی بچیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے مجھ کو نہ دیں گے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر خدا کی قسم اللہ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا تھا اور یہ خیال ان کا اللہ کی طرف سے تھا میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے ف ۴

ف ۱ بعضے تو پھر بت پرست بن گئے اور بعضے مسیلمہ کذاب کے تابع ہو گئے جیسے یمامہ والے اور بعضے مسلمان رہے مگر زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے لگے اور قرآن شریف کی یوں تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ لینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے خاص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم اور پیغمبر کے سوا اور کسی کی دعا سے ان کو تسلی اور طہارت نہیں ہو سکتی ؛ ف ۲ یعنی دل میں ان کے ایمان ہے یا نہیں اس سے ہم کو غرض نہیں اس کی پوچھ قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہو گی اور دنیا میں جو کوئی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے گا اس کو مومن سمجھیں گے اس کے مال اور جان پر حملہ نہ کریں گے ؛ ف ۳ نماز کو فرض کہے گا پر زکوٰۃ کو فرض نہ جانے گا ؛ ف ۴ حضرت عمرؓ

نے بھی بعد کو ابوبکرؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور سب صحابہؓ بھی متفق ہو گئے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا۔ ہمارے زمانہ میں بعض نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف لاالٰہ الااللہ کہہ دینے سے آدمی مومن ہو جاتا ہے خواہ وہ اسلام کے دوسرے اصول کو ملنے یا نہ مانے، ان بے وقوفوں کا اس حدیث سے پورا رد ہو گیا۔ لاالٰہ الااللہ کہنا بیشک ایمان کی نشانی ہے مگر اسی شرط کے ساتھ کہ اسلام کے دوسرے اصول اور ارکان کا انکار نہ کرے۔ اگر اسلام کے ایک رکن کا بھی انکار کرے جیسے نماز یا روزے یا زکوٰۃ یا حج کا یا اللہ جل جلالہٗ کی صفات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا یا قیامت یا حشر نشر یا ملائکہ کا یا حور اور قصور اور جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابوں کا تو وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج۔ اس سے مسلمانوں کی طرح برتاؤ نہیں کر سکتے، نہ اس سے شادی بیاہ درست ہے۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى إِيتَاءِ الزَّكَاةِ۔ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ۔

باب: زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا اللہ تعالیٰ نے سورۂ برات میں فرمایا اگر وہ توبہ کریں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

٤٨٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے قیس ابن حازم سے انہوں نے کہا جریر بن عبداللہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کو درستی کے ساتھ ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر ایک مسلمان کے خیر خواہ رہنے پر بیعت کی۔

بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ، وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ۔

باب: زکوٰۃ نہ دینے والے کا گناہ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ برات میں، فرمایا جو لوگ سونا اور چاندی گاڑھ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو خوشخبری سنا دے عذاب دردناک کی جس دن کہ آگ میں دہکائیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے گاڑھ رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑھنے کا

ف آیت میں کنز کا لفظ ہے۔ کنز اسی مال کو کہیں گے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور اکثر صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آیت اہلِ کتاب اور مشرکین اور مومنین سب کو شامل ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی طرف اشارہ کیا اور بعضے

صحابہؓ نے اس آیت کو کافروں سے خاص کیا ہے ۔

٤٨٥ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ هُرْمُزَ الأَعْرَجَ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَأْتِي الإِبِلُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الغَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَظْلاَفِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، قَالَ: وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى المَاءِ، قَالَ: وَلاَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلاَ يَأْتِي بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ.

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن وہ) اونٹ جن کی دنیا میں زکوٰۃ نہ دی ہو خوب موٹے تازے، اچھے بن کر آئیں گے اور اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے ف۱ اور اسی طرح بکریاں بھی جن کی زکوٰۃ نہ دی ہو اچھی موٹی تازی بن کر اپنے مالک کو کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی۔ آپؐ نے فرمایا بکریوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ پانی پر پہنچ کر ان کا دودھ دوہا جائے ف۲ آپؐ نے فرمایا، ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے۔ وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہو پھر (مجھ کو پکارے) کہے محمدؐ (مجھ کو بچاؤ) میں کہوں گا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تو خدا کا حکم تجھکو پہنچا دیا تھا اور ایسا نہ ہو کوئی اونٹ اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے وہ بڑبڑ کر رہا ہو پھر کہے محمدؐ (مجھ کو چھڑاؤ) میں کہوں گا، میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا تھا۔

ف۱ مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ منہ سے کاٹیں گے پچاس ہزار برس کا جو دن ہوگا اس دن یہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ بندوں کا فیصلہ کرے اور وہ اپنا ٹھکانا دیکھ لے یا بہشت میں یا دوزخ میں۔ ف۲ پانی پر اکثر غریب فقیر لوگ جمع رہتے ہیں وہاں دودھ دوہنے سے یہ غرض ہے کہ کچھ دودھ غریب مسکینوں کو بھی پلایا جائے۔ بعضوں نے کہا یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے تھا۔ جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اب اور کوئی صدقہ یا حق واجب نہیں رہا۔ ایک حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ کے سوا مال میں دوسرا حق بھی ہے اس کو ترمذی نے فاطمہ بنت قیس سے نکالا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اونٹوں کا بھی یہی حق ہے کہ پانی کے کنارے ان کا دودھ دوہا جائے۔

۴۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا- لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ہاشم بن قاسم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جس کو مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بن کر جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے ف۱ داغ ہوں گے اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت پڑھی جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اس میں بخیلی کرتے ہیں تو اپنے لیے بخیلی بہتر نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں بُری ہے جس کے لیے وہ بخیلی کرتے ہیں وہ قیامت کے دن قریب میں ان کے گلے کا طوق ہونے والا ہے ف۲

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اس کے منہ کے دونوں کناروں پر بہیں (جھاگ) ہوگا ؛ ف۲ یعنی حقیقۃً طوق ہوگا۔ بعضوں نے کہا طوق ہونے سے مجازی معنی مراد ہے۔ یعنی اس پر وبال ہوگا اور اس حدیث سے اس کا ردّ ہوتا ہے ؛

بَابٌ مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي: عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللهِ- وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ- قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ كَنَزَهَا

باب: جس مال کی زکوٰۃ دی جایا کرے اس کو کنز نہیں کہیں گے ف۱ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے ف۲ اور ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا کہا میرے باپ شبیب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے خالد بن اسلم سے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلے تو ایک گنوار نے پوچھا مجھے اس آیت کی تفسیر بتایئے والذین یکنزون الذھب والفضۃ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس شخص نے چاندی سونا جوڑ رکھا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی اس کی خرابی ہوگی اور یہ آیت

فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ، إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ۔

زکوٰۃ کا حکم اترنے سے پہلے کی ہے۔ جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اللہ نے مالوں کو اس سے پاک کر دیا ف۳

ف یعنی اس مال سے یہ آیت متعلق نہیں ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ معلوم ہوا اگر کوئی مال جمع کرے تو گنہگار نہیں ہے بشرطیکہ زکوٰۃ دیا کرے گو تقویٰ اور فضیلت کے خلاف ہے یہ ترجمۂ باب خود ایک حدیث ہے جس کو امام مالک نے ابن عمرؓ سے موقوفاً نکالا اور ابو داؤد نے ایک مرفوع حدیث نکالی جس کا مطلب یہی ہے: ف۲ یہ حدیث اسی باب میں آتی ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے اس کا دبانا اور رکھ چھوڑنا درست ہے کیونکہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں بموجب نصِ حدیث زکوٰۃ نہیں ہے پس اتنی چاندی کا رکھ چھوڑنا اور دبانا کنز نہ ہوگا اور آیت میں سے اس کو خاص کرنا ہوگا اور خاص کرنے کی وجہ یہی ہوئی کہ زکوٰۃ اس پر نہیں ہے تو جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ بھی کنز نہ ہوگا کیونکہ اس پر بھی زکوٰۃ نہیں رہی: ف۳ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ آیت والذین یکنزون الذھب والفضۃ میں جو وعید آئی ہے وہ انہی لوگوں کے لیے ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور سونا اور چاندی جوڑ رکھتے ہیں لیکن جو لوگ زکوٰۃ دیا کریں وہ کتنا ہی سونا چاندی اکٹھا کریں تو کچھ گنہگار نہ ہوں گے کیونکہ زکوٰۃ سے ان کا مال پاک اور صاف رہتا ہے۔ اس کو کنز نہیں کہیں گے۔ اکثر صحابہؓ بلکہ سب اس مسئلہ میں ابن عمرؓ سے موافق ہیں، صرف ابوذر غفاریؓ جو بڑے زاہد اور درویش اور تارک الدنیا تھے وہ کہتے ہیں یہ آیت مطلق ہے ہر مال جوڑنے والے کو شامل ہے زکوٰۃ دے یا نہ دے۔ ان کا مذہب درویشانہ ہے کہ مال جوڑنا مسلمان کو کسی حال میں جائز نہیں، جو آئے کھائے اور کھلائے اور اللہ پر بھروسہ رکھے۔ وہ رازقِ مطلق ہے، جب تک جئیں گے، دے گا:

---

٤٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ

ہم سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن اسحٰق نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا مجھ کو یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے عمرو بن یحییٰ بن عمارہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ بن ابی الحسن سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ نے فرمایا پانچ اوقیے سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ وسق کھجور سے

خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

کم میں زکوٰۃ ہے ف۱

ف۱ ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیے دو سو درم کے ہوئے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی، یہی چاندی کا نصاب ہے۔ اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع چار مد کا، مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہندوستان کے وزن کے لحاظ سے ایک وسق پکے ساڑھے چار یا پانچ من کے قریب ہوتا ہے تو پانچ وسق کے ایک کھنڈی سے کچھ زیادہ ہوئے۔ ایک کھنڈی سے کم غلّہ یا کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۴۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، سَمِعَ هُشَيْمًا، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هَذَا؟ قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي ـ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ ـ قَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ: نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَلِكَ، وَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَشْكُونِي، فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ: أَنِ اقْدَمِ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُهَا، فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيبًا، فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ۔

ہم سے علی بن ابی ہاشم نے بیان کیا انہوں نے ہُشیم سے سنا، انہوں نے کہا ہم کو حصین نے خبر دی، انہوں نے زید بن وہب سے انہوں نے کہا میں ربذہ پر سے گزرا ف۱ وہاں مجھ کو ابوذرؓ (صحابی) ملے۔ میں نے پوچھا تم اس جگہ (شہر چھوڑ کر جنگل میں) کیوں رہنے لگے۔ انہوں نے کہا میں شام کے ملک میں گیا تھا وہاں مجھ میں اور معاویہؓ میں (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے) اس آیت میں اختلاف ہوا: "الذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ" معاویہؓ کہنے لگے یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری۔ میں نے کہا نہیں ہم مسلمانوں کے باب میں بھی اور اہل کتاب کے حق میں بھی ف۲ غرض مجھ میں اور ان میں (خوب) بحث ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو میری شکایت لکھی، حضرت عثمانؓ نے مجھے لکھ بھیجا تم مدینے چلے آؤ۔ میں مدینہ میں آیا تو اتنے بہت لوگ میرے پاس جمع ہونے لگے جیسے انہوں نے مجھ کو اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہ ہو میں نے حضرت عثمانؓ سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا تم چاہو تو الگ ایک گوشے میں رہو مدینہ سے قریب۔ میں اسی وجہ سے یہاں (جنگل میں) پڑا ہوں اور (حضرت عثمانؓ تو بڑے شخص ہیں) اگر مجھ پر ایک حبشی کو سردار کریں تو میں اس کی بات سنوں گا اور اس کا کہا مانوں گا ف۳

ف۱ ربذہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر۔ ابوذر غفاریؓ وہیں جا کر رہے تھے اور وہیں انتقال کیا۔

ف۲ یعنی آیت عام ہے جو کوئی سونا چاندی جوڑ رکھے مسلمان ہو یا کافر آیت سب کو شامل ہے۔ ف۳ حضرت ابوذر غفاریؓ

بڑے عالی شان صحابی اور زہد اور درویشی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ایسے بزرگ شخص کے پاس خواہ لوگ بہت جمع ہوتے ہیں۔ معاویہؓ نے ان سے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں کوئی فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں سے بلا بھیجا تو فوراً چلے آئے۔ خلیفہ اور حاکم اسلام کی اطاعت فرض ہے۔ ابوذرؓ نے ایسا ہی کیا۔ مدینہ میں آئے تو یہاں شام سے بھی زیادہ مجمع ان کے پاس ہونے لگا۔ حضرت عثمانؓ کو بھی وہی اندیشہ ہوا جو معاویہؓ کو ہوا تھا۔ انہوں نے صاف تو یہ نہیں کہا کہ تم مدینہ سے نکل جاؤ، مگر صلاح کے طور پر بیان کیا۔ ابوذرؓ نے ان کی مرضی پا کر مدینہ کو بھی چھوڑا اور ربذہ ایک گاؤں میں جا کر رہ گئے۔ اور تادم وفات وہیں مقیم رہے۔ آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔ امام احمد اور ابویعلیٰ نے مرفوعاً نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا جب تو مدینہ سے نکالا جائے گا تو کہاں جائے گا۔ انہوں نے کہا شام کے ملک میں۔ آپؐ نے فرمایا جب وہاں سے نکالا جائے گا؟ انہوں نے کہا پھر میں مدینہ میں آجاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا پھر جب وہاں سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ ابوذرؓ نے کہا میں اپنی تلوار سنبھالوں گا اور ماروں گا۔ آپؐ نے فرمایا میں تجھ کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ تو سن لے اور کہا مان لے اور جہاں وہ تجھ کو ہانکیں وہاں چلا جا۔ ابوذرؓ نے اسی حدیث پر عمل کیا اور دم نہ مارا۔ رضی اللہ عنہ؛

٤٨٩- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي الْعَلاَءِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلاَءِ بْنُ الشِّخِّيرِ أَنَّ الأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى مَلَإٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ، ثُمَّ وَلَّى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے سعید جریری نے انہوں نے ابوالعلاء یزید سے انہوں نے احنف بن قیس سے انہوں نے کہا **دوسری سند** اور امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے سعید جریری نے کہا ہم سے ابوالعلاء ابن شخیر نے ان سے احنف بن قیس نے بیان کیا کہا انہوں نے کہا کہ میں قریش کے لوگوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص آیا جسکے بال سخت، کپڑے موٹے شکل بھی سیدھی سادی وہ ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور سلام علیک کی پھر کہنے لگا جو لوگ مال جمع کرتے ہیں ان کو خوشخبری سنا، ایک پتھر دوزخ کی آنچ میں سینکا جائے گا اور ان کی چھاتی کی بھٹنی پر رکھ دیا جائے گا اور ان کے مونڈھے کی اوپر والی ہڈی سے پار ہو جائے گا اور ان کے مونڈھے کی اوپر والی ہڈی پر رکھا جائے گا اور چھاتی کی بھٹنی سے پار ہو جائے گا اسی طرح وہ پتھر ڈھلکتا رہے گا۔ یہ کہہ کر اس نے پیٹھ

وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ، فَقُلْتُ لَهُ: لَا أُرَى الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِي قُلْتَ، قَالَ: إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَقَالَ لِي خَلِيلِي، قَالَ: قُلْتُ وَمَنْ خَلِيلُكَ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، أَتُبْصِرُ أُحُدًا؟ قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَأَنَا أُرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ، وَإِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ، إِنَّمَا يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا، لَا وَاللَّهِ لَا أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

موڑی اور ایک ستون کے پاس جا بیٹھا میں اس کے پیچھے چلا اور اس کے پاس جا کر بیٹھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ شخص کون ہے میں نے اس سے کہا میں سمجھتا ہوں تمہاری اس بات سے لوگ ناراض ہوئے اس نے کہا یہ لوگ تو بے وقوف ہیں مجھ سے میرے جانی دوست نے کہا میں نے کہا تمہارا جانی دوست کون ؟ اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور کون۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا تو اُحد پہاڑ دیکھتا ہے ؟ یہ سن کر میں نے سورج کو دیکھا کہ کتنا دن باقی ہے۔ میں سمجھا کہ آپ کسی کام کے لیے مجھ کو بھیجنے والے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو، اگر ہو تو میں سب اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالوں صرف تین اشرفیاں رکھ لوں ف۱ اور یہ لوگ تو بے وقوف ہیں، روپیہ اکٹھا کرتے ہیں اور میں تو قسم خدا کی نہ ان سے دُنیا کا کوئی سوال کروں گا نہ دین کی کوئی بات پوچھوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤں ف۲

ف۱ شاید تین اشرفیاں اس وقت آپؐ پر قرض ہوں گی یا آپؐ کا روزانہ خرچ تین اشرفیوں کا ہو گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مال جمع نہ کرے مگر یہ اولویت پر محمول ہے کیونکہ جمع کرنے والا گو زکوٰۃ دے تب بھی اس کو قیامت کے دن حساب دینا ہو گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ آئے خرچ کر ڈالے ۔ ف۲ ابوذرؓ کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو ان لوگوں سے کوئی غرض یا احتیاج نہیں ہے کہ میں ان کی ناراضگی کا اندیشہ کروں۔ نہ میں ان سے کوئی دنیا کا مال متاع چاہتا ہوں نہ دین کا علم ان سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر حق بات کہنے میں مجھے کونسا امر مانع ہے ؟ سبحان اللہ! مسلمان مولویوں اور درویشوں کو حضرت ابوذرؓ کی طرح بے غرض اور متوکل رہنا چاہیئے اور شریعت کی بات سنانے اور خدا کا حکم پہنچانے میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ کوئی نواب یا امیر یا بادشاہ ناراض ہو جائے تو ہزار سے اپنی روٹی محنت مشقت سے پیدا کرلے۔ ان کی ناراضگی یا رضامندی سے کچھ غرض نہ رکھے، اگر عالم یا درویش میں یہ بات نہ ہو اور وہ دنیا داروں کی رعایت یا مروّت کرے تو وہ خدا کا چور ہے۔ ایسے عالم اور درویش سے دور بھاگنا چاہیئے۔ اس سے تو جاہل دنیا دار بہتر ہیں۔ ہمارے زمانے کے مولوی اور مشائخ اکثر اسی بلا میں مبتلا ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

بَابُ إِنْفَاقِ الْمَالِ فِي حَقِّهِ۔

باب: اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت ف

ف یعنی نیک کاموں میں جیسے فقراء اور محتاجوں کو کھلانے پلانے، مدرسہ اور سرائے بنانے، مجاہدین کے لیے جہاد کا سامان کر دینے، طالب علموں کی خوراک اور پوشاک تیار کرنے میں۔

۴۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٍ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دو ہی آدمیوں پر پر رشک کر سکتے ہیں ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ نے روپیہ دیا اور اس کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دی دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن اور حدیث کا علم دیا۔ وہ خود بھی ان پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔

بَابُ الرِّيَاءِ فِي الصَّدَقَةِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى- إِلَى قَوْلِهِ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: صَلْدًا: لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَابِلٌ: مَطَرٌ شَدِيدٌ، وَالطَّلُّ: النَّدَى۔

باب: ریا کی نیت خیرات کرنا ف۱ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا مسلمانو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور فقیر کو ستا کر برباد نہ کرو۔ اخیر آیت واللہ لا یہدی القوم الکافرین تک ف۲ ابن عباسؓ نے کہا اس آیت میں جو صلدا کا لفظ ہے اس کے معنی صفاچٹ یعنی اس پر کچھ نہ رہا اور عکرمہ نے کہا وابل زور کا مینہ اور طل کہتے ہیں شبنم (اوس) کو ف۳

ف۱ یعنی لوگوں کو دکھلانے کے لیے تاکہ لوگ تعریف کریں اور سخی کہلائیں ایسی خیرات سے بجائے ثواب کے عذاب ہوگا۔ ف۲ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احسان جتانے والے اور فقیر کو ستانے والے کی تشبیہ دی ریاکار کے ساتھ، تو معلوم ہوا کہ ریاکار کی خیرات اس سے بھی بڑھ کر لغو اور بے فائدہ اور برباد ہے۔ ف۳ اسی سورت میں آگے وابل اور طل کا لفظ آیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق ان کی تفسیر کر دی۔

بَابٌ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ، وَلَا يُقْبَلُ إِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ لِقَوْلِهِ- قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى- إِلَى قَوْلِهِ- حَلِيمٌ۔

باب: چوری کے مال میں سے خیرات قبول نہ ہوگی وہی خیرات قبول ہوگی جو حلال کمائی میں سے دی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ بقرہ میں فرمایا نرمی سے جواب دے دینا اور فقیر کی سخت باتوں سے درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ تو بے نیاز تحمل والا ہے ف

ف اس آیت سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب چوری کے مال میں سے خیرات کرے گا تو جن لوگوں پر خیرات کرے گا ان کو جب اس کی خبر معلوم ہوگی تو وہ رنجیدہ ہوں گے، ان کو ایذا ہوگی۔

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ، لِقَوْلِهِ - وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ -

باب، حلال کمائی میں سے خیرات قبول ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اللہ خیرات کو بڑھاتا ہے اور کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور نماز درستی سے ادا کی اور زکوٰۃ دی، ان کو پروردگار کے پاس ان کا ثواب ملے گا۔ نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ غم۔

ف اس آیت کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ آیت میں صدقات سے وہی صدقے مراد ہیں جو حلال مال سے دیئے جائیں کیونکہ اس کے آگے یہ بیان فرمایا ہے "ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون" اخیر تک۔

٤٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ : سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ، وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ ، تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ ، وَقَالَ وَرْقَاءُ ، عَنِ ابْنِ دِينَارٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ، وَسُهَيْلٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوالنضر سالم ابن ابی امیہ سے سنا انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن دینار نے بیان کیا، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور برابر صدقہ کرے اور اللہ حلال ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے ف پھر صدقہ دینے والے کے فائدے کے لئے اس کو پالتا رہتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنا بچھیرا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ عبدالرحمٰن کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن بلال نے بھی عبداللہ بن دینار سے روایت کیا اور ورقاء نے اسکو عبداللہ بن دینار سے روایت کیا اس نے سعید بن یسار سے اس نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مسلم بن ابی مریم اور زید بن اسلم اور سہیل نے اس کو ابوصالح سے روایت کیا، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

ف۱ حدیث میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یعنی ایسا نہیں کہ اس کے ایک ہاتھ میں دوسرے ہاتھ سے قوت کم ہو جیسے مخلوقات میں ہوا کرتا ہے۔ اہلِ حدیث اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں کی تاویل اور تحریف نہیں کرتے اور ان کو اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول رکھتے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا یوں کہنا کہ اللہ کے ہاتھ ہیں تشبیہ نہیں ہے بلکہ تشبیہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح ہیں۔ ف۲ سلیمان کی روایت کو خود مؤلف نے اور ابوعوانہ نے وصل کیا اور ورقاء کی روایت کو امام بیہقی اور ابوبکر شافعی نے اپنی فوائد میں اور مسلم کی روایت کو قاضی یوسف بن یعقوب کے کتاب الزکوٰۃ میں اور زید بن اسلم اور سہیل کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ۔

باب: اس زمانہ کے آنے سے پہلے جب کوئی نہ لے گا صدقہ دینا۔

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا، يَقُولُ الرَّجُلُ: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا۔

ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے معبد بن خالد نے کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے خیرات کرو ایک زمانہ تم پر ایسا آنے والا ہے کہ آدمی خیرات لے کر چلے گا اور کوئی شخص نہ لے گا کہ اس کو قبول کرے جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا اگر تو کل لاتا تو میں لے لیتا، آج تو مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ف۱

ف۱ قیامت کے قریب زمین کی ساری دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ کم رہ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کسی کو مال کی احتیاج نہ ہوگی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھو جب تم میں محتاج لوگ موجود ہیں اور جتنی ہو سکے خیرات کر لو۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قیامت کے قریب ایسے جلد جلد انقلاب ہوں گے کہ آج آدمی محتاج ہے کل امیر کبیر ہو گا۔

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد ذکوان نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی

فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي۔

جب تک تم میں دولت ریل پیل ہو کر ابل نہ پڑے۔ یہاں تک کہ مال دار کو یہ فکر رہے گی کہ اس کی خیرات کون لے گا اور کسی شخص کو خیرات دینے لگے گا تو وہ کہے گا مجھے کیا کرنا ہے۔

٤٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ، حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ الطَّائِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا يَشْكُو الْعَيْلَةَ، وَالْآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتَّى تَخْرُجَ الْعِيرُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ، وَأَمَّا الْعَيْلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ، لَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ، ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تُرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أُوتِكَ مَالًا؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ، فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے کہا ہم کو سعدان بن بشر نے خبر دی کہا ہم کو ابو مجاہد سعد طائی نے کہا ہم کو محل بن خلیفہ طائی نے کہا میں نے عدی بن حاتم سے سنا انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں دو آدمی آپؐ کے پاس آئے۔ ایک تو محتاجی کا شکوہ کرتا تھا اور دوسرا راستہ کی بے امنی کا ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راستہ کی بے امنی تو تھوڑی ہی مدت باقی ہے جب مکہ تک قافلہ روانہ ہوگا اور کوئی ضمانت کے طور پر ساتھ نہ ہوگا ف۲ رہی محتاجی تو قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی کہ تم میں سے کوئی اپنی خیرات لئے گھومتا رہے گا اور کوئی ایسا نہ ملے گا جو وہ خیرات قبول کرے پھر (قیامت کے دن) تم میں کوئی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اللہ اور اس کے بیچ میں کوئی پردہ نہ ہوگا اور نہ کوئی درمیانی ترجمان ہوگا ف۳ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھ کو (دنیا میں) روپیہ نہیں دیا تھا۔ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر فرمائے گا کیا میں نے (دنیا میں) رسول نہیں بھیجے تھے؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں تو نے بھیجے تھے پھر اپنے داہنی طرف دیکھے گا تو آگ بائیں طرف دیکھے گا تو آگ۔ تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیئے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے۔

يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہے ف۵

ف کہ راہ میں مسافر کو لوٹ لیتے ہیں یعنی رہزنی کرتے ہیں ؛ ف۲ لفظی ترجمہ یوں ہے یہاں تک کہ مکہ تک قافلہ نکلے گا اور کوئی خفیر ہمراہ نہ ہوگا خفیر کہتے ہیں اس شخص کو جو عرب کے ملک میں ہر ہر قبیلے میں سے جہاں تک اس کی حد ہوتی ہے، قافلہ کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ راستہ بھی بتاتا ہے اور لٹیروں سے حفاظت بھی کرتا ہے ؛ ف۳ جو ترجمہ کر کے بندے کا کلام، اللہ سے عرض کرے اور اللہ کا ارشاد بندے کو سنائے بلکہ خود اللہ جل جلالہ کلام فرمائے گا۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں۔ اگر آواز اور حروف نہ ہوں تو بندہ سنے گا کیسے سمجھے گا کیسے ؛ ف۴ یعنی اگر خیرات نہ دے سکے تو نرمی کے ساتھ جواب دے بھائی اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے معاف کرو، گھرکنا جھڑکنا منع ہے ؛

۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے انہوں نے بُرَید بن عبداللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کوئی شخص خیرات کا سونا لیے ہوئے گھومتا پھرے گا۔ پھر کسی کو نہ پائے گا جو وہ خیرات اس سے لے لے اور ایسا بھی ایک شخص نظر آئے گا جس کی پناہ میں چالیس عورتیں رہیں گی، کیونکہ مرد کم ہوں گے عورتیں بہت ہوں گی ف۱

ف قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ جائے گی مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیوں کی کثرت سے مردوں کی قلت ہو جائے گی۔

بَابٌ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ۔ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ۔

باب، کھجور کا ٹکڑا یا تھوڑا سا بھی صدقہ دے کر دوزخ کی آگ سے بچنا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جو لوگ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور نیت ٹھیک رکھ کر اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی مثال ایک باغ کی طرح ہے من کل الثمرات تک ف۱

ف یہ آیت سورۂ بقرہ کے ۳۵ویں رکوع میں ہے۔ اس آیت اور حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ صدقہ تھوڑا ہو یا بہت ہر طرح اس پر ثواب ملے گا کیونکہ آیت میں مطلق اموالھم کا ذکر ہے جو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے ؛

۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ،

ہم سے ابو قدامہ عبیداللہ بن سعد نے بیان کیا کہا ہم

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ هُوَ الحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ البَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ، فَقَالُوا مُرَائِي، وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالُوا: إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هَذَا، فَنَزَلَتْ. الَّذِينَ يَلْمِزُونَ المُطَّوِّعِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ - الآيَةَ -

ہم سے ابوالنعمان حکم بن عبداللہ بصری نے کہا، ہم سے شعبہ بن حجاج نے، انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابومسعود انصاریؓ سے کہ جب صدقہ کی آیت اتری ف۱ اس وقت ہم حمالی (مزدوری) کیا کرتے تھے ف۲ ایک شخص (عبدالرحمٰنؓ بن عوف) انہوں نے بہت سی خیرات کی۔ لوگ کہنے لگے یہ ریاکار ہے اور ایک دوسرا شخص (ابوعقیل) آیا اس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تو لوگ کہنے لگے اللہ اس کے ایک صاع کا محتاج نہیں ہے۔ تب سورۂ برأت کی یہ آیت اتری جو لوگ خوشی سے صدقہ دینے والے مسلمان پر طعن کرتے ہیں اور ان (غریب) مسلمانوں پر جو کہ محنت کی کمائی کے سوا زیادہ مقدور نہیں اخیر آیت تک ف۳

ف۱ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم اخیر تک ف۲ پیٹھ پر بوجھ لاد کر محنت مزدوری کر کے کچھ کماتے تھے تاکہ اللہ کی راہ میں خیرات کریں ف۳ یہ طعنہ مارنے والے کم بخت منافق تھے۔ ان کو کسی طرح چین ہی نہ تھا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنا آدھا مال آٹھ ہزار درہم تصدق کر دیئے تو ان کو ریاکار کہنے لگے۔ ابوعقیلؓ بے چارے غریب آدمی نے محنت مزدوری کی کمائی سے ایک صاع کھجور اللہ کی راہ میں دی تو اس پر ٹھٹھا مارنے لگے کہ اللہ کو اس کی احتیاج نہ تھی۔ ارے مردود! اللہ کو تو کسی چیز کی احتیاج ہی نہیں، آٹھ ہزار کیا آٹھ کروڑ بھی ہوں تو اس کے آگے بے حقیقت ہیں۔ وہ تو دل کی نیت کو دیکھتا ہے۔ ایک صاع کھجور بھی بہت ہے۔ ایک کھجور بھی کوئی خلوص کے ساتھ حلال مال سے دے تو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ انجیل شریف میں ہے کہ ایک بڑھیا نے خیرات میں ایک دمڑی ڈالی۔ لوگ اس پر ہنسے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس بڑھیا کی خیرات تم سب سے بڑھ کر ہے۔

---

۴۹۷ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ المُدَّ، وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ اليَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ -

ہم سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ یحییٰ بن سعید نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق سے، انہوں نے ابومسعود انصاریؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا، وہاں مزدوری پر بوجھ اٹھاتا اور ایک مد اناج کماتا ف۱ اور آج (ہم میں سے) بعض کے پاس ایک لاکھ درہم جمع ہیں۔

ف اس میں سے صدقہ دیتا۔ سبحان اللہ! صحابہؓ کی محنت مزدوری کا ایک مد غلہ تو وہ اللہ کی راہ میں دیتے ہمارے ہزاروں لاکھوں روپیہ سے زیادہ ثواب رکھتا تھا۔ مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے، ہمارے ملک کے وزن سے اڑھائی پاؤ کے قریب ؛

---

۴۹۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابواسحٰق عمرو بن عبداللہ سبیعی سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ ابن معقل سے سنا، انہوں نے کہا میں نے عدی بن حاتم سے سنا، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے دوزخ کی آگ سے بچو (صدقہ دیکر) اگر کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو؛

---

۴۹۹ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ ایک عورت آئی مانگتی ہوئی ف۱ اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں۔ اس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا ایک کھجور تھی میں نے وہی اس کو دے دی۔ اس نے وہ کھجور آدھی آدھی اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دی اور خود کچھ نہیں کھائی۔ پھر کھڑی ہو کر چل دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں نے یہ حال آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا تم میں جو کوئی ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں پھنس جائے ف۲ تو وہ اس کے لیے (قیامت کے دن) دوزخ سے آڑ ہوں گی ف۳

ف۱ حافظ نے کہا اس عورت کا نام نہیں معلوم ہوا نہ اس کی بیٹیوں کا ؛ ف۲ یعنی اس کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی فکر رکھے ان کو کھلائے پلائے اور مصیبت اٹھائے ؛ ف۳ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ اس عورت نے ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیئے جو نہایت قلیل صدقہ ہے اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی۔ میں کہتا ہوں اس تکلف کی حاجت نہیں۔ باب میں دو مضمون تھے ایک

تو کھجور کا ٹکڑا دے کر دوزخ سے بچنا دوسرے تلیل صدقہ دینا تو عدی کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت کیا اور حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث سے دوسرا مطلب۔ انہوں نے بہت قلیل صدقہ دیا یعنی ایک کھجور۔

بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ۔ الْآيَةَ۔ وَقَوْلِهِ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ۔ الْآيَةَ۔

باب: تندرستی اور مال کی خواہش کے زمانہ میں صدقہ دینے کی فضیلت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ منافقون میں) فرمایا اور ہم نے جو تم کو دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ موت تم پر آن پڑے اخیر آیت تک اور (سورۂ بقرہ میں) فرمایا مسلمانو ہم نے جو تم کو دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آن پہنچے کہ جس دن نہ خرید و فروخت ہو گی اخیر آیت تک ف۱

ف۱ ان آیتوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ صدقہ دینے میں جلدی کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو موت آن دبوچے اس وقت کفِ افسوس ملتا ہے کہ اگر میں اور جیتا تو صدقہ دیتا، یہ کرتا وہ کرتا۔ باب کا مطلب بھی قریب قریب یہی ہے۔

٥٠٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ الْقَعْقَاعِ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے کہا، ہم سے ابوزرعہ نے کہا ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا ایک شخص ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کس صدقے میں زیادہ ثواب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا جب تو تندرستی میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے محتاجی سے ڈر کر ف۲ مالداری کی طمع رکھ کر خیرات کرے اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آ پہنچے۔ اس وقت تو کہے فلانے کو اتنا دینا اور فلانے کو اتنا، اب تو فلانے کا مال ہو ہی چکا ف۳۔

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا ابوذرؓ تھے۔ ف۲ یعنی آدمی اچھی طرح صحیح و سالم چاق اور چست ہو، مال کمانے کی خواہش ہو نفس بخیلی کر رہا ہو، محتاجی کا اندیشہ لگا ہو، آئندہ یہ توقع ہو کہ ہم مالدار ہو جائیں گے اگر مال جوڑتے رہیں گے۔ ف۳ یعنی اب تیرا مال کہاں رہا کوئی دن کا تو مہمان ہے جو کچھ تیرا مال متاع ہے وہ گویا دوسروں کا ہو گیا۔

باب۔ باب : ف۱

ف۱ اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا یہ اگلے ہی باب سے متعلق ہے۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

باب : ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے انہوں نے فراس بن یحییٰ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بی بیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم میں سب سے پہلے آپ سے کون ملے گا؟ ف۱ آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ پھر وہ ایک چھڑی لے کر اپنے اپنے ہاتھ ماپنے لگیں تو سودہؓ کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے نکلے۔ بعد میں (جب سب بیبیوں میں پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو) ہم سمجھے کہ ہاتھ کی لمبائی سے خیرات کرنا مراد تھا اور وہ سب بی بیوں میں پہلے آپؐ سے ملیں اور خیرات کرنا ان کو بہت پسند تھا ف۲۔

ف۱ یعنی سب بیویوں میں پہلے کس بیوی کا انتقال ہوگا؟ ف۲ وہ کاتتی تھیں، محنت مشقت کرتی تھیں اور جو اس سے حاصل ہوتا وہ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتیں۔ اکثر علما نے یہی کہا ہے کہ طول یدھا اور کانت کی ضمیروں سے حضرت زینبؓ مراد ہیں گو ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے کیونکہ اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب بی بیوں میں پہلے حضرت زینبؓ ہی کا انتقال ہوا لیکن امام بخاریؒ نے تاریخ میں جو روایت کی اس میں ام المومنین سودہؓ کی صراحت ہے اور یہ مشکل ہے اور ممکن ہے یوں جواب دینا کہ جس جلسہ میں یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا وہاں حضرت زینبؓ موجود نہ ہوں گی اور جتنی بی بیاں وہاں موجود تھیں ان سب میں پہلے حضرت سودہؓ کا انتقال ہوا مگر ابن حبان کی روایت میں یوں ہے کہ اس وقت آپؐ کی سب بی بیاں موجود تھیں کوئی باقی نہ رہی تھی۔ اس حالت میں یہ احتمال چل نہیں سکتا۔ واللہ اعلم۔

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ، وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: - الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔ إِلَى قَوْلِهِ - وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

باب : لوگوں کے سامنے خیرات کرنا (جائز ہے) اور اللہ تعالےٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جو لوگ رات دن اپنے مال چھپ کر اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں ان کو اپنا ثواب ان کے مالک کے پاس سے ملے گا نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم ف۱

ف۱ اس آیت سے علانیہ خیرات کرنے کا جواز نکلا گو پوشیدہ خیرات کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کا اندیشہ نہیں رہتا۔ کہتے ہیں یہ

آیت حضرت علیؓ کی شان میں اتری۔ ان کے پاس چار اشرفیاں تھیں ایک دن کو دی ایک رات کو، ایک علانیہ ایک چھپ کر۔

بَابُ صَدَقَةِ السِّرِّ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى:- إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ، وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ- الْآيَةَ-

باب: چھپ کر خیرات کرنا (افضل ہے) اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی (جو اوپر گزر چکی ہے) کہ ایک وہ مرد جس نے اتنی چھپا کر خیرات کی کہ داہنا ہاتھ جو خرچ کرتا ہے بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اگر تم کھلم کھلا خیرات کرو تو بھی اچھا ہے اور جو چھپاؤ اور محتاجوں کو پہنچاؤ تو اور زیادہ اچھا ہے۔

بَابٌ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ-

باب: اگر کسی نے نادانستہ (معلوم نہ تھا) مالدار کو صدقہ دے دیا تو (اس کو ثواب مل جائے گا) ف۱

ف۱ یعنی نفل صدقے کا لیکن فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ وہ اگر مالدار کو پہنچے گو اس کو معلوم نہ ہو بعد میں معلوم ہوا تو دوبارہ دینا چاہیئے اکثر اماموں کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔

۵۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ،

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بنی اسرائیل کا) ایک شخص کہنے لگا میں (آج رات کو) ضرور خیرات کروں گا پھر وہ (رات کو) اپنی خیرات لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں ڈال دی۔ صبح کو لوگ باتوں میں کہنے لگے چور کو خیرات ملی۔ یہ سن کر وہ شخص بولا: یا اللہ! تیرا شکر ہے ف میں (آج رات کو) اور ایک خیرات کروں گا خیر پھر (رات کو) اپنی خیرات لے کر نکلا اور ایک کنچنی کے ہاتھ میں ڈال آیا۔ صبح کو لوگ باتیں بنانے لگے (عجیب بات ہے) رات کو ایک کنچنی کو خیرات ملی، یہ سن کر اس نے کہا یا اللہ تیرا شکر ہے کنچنی کو خیرات

لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ۔

پہنچنے پر) میں (آج رات کو) ضرور خیرات کروں گا۔ پھر رات کو خیرات لے کر نکلا اور ایک مالدار آدمی کے ہاتھ میں رکھ آیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے دیکھو مالدار کو خیرات ملی۔ یہ سن کر وہ بولا: یا اللہ! چور اور کنجنی اور مالدار سب کو خیرات ملنے پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر ایک آنے والا اس کے پاس آیا ف۱ اور کہنے لگا: (تیری تینوں خیراتیں قبول ہوئیں) چور کی اس وجہ کہ شاید وہ اس رات خیرات پاکر چوری سے باز رہے۔ کنجنی کی اس لیے کہ شاید وہ زنا سے پرہیز کرے مالدار کی اس وجہ سے کہ شاید وہ سوچے اس کو عبرت ہو اور اللہ نے جو اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے ف۲

ف۱ جیسا تجھے منظور تھا ویسا ہی ہوا تیری کچھ حکمت اسی میں تھی کہ چور کو میری خیرات دلوادے۔ ف۲ یعنی خواب میں اس کو بتایا گیا یا ہاتف غیب نے ندا دی یا اس زمانے کے پیغمبر نے اس سے کہا۔ ف۳ حدیث سے معلوم ہوا کہ ناواقفی سے اگر غیر مستحق کو صدقہ دیا جائے تو بھی اللہ قبول کر لیتا ہے۔ دینے والے کو ثواب مل جاتا ہے اور اوپر گزر چکا کہ امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک فرض زکوٰۃ میں بھی یہی حکم ہے۔

بَابٌ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

باب: اگر باپ ناواقفی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے اس کو معلوم نہ ہو۔

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِي وَجَدِّي وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي، وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: وَاللهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل ابن یونس نے کہا ہم سے ابوالجویریہ (حطان بن خفاف) نے ان سے معن بن یزید صحابیؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے اور میرے باپ یزید اور میرے دادا (اخنس بن حبیب) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور آپؐ نے میری منگنی کرائی اور نکاح پڑھایا اور میں ایک مقدمہ آپؐ کے پاس لے کر گیا۔ ہوا یہ کہ میرے باپ یزید نے خیرات کی کچھ اشرفیاں نکالیں اور مسجد میں ایک شخص کے پاس ف۱ رکھ دیں۔ میں اس کے پاس گیا اور وہ اشرفیاں لے لیں ف۲ اپنے باپ کے پاس لایا وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرا یہ مطلب نہ تھا کہ یہ خیرات تجھ کو پہنچے آخر وہ جھگڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ۔

آئے ف۳ آپ نے فرمایا یزید تیری نیت پوری ہوگئی اور معن جو تو نے لیا وہ تیرا ہوگیا ف۴

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا؛ ف۲ اپنے مجھ کو مستحق سمجھ کر دے دیں؛ ف۳ معن کہتے تھے کہ تم نے فقیروں کو دینا چاہا تھا، میں بھی فقیر ہوں میں نے لیا تو کیا ہوا۔ یزید کہتے تھے واہ واہ میں نے فقیروں کے لیے یہ مال نکالا تھا نہ کہ تیرے لیے؛ ف۴ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے کہ اگر ناواقفی میں باپ بیٹے کو فرض زکوٰۃ بھی دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اعادہ واجب ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ہر حال میں ادا ہو جاتی ہے بلکہ عزیز اور قریب لوگوں کو جو محتاج ہوں زکوٰۃ دینا اور زیادہ ثواب ہے۔ سید علامہ نے کہا متعدد دلائل اس پر قائم ہیں کہ عزیزوں کو خیرات دینا زیادہ افضل ہے۔ خیرات فرض ہو یا نفل اور عزیزوں میں خاوند اور اولاد کی صراحت ابو سعید کی حدیث میں موجود ہے؛

بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِينِ۔

باب: داہنے ہاتھ سے خیرات دینا بہتر ہے۔

۵۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَدْلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب ابن عبدالرحمٰن نے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک تو عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی کی ابتداء سے اللہ کی عبادت میں رہا تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا ہوا ہو ف۱ چوتھے وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے محبت رکھی پھر اس پر قائم رہے اور محبت ہی پر جدا ہو گئے (مر گئے) پانچویں وہ مرد جس کو ایک شاندار خوبصورت عورت نے (برے کام کیلیے) بلایا۔ وہ کہنے لگا میں اللہ سے ڈرتا ہوں چھٹے وہ مرد جس نے داہنے ہاتھ سے ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی ف۲ ساتویں وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کے آنسو بہ نکلے ف۳

ف۱ ایک نماز پڑھ کر آتا ہے تو پھر دوسری نماز کے لیے مسجد میں جانے کا خیال ہے؛ ف۲ یہیں سے ترجمہ نکلتا ہے یہ مبالغہ

ہے یعنی ایسے پوشیدہ طور سے صدقہ دیا کہ اگر بائیں ہاتھ کو ایک عقل والا شخص فرض کیا جائے تو بھی اس کو خبر نہ ہو۔ بعضے بزرگانِ دین خیرات کا روپیہ چپکے سے مسجد میں رکھ کر چلے جاتے تاکہ کسی کو ان کا پتہ معلوم نہ ہو۔ بعضے یوں کرتے کہ فقیر اور محتاج سے ایک روپیہ کی چیز دس روپے کو خرید کرتے تاکہ اس کو فائدہ ہو اور ظاہر میں کوئی احسان نہ معلوم ہو۔

ف۲ دوسری حدیثوں میں آٹھواں وہ شخص مذکور ہے جو جہاد میں مسلمانوں کو پیچھا بچائے جب مسلمان بھاگ نکلیں۔ نواں وہ جو بچپنے میں قرآن سیکھے اور بڑا ہو کر اس کو پڑھتا ہے۔ دسواں وہ جو نماز کا وقت دریافت کرنے کے لیے سورج کو دیکھتا ہے۔ گیارہواں وہ جو بات کرے تو علم کی بات کرے، خاموش رہے تو علم کے ساتھ۔ بارہواں وہ سوداگر جو سوداگری اور معاملہ میں سچی بات کہے۔ تیرہواں وہ جو تنگدست قرض دار کو مہلت دے یا قرضہ کم کر دے۔ چودھواں وہ جو مسجد میں ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ پندرہواں وہ جو قرضدار کو قرضہ معاف کر دے۔ سولہواں وہ جو تنگدست قرضدار پر خیرات کرے یا اس کو مہلت دے۔ سترہواں وہ جو بے ہنر کی خبرگیری کرے جو ہنر نہیں سیکھ سکتا کہ اس سے اپنی روٹی کمائے۔ اٹھارہواں جو مجاہدین کی مدد کرے۔ انیسواں جو تنگدست قرضدار کی مدد کرے۔ بیسواں جو مکاتب کی مدد کرے اس کے چھڑانے میں۔ اکیسواں جو غازی کے سر پر سایہ کرے۔ بائیسواں جو تکلیف کے وقت وضو کرے۔ تیئسواں جو اندھیرے میں مسجد کو جائے۔ چوبیسواں جو بھوکے کو کھانا کھلائے۔ پچیسواں جو بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلائے۔ چھبیسواں جو سوداگر خرید و فروخت میں جھوٹی تعریف یا جھوٹی برائی نہ کرے اور گرانی کی خواہش نہ کرے۔ ستائیسواں جس کے اخلاق اچھے ہوں مسلمان اور کافر سب کے ساتھ۔ اٹھائیسواں جو یتیم کی پرورش کرے۔ انتیسواں جو بیوہ کی پرورش کرے ان کے سوا اور لوگ بھی مذکور ہیں اور حافظ اور قسطلانی نے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کل شخصوں کی جن کو آخرت میں اللہ اپنے سائے میں رکھے گا تعداد ستر شخصوں تک پہنچ گئی ہے۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَصَدَّقُوا فَسَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْكَ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا۔

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا مجھ کو معبد بن خالد نے کہا میں نے حارثہ بن وہب خزاعیؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے خیرات کرو، قریب میں ایک زمانہ تم پر ایسا آنے والا ہے کہ آدمی اپنی خیرات لے کر چلے گا ایک شخص (کو دینے جائے گا) وہ کہے گا اگر تو کل لاتا تو میں لے لیتا، آج تو مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ف۱۔

ف۱ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے البتہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس میں خیرات دینے کا حکم ہے اور مطلق ہمیشہ

فرد کامل پر محمول ہوتا ہے اور فرد کامل یہی ہے کہ داہنے ہاتھ سے خیرات دے ؛

بَابُ مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهِ، وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

باب، اگر کوئی شخص اپنے خدمتگار (نوکر یا غلام) کو صدقہ دینے کا حکم دے اپنے ہاتھ سے نہ دے اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں روایت کی ہے کہ وہ خدمتگار بھی صدقہ دینے والوں میں گنا جائے گا ف

ف اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مالک مال کو۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا ہے ؛

۵۰۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو ف تو عورت کو بھی خیرات کرنے کا ثواب ملے گا جیسے خاوند کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے اور داروغہ کو بھی اتنا ہی اور کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔

ف یعنی اتنی خیرات کرنا جو خاوند کو ناگوار نہ ہو اور اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے ؛

بَابٌ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ، أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ، أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى مِنَ الصَّدَقَةِ، وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ، وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ، لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا بِالصَّبْرِ، فَيُؤْثِرَ عَلَى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ

باب : صدقہ وہی عمدہ ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے ف اور جو شخص محتاج ہو کر خیرات کرے یا اس کے بال بچے محتاج ہوں (تو ایسی خیرات درست نہیں) اسی طرح اگر قرضدار ہو تو صدقہ اور آزادی اور ہبہ پر قرض ادا کرنا مقدم ہو گا، اور اس کا صدقہ اس پر پھیر دیا جائے گا اور اس کو یہ درست نہیں کہ (خیرات دے کر) لوگوں کا پیسہ تباہ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ف۲ جو شخص (پرایا) لوگوں کا پیسہ اڑانے کی نیت سے لے اللہ اس کو برباد کر دے گا البتہ اگر صبر اور تکلیف اٹھانے میں مشہور ہو تو اپنی خاص حاجت پر فقیر کی حاجت کو مقدم کر سکتا ہے ف۳ جیسے ابو بکر صدیقؓ

كَفِعْلِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ، وَكَذَلِكَ آثَرَ الأَنْصَارُ المُهَاجِرِينَ، وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ المَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ كَعْبٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا ف۳ اور اسی طرح انصار نے اپنی حاجت پر مہاجرین کی حاجت کو مقدم کیا ف۵ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال کو تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے ف۲ تو جب اپنا مال تباہ کرنا منع ہوا تو پرائے لوگوں کا مال صدقہ کے ذریعے تباہ کرنا کبھی درست نہ ہوگا، اور کعب بن مالک نے (جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے) عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی توبہ کو اس طرح پورا کرتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ اور رسول پر تصدق کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (نہیں) کچھ تھوڑا مال رہنے دے وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعبؓ نے کہا، بہت خوب میں اپنا خیبر کا حصہ رہنے دیتا ہوں ف۔

ف۱ یعنی اپنا ضروری خرچہ وغیرہ محفوظ رکھ کر باقی خیرات کرے یہ نہیں کہ خیرات کر کے خود محتاج ہو جائے۔ ف۲ اس کو خود امام بخاری نے باب الاستقراض میں وصل کیا ہے۔ ف۳ مثلاً آپ بھوکا ہے اور فقیر کو کھلائے مگر یہ نہیں کر سکتا کہ اس کے بال بچے بھوکے رہیں اور وہ سارا کھانا فقیروں کو لٹا دے۔ ف۴ اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے نکالا حضرت عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں آج ابوبکرؓ سے بڑھ کر رہوں گا اور اپنا آدھا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور ابوبکرؓ سارا مال لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا عمرؓ تم اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑ آئے؟ میں نے عرض کیا آدھا مال۔ ابوبکرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں اپنے بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں سبحان اللہ۔ ف۵ ان کو اپنے مال اور جائداد میں شریک کر لیا۔ یہاں تک کہ ایک انصاری نے اپنے بھائی مہاجر سے کہا بھائی میرے نکاح میں دو بی بیاں ہیں۔ تم دونوں کو دیکھو جو پسند کرو میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لو۔ اس حدیث کو خود امام بخاری نے کتاب الہبہ میں وصل کیا۔ ف۶ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ف۷ کعبؓ کی حدیث خود امام بخاریؒ نے آگے وصل کی ہے۔ آپؐ نے کعبؓ کو سارا مال خیرات کر دینے سے منع فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کیونکہ ابوبکرؓ کا ایمان اور توکل اعلیٰ درجہ کا تھا۔ کعبؓ کو وہ درجہ کہاں نصیب تھا۔

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے انہوں نے یونس سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ.

علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا عمدہ خیرات وہی ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے اور پہلے ان لوگوں سے شروع کر جو تیری نگہبانی میں ہیں ف

ف پہلے اپنے بال بچوں اور متعلقین کو کھلا پلا، ان کی خبر گیری کر، ان سے جو بچے وہ خیرات کر۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَعَنْ وُهَيْبٍ قَالَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِهَذَا.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حکیم بن حزام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اپنے بال بچوں عزیزوں کو دے ف اور عمدہ خیرات وہی ہے جس کو دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال کرنے سے بچنا چاہے گا اللہ اس کو بچائے گا اور جو کوئی بے پرواہی کی دعا کرے گا اللہ اس کو بے پروا کر دے گا۔ موسیٰ نے اس حدیث کو وہیب سے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے یہی روایت کیا ہے۔

ف دوسری حدیث میں ہے اپنے ماں باپ بہن بھائی پھر دوسرے رشتہ داروں کو۔ ایک حدیث میں ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرے پاس ایک اشرفی ہے، آپؐ نے فرمایا اپنے اوپر خرچ کر۔ اس نے کہا ایک اور ہے آپؐ نے فرمایا اپنی بی بی پر خرچ کر۔ کہنے لگا ایک اور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کر، کہنے لگا ایک اور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے غلام لونڈی پر خرچ کر۔ کہنے لگا ایک اور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اب تجھ کو اختیار ہے۔ اس کو امام نسائی نے نکالا۔

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا دوسری سند: امام بخاری نے کہا اور ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ: الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر خیرات اور سوال سے بچنے کا اور سوال کرنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ف۱

ف۱ اس سے وہ قول رد ہوتا ہے جو لینے والے کے ہاتھ کو اونچا کہتے ہیں۔ بعضے بزرگوں نے خیرات دیتے وقت یوں دی ہے کہ اپنا ہاتھ نیچے رکھا اور فقیر سے کہا کہ اوپر سے اٹھالے اور یہ ادب اور کسر نفسی ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے ظاہر ہے کیونکہ جب کوئی آدمی خود محتاج ہو کر خیرات کرے گا تو اس کو سوال کرنے کی ضرورت پڑے گی اور اپنا ہاتھ نیچا کرنا ہوگا۔

بَابُ الْمَنَّانِ بِمَا أَعْطَى۔ لِقَوْلِهِ۔ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى۔ الْآيَةَ۔

باب: جو دے کر احسان جتلائے اس کی مذمت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کئے پیچھے نہ احسان جتاتے ہیں نہ جس کو دیا ہے اس کو ستاتے ہیں۔ اخیر آیت تک ف۱

ف۱ اس باب میں امام بخاریؒ نے قرآن شریف کی آیت پر اکتفا کی اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کی شرط پر کوئی حدیث ان کو نہ ملی ہوگی۔ امام مسلمؒ نے ابوذرؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرنے کا ایک تو وہ جو دے کر احسان جتائے، دوسرے جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلائے، تیسرے جو اپنی ازار لٹکائے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ تَعْجِيلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَوْمِهَا۔

باب: خیرات میں جلدی کرنا بہتر ہے۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ، فَقُلْتُ أَوْ قِيلَ لَهُ فَقَالَ: كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهُ

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے عمر بن سعید سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر میں باہر نکلے۔ میں نے آپؐ سے اس کا سبب پوچھا یا کسی اور نے پوچھا آپؐ نے فرمایا خیرات کے مال میں سے ایک سونے کا ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا۔ مجھے برا معلوم ہوا کہ وہ رات کو میرے پاس رہے۔ میں نے اس کو

فَقَسَمْتُهُ۔ بانٹ دیا ف۔

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ خیرات اور صدقہ میں جلدی کرنا بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے یا مال باقی نہ رہے اور ثواب سے محروم رہ جائے۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا۔

باب: خیرات کے لئے لوگوں کو تحریک کرنا اور سفارش کرنا۔

۵۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَدِيٌّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ، ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عدی بن ثابت نے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عید فطر کے دن نکلے (مدینہ کے باہر تشریف لے گئے) وہاں دو رکعتیں عید کی نماز کی پڑھیں۔ اس سے پہلے یا پیچھے نفل نہیں پڑھے۔ پھر بلال کے ہمراہ عورتوں کی طرف مڑے ان کو نصیحت کی اور خیرات کرنے کا حکم دیا۔ کوئی عورت اپنا کنگن پھینکنے لگی کوئی بالی ف

ف باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کے لیے رغبت دلائی۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابو بریدہ بن عبداللہ بن ابی بردہ نے کہا ہم سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا کوئی شخص اپنی غرض بیان کرتا تو آپؐ (دوسرے لوگوں سے) فرماتے تم بھی سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ اپنے پیغمبرؐ کی زبان سے جو چاہے گا حکم دے گا ف

ف معلوم ہوا کہ حاجتمندوں کی حاجت اور غرض پوری کرنا یا ان کے لئے سعی اور سفارش کرنا بڑا ثواب ہے کیونکہ خلق خدا کی راحت رسانی ہے جس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے اہل اللہ اور بزرگ لوگ ارباب حاجات کی سفارش کرنے میں کبھی

دریغ نہیں کرتے اور ان کی حاجتیں پوری کرانے کے لیے امراء اور دنیاداروں کے پاس جانا بھی گوارا کرتے ہیں اور ذلت اور خفت بھی اٹھاتے ہیں مگر جو ثواب اس میں حاصل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں اس ذلت اور خفت کو کوئی چیز نہیں سمجھتے بلکہ خوش ہوتے ہیں البتہ فقراء اپنی خاص حاجتیں ارباب دنیا کے پاس نہیں لے جاتے بلکہ فقر و فاقہ میں بسر کر لیتے ہیں اور اپنی کل حاجتیں پروردگار ہی سے طلب کرتے ہیں۔ سچے فقیر کی ایک بڑی شناخت یہ بھی بیان کی ہے کہ وہ دوسرے بندگان خدا کے کام اور حاجتیں پوری کرنے کے لیے دوڑتا پھرے، محنت اور مشقت اٹھائے مگر اپنی کوئی حاجت کسی دنیادار کے پاس نہ لے جائے۔

۵۱۳- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكِ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماءؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا (خیرات کو) مت روک ورنہ تیرا رزق بھی روکا جائے گا۔

۵۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدَةَ، وَقَالَ: لَا تُحْصِي فَيُحْصِي اللهُ عَلَيْكِ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے عبدہ سے یہی حدیث روایت کی، اس میں یہ ہے مت گن ورنہ اللہ بھی تجھے شمار سے دے گا ف

ف اور جو بے گنے بے حساب خیرات کرے گا اللہ بھی بے شمار رزق دے گا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيمَا اسْتَطَاعَ۔

باب: جہاں تک ہو سکے خیرات کرنا۔

۵۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ

ہم سے ابوعاصم (ضحاک) نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے دوسری سند: اور مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، انہوں نے حجاج بن محمد سے، انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی انہوں نے عباد بن عبداللہ ابن زبیر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپؐ نے فرمایا تھیلیوں میں بند کر کے روپیہ پیسہ مت رکھ ورنہ اللہ بھی تیرا رزق بند کر لے گا۔

عَلَيْكِ ، ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ۔

جہاں تک ہو سکے خیرات کرتی رہ۔

بَابٌ الصَّدَقَةُ تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ ؟ قَالَ : قُلْتُ : أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ، قَالَ : إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيءٌ، فَكَيْفَ قَالَ ؟ قُلْتُ : فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوفُ، قَالَ سُلَيْمَانُ : قَدْ كَانَ يَقُولُ : الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، قَالَ : لَيْسَ هَذِهِ أُرِيدُ، وَلَكِنِّي أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ : قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ بِهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَأْسٌ، بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُغْلَقٌ، قَالَ : فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ : فَإِنَّهُ إِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ أَبَدًا، قَالَ : قُلْتُ أَجَلْ، قَالَ : فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ : سَلْهُ، قَالَ : فَسَأَلَهُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْنَا فَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِي ؟ قَالَ : نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ لَيْلَةً، وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ۔

باب : خیرات سے گناہ اتر جاتے ہیں۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، تم میں سے کس کو فتنوں کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟ حذیفہ رضؓ نے کہا مجھ کو یاد ہے جس طرح آپ نے فرمایا۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا (تیرا کیا کہنا) تو تو بڑا بہادر ہے ف اچھا کہہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا۔ میں نے کہا آدمی کو اس کے گھر والوں، بال بچوں (دوست)، ہمسایوں میں ایک فتنہ ہوتا ہے (ان کی محبت میں عبادت سے غافل رہتا ہے)، نماز اور صدقہ اور اچھی بات کہنے سے اس فتنے کا اثر ہو جاتا ہے۔ اعمش نے کہا ابو وائل کبھی یوں کہتے تھے نماز اور صدقہ اور اچھی بات کا حکم کرنا بری بات سے منع کرنا یہ آثار ہیں اس فتنے کے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنے کو نہیں پوچھتا میں تو اس فتنے کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح امنڈ آئے گا میں نے کہا اے امیر المومنین! تم کو اس فتنے کا ڈر نہیں تمہارے اور اس کے بیچ میں ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائیگا؟ میں نے کہا نہیں توڑا جائے گا۔ انہوں نے کہا جب توڑا جائے گا تو پھر تو کبھی بند نہ ہوگا۔ میں نے کہا ہاں (ابو وائل نے کہا) ہم حذیفہؓ سے یہ پوچھنے میں ڈرے کہ دروازے سے کیا مراد ہے ہم نے مسروق سے کہا تم پوچھو انہوں نے پوچھا حذیفہؓ نے کہا دروازہ خود عمرؓ تھے۔ ہم نے کہا کیا عمرؓ اس بات کو جانتے تھے انہوں نے کہا ہاں اس طرح (یقین سے) جانتے تھے جیسے یہ کہ آج کی رات کل کے دن سے نزدیک ہے۔ وجہ یہ تھی کہ میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی تھی جو الکل پچو بات نہ تھی و۱

ف یعنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر فتنوں اور فسادوں کو جو آپؐ کے بعد ہونے والے تھے پوچھتا رہتا تھا۔ دوسرے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوتی بے شک تو بہادری سے ان کو بیان کرے گا کیونکہ تو خوب جانتا ہے ؛ ف۲ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے ؛

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ۔

باب: جس نے کفر اور شرک کی حالت میں خیرات کی پھر مسلمان ہو گیا ف

ف تو اس کو ثواب ملے گا۔ بہت سے علماء نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر نے جو نیکیاں کفر کے زمانہ میں کیں، وہ سب لغو ہو جاتی ہیں کیونکہ کافر کی نیت صحیح نہیں اور نیت شرط ہے اعمال کی۔ امام بخاری نے باب کی حدیث لا کر ان پر رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانہ کی نیکیوں کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی عنایت ہے اس میں کسی کا کیا اجارہ، بادشاہ حقیقی کے پیغمبرؐ نے جو فرمایا وہی قانون ہے ؛

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ حَكِيمِ ابْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ، فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ۔

ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حکیم بن حزام سے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلایئے کفر کے زمانہ میں، جو میں نے نیکیاں کی ہیں، جیسے خیرات کرنا، بردہ آزاد کرنا، ناطے والوں سے سلوک کرنا کیا ان کا ثواب مجھ کو ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا تو جتنے نیک کام کر چکا ہے انہیں قائم رکھ کر مسلمان ہوا ہے ف

ف یعنی اسلام لانے سے تیری اگلی نیکیاں برباد نہیں ہو سکتیں بلکہ اور مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اگر اسلام نہ لاتا تو وہ سب نیکیاں آخرت میں بے کار ہو جاتیں۔ اس سے زیادہ صراحت دارقطنی کی روایت میں ہے۔ اس میں یوں ہے کہ جب کافر اسلام لاتا ہے اور اچھی طرح مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی ہر نیکی جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی لکھ لی جاتی ہے اور ہر بُرائی (جو اسلام سے پہلے کی تھی) میٹ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر نیکی کا ثواب دس گنا سات سو گنے تک ملتا رہتا ہے اور ہر برائی کے بدلہ ایک برائی لکھ دی جاتی ہے مگر جب اللہ اس کو بھی معاف کر دے ؛

بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ۔

باب: خدمتگار (بی بی، غلام، لونڈی، نوکر) اگر اپنے صاحب کے حکم سے خیرات کرے مگر بگاڑ کی نیت نہ ہو تو اس کو ثواب ملیگا ف

ف لیعنی بے کار مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو بھی ثواب ملے گا۔ قسطلانی نے کہا خادم کے لفظ میں بی بی بھی آگئی بعضوں نے خدمت گار اور بی بی میں فرق کیا ہے کہ بی بی بغیر خاوند کی اجازت کے اس کے مال میں سے خیرات کر سکتی ہے لیکن خدمتگار ایسا نہیں کر سکتا۔ اکثر علماء کے نزدیک بی بی کو بھی اس وقت تک خاوند کے مال میں سے خیرات کرنا درست نہیں جب تک اجمالاً یا تفصیلاً اس نے اجازت نہ دی ہو اور یہی مختار ہے امام بخاریؒ کے نزدیک بھی بعضوں نے کہا یہ عرف اور دستور پر موقوف ہے لیعنی بی بی پکا ہوا کھانا وغیرہ ایسی تھوڑی چیزیں جن کے دینے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا خیرات کر سکتی ہے گو خاوند کی اجازت نہ ملے لیکن نقد روپیہ اور بیش قیمت چیزیں بغیر خاوند کی اجازت کے خرچ نہیں کر سکتی البتہ اپنے مال میں اس کو اختیار ہے۔

۵۱۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا، وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت اپنے خاوند کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ خرابی نہ ڈالے ف تو اس کو ثواب ملے گا (دینے کا) اور اس کے خاوند کو کمائی کا اور داروغہ کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا ف۲

ف مثلاً ایک لقمہ یا ایک روٹی خیرات کرے کہ خاوند کو تکلیف نہ ہو، یہ نہیں کہ سارا کھانا اٹھا کر فقیروں کو دے دے اور گھر والے بھوکے رہیں۔ ف۲ داروغہ سے وہ مرد یا عورت مراد ہے جس کی حفاظت میں مودی خانہ رہتا ہے۔

---

۵۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الأَمِينُ الَّذِي يُنْفِذُ، وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا (خزانچی) داروغہ جو مسلمان اور امانت دار ہو صاحب کا حکم جاری کرے یا اس کا صاحب جو دلائے وہ پورا خوشی کے ساتھ اس کو دیدے جس کو دلایا گیا (اس میں سے اپنا حق نہ مانگے اور نہ دینے میں کمی کرے) تو وہ خیرات کرنے والوں میں کا ایک وہ ہو گا۔

بَابُ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ أَوْ أَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ۔

باب: عورت اپنے خاوند کے مال میں سے خیرات یا اپنے خاوند کے گھر میں سے کسی کو کھلائے بشرطیکہ برباد کرنے کی نیت نہ ہو (تو اس کو ثواب ملے گا)۔

۵۲۰- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا أَجْرُهَا، وَلَهُ مِثْلُهُ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے منصور بن معتمر اور اعمش دونوں نے بیان کیا انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے خیرات کرے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابو وائل شقیق سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے (محتاج کو) کھانا کھلائے بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو تو عورت کو خیرات کا ثواب ملے گا اور خاوند کو بھی اتنا ہی اور داروغہ کو بھی اتنا ہی، خاوند کو کمانے کا اور عورت کو خرچ کرنے کا۔

۵۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا أَجْرُهَا، وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم کو جریر بن عبدالحمید نے خبر دی انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل شقیق سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کرے تباہ کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو الگ ثواب ملے گا اور خاوند کو الگ کمانے کا اور داروغہ کو بھی اتنا ہی [1]

[1] امام بخاریؒ نے اس حدیث کو تین طریقوں سے بیان کیا اور یہ تکرار نہیں ہے کیونکہ ہر ایک کے الفاظ جدا ہیں۔ کسی میں اذا تصدقت المراۃ ہے کسی میں اذا اطعمت المراۃ ہے کسی میں من بیت زوجہا ہے کسی میں من طعام بیتہا ہے اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تینوں کو برابر ثواب ملے گا لیکن دوسری روایت میں ہے کہ عورت کو مرد کا آدھا ثواب ملے گا۔

قسطلانی نے کہا کہ داروغہ کو بھی ثواب ملے گا مگر مالک مال کی طرح اس کو دوگنا ثواب نہ ہوگا واللہ اعلم ؂

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى- اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا-

باب: سورۂ واللیل کی اس آیت کا بیان پھر جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اچھی بات یعنی اسلام کے دین کو سچا سمجھا تو ہم آسانی کی جگہ یعنی بہشت اس کیلئے آسان کردیں گے اور جس نے بخیلی کی اور آخرت کی پرواہ نہ کی سو اس کو سہج سہج پہنچادیں گے سختی میں اور فرشتوں کی اس دعا کا بیان یا اللہ خرچ کرنیوالے کو اس کا بدلہ دے۔

۵۲۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا-

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (ابوبکر بن ابی اویس) نے، انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے معاویہ بن ابی مزرد سے انہوں نے ابوالحباب سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو بندوں پر گزرے جس دن صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) نہ اترتے ہوں، ان میں ایک تو یوں دعا کرتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے ف۱ اور دوسرا یوں دعا کرتا ہے یا اللہ بخیل کا مال تباہ کردے ف۲

ف۱ یعنی جتنا مال اس نے تیری راہ میں خرچ کیا ہے تو اتنا ہی مال اس کو اور دے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ کسی بندے کا مال خیرات سے کم نہیں ہوا ؂ ف۲ ابن ابی حاتم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری فاما من اعطی واتقی اخیر تک اور اس روایت سے باب میں اس آیت کے ذکر کرنے کی وجہ معلوم ہوگئی ؂

بَابُ مَثَلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ-

باب: صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال۔

۵۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ طاؤس سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو مردوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو کرتے (زرہیں) پہنے ہوں دوسری سند امام بخاریؒ

الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ، تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ، وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ، وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جُنَّتَانِ۔

نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی سے سنا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بخیل اور خرچ کرنے والوں کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے، جو لوہے کے دو کرتے چھاتیوں سے ہنسلیوں تک پہنے ہوں خرچ کرنے والا جب کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ کرتا (گویا) پھیل جاتا ہے یا لمبا چوڑا ہو کر سارا بدن ڈھانپ لیتا ہے انگلیوں تک بھی اور چلنے میں اس کے پاؤں کا نشان مٹا جاتا ہے ف اور بخیل جب کچھ خرچ کرنا چاہتا ہے تو ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ کر رہ جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن کشادہ نہیں ہوتا۔ عبداللہ بن طاؤس کے ساتھ اس حدیث کو حسن بن مسلم نے بھی طاؤس سے روایت کیا اس میں دو کرتے اور حنظلہ نے طاؤس سے دو زرہیں نقل کیا ہے اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے کہا میں نے ابو ہریرہ رضی سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث بیان کی اس میں دو زرہیں ہیں ف ۲

ف اتنا نیچا ہو جاتا ہے جیسے بہت نیچا کپڑا آدمی جب چلے تو زمین پر گھسٹتا رہتا ہے اور پاؤں کا نشان میٹ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ سخی آدمی کا دل روپیہ خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ ف۲ حسن بن مسلم کی روایت کو امام بخاری نے کتاب اللباس میں اور حنظلہ کی روایت کو اسمٰعیل نے وصل کیا اور لیث بن سعد کی روایت اس سند سے نہیں ملی لیکن ابن حبان نے اس کو دوسری سند سے لیث سے نکالا کذا قال الحافظ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔ الْآيَةَ، إِلَى قَوْلِهِ۔ حَمِيدٌ۔

باب، محنت اور سوداگری کے مال میں سے خیرات کرنا بڑا ثواب ہے کیونکہ اللہ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا مسلمانو اپنی کمائی میں سے عمدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اخیر آیت غنی حمید تک ف

ف امام بخاری نے اشارہ کیا اس روایت کی طرف جو مجاہد سے منقول ہے کہ کسب اور کمائی سے اس آیت میں سوداگری اور تجارت

مراد ہے اور زمین سے جو چیزیں اگائیں ان سے غلہ اور کھجور وغیرہ مراد ہے؛

بَابٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ،

باب: ہر مسلمان پر خیرات کرنا واجب ہے جس کے پاس مال نہ ہو اس پر اچھی بات پر عمل کرنا یا اچھی بات دوسروں کو بتانا بھی خیرات ہے۔

٥٢٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سعید بن ابی بردہ نے انہوں نے اپنے باپ ابو بردہ عامر سے انہوں نے سعید کے دادا ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا ہر مسلمان کو خیرات کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ جس کے پاس مال نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے خود بھی فائدہ اٹھائے اور خیرات بھی کرے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ آپؐ نے فرمایا کسی ضرورتمند بیکس کی ہاتھ سے مدد کرے۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ آپؐ نے فرمایا تو اچھی بات پر عمل کرے ف اور بری بات سے باز رہے، اس کے لئے یہی خیرات ہے۔

ف امام بخاریؒ نے ادب میں جو روایت نکالی اس میں یوں ہے کہ اچھی یا نیک بات کا حکم کرے۔ ابوداؤد طیالسی نے اتنا زیادہ کیا اور بری بات سے منع کرے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نادار ہو اس کے لئے وعظ و نصیحت میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے؛

بَابٌ قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ وَمَنْ أَعْطَى شَاةً۔

باب: زکوٰۃ اور صدقہ میں کتنا مال دینا درست ہے اور ایک پوری بکری دینا۔

٥٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو شہاب نے، انہوں نے خالد حذاء سے، انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے، انہوں نے ام عطیہؓ سے (ان کا نام نسیبہ تھا) ان کے پاس ایک بکری خیرات کی بھیجی گئی ف انہوں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

فَقُلْتُ: لَا، إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهِ نُسَيْبَةُ مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ، فَقَالَ: هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے کہا کچھ نہیں، وہی گوشت ہے جو نسیبہ نے صدقہ کی بکری میں سے بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا لاؤ اب اس کا کھانا درست ہوگیا ف

ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو بھجوائی، اس سے باب کا یہ مطلب ثابت ہوُا کہ پوری بکری صدقہ دینا۔ اب ام عطیہؓ نے اس بکری میں سے جو تھوڑا گوشت حضرت عائشہؓ کو تحفہ کے طور پر بھیجا اس سے یہ نکلا کہ تھوڑا گوشت بھی صدقہ دے سکتے ہیں کیونکہ ام عطیہؓ کا حضرت عائشہؓ کو بھیجنا گو صدقہ نہ تھا مگر ہدیہ تھا پس صدقہ کو اس پر قیاس کیا۔ ابن منیر نے کہا امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر ان لوگوں کا رد کیا جو زکوٰۃ میں ایک فقیر کو اتنا دے دینا مکروہ سمجھتے ہیں کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے امام ابوحنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے لیکن امام محمدؒ نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں ؛ ف لیعنی زکوٰۃ کا مال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر حرام تھا مگر جب فقیر کو دے دیا اور فقیر نے اس میں سے کچھ تحفہ کے طور پر بھیجا تو وہ درست ہے کیونکہ ملک کے بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔ یہی مضمون بریرہ کی حدیث میں بھی وارد ہے جب بریرہؓ نے صدقہ کا گوشت حضرت عائشہؓ کو تحفہ بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا: ھولھا صدقہ ولنا ھدیہ

بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ۔

باب: چاندی کی زکوٰۃ کا بیان۔

٥٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے، انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا پانچ مہار اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیے چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، اور پانچ وسق سے کم (کھجور یا اناج یا میوہ) میں زکوٰۃ نہیں ہے ف

ف یہ حدیث ابھی اوپر ما ادی زکوتہ فلیس بکنز میں گزر چکی ہے اور وسق اور اوقیہ کی مقدار بھی وہیں مذکور ہو چکی ہے۔ پانچ اوقیہ دو سو درم کے ہوتے ہیں، ہر درم چھ دانق کا، ہر دانق آٹھ جو اور ۲/۵ جو کا تو درم ۵۰ جو اور ۲/۵ جو کا ہوُا۔ بعضوں نے کہا درم چار ہزار دو سو رائی کے دانوں کا ہوتا ہے اور دینار ایک درم اور ۳/۷ درم کا یا چھ ہزار رائی کے دانوں کا ایک قیراط ۳/۷ دانق کا ہوتا ہے۔

٥٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے کہا مجھ کو عمرو بن یحییٰ نے

ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو: سَمِعَ أَبَاهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

خبر دی، انہوں نے اپنے باپ سے سُنا، انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہی حدیث سُنی ف

ف اس سند کو بیان کرنے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ عمرو بن یحییٰ کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے جس کی اس میں صراحت ہے۔

بَابُ الْعَرْضِ فِي الزَّكَاةِ، وَقَالَ طَاوُسٌ: قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ: ائْتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيصٍ أَوْ لَبِيسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ، أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ۔ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا، وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوضِ۔

باب، زکوٰۃ میں (چاندی سونے کے سوا اور) اسباب کا لینا ف اور طاؤس نے کہا معاذ بن جبل نے یمن والوں سے کہا زکوٰۃ میں مجھ کو جو اور جوار کے بدلے سامان دو کپڑے جیسے کالی چادریں دھاری دار یا دوسرے لباس۔ اس میں تم پر بھی آسانی ہوگی اور مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کے لیے بھی بہتر ہوگا ف۲ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا خالدؓ بن ولید نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ (سامانِ جنگ) اللہ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں ف۳ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (عید کے دن) عورتوں کو فرمایا کچھ خیرات کرو، اپنے زیور ہی میں سے سہی تو یہ نہیں فرمایا کہ اسباب کا صدقہ درست نہیں ہے۔ پھر کوئی عورت اپنی بالی ڈالتی کوئی گلے کا ہار۔ اور آپؐ نے زکوٰۃ کے لئے سونے اور چاندی کی تخصیص نہیں کی ف۴

ف جمہور علماء کے نزدیک زکوٰۃ میں چاندی اور سونے کے سوا دوسرے اسباب کا لینا درست نہیں لیکن حنفیہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ف۲ اس لئے کہ اول تو جو اور جوار کو مدینہ تک لاد کر لے جانے میں باربرداری کا خرچہ بھی بہت پڑتا دوسرے زکوٰۃ دینے والوں کو بھی اپنے اپنے گاؤں سے معاذ تک یہ غلّہ لاد کر لانا دشوار ہوتا تیسرے اس وقت صحابہؓ کو مدینہ منورہ میں غلّے سے زیادہ کپڑوں کی احتیاج تھی تو معاذ نے زکوٰۃ میں اسی کا لینا مناسب سمجھا۔ مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے طاؤس نے معاذ سے نہیں سنا۔ دوسرے یہ معاذ کا اجتہاد ہے اور صحابی کی رائے حجت نہیں ہے ف۳ اس حدیث کو خود مؤلف نے آگے چل کر وصل کیا ہے۔ اس سے امام بخاری نے یہ مطلب نکالا کہ زکوٰۃ میں اسباب دینا درست ہے اس طرح نکالا کہ اگر خالد نے ان چیزوں کو وقف نہ کیا ہوتا تو ضرور ان میں سے کچھ زکوٰۃ میں دیتے۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اگر خالدؓ نے

یہ وقت نہ کیا ہوتا تو زکوٰۃ میں کچھ سونا چاندی قیمت لگا کر نکال لیتے فلا حجۃ فیہ۔ بعضوں نے یوں توجیہ کی ہے کہ جب خالدؓ نے مجاہدین کی سربراہی سامان سے کی اور یہ بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف ہے تو گویا زکوٰۃ میں سامان دیا وھو المطلوب۔ ف یہ حدیث موصولاً کتاب العیدین میں گزر چکی ہے۔ اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا دینا درست ہے کیونکہ ان عورتوں کے سب زیور چاندی سونے کے نہ تھے جیسے ہار کہ وہ مشک اور لونگ سے بنا کر گلوں میں ڈالتیں۔ مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ نفل صدقہ تھا نہ کہ فرض زکوٰۃ کیونکہ زیور میں اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

۵۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ عبداللہ بن مثنیٰ نے کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے ان سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو فرض زکوٰۃ لکھ دی جس کا حکم اللہ نے اپنے رسولؐ کو دیا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ جس پر ایک برس کی اونٹنی (زکوٰۃ میں) واجب ہو وہ اس کے پاس نہ ہو، دو برس کی اونٹنی ہو تو وہی لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا بیس درم یا دو بکریاں اس کو دے دے گا۔ اگر برس بھر کی اونٹنی جیسی زکوٰۃ میں دینا چاہیے۔ اس کے پاس نہ ہو اور نر اونٹ دو برس کا ہو تو وہی لیا جائے گا اور نقد نہ دینا ہو گا ف

ف یہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے آئے گی۔ اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جب واجب سے زیادہ اونٹنی زکوٰۃ میں دینا درست ٹھیری تو اسباب کا دینا زکوٰۃ میں جائز ہوا۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی حجت نہیں بلکہ یہ ہماری دلیل ہے کیونکہ اگر زکوٰۃ میں قیمت کا لحاظ ہوتا تو پھر ان عمروں کی تفاوت کا معین کرنا ضروری نہ تھا۔

۵۲۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ، فَأَتَاهُنَّ وَمَعَهُ بِلَالٌ

ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی پھر آپؐ نے خیال کیا کہ عورتوں تک آواز نہیں پہنچی۔ آپؐ ان کے

نَاشِرٌ ثَوْبَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي، وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أُذُنِهِ وَإِلَى حَلْقِهِ۔

پاس آئے۔ بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے آپؐ نے ان کو نصیحت کی اور صدقہ دینے کا حکم دیا کوئی عورت پھینکنے لگی۔ اور ایوب راوی نے اپنے کان اور حلق کی طرف اشارہ کیا ف۔

ف مطلب یہ ہے کہ جو زیور ان کے کان اور گلے میں تھا وہ بلالؓ کے کپڑے میں پھینکنے لگیں۔ اوپر گزر چکا کہ ان کے بعضے زیور چاندی سونے کے نہ تھے جیسے گلے کے ہار وغیرہ۔ پس معلوم ہوا کہ اسباب کا زکوٰۃ میں دینا درست ہے اور مخالفین جو اس کا جواب دیتے ہیں، وہ بھی گزر چکا ہے ؂

بَابٌ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

باب، زکوٰۃ لیتے وقت جو مال جدا جدا ہوں وہ اکٹھا نہ کئے جائیں اور جو اکٹھا ہوں وہ جدا جدا نہ کئے جائیں اور سالم نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے ف

ف سالم کی روایت کو امام احمد اور ابویعلیٰ اور ترمذی وغیرہ نے وصل کیا ہے، امام مالکؒ نے مؤطا میں اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہوں تو ہر ایک پر ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہے۔ زکوٰۃ لینے والا جب آیا تو یہ تینوں اپنی بکریاں ایک جگہ کر دیں۔ اس صورت میں ایک ہی بکری دینی پڑے گی۔ اسی طرح دو آدمیوں کی شرکت کے مال میں مثلاً دو سو بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں زکوٰۃ کی لازم ہوں گی۔ اگر وہ زکوٰۃ لینے والا جب آئے اس کو جدا جدا کر دیں تو دو ہی بکریاں دینا ہوں گی، اس سے منع فرمایا کیونکہ یہ حق تعالیٰ کے ساتھ فریب ہے، معاذ اللہ وہ تو سب جانتا ہے ؂

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاریؒ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ثمامہ نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے فرض زکوٰۃ کا بیان لکھ دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کی تھی۔ اس میں یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے جدا جدا مال کو ایک جا اور ایک جا مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔

؂

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ: إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا، وَقَالَ سُفْيَانُ: لَا تَجِبُ حَتَّى يَتِمَّ لِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً وَلِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً۔

باب: اگر دو شخص شریک ہوں تو زکوٰۃ کا خرچہ حساب سے برابر برابر ایک دوسرے سے مجرا لے اور طاؤس اور عطا نے کہا ف۱ اگر دونوں شریکوں کے جانور الگ الگ ہوں، اپنے اپنے جانور پہچانتے ہوں تو اکٹھا نہ کریں گے ف۲ اور سفیان ثوری نے کہا مشترک بکریوں میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک ہر شریک کی چالیس بکریاں (یا اس سے زیادہ) نہ ہوں ف۳

ف۱ اس کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا اور عبدالرزاق نے سفیان ثوری کی تعلیق کو وصل کیا ؛ ف۲ بلکہ جدا جدا رہنے دیں گے اور اگر ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہوگا تو اس میں سے زکوٰۃ لیں گے ورنہ نہ لیں گے۔ مثلاً دو شریکوں کے چالیس بکریاں ہیں مگر ہر شریک کو اپنی اپنی بیس بکریاں علیحدہ اور معین طور سے معلوم ہیں تو کسی پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور زکوٰۃ لینے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دونوں کے جانور ایک جگہ کر کے ان کو چالیس بکریاں سمجھ کر ایک بکری زکوٰۃ کی لے ؛ ف۳ امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے لیکن امام احمدؒ اور شافعیؒ اور اہلِ حدیث کا یہ قول ہے کہ جب دونوں شریکوں کے جانور مل کر حدِ نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ لی جائے گی ؛

۵۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ثمامہ نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے فرض زکوٰۃ لکھ دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی۔ اس میں یہ بھی تھا کہ جو مال دو شریکوں کا ہو تو وہ ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں ف۱

ف۱ مثلاً دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہوں تو زکوٰۃ لینے والا ایک بکری زکوٰۃ کی لے لے اب جس کے مال میں سے یہ بکری لی گئی ہو وہ اپنے شریک سے اس بکری کی آدھی قیمت وصول کر لے یہ نہیں کہ ایک شریک آدھی بکری دے اور دوسرا شریک آدھی بکری ؛

بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ، ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَأَبُو ذَرٍّ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان۔ اس باب میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوذرؓ اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایتیں کی ہیں ف۱

ف۱ ان سب روایتوں کو خود امام بخاریؒ نے اسی کتاب میں وصل کیا ہے ؛

۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا،

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا مجھ سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے، انہوں نے عطاء بن یزید سے انہوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک گنوار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کو پوچھا (یعنی اگر آپؐ فرمائیں تو میں مدینہ میں ہجرت کر آؤں) آپؐ نے فرمایا ارے ہجرت بہت مشکل ہے۔ تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا تو پھر کیا ہے؟ سمندر کے اس پار (یعنی جس ملک میں تو رہے وہاں) عمل کرتا رہ اللہ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرنے کا

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ.

باب: جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ زکوٰۃ میں ایک برس کی اونٹنی ؎ دینا ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔

؎ یعنی ۲۵ اونٹوں سے ۳۵ اونٹ تک ہوں۔

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ، وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ، أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہا مجھ سے ثمامہ نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے فرض زکوٰۃ لکھ دی جس کا حکم اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کو دیا یعنی جس کے پاس اتنے اونٹ ہو جائیں کہ چار برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینی پڑے (یعنی ۶۱ سے ۷۵ تک) اور چار برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ تین برس کی ہو تو وہی لے لی جائے اور اس کے ساتھ اگر بکریاں اس کے پاس ہوں تو دو بکریاں لے لی جائیں یا بیس درہم لے لیے جائیں اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ تین برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینا ہو (۴۶ سے ۶۰ تک) اور اس کے پاس تین برس کی اونٹنی نہ ہو چار برس کی ہو تو وہی لے لی جائے اور زکوٰۃ کا تحصیلدار اس کو بیس درہم

عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَيُعْطِي شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ۔

یا دو بکریاں دے دے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ تین برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینا ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو دو برس کی اونٹنی ہو تو وہی لے لی جائے اور وہ بیس درہم یا دو بکریاں اور تحصیلدار کو دے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینا ہو (۳۶ سے ۴۵ تک) لیکن وہ اس کے پاس نہ ہو تین برس کی اونٹنی ہو تو وہی لے لی جائے اور تحصیلدار اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے دے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ دو برس کی اونٹنی زکوٰۃ میں دینا ہو، وہ اس کے پاس نہ ہو ایک برس کی اونٹنی ہو تو وہی لے لی جائے اور اس کے ساتھ تحصیلدار کو بیس درہم یا دو بکریاں اور دے دے۔

بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ

باب: بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان۔

۵۳٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ:۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے ان سے انس نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا حاکم مقرر کیا تو ان کو یہ پروانہ لکھ کر دیا:۔

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولَهُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ:

(شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا) یہ وہ زکوٰۃ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر کی اور جس کا حکم اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیا تو اس پروانہ کے موافق جس مسلمان سے زکوٰۃ مانگی جائے وہ ادا کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ مانگے تو ہرگز نہ دے۔ چوبیس اونٹوں میں یا ان سے کم میں

فِي كُلِّ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ
فَمَا دُونَهَا مِنَ الغَنَمِ، مِنْ كُلِّ خَمْسٍ
شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى
خَمْسٍ وَثَلاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ
أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلاثِينَ إِلَى
خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ
أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ
إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الجَمَلِ،
فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ
وَسَبْعِينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ
يَعْنِي سِتًّا وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا
بِنْتَا لَبُونٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ
إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا
الجَمَلِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ
وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ،
وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَمَنْ لَمْ
يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الإِبِلِ فَلَيْسَ
فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا
بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ،
وَفِي صَدَقَةِ الغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ
أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ: شَاةٌ، فَإِذَا
زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ:
شَاتَانِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى
ثَلاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلاثٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى
ثَلاثِمِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا
كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ
شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا

ہر پنجہ میں ایک بکری دینی ہوگی (یا پانچ سے کم میں کچھ نہیں)
جب پچیس اونٹ ہو جائیں پینتیس اونٹوں تک تو اُن میں
ایک برس کی اونٹنی دینا ہوگی۔ جب چھتیس اونٹ ہو جائیں
پینتالیس تک تو ان میں دو برس کی اونٹنی دینا ہوگی،
جب چھیالیس اونٹ ہو جائیں ساٹھ اونٹوں
تک تو ان میں تین برس کی اونٹنی جفتی کے لائق دینا
ہوگی۔ جب اکسٹھ اونٹ ہو جائیں پچھتر اونٹوں
تک تو ان میں چار برس کی اونٹنی دینا ہوگی۔
جب چوہتر اونٹ ہو جائیں نوّے اونٹوں تک تو
ان میں دو دو برس کی دو اونٹنیاں دینا ہوں گی
جب اکانوے اونٹ ہو جائیں ایک سو بیس اونٹوں
تک تو ان میں تین تین برس کی دو اونٹنیاں جفتی کے
قابل دینا ہوں گی۔ جب ایک سو بیس اونٹوں سے
زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی
اونٹنی اور ہر پچاس میں تین برس کی اونٹنی دینا
ہوگی اور جس کے پاس چار ہی (یا چار سے بھی کم)
اونٹ ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر جب مالک اپنی
خوشی سے کچھ دے۔ جب پانچ اونٹ ہو جائیں تو ایک
بکری دینا ہوگی اور جب جنگل میں چرنے والی بکریاں
ٹ چالیس ہو جائیں ایک سو بیس بکریوں تک تو
ایک بکری دینا ہوگی جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں
دو سو تک تو دو بکریاں دینا ہوں گی جب دو سو سے
زیادہ ہو جائیں تین سو تک تو تین بکریاں دینا ہونگی جب تین سو
سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سینکڑے کے پیچھے ایک بکری دینا
ہوگی جب کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو
ان میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر اپنی خوشی سے مالک کچھ دینا
چاہے تو دے سکتا ہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ

أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔

میں دینا ہوگا (بشرطیکہ دو سو درہم یا اس سے زیادہ چاندی ہو) اگر ایک سو نوے درم برابر (یا ایک سو ننانوے) برابر چاندی ہو تو زکوٰۃ نہ ہوگی مگر خوشی سے کچھ مالک دینا چاہیں (تو اور بات ہے)

ف زکوٰۃ انہی گائے بیل یا اونٹوں بکریوں میں واجب ہے جو آدھے برس سے زیادہ جنگل میں چرلیتی ہوں اور اگر آدھے برس سے زیادہ ان کو گھر سے کھلانا پڑتا ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک سوائے ان تین جانوروں یعنی اونٹ گائے بکری کے اور کسی جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً گھوڑوں یا خچروں یا گدھوں میں؛

بَابٌ لَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ۔

باب: زکوٰۃ میں بوڑھا یا عیب دار یا نر جانور نہ لیا جائے گا مگر جب تحصیلدار اس کا لینا مناسب سمجھے ف

ف مثلاً زکوٰۃ کے جانور سب مادیاں ہی مادیاں ہوں، نر کی ضرورت ہو تو نر لے سکتا ہے یا کسی عمدہ نسل کے اونٹ یا گائے یا بکری کی ضرورت ہو اور گو اس میں عیب ہو مگر اس کی نسل لینے میں آئندہ فائدہ ہو تو لے سکتا ہے؛

٥٣٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ،

ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ثمامہ نے اُن سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو وہ زکوٰۃ لکھ دی جس کا حکم اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھا اور عیب دار نر نہ نکالا جائے مگر جب تحصیلدار لینا چاہے۔

بَابُ أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ۔

باب: بکری کا بچہ زکوٰۃ میں لینا ف

ف بکری کا بچہ اس وقت زکوٰۃ میں لیا جائے گا کہ تحصیلدار مناسب سمجھے یا کسی شخص کے پاس نرے بچے ہی بچے رہ جائیں، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نرے بچوں میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ وہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کا فرمانا بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ واقعی زکوٰۃ میں بچہ دیا کرتے تھے؛

٥٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے دوسری سند اور لیث بن سعد نے ف کہا مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے

ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔	بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ ابن مسعود سے انہوں نے کہا ابوہریرہؓ کہتے تھے: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ نہ دیں گے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (زکوٰۃ میں) دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر جہاد کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اور کچھ نہ تھا بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا تھا لڑنے کے لیے۔ میں بھی سمجھ گیا کہ یہی حق ہے ف۲۔

ف۱ لیث کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا: ف۲ پہلے پہل حضرت عمرؓ کو ان لوگوں سے جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے لڑنے میں تامل ہوا کیونکہ وہ کلمہ گو تھے لیکن ابوبکرؓ کو ان سے زیادہ علم تھا۔ آخر کو حضرت عمرؓ بھی ان سے متفق ہو گئے اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے سے آدمی کا اسلام پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اسلام کے تمام اصول اور قطعی فرائض کو نہ مانے۔ اگر اسلام کے ایک قطعی فرض کا کوئی انکار کرے جیسے نماز یا روزہ یا زکوٰۃ یا جہاد یا حج تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس پر جہاد کرنا درست ہے۔

بَابٌ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ۔	**باب: زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ اور چنے ہوئے مال نہ لیے جائیں ف۱**

ف۱ کیونکہ ایسا کرنے سے لوگوں کو ناراضگی پیدا ہو گی بلکہ متوسط درجہ کا مال لینا چاہیئے نہ خراب اور نہ اعلیٰ البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا اللہ کی راہ میں اپنا چن کر عمدہ سے عمدہ مال دے تو یہ اور بات ہے تحصیلدار اس کو لے لے۔

۵۳۷- حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے روح بن قاسم نے انہوں نے اسمٰعیل ابن امیہ سے انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابومعبد نافذ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب

لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ: إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ، فَإِذَا عَرَفُوا اللهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا فَعَلُوا الصَّلَاةَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا معاذ! تو اہلِ کتاب (یہود اور نصاریٰ) لوگوں کے پاس پہنچے گا تو سب سے پہلے اُن کو خدا کی عبادت کی طرف بُلا (اس کی توحید کی طرف) جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان سے کہہ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو اُن سے کہہ کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن کے مالوں میں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جائے گی ف۱ جب وہ اس کو بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کر اور ان کے عمدہ مالوں سے پرہیز کر ف۲۔

ف۱ بعضوں نے اس کے یہ معنیٰ کئے ہیں کہ انہی کے ملک کے فقیروں کو دے اور انہوں نے ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو بھیجنا ناجائز رکھا ہے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ مراد مسلمان فقیر ہیں خواہ وہ کہیں ہوں یا کسی ملک کے ہوں اور انہوں نے زکوٰۃ کا دوسرے ملک میں بھیجنا درست رکھا ہے۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے یعنی چنے ہوئے عمدہ مال زکوٰۃ میں مت لے۔

بَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ

باب: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۵۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن ف بن ابی صعصعہ مازنی سے انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن ابی صعصعہ) سے انھوں نے ابوسعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیے سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ مہار اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

ف یہ محمد دراصل عبداللہ کے بیٹے ہیں اور عبدالرحمٰن کے دادا ہیں پھر عبدالرحمٰن عبداللہ بن ابی صعصعہ کے بیٹے ہیں اور ابو صعصعہ ان کے دادا ہیں ۔

بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ، وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ، وَيُقَالُ جُؤَارٌ، تَجْأَرُونَ: تَرْفَعُونَ أَصْوَاتَكُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ۔

باب : گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان اور ابوحمید ساعدی نے کہا ف آنحضرتؐ نے فرمایا البتہ قیامت کے دن میں تم کو وہ شخص دکھادوں گا جو اللہ کے پاس گائے اٹھائے ہوئے حاضر ہوگا وہ آواز کر رہی ہوگی اور ایک روایت میں خوار کے بدلے جوار ہے سورہ مومنون میں جو یجارون ہے وہ اسی سے نکلا ہے یعنی گائے کی طرح چلا رہے ہوں گے

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر باب ترک الحیل میں وصل کیا ہے ۔

۵۳۹ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، أَوْ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، أَوْ كَمَا حَلَفَ، مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ، رَوَاهُ بُكَيْرٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے معرور بن سوید سے انہوں نے ابوذرؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا اس کی جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں یا ایسی ہی کچھ آپؐ نے قسم کھائی جس کے پاس اونٹ گائے بیل بکریاں ہوں وہ ان کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن ان کو خوب موٹا اور بڑا کر کے لائیں گے وہ اپنے مالک کو پاؤں سے کچلیں گے اور سینگ سے ماریں گے۔ جب منڈہ کا منڈہ سب اس پر سے گزر جائے گا تو پھر پہلا جانور آئے گا۔ برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو ف اس حدیث کو بکیر بن عبداللہ نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے ف۲

ف فیصلہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ بعضوں کو بہشت کا حکم ہو جائے بعضوں کو دوزخ کا ۔ ف۲ اس کو امام مسلم نے وصل کیا اس حدیث سے باب کا مطلب یعنی گائے بیل کی زکوٰۃ دینے کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ عذاب

اسی امر کے ترک پر ہوگا جو واجب ہے ؛

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الأَقَارِبِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهُ أَجْرَانِ: أَجْرُ القَرَابَةِ، وَ أَجْرُ الصَّدَقَةِ۔

باب : اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دوہرا ثواب ملے گا ناطہ جوڑنے کا اور صدقہ کا۔

ف اہل حدیث کے نزدیک یہ مطلقاً جائز ہے جب اپنے رشتہ دار محتاج ہوں گو باپ بیٹے کو یا خاوند بیوی کو یا بیوی خاوند کو دے۔ بعضوں نے کہا اپنے چھوٹے بچے کو فرض زکوٰۃ دینا بالاجماع درست نہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اپنے خاوند کو بھی دینا درست نہیں رکھا اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے حدیث کے موافق اس کو جائز رکھا ہے۔ مترجم کہتا ہے رشتہ داروں کو اگر وہ محتاج ہوں تو زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملے گا ناجائز ہونا کیسا ؟ ؛

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَ كَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ۔ لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ۔ لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ وَ إِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ، فَضَعْهَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضؓ سے اُنہوں نے انس رضؓ بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے: ابوطلحہ رضؓ مدینہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار تھے۔ ان کے باغ بہت تھے اور سب باغوں میں ان کو بیرحاء کا باغ بہت پیارا تھا۔ وہ مسجد کے سامنے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے اور وہاں کا پاکیزہ پانی پیا کرتے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب یہ آیت سورۂ آل عمران کی اتری ؛ تم نیکی کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک کہ پیاری چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو تو ابوطلحہ رضؓ کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے، عرض کیا : یارسول اللہؐ ! اللہ جل جلالہٗ یہ فرماتا ہے تم نیکی کا درجہ اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء زیادہ پیارا ہے اور اسی کو میں اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ اللہ سے امید ہے

يَا رَسُولَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ، تَابَعَهُ رَوْحٌ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ: رَابِحٌ۔

وہ مجھ کو اس کا ثواب دے گا اور وہ میرا ذخیرہ رہے گا۔ یارسول اللہ! آپؐ جس کام میں مناسب سمجھئے اس کی آمدنی خرچ کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو بڑی آمدنی کا مال ہے بڑے فائدے کا میں نے سنا جو تم نے کہا لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسکو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو ف۱ ابو طلحہؓ نے کہا بہت خوب میں ایسا ہی کرتا ہوں پھر اس باغ کو اپنے ناطے داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس حدیث کو رُوح نے بھی روایت کیا اور یحییٰ بن یحییٰ اور اسمٰعیل نے امام مالک سے رابح کے بدلے رائح نقل کیا ف۲

ف۱ تو خیرات کا بھی ثواب ملے گا اور ناطہ جوڑنے کا بھی۔ ہر چند یہ صدقہ نفل تھا مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زکوٰۃ کو بھی نفل صدقہ پر قیاس کیا؛ ف۲ رائح کے معنی بے کھٹکے آمدنی کا مال یا بے محنت اور مشقت کے آمدنی کا ذریعہ۔ رُوح کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب البیوع میں اور یحییٰ بن یحییٰ کی کتاب الوصایا میں اور اسمٰعیل کی کتاب التفسیر میں وصل کیا؛

---

٥٤١ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ، فَقُلْنَ: وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا صَارَ إِلَى

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو زید بن اسلم نے انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید اضحیٰ یا عید الفطر میں عیدگاہ کو تشریف لے گئے پھر (نماز پڑھ کر) لوٹے تو لوگوں کو وعظ سنایا۔ اور خیرات کرنے کا حکم دیا، فرمایا؛ لوگو خیرات کرو۔ پھر عورتوں پر سے گزرے، فرمایا؛ عورتو! تم بھی خیرات کرو کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دوزخ میں عورتیں بہت ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کاہے سے؟ آپؐ نے فرمایا تم کوستی کاٹتی بہت ہو (بات بات میں اللہ کی سنوار) اور خاوند کی ناشکری تمہارا شعار، عورتو! میں نے کم عقل اور ناقص دین والیوں میں تم سے بڑھ کر، ہوشیار آدمی کی عقل کو کھونے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ فرما کر آپؐ گھر کو لوٹے جب گھر میں پہنچے تو عبداللہ بن

مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذِهِ زَيْنَبُ فَقَالَ: أَيُّ الزَّيَانِبِ؟ فَقِيلَ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا، فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدُهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ۔

مسعودؓ کی بیوی زینب آئیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ یہ زینب (دروازے پر کھڑی) ہے۔ آپؐ نے فرمایا کونسی زینب؟ کہا عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی، آپؐ نے فرمایا اچھا، اس کو آنے دو، پھر اسے اذن دیا گیا، وہ آئی اور کہنے لگی: یا نبی اللہ، آپؐ نے آج (عید کے دن ہم کو) خیرات کرنے کا حکم دیا اور میرے پاس کچھ زیور ہے میں اس کو خیرات کرنا چاہتی ہوں لیکن میرا خاوند ابن مسعودؓ کہتا ہے کہ وہ اور اس کا بیٹا اس خیرات کا زیادہ حقدار ہے ان سب لوگوں سے جن پر تو خیرات کرنا چاہتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعودؓ سچ کہتا ہے تیرا خاوند اور تیرا بیٹا سب لوگوں سے جن پر تو خیرات کرنا چاہتی ہے زیادہ حقدار ہے ف۔

ف اس حدیث سے صاف نکلا کہ اپنے رشتہ داروں پر خیرات کرنا درست ہے یہاں تک کہ بیوی بھی اپنے مفلس خاوند اور مفلس بیٹے پر خیرات کر سکتی ہے اور گو یہ صدقہ فرض زکوٰۃ نہ تھا مگر فرض زکوٰۃ کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے۔ بعضوں نے کہا جس کا نفقہ آدمی پر واجب ہو جیسے بیوی کا یا چھوٹے لڑکے کا تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور چونکہ عبداللہ بن مسعودؓ زندہ تھے اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بچے کا خرچ ماں پر واجب نہ تھا لہٰذا ماں کو اس پر خیرات کرنا جائز ہوا واللہ اعلم۔

بَابٌ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ۔

باب۔ مسلمان کو اپنے گھوڑے کی زکوٰۃ دینا ضروری نہیں۔

۵۴۲- حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے سلیمان بن یسار سے سنا۔ انہوں نے عراک بن مالک سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اس کے غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے ف

ف اہلِ حدیث کا محقق مذہب یہی ہے کہ غلاموں اور گھوڑوں میں مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے گو تجارت کے لئے ہوں، مگر

ابنِ منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔

بَابٌ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ۔

باب: مسلمان کو اپنے غلام (لونڈی) کی زکوٰۃ دینا ضروری نہیں۔

٥٤٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا خُثَيْمُ بْنُ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے خثیم بن عراک بن مالک سے انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے خثیم بن عراک بن مالک نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے ف

ف اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ انہی جنسوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا یعنی چوپایوں میں سے اونٹ اور گائے بیل بکریوں میں اور نقد مال میں سے سونے چاندی میں اور غلوں میں سے گیہوں اور جو اور جوار اور میووں میں سے کھجور سوکھے انگور میں بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں گو وہ تجارت اور سوداگری ہی کے لئے ہوں اور ابنِ منذر نے جو اجماع اس کے خلاف پر نقل کیا وہ صحیح نہیں ہے جب ظاہریہ اہل حدیث اس مسئلہ میں مختلف ہیں تو اجماع کیونکر ہو سکتا ہے اور ابوداؤد کی حدیث اور دار قطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بیچنے کے لئے رکھیں اس میں آپؐ نے زکوٰۃ کا حکم دیا یا کپڑے میں زکوٰۃ ہے، ضعیف ہے حجت لینے کے لائق نہیں اور آیت قرآنی خذ من اموالھم میں اموال سے وہی مال مراد ہے جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے۔ یہ امام شوکانی کی تحقیق ہے اور سید علامہ نے اسی کی تائید کی ہے۔ اس بنا پر جواہر موتی مونگا، یاقوت، الماس اور دوسری صدہا اشیاء تجارتی میں جیسے گھوڑے گاڑیاں، کتابیں، کاغذ وغیرہ میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر چونکہ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اموالِ تجارتی میں وجوبِ زکوٰۃ کی طرف گئے ہیں لہذا احتیاط اور تقویٰ یہی ہے کہ ان میں زکوٰۃ نکالے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامَى۔

باب: یتیموں پر صدقہ کرنا بڑا ثواب ہے۔

٥٤٤ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ،

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم

حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِلَالِ
ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ:
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ
وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ: إِنَّ مِمَّا أَخَافُ
عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ
مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا، فَقَالَ رَجُلٌ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟
فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ
لَهُ: مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا يُكَلِّمُكَ؟ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ،
قَالَ: فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ
السَّائِلُ؟ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ لَا
يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ
يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، أَكَلَتْ
حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ
عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ،
وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ
صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ
وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ، أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ
بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ،
وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ہلال بن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا ہم سے عطاء بن یسار نے بیان کیا انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور ہم بھی آپؐ کے گردا گرد وعظ سننے کو بیٹھے۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو مجھے اپنے بعد جس چیز کا تم سے ڈر ہے وہ دنیا کی زیب وزینت ہے جو چار طرف سے تم پر پھیل پڑے گی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اچھی چیز سے برائی بھی پیدا ہوگی؟ ف۱ یہ سن کر آپؐ خاموش ہو رہے۔ لوگوں نے اس سے کہا ارے تجھے کیا ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ سے باتیں کئے جاتا ہے اور آنحضرتؐ تجھ سے بات نہیں کرتے ف۲ پھر جو ہم نے (غور سے) دیکھا تو آپؐ پر وحی اتر رہی ہے۔ آپؐ نے چہرہ پر سے پسینہ پونچھا۔ پوچھا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ جیسے آپؐ کو اس کا پوچھنا اچھا لگا۔ پھر آپؐ نے فرمایا بیشک یہ بات تو ہے کہ اچھی چیز بری نہیں ہو سکتی مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا کرتی ہے) دیکھو ربیع میں جو گھاس اگتی ہے وہ کبھی جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے ف۳ لیکن وہ جانور جو ہری ہری دوب چرے جب اس کی دونوں کوکھیں تن جائیں تو سورج کی طرف منہ کرکے پھر پتلا ہگے اور موتے اور چرتا رہے (وہ نہیں مرتا) ف۴ اور یہ دنیا کا مال (ظاہر میں) ہرا بھرا شیریں ہے ف۵ تو مالدار مسلمان اچھا ہے جب تک اس مال میں سے مسکین اور یتیم اور مسافر کے ساتھ سلوک کرتا ہے یا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ شک یحییٰ بن ابی کثیر راوی کو ہوا) اور دیکھو جو کوئی ناجائز طور سے مال کماتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے پر اس کا پیٹ نہیں بھرتا ف۶ اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

ف۱ یعنی مال اور دولت تو اللہ کی نعمت ہے وہ عذاب کا سبب کیونکر ہو گی؟ ف۲ صحابہؓ سمجھے کہ آنحضرتؐ اس کے پوچھنے سے ناراض ہوئے۔ ف۳ یہ مثال دے کر آپؐ نے اس کو سمجھایا کہ دولت گو حق تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف ہو گی تو وہی دولت عذاب ہو جائے گی جیسے فصل ربیع کی ہری گھاس وہ جانور کے لئے بڑی

عمدہ نعمت ہے مگر جو جانور ایک ہی مرتبہ گر کر اس کو حد سے زیادہ کھا جائے تو اس کے لئے زہر کا کام دیتی ہے۔ جانور پر کیا منحصر ہے یہی روٹی جو آدمی کے لئے باعثِ حیات ہے اگر اس میں بے اعتدالی کی جائے تو موت کا باعث ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا قحط سے مرے بھوکے لوگ جب ایک ہی مرتبہ کھانا پا لیتے ہیں اور جھک کر کھا لیتے ہیں تو پانی پیتے ہی دم توڑ دیتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ کھانا ان کے لئے زہرِ قاتل کا کام دیتا ہے۔ ف۴ مطلب یہ ہے کہ جانور ایک ہی مرتبہ ربیع کی پیداوار پر نہیں گرتا بلکہ سوکھی گھاس پر جو بارش سے ذرا ذرا ہری دوب نکلتی ہے اس کے کھانے پر قناعت کرتا ہے اور پھر کھانے کے بعد سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر اس کے ہضم ہونے کا انتظار کرتا ہے، پیشاب یا پاخانہ کرتا ہے تو وہ ہلاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا کا مال بھی ہے۔ جو اعتدال کے ساتھ حلال و حرام کی پابندی کے ساتھ اس کو کماتا ہے، اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، آپ کھاتا ہے اور دوسرے خلقِ خدا کو راحت پہنچاتا ہے تو وہ بچا رہتا ہے مگر جو حریص کتے کی طرح دنیا کے مال و اسباب پر گرتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے آخر وہ مال اس کو ہضم نہیں ہوتا اور استفراغ کی ضرورت پڑتی ہے کبھی بدہضمی ہو کر اسی مال کی دھن میں اپنی جان بھی گنوا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے طمع اور حرص سے بچائے رکھے۔ ف۵ اس کی ظاہری خوبصورتی پر فریب مت کھاؤ، ہوشیار رہو حلوے کے اندر زہر لپٹا ہوا ہے ؎

همہ اندر زمن بتو ایں است — کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

ف۶ اس کو جوع البقر کی بیماری ہو گئی ہے کسی طرح دنیا کی حرص نہیں جاتی۔

بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْأَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ، قَالَهُ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: خاوند کو اور جن یتیموں کو پرورش کر رہا ہو، ان کو زکوٰۃ دینا۔ یہ ابوسعیدؓ خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے ف۱

ف۱ یہ حدیث موصولاً باب الزکوٰۃ علی الاقارب میں گزر چکی ہے۔

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً، قَالَتْ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عمرو بن حارث سے انہوں نے زینب سے جو عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی تھیں اعمش نے کہا میں نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے بیان کی تو انہوں نے ابوعبیدہؓ سے روایت کی، انہوں نے عمرو بن حارث سے انہوں نے زینب سے جو عبداللہ ابن مسعودؓ کی بی بی تھیں بالکل ایسی ہی روایت جیسے شقیق نے کی، زینبؓ نے کہا میں مسجد نبویؐ میں تھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ نے فرمایا تم لوگ خیرات کرو، اپنے زیور ہی میں سے

تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا، فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللهِ: سَلْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ: سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا: سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي؟ وَقُلْنَا: لَا تُخْبِرْ بِنَا، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: مَنْ هُمَا؟ قَالَ: زَيْنَبُ، قَالَ: أَيُّ الزَّيَانِبِ؟ قَالَ: امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: نَعَمْ وَلَهَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الْقَرَابَةِ، وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ.

دو اور زینبؓ اپنے خاوند عبداللہ بن مسعودؓ کو اور چند یتیموں کو جو ان کی پرورش میں تھے خرچ دیا کرتیں انہوں نے اپنے خاوند سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھو میں اگر خیرات کا مال اپنے خاوند کو اور چند یتیموں کو جو میری پرورش میں ہیں دوں تو کیا درست ہوگا ف انہوں نے کہا تم خود جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو، آخر زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں وہاں ایک انصاری عورت زینبؓ ابو مسعودؓ انصاری کی بی بی کو آپ کے دروازے پر پایا۔ وہ بھی یہی پوچھنے آئی تھی جو میں پوچھنا چاہتی تھی۔ اتنے میں بلالؓ ہمارے سامنے سے نکلے ہم نے ان سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو اگر میں اپنے خاوند اور چند یتیموں کو جو میری پرورش میں ہیں خیرات دوں تو درست ہوگا اور ہم نے بلالؓ سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نام نہ لینا۔ بلالؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ دو عورتیں یہ مسئلہ پوچھتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کونسی عورتیں؟ بلالؓ نے کہا زینب نامی۔ آپؐ نے فرمایا کون سی زینب؟ بلالؓ نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی۔ آپؐ نے فرمایا بیشک درست ہے اور اس کو دوہرا ثواب ملے گا، ایک تو ناتا جوڑنے کا دوسرے خیرات کا۔

ف اس حدیث میں صدقہ یعنی خیرات کا لفظ ہے جو فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ اور نفل خیرات دونوں کو شامل ہے۔ امام شافعیؒ اور ثوری اور صاحبین اور امام مالکؒ اور احمدؒ سے ایک روایت ایسی ہے کہ زکوٰۃ اپنے خاوند کو اور بیٹوں کو دینا درست ہے بعضے کہتے ہیں ماں، باپ اور بیٹے کو دینا درست نہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خاوند کو بھی زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں میں صدقہ سے نفل صدقہ مراد ہے۔

---

٥٤٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ،

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زینب بنت ام سلمہؓ سے انہوں نے ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں ابو سلمہ اپنے اگلے خاوند کے بیٹوں پر خرچ کروں (تو درست ہے یا نہیں) وہ میرے بھی

فَقَالَ: أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ، فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ۔

بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں، ان پر خرچ کر، تو جو ان پر خرچ کرے گی اس کا ثواب تجھ کو ملے گا:

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللهِ - وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يُعْتِقُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ، وَيُعْطِي فِي الْحَجِّ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنِ اشْتَرَى أَبَاهُ مِنَ الزَّكَاةِ جَازَ، وَيُعْطِي فِي الْمُجَاهِدِينَ وَالَّذِي لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ تَلَا - إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ - الْآيَةَ، فِي أَيِّهَا أَعْطَيْتَ جَزَتْ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ أَدْرُعَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي لَاسٍ: حَمَلَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ،

باب، اللہ تعالیٰ نے جو (سورۂ براءت میں) فرمایا خیرات کا مال گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں میں اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اس کا بیان اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے بردہ ف۱ آزاد کر سکتا ہے ف۲ اور حاجیوں کو دے سکتا ہے اور امام حسن بصریؒ نے کہا ف۳ اگر کوئی زکوٰۃ کے مال میں سے اپنے باپ کو (جو غلام ہو) خرید کر آزاد کر دے تو درست ہوگا اور زکوٰۃ کا مال مجاہدین میں خرچ کیا جائے اور جس نے حج نہ کیا ہو اس کو حج کرا دینے میں۔ پھر انہوں نے (سورۂ توبہ کی) یہ آیت پڑھی انما الصدقت للفقراء۔ اخیر تک اور کہا ان میں سے جس کو بھی زکوٰۃ کا مال دیا جائے کافی ہے ف۴ اور آنحضرتؐ نے فرمایا خالدؓ نے تو اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں ف۵ اور ابولاس (زیاد خزاعی صحابیؓ) سے منقول ہے ہم کو آنحضرتؐ نے زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار کرا کے حج کے لئے بھیجا ف۶

ف۱ وفی الرقاب سے یہی مراد ہے۔ بعضوں نے کہا مکاتب کی مدد کرنا مراد ہے اور اللہ کی راہ سے مراد غازی اور مجاہد لوگ ہیں اور امام احمد اور اسحٰق نے کہا کہ حاجیوں کو بھی دینا فی سبیل اللہ میں داخل ہے ف۲ ابن عباسؓ کے اس قول کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا ف۳ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ف۴ قرآن شریف میں زکوٰۃ کے آٹھ مصرف مذکور ہیں: فقراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مؤلفۃ القلوب، رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ، ابن السبیل یعنی مسافر۔ امام حسن بصریؒ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا ان میں سے کسی میں بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کرے تو کافی ہوگا۔ اگر ہو سکے تو آٹھوں قسموں میں دے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور جمہور علماء اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور شافعیہ سے منقول ہے کہ آٹھوں مصرف میں زکوٰۃ خرچ کرنا واجب ہے گو کسی مصرف کا ایک ہی آدمی ملے مگر ہمارے زمانہ میں اس پر عمل مشکل ہے۔ اکثر ملکوں میں مجاہدین اور مؤلفۃ القلوب اور رقاب نہیں ملتے اسی طرح عاملین زکوٰۃ ف۵ یہ حدیث آگے موصولاً اسی باب میں آئے گی ف۶ اس کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے وصل کیا

۵۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے

عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا، قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا، تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ: هِيَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا، وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حُدِّثْتُ عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَهُ.

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زکوٰۃ تحصیل کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے آپؐ سے کہا ابن جمیل ف۱ اور خالدؓ بن ولید اور عباسؓ بن عبدالمطلب زکوٰۃ نہیں دیتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا ابن جمیل یہ شکر نہیں کرتا کہ وہ محتاج تھا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی برکت سے وہ مال دار بن گیا، ف۲ رہا خالدؓ تو اس سے زکوٰۃ مانگنا تمہارا ظلم ہے، اس نے تو اپنی زرہوں اور ہتھیاروں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے ف۳ اور عباسؓ بن عبدالمطلب تو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا ہیں۔ ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ ہے اور اتنا ہی اور (میری طرف سے) ف۴ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی الزناد نے بھی اپنے باپ سے روایت کیا اور ابن اسحٰق نے ابوالزناد سے یوں روایت کیا عباسؓ پر یہ ہے اور اتنی ہی اور ابن جریج نے کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے ایسی ہی حدیث بیان کی گئی ف۵

ف۱ ان کا نام معلوم نہیں ہوا۔ بعضوں نے کہا ان کا نام حمید تھا بعضوں نے کہا عبداللہ ذہبی نے کہا وہ اپنے باپ ہی کے نام سے مشہور ہیں ۞ ف۲ یعنی اسلام لانے سے پہلے محض قلاش اور مفلس تھا اسلام کی برکت سے مالدار بن گیا تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں کراہتا ہے اور خفا ہوتا ہے ۞ ف۳ اب وقفی مال کی زکوٰۃ وہ کیوں دینے لگا۔ اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دینا یہ خود زکوٰۃ ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ خالدؓ تو ایسا سخی ہے کہ اس نے ہتیار سامان گھوڑے وغیرہ سب راہِ خدا میں دے ڈالے ہیں، وہ بھلا فرض زکوٰۃ کیسے نہ دے گا تم غلط کہتے ہو کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتا ۞ ف۴ یعنی زکوٰۃ بلکہ اس کا دُونا میں ان پر تصدق کروں گا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عباسؓ کی زکوٰۃ بلکہ اس کا دُونا روپیہ میں دوں گا وہ مجھ پر ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ دو برس کی زکوٰۃ پیشگی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دے چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تحصیل کرنے والوں کو زکوٰۃ نہ دی۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ بالفعل ان کو مہلت دو۔ سالِ آئندہ ان سے دوہری یعنی دو سال کی زکوٰۃ وصول کرنا ۞ ف۵ یعنی اس میں ہے علیہ ومثلہا معہا ہے صدقہ کا لفظ نہیں ہے ۞

بَابُ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ۔

باب، سوال سے بچنے کا بیان ؛

۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا (روپیہ پیسہ مانگا) آپؐ نے ان کو دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا آپؐ نے پھر دیا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جو مال تھا وہ ختم ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو میرے پاس جو مال و دولت ہوگا وہ میں تم سے اٹھا نہیں رکھوں گا مگر جو کوئی سوال سے بچے گا تو اللہ بھی اس کو بچائے گا اور جو کوئی (دنیا کے مال سے) بے پرواہی کرے گا اللہ اس کو بے پروا کرے گا اور جو کوئی (اپنے اوپر) زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر کسی کو کوئی نعمت نہیں ملی (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے)

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی اپنی رسی اٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے ف (اس کو بیچ کر اپنا پیٹ چلائے) تو وہ اس سے اچھا ہے کہ کسی سے جا کر سوال کرے، وہ دے یا نہ دے ؛

ف حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا کمانا نہایت افضل ہے علماء نے کہا ہے کہ کمائی کے تین اصول ہیں ایک زراعت دوسری تجارت تیسری صنعت و حرفت۔ بعضوں نے کہا ان تینوں میں تجارت افضل ہے، بعضوں نے کہا زراعت افضل ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے محنت کی جاتی ہے اور حدیث میں ہے کہ کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں ہے جو ہاتھ سے محنت کر کے پیدا کیا جائے۔ زراعت کے بعد پھر صنعت افضل ہے، اس میں بھی ہاتھ سے کام کیا جاتا ہے اور نوکری تو بدترین کسب ہے۔ کبھی نوکری میں جو کام کرنا پڑتا ہے وہ جائز ہوتا ہے کبھی ناجائز۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں مسلمانوں

نے کمائی کے عمدہ ذریعے تو چھوڑ دیئے ہیں اور نوکری پر گرے جاتے ہیں جو غلامی سے کم نہیں ؎

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زبیر بن عوام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسّی لے پھر لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے، اس کو بیچے اور اللہ اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ دیں یا نہ دیں۔

۱۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَقَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ ابن زبیر اور سعید بن مسیّب سے، حکیم بن حزامؓ (صحابی) نے کہا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے (کچھ روپیہ) مانگا۔ آپؐ نے دیا۔ پھر مانگا، پھر آپؐ نے دیا۔ پھر مانگا پھر آپؐ نے دیا۔ پھر فرمایا: حکیم، یہ دنیا کا مال ہرا بھرا (ظاہر میں) بہت شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو اپنا نفس سخی رکھ کر لے اس کو تو برکت ہوگی اور جو کوئی جی میں لالچ رکھ کر لے اس کو برکت نہ ہوگی۔ اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر کا (دینے والا) ہاتھ نیچے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم ابن حزام کہتے ہیں میں نے آپؐ سے یہ سن کر عرض کیا یا رسولؐ اللہ قسم اس کی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں اب آپؐ کے بعد مرنے تک کسی سے کچھ نہیں لینے کا (حکیم اسی قول پر قائم رہے) ابوبکرؓ اپنی خلافت میں حکیم کو ان کا وظیفہ دینے کیلئے بلاتے وہ نہ لیتے۔ پھر حضرت عمرؓ نے بھی

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ۔

اپنی خلافت میں ان کو ان کا حصہ دینے کے لئے بلایا انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ آخر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا تم گواہ رہنا مسلمانو! میں حکیم کو ملک کی آمدنی میں سے ان کا حصہ دے رہا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ غرض حکیم نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کی ف۲ یہاں تک کہ مر گئے ف۳۔

ف۱ یعنی اس کو جوع الکلب یا جوع البقر کا عارضہ ہو، جو پائے کھا جائے مگر کسی طرح پیٹ نہ بھرے۔ حریص آدمی کا دنیا میں یہی حال رہتا ہے کتنی ہی مال و دولت اس کو ملے سیری نہیں ہوتی اور زیادہ کی طمع اور لالچ رہتا ہے۔

ف۲ حکیم بن حزام مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ رہے یہانتک کہ معاویہؓ کی امارت بھی دس سال تک انہوں نے دیکھی لیکن کسی سے کبھی ایک پیسہ بھی انہوں نے نہیں لیا۔ نوویؒ نے کہا بے ضرورت سوال کرنا تو حرام ہے اس پر اتفاق ہے لیکن جو شخص محنت مزدوری پر قادر ہو اور سوال کرے تو اس کے باب میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا حرام ہے، بعضوں نے کہا حلال ہے لیکن مکروہ ہے پر کئی شرطوں سے، اپنے تئیں ذلیل نہ کرے، مانگنے میں اصرار نہ کرے، جس سے مانگے اس کو تکلیف نہ دے۔ اگر یہ شرطیں نہ ہوں تو بالاتفاق حرام ہے۔ ف۳ سبحان اللہ یہ بہت بڑا درجہ ہے کہ کوئی بغیر سوال کے بھی دے تو نہ لے اور اپنی محنت مزدوری سے روٹی پیدا کرے اور دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے کہ جب بغیر دل لگائے اور سوال کے کوئی چیز آئے تو لے لے اس سے مقصود اباحت ہے یعنی لے لینا درست ہے اور نہ لینا اور حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور محنت سے روٹی پیدا کرنا یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ بعضوں نے کہا بادشاہ سے لینا درست ہے بلکہ واجب ہے اوروں سے لینا ضروری نہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد کے بادشاہ تھے لہٰذا حضرت عمرؓ کو قبول کرنے کا حکم فرمایا واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ۔ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔

باب: اگر اللہ کسی کو بن مانگے اور بن دل لگائے اور امیدوار رہے کوئی چیز دلادے تو اس کو لے لے حق تعالیٰ نے سورۂ والذاریات میں فرمایا ان کے مالوں میں مانگنے والے اور خاموش بیٹھنے والے دونوں کا حصہ ہے ف۱۔

ف۱ اس آیت سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ بن مانگے جو اللہ دے دے اس کا لینا درست ہے ورنہ محروم یعنی خاموش فقیر کا کچھ حصہ نہ رہے گا۔

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو (کام کے بدلہ) کچھ تنخواہ مرحمت فرماتے۔ میں عرض کرتا اس کو دے دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہے۔ آپؐ فرماتے نہیں لے لے، جب تیرے پاس دنیا کے مال میں سے کچھ آئے اور تجھ کو اس کا خیال نہ لگا ہو، نہ تو سوال کرے تو لے لے اور جو نہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کر ف

ف قسطلانی نے کہا بغیر سوال جو آئے اس کا لے لینا درست ہے بشرطیکہ حلال کا مال ہو، اگر حلال ہونے میں شک ہو تو پھیر دینا پرہیزگاری ہے اور لے لینا بھی درست ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ رہن رکھ کر کے یہودی سے مال لیا حالانکہ یہودیوں کی کمائی اس وقت اکثر حرام کی تھی۔ اسی طرح کافروں سے جزیہ لیتے ہیں حالانکہ وہ شراب اور سود کی تجارت کرتے ہیں، سود کے معاملے کرتے ہیں۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا۔

۵۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا زَالَ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ، وَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَزَادَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ

باب: جو شخص خواہ مخواہ اپنی دولت بڑھانے کیلئے لوگوں سے سوال کرے۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے انہوں نے کہا میں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے سنا کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ (مرنے کے بعد) قیامت کے دن ایسی (بری صورت میں) آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک بچہ بھی نہ ہوگا ف اور آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے نزدیک آجائے گا۔ ان کے بدنوں سے اتنا پسینہ نکلے گا جو کانوں تک پہنچ جائے گا۔ اسی حال میں وہ اپنی مخلصی کیلئے آدمؑ سے فریاد کریں گے پھر موسیٰؑ سے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۲ اور عبداللہ بن صالح نے اپنی روایت

قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ: فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ، وَقَالَ مُعَلًّى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْأَلَةِ،

میں اتنا بڑھایا ہے مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی جعفر نے پھر آنحضرتؐ خلق کا فیصلہ کرنے کیلئے سفارش کریں گے آپؐ چلیں گے یہاں تک کہ بہشت کے دروازے کا حلقہ تھام لیں گے اس دن اللہ آپؐ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا جتنے لوگ وہاں جمع ہوں گے سب اس کی تعریف کریں گے اور معلّٰی بن اسد نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا انہوں نے نعمان بن راشد سے انہوں نے عبداللہ بن مسلم سے جو ابن شہاب زہری کے بھائی تھے انہوں نے حمزہ بن عبداللہؓ سے انہوں نے ابن عمرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اتنی ہی حدیث بیان کی جو سوال کے باب میں ہے ف۳

ف۱ بلکہ نری ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی گویا سوال کرنے کی سزا میں اس کے منہ کی رونق بالکل میٹ دی جائے گی، ایک بھیانک قبیح صورت میں اس کا حشر ہوگا جیسے مردہ قبر سے اٹھ آیا نرا ہڈیوں کا ڈھانچہ ۔ ف۲ اس روایت میں اختصار ہے دوسری روایتوں میں حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا بھی ذکر ہے اور ان سب پیغمبروں کے جواب دینے کا بھی ۔ ف۳ یعنی مزعة لحم تک اس میں قیامت تک اور سورج کے قریب آنے کا ذکر نہیں ہے عبداللہ ابن صالح کی روایت کو بزار اور طبرانی اور ابن مندہ نے وصل کیا اور معلّٰی کی روایت کو امام بیہقی نے ۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ - لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا - وَكَمِ الْغِنَى؟

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ - لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ - إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّ اللهَ بِهِ عَلِيمٌ -

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقر میں) فرمانا وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے اور کتنے مال سے آدمی مالدار کہلاتا ہے اس کا بیان ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ف۲ اس کو تونگری نہیں جو بے پروا بنا دے اور اللہ نے اسی سورت میں فرمایا خیرات تو ان محتاجوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے ہیں کسی ملک میں جا نہیں سکتے نہ جاننے والا ان کے نہ مانگنے سے ان کو مالدار سمجھتا ہے اخیر آیت فان اللہ بہ علیم تک ف۳

ف۱ یعنی وہ حد کیا ہے جس سے سوال کرنا ناجائز ہو، باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے شاید امام بخاری کو کوئی حدیث اس کے متعلق ایسی نہیں ملی جو ان کی شرط پر ہو۔ ابوداؤد نے سہیل بن حنظلیہ سے نکالا کہ صحابہؓ نے پوچھا تونگری جس کے بعد سوال منع ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا جب صبح شام کا کھانا اس کے پاس موجود ہو۔ ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے جب ایک دن رات کا پیٹ بھر کھانا اس کے پاس ہو۔ بعضوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے جن میں مالدار اس کو فرمایا ہے جس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اتنی مالیت کی چیزیں ۔ ف۲ یہ حدیث اسی باب میں آگے موصولاً مذکور

ہوگی ؛ ف ۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان محتاجوں کا ذکر فرمایا جو اصحاب صُفّہ کہلاتے تھے اور رات دن مسجد نبوی کے سائبان میں پڑے رہتے ان کا شمار چار سو کے قریب تھا ہر ایک جہاد میں جایا کرتے اور خرچ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو سفر کر کے کچھ روپیہ کمانے کی قدرت نہ تھی۔

٥٥٤- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الأُكْلَةُ وَالأُكْلَتَانِ، وَلَكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى وَيَسْتَحْيِي أَوْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو محمد بن زیاد نے خبر دی کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے، آپ نے فرمایا مسکین (اصل میں) وہ نہیں ہے جس کو ایک لقمے دو لقمے کی خواہش (در بدر) پھراتی رہتی ہے ف۱ لیکن مسکین وہ ہے جس کو احتیاج ہے مگر وہ مانگنے میں شرم کرتا ہے، لگ لپٹ کر لوگوں سے مانگتا بھی نہیں۔

ف۱ یعنی پورا مسکین نہیں ہے کیونکہ وہ در بدر پھر کر اپنی روٹی پیدا کر لیتا ہے۔ اس کو احتیاج نہیں رہتی اور نہ تکلیف اٹھاتا ہے لیکن شریف آدمی جو سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے اور تکلیف پر صبر کئے رہتا ہے وہ پورا مسکین ہے۔

٥٥٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي كَاتِبُ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم سے خالد حذاء نے، انہوں نے سعید بن عمرو بن اشوع سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے کہا مجھ سے مغیرہ ابن شعبہ کے منشی (ورّاد) نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا معاویہؓ نے مغیرہ ابن شعبہ کو لکھا تم مجھے کوئی حدیث لکھ بھیجو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے جواب میں یہ لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے اللہ کو تین باتیں ناپسند ہیں ایک بے فائدہ بک بک، دوسرے روپیہ تباہ کرنا، تیسرے بہت مانگنا ف۱۔

ف۱ بے فائدہ بک بک یہ ہے کہ فضول باتیں کرتا ہے ناحق کی ٹرٹر لگاتے جن میں نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا۔ روپیہ تباہ کرنا یہ ہے کہ بیجا خرچ کرے نہ دنیا کی ضرورت میں نہ دین کے کاموں میں جیسے شادی بیاہ، موت غمی کے رسومات میں لوگ بیکار

روپیہ اڑاتے ہیں۔ آتش بازی، ناچ رنگ، آرائش وغیرہ کھیل کود مثلاً پتنگ بازی، مرغ بازی، بٹیر بازی وغیرہ میں۔ بہت مانگنا یہ ہے کہ بے ضرورت سوال کرتا ہے کھانے کو اللہ نے دیا ہو مگر خواہ مخواہ بھی مال جمع کرنے کی طمع سے سوال کرتا پھرے اور ہر کس و ناکس سے اپنی محتاجی کا اظہار کرے۔

۵۵٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ، قَالَ: فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، قَالَ أَوْ مُسْلِمًا، قَالَ: فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا، قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، قَالَ: أَوْ مُسْلِمًا فَقَالَ: إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ، وَعَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ

ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی وہاں بیٹھا تھا۔ آپؐ نے ایک شخص (جعیل بن سراقہ) کو ان میں سے چھوڑ دیا۔ کچھ نہیں دیا اور ان لوگوں میں مجھے وہی زیادہ پسند تھا آخر میں اٹھ کر آپؐ کے پاس گیا اور آپؐ سے کان میں کچھ عرض کیا میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کو فلاں شخص کی طرف سے کیا خیال ہے، اس کو کیوں چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم میں تو اس کو ایماندار سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یا مسلمان۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا بعد اس کے میں جو اس کا حال جانتا تھا اس نے زور کیا میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص سے آپؐ کیوں خفا ہیں کہ اس کو چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم میں تو اس کو ایماندار سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یا مسلمان۔ سعد نے کہا پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا بعد اس کے جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ فلاں شخص سے کیوں خفا ہیں میں تو خدا کی قسم اس کو ایماندار سمجھتا ہوں آپؐ نے فرمایا یا مسلمان۔ تین بار یہی گفتگو ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرا شخص اس سے زیادہ مجھ کو پسند ہوتا ہے۔ میں یہ ڈرتا ہوں کہیں وہ اوندھے منہ دوزخ میں نہ گرایا جائے۔ اور یعقوب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے صالح

بِهٰذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ : فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ: أَقْبِلْ أَيْ سَعْدُ، إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَكُبْكِبُوا: قُلِبُوا، مُكِبًّا، أَكَبَّ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ، فَإِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ: كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهِ، وَكَبَبْتُهُ أَنَا۔

سے انہوں نے اسمٰعیل بن محمد سے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ محمد بن سعد سے سنا وہ یہی حدیث بیان کرتے تھے۔ انہوں نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ جوڑ کر میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا سعد ادھر آ[ف۲] میں ایک شخص کو دیتا ہوں (اخیر حدیث تک) امام بخاری نے کہا سورۂ شعراء میں جو فکبکبوا کا لفظ ہے اس کے معنٰی یہ ہیں اوندھے گرا دیئے گئے اور سورۂ ملک میں جو مکبًّا کا لفظ ہے وہ اکبّ سے نکلا ہے اکبّ لازم ہے یعنی اوندھا گرا اور اس کا متعدی کبّ ہے، کہتے ہیں کبّہ اللہ لوجہہ یعنی اللہ نے اس کو اوندھے منہ گرا دیا اور کببتہ یعنی میں نے اس کو اوندھا گرایا

ف یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپؐ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو روپے دیئے اور جعیل کو کچھ نہیں دیا۔ آپؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ، عیینہ اور اقرع جیسے ساری زمین بھر لوگوں سے بہتر ہے لیکن میں عیینہ اور اقرع کو روپیہ دے کر دل ملاتا ہوں اور جعیل کے ایمان پر تو مجھ کو بھروسا ہے ۔ ف۲ شاید سعد پیٹھ موڑ کر چل دیئے ہوں تو آپؐ نے فرمایا سعد ادھر آ۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے سعد اس بات کو قبول کر اور مان لے ۔

۵۵۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس گھومتا رہتا ہے ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک کھجور اور دو کھجور کی خواہش اس کو دربدر پھراتی ہے بلکہ (پورا اور اصلی) مسکین وہ ہے جس کو اتنی دولت نہیں ملتی کہ وہ بے پروا ہو جائے اور نہ کوئی اس کا حال جانتا ہے کہ اس کو خیرات دے اور نہ اٹھ کر سوال کرتا ہے ۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ ثُمَّ يَغْدُو، أَحْسِبُهُ قَالَ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبَ فَيَبِيعَ فَيَأْكُلَ وَيَتَصَدَّقَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: صَالِحُ ابْنُ كَيْسَانَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابو صالح ذکوان نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی رسّی لے کر میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا پہاڑ پر جائے وہاں لکڑیاں چنے اس کو بیچ کر کھائے اور خیرات بھی کرے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ امام بخاریؒ نے کہا صالح بن کیسان عمر میں زہری سے بڑے تھے۔ وہ عبداللہ بن عمرؓ سے ملے ہیں [1]

[1] باوجود اس کے انہوں نے یہ حدیث ابن شہاب زہری سے روایت کی جو عمر میں ان سے کم تھے۔

بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ۔

باب: کھجور کا درختوں پر پختہ تخمینہ (اٹکل اندازہ) لگانا درست ہے [1]

[1] جب کھجور یا انگور یا اور کوئی میوہ درختوں پر پختہ ہو جائے تو ایک جاننے والے شخص کو بادشاہ یا حاکم بھیجتا ہے وہ جا کر اندازہ کرتا ہے کہ اس میں اتنا میوہ اترے گا۔ پھر اسی کا دسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر لیا جاتا ہے اس کو خرص کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہ جاری رکھا اور خلفاء راشدین نے بھی، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اہل حدیث سب اس کو جائز کہتے ہیں لیکن حنفیہ نے برخلاف احادیث صحیحہ کے صرف اپنی رائے سے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کا قول دیوار پر پھینک دینے کے قابل ہے۔

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: اخْرُصُوا، وَخَرَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لَهَا: أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ

ہم سے سہل بن بکار نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے عباس بن سہل ساعدی سے انہوں نے ابوحمید ساعدی سے، انہوں نے کہا ہم جنگ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ وادی القریٰ میں پہنچے [1] دیکھا تو ایک عورت اپنے باغ میں دکھڑی ہوئی [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: بھلا آنکو تو اس میں کتنی کھجور نکلے گی (لوگوں نے آنکا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق آنکے۔ پھر اس عورت سے فرمایا یاد رکھیو اس میں سے جتنی کھجور نکلے جب ہم تبوک میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا ہوشیار رہو آج رات کو زور کی آندھی آئے

ريحٌ شديدةٌ فلا يقومنَّ أحدٌ، ومَن
كان معه بعيرٌ فليعقِلْه فعقلناها،
وهبّت ريحٌ شديدةٌ فقام رجلٌ،
فألقته بجبلِ طيِّئٍ، وأهدى ملكُ
أيلةَ للنبيِّ صلّى الله عليه وسلّم بغلةً
بيضاءَ وكساهُ بُردًا وكتب له
ببحرِهم، فلمّا أتى وادي القرى قال
للمرأةِ: كم جاء حديقتُك؟ قالت
عشرةَ أوسُقٍ خرصَ رسولِ الله صلّى الله
عليه وسلّم، فقال النبيُّ صلّى الله عليه
وسلّم: إنّي متعجّلٌ إلى المدينةِ فمن
أراد منكم أن يتعجّل معي فليتعجّل،
فلمّا قال ابنُ بكّارٍ كلمةً معناها
أشرفَ على المدينةِ، قال: هذه طابةُ،
فلمّا رأى أحدًا قال: هذا جُبَيلٌ يُحبّنا
ونحبّه، ألا أخبرُكم بخيرِ دورِ
الأنصارِ: قالوا: بلى، قال: دورُ بني
النجّارِ، ثمّ دورُ بني عبدِ الأشهلِ،
ثمّ دورُ بني ساعدةَ أو دورُ بني
الحارثِ بنِ الخزرجِ، وفي كلِّ دورِ
الأنصارِ، يعني خيرًا، وقال سليمانُ
ابنُ بلالٍ: حدّثني عمرٌو، ثمّ دارُ
بني الحارثِ، ثمّ بني ساعدةَ، وقال
سليمانُ عن سعدِ بنِ سعيدٍ، عن
عمارةَ بنِ غزيّةَ، عن عبّاسٍ، عن أبيه،
رضي الله عنه، عن النبيِّ صلّى الله عليه
وسلّم قال: أحدٌ جبلٌ يحبّنا ونحبّه،

گی تو کوئی کھڑا نہ رہے اور جس کے پاس اونٹ ہو، وہ
اس کو باندھ دے۔ خیر ہم نے اونٹوں کو باندھ دیا اور زور
کی آندھی چلی، ایک شخص کھڑا ہوا تھا، آندھی نے اس
کو طیؔ کے پہاڑ پر جا پھینکا ف اور ایلہ ف کے
بادشاہ (یوحنا بن روبہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک سفید خچر تحفہ بھیجا ف اور ایک چادر گزرانی اور آپؐ
نے اس کے ملک کی حکومت اس کے نام لکھ دی۔ جب آپؐ لوٹ
کر پھر وادی القریٰ پر آئے تو اس عورت سے پوچھا تیرے باغ میں
کتنا میوہ نکلا؟ اس نے کہا پورے (دس وسق جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے آنکے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں ذرا مدینہ
کو جلدی جایا چاہتا ہوں تم میں جس کو جلد چلنا ہو وہ
میرے ساتھ جلدی روانہ ہو۔ سہل بن بکار نے
ایک لفظ کہا اس کے معنیٰ یہ تھے کہ جب مدینہ دکھائی
دینے لگا تو فرمایا یہ طابہ ہے ف جب احد
پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا
ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں، کیا میں تم کو بتا دوں انصار
کا کون گھرانا بہتر ہے۔ لوگوں نے کہا بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا
بنی نجار کے پھر بنی عبد الاشہل کے گھرانے، پھر
بنی ساعدہ کے گھرانے یا بنی حارث بن خزرج کے اور
انصار کا ہر گھرانہ بہتر ہے ف اور سلیمان بن بلال
نے کہا مجھ سے عمرو نے بیان کیا آپؐ نے
یوں فرمایا: پھر بنی حارث بن خزرج کا گھرانا،
پھر بنی ساعدہ کا اور سلیمان نے سعد بن سعید
سے روایت کیا۔ انہوں نے عمارہ بن غزیہ سے
انہوں نے عباس بن سہل سے، انہوں نے
اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس میں یوں ہے احد وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے

وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيقَةٌ، وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَمْ يُقَلْ حَدِيقَةٌ.

اور ہم اس کو چاہتے ہیں اور کہا ابو عبداللہ نے جس باغ کے گرد دیوار دھصار ہو اس کو حدیقہ کہتے ہیں اور جس کے گرد دیوار نہ ہو اس کو حدیقہ نہیں کہتے۔

ف۱ وادی القریٰ ایک بستی کا نام ہے مدینہ اور شام کے بیچ میں ؛ ف۲ اس عورت کا نام نہیں معلوم ہوا ؛

ف۳ جو تبوک سے کئی دن کی راہ پر واقع ہیں بعضے نسخوں میں جَبَل کے بدل جبلی ہے یعنی طے کے پہاڑوں پر ؛ ف۴ ایلہ ایک شہر کا نام ہے سمندر کے کنارے پر ؛ ف۵ کہتے ہیں اسی خچر کا نام دلدل تھا بعضوں نے کہا دلدل پر تو آپ جنگ حنین میں سوار تھے وہ ۸ھ ہجری میں ہوئی اور غزوہ تبوک ۹ھ ہجری میں ہوا بعضوں نے کہا حنین میں جس خچر پر سوار تھے وہ فروہ جذامی نے آپ کو گزرانا تھا [۱] ؛ ف۶ طابہ طیب سے مشتق ہے یہ مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے یعنی پاکیزہ اور عمدہ سبحان اللہ جنت کا ٹکڑا دنیا میں مدینہ منورہ ہے حق تعالیٰ وہاں موت نصیب کرے آمین یارب العالمین ؛

ف۷ انہی لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ننھیال تھی اور سب سے پہلے جب مدینہ آئے یہ لوگ ہتھیار باندھ کر آپ کی حفاظت کے لئے حاضر ہوتے ؛ ف۸ سبھوں نے آپ کی مدد کی ان سب کے گھرانے نورٌ علیٰ نور ہیں سبحان اللہ مدینہ منورہ کے لوگوں پر ایک حسن وجمال برستا ہے دیکھتے ہی عاشق ہونے کو جی چاہتا ہے۔

بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ وَالْمَاءِ الْجَارِي، وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا.

باب: جو بارانی کھیتی ہو یا ندی سے سینچی جائے اس میں دسواں حصہ واجب ہوگا اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے شہد کی زکوٰۃ نہیں لی ف۱۔

ف۱ اس کو امام مالکؒ نے موطا میں وصل کیا کہ گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ نہ لی جائے مگر حنفیہ کے نزدیک شہد میں زکوٰۃ لی جائے گی ؛

۵۶۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا: الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ: نِصْفُ الْعُشْرِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هَذَا تَفْسِيرُ الْأَوَّلِ، لِأَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا، جس کھیتی کو آسمان یا چشمے کا پانی دیا جائے یا وہ زمین خود بخود سیراب ہو اس میں سے دسواں حصہ لیا جائے اور جس کھیتی میں کنوئیں سے پانی دیا جائے اس میں سے بیسواں حصہ لیا جائے۔ امام بخاریؒ نے

[۱] اور اس کا نام بیضاء تھا۔ مصحح

فِي الأَوَّلِ، يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ، وَبَيَّنَ فِي هَذَا وَوَقَّتَ، وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ وَالْمُفَسَّرُ يَقْضِي عَلَى الْمُبْهَمِ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبَتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ، وَقَالَ بِلَالٌ: قَدْ صَلَّى فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ، وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ۔

نے کہا یہ حدیث یعنی عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کہ جس کھیت میں آسمان کا پانی دیا جائے دسواں حصہ ہے پہلی حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث کی تفسیر ہے اس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار مذکور نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے اور زیادتی قبول کی جاتی ہے اور مبہم حدیث کا حکم صاف صاف حدیث کے موافق لیا جاتا ہے جب کہ اس کا راوی ثقہ ہو جیسے فضل بن عباس نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبے میں نماز نہیں پڑھی، مگر بلالؓ نے کہا پڑھی تو بلالؓ کا قول معتبر مانا گیا اور فضل کا قول چھوڑ دیا گیا ف

ف ا کیونکہ بلالؓ کی حدیث میں ایک زیادتی تھی اور اس کے راوی ثقہ ہیں اس لئے وہ قبول کی گئی اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ثقہ اور ضابطہ شخص کی زیادتی مقبول ہے اسی بنا پر ابوسعید کی حدیث سے جس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ زکوٰۃ میں مال کا کونسا حصہ لیا جائے گا یعنی دسواں حصہ یا بیسواں حصہ۔ اس حدیث میں یعنی ابن عمرؓ کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب القبول ہوگی۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمرؓ کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے کیونکہ ابن عمرؓ کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لئے جانے کا اس میں ذکر ہے خواہ پانچ وسق ہوں یا اس سے کم ہو اور ابوسعید کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں تو یہ زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ اور معتبر راوی کی مقبول ہے ۞

بَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

باب: پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے ف

ف ا اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور میں جب ان کی مقدار پانچ وسق یا زیادہ ہو زکوٰۃ واجب ہے اور ان کے سوا دوسری چیزوں میں جیسے ترکاریاں اور میوے وغیرہ ہیں مطلقاً زکوٰۃ نہیں خواہ وہ کتنے ہی ہوں قسطلانی نے کہا میووں میں سے صرف کھجور اور انگور میں اور اناجوں میں سے ہر ایک اناج میں جو ذخیرہ رکھے جاتے ہیں جیسے گیہوں جو جوار، مسور ماش باجرا لوبیا چنا وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ ہے اور حنفیہ کے نزدیک پانچ وسق کی قید بھی نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر سب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ حدیث لا کر ان کا رد کیا ۞

۵۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ،

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے امام مالک نے کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ۔

انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپؐ نے فرمایا: پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ مہار اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیے چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے ف

ف وسق اور اوقیے کا بیان اوپر گزر چکا ہے ؛

بَابُ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ

باب: جب کھجور درختوں سے کاٹیں اس وقت زکوٰۃ لی جائے اور زکوٰۃ کی کھجور کو بچے کا ہاتھ لگانا یا بچے کا اس میں سے کھانا۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيءُ هَذَا بِتَمْرِهِ وَهَذَا مِنْ تَمْرِهِ حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذَلِكَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهُ فِي فِيهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ؟

ہم سے عمر بن محمد بن حسن اسدی نے روایت کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جس وقت کھجور کٹتی تھی تو لوگ اپنی اپنی زکوٰۃ کی کھجوریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے جاتے۔ یہاں تک کہ کھجور کا ایک ڈھیر آپؐ کے پاس لگ جاتا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اس کھجور سے کھیل رہے تھے۔ اتنے میں ایک نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلمؐ نے دیکھا اور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ محمد کی آل زکوٰۃ کا مال نہیں کھاتی ف

ف معلوم ہُوا کہ یہ زکوٰۃ فرض زکوٰۃ تھی کیونکہ وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر حرام ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ چھوٹے بچّوں کو دین کی باتیں سکھانا اور ان کو تنبیہ کرنا ضروری ہے؛

بَابُ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهُ أَوْ نَخْلَهُ أَوْ أَرْضَهُ أَوْ زَرْعَهُ، وَقَدْ وَجَبَ فِيهِ الْعُشْرُ أَوِ الصَّدَقَةُ فَأَدَّى الزَّكَاةَ مِنْ غَيْرِهِ، أَوْ بَاعَ ثِمَارَهُ وَلَمْ تَجِبْ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، فَلَمْ يَحْظُرِ الْبَيْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلَى أَحَدٍ، وَلَمْ يَخُصَّ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ۔

باب: جو شخص اپنا میوہ یا کھجور کا درخت یا کھیت بیچ ڈالے حالانکہ اس میں دسواں حصّہ یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو۔ اب وہ اپنے دوسرے مال سے یہ زکوٰۃ ادا کرے تو یہ درست ہے یا وہ میوہ بیچے جس میں صدقہ واجب نہ ہُوا ہو ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ف۲ میوہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی معلوم نہ ہو جائے تو پختگی معلوم ہو جانے کے بعد کسی کو بیچنے سے آپؐ نے منع نہیں فرمایا اور یوں نہیں فرمایا کہ زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو تو نہ بیچے اور واجب نہ ہوئی ہو تو بیچے ف۳

ف امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں مالک کو اپنے مال کا بیچنا درست ہے خواہ اس میں زکوٰۃ اور عشر واجب ہو گیا ہو یا نہ ہُوا ہو، اور ردّ کیا شافعیؒ کے قول کو جنہوں نے ایسے مال کا بیچنا جائز نہیں رکھا جس میں زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو جب تک زکوٰۃ ادا نہ کرلے؛ ف۲ یہ حدیث آگے اسی کتاب میں موصولاً آئے گی؛ ف۳ امام بخاریؒ نے اس حدیث کے عموم سے دلیل لی کہ میوہ کی پختگی کے جب آثار معلوم ہو جائیں تو اس کا بیچنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً درست رکھا اور زکوٰۃ کے وجوب یا عدم وجوب کی کوئی قید آپ نے نہیں لگائی؛

۵۶۳ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ: حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ اس کی پختگی کھل نہ جائے ف اور ابن عمرؓ سے جب پوچھتے کہ اس کی پختگی کیا ہے، وہ کہتے جب یہ معلوم ہو جائے کہ اب آفت سے بچ رہے گا ف۲

ف یعنی یہ یقین نہ ہو جائے کہ میوہ اب ضرور اترے گا اور کسی آفت کا ڈر نہ رہے جس سے میوہ بالکل تباہ ہو جاتا ہے؛ ف۲ مثلاً اس کا رنگ بدل جائے، نرم ہو جائے، اس میں سرخی یا زردی یا سیاہی آجائے اور اس سے پہلے بیچنا اس لئے منع ہُوا کہ کبھی کوئی آفت آتی ہے تو سارا میوہ خراب ہو جاتا ہے یا گر جاتا ہے اب گویا مشتری کا مال مفت کھا لینا ٹھیرا؛

۵٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے کہا مجھ سے خالد بن یزید نے انھوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ ان کی پختگی کھل نہ جائے۔

۵٦۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ قَالَ: حَتَّى تَحْمَارَّ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا انھوں نے امام مالکؒ سے انھوں نے حمید سے انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ ان میں سرخی نہ آجائے۔

بَابٌ هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَتَهُ؟

وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ صَدَقَتَهُ غَيْرُهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَى الْمُتَصَدِّقَ خَاصَّةً عَنِ الشِّرَاءِ، وَلَمْ يَنْهَ غَيْرَهُ۔

باب ۔ کیا آدمی اپنی چیز کو جو صدقہ میں دی ہو پھر خرید کر سکتا ہے اور دوسرے کا دیا ہوا صدقہ خریدنے میں تو کوئی قباحت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص صدقہ دینے والے کو پھر اس کے خریدنے سے منع فرمایا لیکن دوسرے شخص کو منع نہیں فرمایا ف

ف باب کی حدیثوں سے بظاہر یہ نکلتا ہے کہ اپنا دیا ہوا صدقہ تو خریدنا حرام ہے لیکن دوسرے کا دیا ہوا صدقہ فقیر سے فراغت کے ساتھ خرید سکتا ہے اگر اپنا دیا ہوا صدقہ بھی ایک شخص ثالث سے لے تو اس کو بھی بعضوں نے جائز کہا ہے۔ جمہور علما کہتے ہیں کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

۵٦٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انھوں نے عقیل سے انھوں نے ابن شہابؒ سے انھوں نے سالم سے کہ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں خیرات دے دیا۔ پھر دیکھا تو (بازار میں) وہ بک رہا ہے انھوں نے اس

يَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ: لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ، فَبِذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَتْرُكُ أَنْ يَبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ إِلَّا جَعَلَهُ صَدَقَةً۔

کو (دوبارہ) مول لینا چاہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ سے اجازت چاہی آپ نے فرمایا اپنی خیرات کو مت پھیر یہی سبب تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ جب خیرات میں دی ہوئی چیز کو پھر خرید لیتے تو اس کو خیرات کر دیتے (اپنے استعمال میں نہ رکھتے)

ف عبداللہ بن عمرؓ نے خیال کیا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کو فائدہ اٹھانے اور استعمال کرنے کے لئے نہ خریدے اگر اس نیت سے خریدے کہ دوبارہ خیرات کرے گا تو قباحت نہیں ؛

۵۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَشْتَرِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ، وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں سواری کیلئے دے ڈالا جس کو دیا تھا اس نے اس کو خراب کر دیا ف میں نے پھر اس کو مول لینا چاہا میں سمجھا وہ سستا بیچ ڈالے گا پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اب اس کو مت خرید اور اپنی خیرات مت پھیر اگرچہ وہ ایک روپیہ میں تجھے دے ڈالے کیونکہ خیرات دے کر پھیر لینے والا ایسا ہے جیسے قے کرکے پھر چاٹنے والا

ف اس کی خدمت اور داشت نہ کی دانہ چارے کی خبر برابر نہ لی وہ خراب ہو گیا ؛

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ۔

باب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل کرام پر صدقہ کا حرام ہونا ف

ف قسطلانی نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض زکوٰۃ آپ کی آل کے لئے حرام ہے۔ امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے۔ امام جعفر صادقؒ سے شافعی اور بیہقی نے نکالا کہ وہ سبیلوں میں سے پانی پیا کرتے لوگوں نے کہا یہ تو صدقہ کا پانی ہے۔ انھوں نے کہا ہم پر فرض زکوٰۃ حرام ہے ؛

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ:

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

شعبہ نے کہا ہم سے محمد بن زیاد نے انہوں نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: چھی چھی! اس لئے کہ وہ اس کو پھینک دیں۔ پھر فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى مَوَالِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کی لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا درست ہے ف۱

ف۱ کیونکہ لونڈی غلام آل نہیں ہو سکتے بعضوں نے کہا آپؐ کی بی بیوں کے آزاد کردہ غلام اور لونڈی کو بھی صدقہ لینا درست نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ اور بعض مالکیہ سے ایسا ہی منقول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو بھی کیونکہ وہ آل میں داخل نہیں ہے لیکن ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے منقول ہے انھوں نے کہا ہم محمدؐ کی آل ہیں ہم کو صدقہ کا مال حلال نہیں اس کو خلالؒ نے نکالا البتہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی آل کے آزاد شدہ لونڈی اور غلاموں کو بھی صدقہ لینا درست نہیں۔ آل سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں کیونکہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ صدقہ ہم کو درست نہیں اور قوم کا مولیٰ یعنی آزاد شدہ غلام اور لونڈی بھی اسی قوم میں سے ہے۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟ قَالُوا: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ، قَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری بکری دیکھی جو ام المومنین میمونہؓ کی لونڈی کو خیرات میں ملی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی کھال کیوں کام میں نہ لائے انہوں نے عرض کیا وہ مردار تھی۔ آپؐ نے فرمایا مردار کا صرف کھانا حرام ہے ف۱

ف۱ نہ کہ اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا یہ تو جائز ہے۔

٥٧٠- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَرَادَ مَوَالِيهَا أَنْ يَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا، فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، قَالَتْ: وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ: هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: هُوَ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے بریرہ کو آزاد کرانے کے لئے خریدنا چاہا اور بریرہ کے مالک یہ شرط کرنا چاہتے تھے کہ اس کا ترکہ وہ لیں گے حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے ان سے فرمایا تو خرید لے اور آزاد کر دے ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت آیا میں نے کہہ دیا یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو خیرات میں ملا ہے آپؐ نے فرمایا اس کے لئے خیرات ہے اور ہمارے لئے تحفہ ہے۔

ف بریرہ حضرت عائشہؓ کی لونڈی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کی لونڈیوں کو خیرات دینا ثابت ہوا اور باب کا یہی مطلب تھا۔

بَابٌ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

باب جب صدقہ محتاج کی ملک ہو جائے (تو پھر سید کو اس میں سے کھانا درست ہے)

ف مثلاً ایک جانور کسی محتاج کو خیرات دیا۔ وہ اس کو لے کر چل دیا۔ اب اس نے وہ جانور کاٹا اور اس کے گوشت میں سے خیرات دینے والے کو تحفے کے طور پر کچھ بھیجا تو اس کا کھانا درست ہے کیونکہ جب خیرات محتاج کو پہنچ گئی اس کی ملک ہو گئی اب اس کا حکم خیرات کا سا نہ رہا۔

٥٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ انصاریہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں مگر گوشت ہے اس بکری کا جو آپؐ نے نسیبہ کو خیرات دی تھی اور نسیبہ

بَعَثَتْ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

نے (تحفہ کے طور پر) ہم کو بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا (لاؤ) خیرات تو اپنے ٹھکانے پہنچ گئی۔

۵۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ گوشت لایا گیا جو بریرہ کو خیرات میں ملا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بریرہ پر یہ صدقہ تھا اور ہمارے لئے یہ تحفہ ہے اور ابوداوٗد طیالسی نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۱

ف۱ اس کو ابوداوٗد طیالسی نے اپنی مسند میں وصل کیا امام بخاری نے اس اسناد کو اس لئے بیان کیا کہ اس میں قتادہ کے سماع کی انسؓ سے تصریح ہے۔

بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ، وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا۔

باب: مالداروں سے زکوٰۃ لینا اور محتاجوں کو دینا کہیں بھی ہوں ف۱

ف۱ شاید امام بخاریؒ کے نزدیک ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو بھیجنا درست ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اصح روایت میں یہ درست نہیں۔

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو زکریا بن اسحٰق نے خبر دی، انہوں نے یحییٰ ابن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابومعبدؒ (نافذ) سے جو غلام تھے ابن عباسؓ کے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا کہ تم کو اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) ملیں گے۔ جب تو اُن کے پاس پہنچے

إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ۔

(تو پہلے) ان سے کہہ اس بات کی گواہی دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمدؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ اگر وہ یہ مان لیں تو پھر ان سے یہ کہہ کہ اللہ نے اُن پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر یہ بھی مان لیں تو پھر ان سے کہہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دے دی جائے گی ف۱ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو اُن کے عمدہ عمدہ مالوں سے بچا رہ ف۲ اور مظلوم کی بد دُعا سے بھی بچا رہ۔ اللہ میں اور اس میں کوئی آڑ نہیں ہے ف۳

ف۱ یعنی مسلمان محتاجوں کو وہ کہیں بھی ہوں معلوم ہُوا زکوٰۃ کا فر کو دینا درست نہیں مگر نفلی صدقہ دینا درُست ہے ؛ ف۲ یعنی زکوٰۃ میں چُن چُن کے عمدہ مال نہ لے جیسے اُوپر گزر چکا ہے ؛ ف۳ یعنی مظلوم کی دعا فوراً بارگاہِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور ظالم کی خرابی آتی ہے ؎ بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن ؛ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید ؛

بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ، وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ۔

باب، زکوٰۃ دینے والے کے لئے امام (حاکم) کا دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں) فرمایا ان کے مال میں سے خیرات لے ان کو خیرات سے پاک اور صاف بنا اور ان کے لئے دُعا کر۔ اخیر آیت تک۔

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى فُلَانٍ، فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر آتی تو آپؐ اس کے لئے دعا کرتے، فرماتے یا اللہ فلانے کی آل پر ف رحم کر۔ میرا باپ اپنی زکوٰۃ آپؐ کے پاس لیکر آیا تو آپؐ نے فرمایا یا اللہ ابو اوفیٰ کی آل پر رحم کر۔

ف یعنی خود اس پر، چونکہ آل کا اطلاق خود اس پر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے لقد اعطیت مزمارا من مزامیر آل داؤد اور مراد خود داؤدؑ ہیں۔ قسطلانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپؐ صلوٰۃ دوسروں پر بھیج سکتے تھے اوروں کے لئے یہ امر مکروہ ہے کہ بالانفراد کسی پر صلوٰۃ بھیجیں مثلاً یوں کہیں ابوبکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ، وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ: الْخُمُسُ، فَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَاءِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ۔

باب، جو مال سمندر سے نکالے جائے ف۱

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عنبر کو رکاز نہیں کہہ سکتے ف۲ عنبر تو ایک چیز ہے جس کو سمندر کنارے پر پھینک دیتا ہے ف۳ اور امام حسن بصریؒ نے کہا عنبر اور موتی میں پانچواں حصہ لازم ہے ف۴ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکاز میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے تو رکاز اس کو تھوڑی کہتے ہیں جو پانی میں ملے ف۵ اور لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ایک دوسرے، بنی اسرائیل کے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں۔ اس نے (اللہ کے بھروسے پر) اس کو دے دیں۔ اب جس نے قرض لیا تھا وہ سمندر پر گیا کہ سوار ہو کر جائے اور قرض خواہ کا قرض ادا کرے لیکن سواری نہ ملی، آخر اس نے قرضخواہ تک پہنچنے سے ناامید ہو کر ایک لکڑی لی، اس کو کریدا اور ہزار اشرفیاں اس میں بھر کر لکڑی سمندر میں پھینک دی اتفاق سے قرضخواہ کام کاج کو باہر نکلا سمندر پر پہنچا تو ایک لکڑی دیکھی اس کو گھر میں جلانے کیلئے لے آیا پھر پوری حدیث بیان کی جب لکڑی کو چیرا تو اس میں اشرفیاں پائیں ف۶

ف۱ خواہ غوطہ مار کر محنت کر کے یا بے محنت اور مشقت کنارے پر آجاتے ہر حال میں اس کا لینا درست ہے گو وہ چیز پہلے کسی کی ملک ہو لیکن دریا میں بہ جانے سے پہلا مالک اس سے ناامید ہو گیا ہو اب دریا سے جو چیزیں نکالی جاتی ہیں جیسے موتی مونگا عنبر وغیرہ جمہور علماء کے نزدیک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اہل حدیث کا یہی مذہب ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے شوکانیؒ نے ۔ ف۲ رکاز وہ خزانہ ہے جو زمین سے نکلے اس میں پانچواں حصہ زکوٰۃ کا واجب ہے جیسے دوسری حدیث

ہیں ہے ⁂ ف ۳ اس کو امام شافعیؒ اور بیہقی نے وصل کیا۔ قاموس میں ہے کہ عنبر ایک دریائی جانور کی لید ہے بعضوں نے کہا عنبر ایک دریائی گھانس ہے امام شافعیؒ نے اُم میں ایسا ہی نقل کیا ہے ⁂ ف ۴ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ⁂ ف ۵ یہ امام بخاریؒ نے امام حسن بصریؒ کے قول کا رد کیا کہ دریائی مال میں یعنی عنبر اور موتی وغیرہ میں جو انھوں نے پانچواں حصہ اس کو رکاز سمجھ کر لازم کیا ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے رکاز تو وہ مال ہے جو زمین میں سے نکلے نہ کہ وہ مال جو دریا میں سے ہاتھ آئے ⁂ ف ۶ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ دلیل لی کہ دریا میں بہہ کر جو چیز آجائے اس کا لے لینا درست ہے کیونکہ اس شخص نے اس لکڑی کو لے لیا اور اس میں کی اشرفیاں بھی لے لیں حالانکہ اس کو یہ یقین نہ تھا کہ یہ لکڑی یا اشرفیاں میری ہیں اس پر بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ لکڑی کے اندر تو خط ہوگا جو قرضدار شخص نے بھیجا ہوگا پس اشرفیاں تو اس نے پہچان لی ہوں گی کہ میرا ہی مال ہیں اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ لکڑی کے لینے سے دلیل لی جائے کیونکہ جب اس نے لکڑی لی تھی تو اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ میرا مال ہے اور جب لکڑی کا لینا درست ہوا جو دوسرے کی ملک تھی تو جو چیز خود دریا میں پیدا ہوا اور کسی کی ملک نہ ہو جیسے موتی، مونگا، عنبر، سیپی، مچھلی وغیرہ تو اس کا لینا بطریق اولیٰ درست ہوگا۔

بَابٌ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ، وَقَالَ مَالِكٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ: الرِّكَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِيَّةِ، فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخُمُسُ وَلَيْسَ الْمَعْدِنُ بِرِكَازٍ، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي الْمَعْدِنِ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ، وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً، وَقَالَ الْحَسَنُ: مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيهِ الْخُمُسُ، وَمَا كَانَ فِي أَرْضِ السِّلْمِ فَفِيهِ الزَّكَاةُ، وَإِنْ وَجَدْتَ اللُّقَطَةَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا، وَإِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِيهَا الْخُمُسُ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الْمَعْدِنُ رِكَازٌ مِثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ لِأَنَّهُ يُقَالُ أَرْكَزَ الْمَعْدِنُ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ، قِيلَ لَهُ قَدْ يُقَالُ لِمَنْ وُهِبَ لَهُ شَيْءٌ أَوْ رَبِحَ

باب: رکاز میں پانچواں حصہ واجب ہے اور امام مالکؒ ف ۱ اور امام شافعیؒ نے کہا رکاز جاہلیت کے زمانہ کا خزانہ ہے اس میں تھوڑا مال نکلے یا بہت، پانچواں حصہ لیا جائے گا اور کان رکاز نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کے بارے میں فرمایا اس میں جو کوئی گر کر یا کام کرتے ہوئے مر جائے تو اس کی جان مفت میں گئی ف ۲ اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کانوں سے چالیسواں حصہ لیا کرتے تھے دو سو روپے میں سے پانچ روپے، اور امام حسن بصریؒ نے کہا جو رکاز دارالحرب میں پائے تو اس میں پانچواں حصہ لیا جائے اور جو امن وصلح کے ملک میں ملے اس میں سے زکوٰۃ (چالیسواں حصہ) لیا جائے اور اگر دشمن کے ملک میں پڑی ہوئی چیز ملے تو اس کو پہچنوا دے (شاید مسلمان کا مال ہو) اگر دشمن کا مال ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرے اور بعضے لوگوں نے کہا معدن بھی رکاز ہے جاہلیت کے دفینے کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز نکلے ان کا جواب یہ ہے اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ نفع کمائے یا اس کے باغ میں میوہ بہت نکلے تو کہتے ہیں ارکزت حالانکہ

رِبحًا كَثِيرًا أَوْ كَثُرَ ثَمَرُهُ أَرْكَزْتَ، ثُمَّ نَاقَضَ، وَقَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَكْتُمَهُ وَلَا يُؤَدِّيَ الْخُمُسَ۔

یہ چیزیں بالاتفاق رکاز نہیں ہیں) پھر ان لوگوں نے اپنے قول کے آپ خلاف کیا کہتے ہیں رکاز کا چھپا لینا کچھ بُرا نہیں پانچواں حصہ نہ دے ف۳

ف۱ اس کو ابو عبید نے کتاب الاموال میں وصل کیا ؛ ف۲ یعنی کسی نے اپنی زمین میں کان کھودی اس میں کوئی گر کر مر گیا یا کام کرتے ہوئے مزدور وغیرہ تو مالک پر اس کے خون کا تاوان نہ ہوگا ؛ ف۳ قسطلانی نے کہا امام بخاری نے بعض الناس سے امام ابو حنیفہؒ کو مراد لیا اور ساری کتاب میں ان کا نام نہیں لیا ہے بلکہ بعض الناس سے تعبیر کی ہے اور یہ پہلا موقع ہے ان مواقع میں سے۔ میں کہتا ہوں یہ اعتراض امام بخاریؒ کا امام ابو حنیفہؒ پر صحیح نہیں ہے اول تو امام ابو حنیفہؒ نے ارکز المعدن کے معنی یہ نہیں بیان کئے ہیں کہ جب معدن میں سے کچھ نکلے نہ عرب کے محاورے میں ارکز المعدن کے یہ معنی ہیں بلکہ ارکز المعدن کے یہ معنی ہیں کہ معدن رکاز بن گئی تو ارکز میں صیرورت کی خاصیت ہے جو باب افعال کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت ہے دوسرے یہ بھی صحیح نہیں کہ کسی کو کچھ ہبہ ملے یا نفع کمائے تو اس کو ارکزت کہتے ہیں بلکہ عرب لوگ ارکز الرجل جب کہتے ہیں جب وہ کوئی رکاز پائے۔ تیسرے امام ابو حنیفہؒ نے رکاز کا چھپانا اس وقت جائز رکھا ہے جب پانے والا شخص محتاج ہو یا اس کو بیت المال پر یہ دعویٰ ہو کہ اس کا حق بیت المال میں مار لیا گیا ہے تو وہ اپنے حق کے بدلے اگر رکاز پائے تو اس کو چھپا لے سکتا ہے اور احتمال ہے کہ امام بخاریؒ کی مراد بعض الناس سے کوئی اور لوگ ہوں کیوں کہ امام ابو حنیفہؒ پر تو یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا ؛

۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جاتے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا۔ وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِينَ مَعَ الْإِمَامِ۔

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں فرمایا زکوٰۃ کے تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ میں سے دیا جائے گا اور ان کو حاکم کو حساب سمجھانا ہوگا۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى:

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم

حَدَّثَنَا أُسَامَةُ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى اللُّتْبِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ۔

سے ابواسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انھوں نے اپنے باپ عروہ ابن زبیر سے انھوں نے ابوحمید ساعدیؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اسد قبیلے کے ایک شخص کو مقرر کیا جس کو (عبداللہ) ابن اللتبیہ کہتے تھے جب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا ف

ف یہ شخص جب زکوٰۃ وصول کر کے آیا تو بعض چیزوں کی نسبت کہنے لگا یہ مجھ کو تحفہ میں ملی ہیں۔ اس حدیث کا پورا بیان انشاءاللہ تعالیٰ کتاب الاحکام میں آئے گا ؏

بَابُ اسْتِعْمَالِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَلْبَانِهَا لِأَبْنَاءِ السَّبِيلِ۔

باب۔ مسافر لوگ زکوٰۃ کے اونٹوں سے کام لے سکتے ہیں ان کا دودھ پی سکتے ہیں۔

۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّونَ الْحِجَارَةَ، تَابَعَهُ أَبُو قِلَابَةَ وَحُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے شعبہ سے، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انھوں نے انسؓ سے انھوں نے کہا عرینہ کے کچھ لوگوں کو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو اجازت دی کہ وہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں چلے جائیں ان کا دودھ اور موت پئیں انھوں نے کیا کیا چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں کو ان کے تعاقب میں بھیجا وہ گرفتار ہو کر آئے آپؐ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا اور ان کو پتھریلے میدان میں ڈلوا دیا وہ پتھر چاب رہے تھے۔ قتادہ کے ساتھ اس حدیث کو ابوقلابہ اور حمید اور ثابت نے بھی انس سے روایت کیا ف

ف تو اب قتادہ میں تدلیس کی عادت ہونے سے حدیث میں کوئی ضعف نہ رہا۔ ثابت اور ابوقلابہ کی روایت کو خود امام بخاری نے وصل کیا اور حمید کی روایت کو امام مسلم اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ؏

بَابُ وَسْمِ الإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهِ۔

باب: زکوٰۃ کے اونٹوں پر حاکم کا اپنے ہاتھ سے داغ دینا؛

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ وَفِي يَدِهِ الْمِيسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے ابوعمرو اوزاعی نے کہا مجھ سے اسحاق بن عبداللہ ابن ابی طلحہ نے بیان کیا کہا مجھ سے انسؓ بن مالک نے بیان کیا انہوں نے کہا میں صبح کو ابوطلحہ کے نومولود بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا کہ آپؐ کھجور چبا کر اس کے منہ میں دے دیں۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں داغ دینے کا آلہ تھا۔ آپؐ زکوٰۃ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے ف

ف معلوم ہُوا کہ جانور کو کسی ضرورت سے داغ دینا درست ہے اور ردّ ہُوا حنفیہ کا جنہوں نے داغ دینا مکروہ اور اس کو مثلہ سمجھا ہے؛

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

أبواب صدقة الفطر

ابواب صدقۃ الفطر کے بیان میں

بَابُ صَدَقَةِ الفِطْرِ، وَرَأَى أَبُو العَالِيَةِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيرِينَ صَدَقَةَ الفِطْرِ فَرِيضَةً۔

باب: صدقہ فطر کا فرض ہونا اور ابوالعالیہ اور عطاء اور ابن سیرین نے بھی اس کو فرض کہا ہے ؎۱

؎۱ ابوالعالیہ اور ابن سیرین کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء کے قول کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک اور ابن منذر نے کہا بالاجماع صدقہ فطر فرض ہے۔ حنفیہ نے اس کو واجب کہا ہے اور مالکیہ نے اشہب سے نقل کیا کہ وہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

۵۷۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى العَبْدِ وَالحُرِّ، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ

ہم سے یحییٰ بن محمد بن السکن نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جہضم نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے، انہوں نے عمر بن نافع سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطر کا صدقہ کھجور کا یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہر غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے کی طرف سے جو مسلمان ہوں اور عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے

تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ۔ اس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا ف

ف قسطلانی نے کہا امام احمدؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور اہل حجاز کے نزدیک صاع ۵⅓ رطل کا ہوتا ہے اور رطل ۱۳۰ درم یا ۱۲۸ ۴/۷ درم کا۔ اول صورت میں صاع کے ۶۹۳⅓ درم ہوتے اور دوسری صورت میں ۶۸۵ ۵/۷۔ مسلمانوں کی قید سے معلوم ہوا کہ کافر غلام اور لونڈی کی طرف سے صدقہ فطر دینا ضروری نہیں ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

باب۔ صدقہ فطر کا مسلمانوں پر یہاں تک کہ غلام لونڈی پر بھی فرض ہونا۔

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فطر کا صدقہ کھجور یا جَو کا ایک ایک صاع ہر آزاد اور غلام مرد پر بشرطیکہ مسلمان ہو فرض کیا ف

ف غلام اور لونڈی پر صدقہ فرض ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان کا مالک ان کی طرف سے صدقہ دے بعضوں نے کہا یہ صدقہ پہلے غلام لونڈی پر فرض ہوتا ہے پھر مالک ان کی طرف سے اپنے اوپر اٹھا لیتا ہے ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ۔

باب۔ صدقہ فطر میں اگر جَو دے تو ایک صاع دے۔

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عیاض بن عبداللہ سے انھوں نے ابو سعید خدریؓ سے انھوں نے کہا ہم صدقہ فطر میں ایک صاع جَو دیا کرتے (یعنی آنحضرت کے زمانے میں)

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ۔

باب۔ گیہوں یا دوسرا اناج بھی ایک صاع دینا چاہیئے ف

ف طعام سے اکثر لوگوں کے نزدیک گیہوں ہی مراد ہے بعضوں نے کہا جَو کے سوا دوسرے اناج اور اہل حدیث اور

شافعیہ اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ اگر صدقہ فطر میں گیہوں دے تو بھی ایک صاع دے اور حنفیہ نے اس مسئلہ میں معاویہ بن ابی سفیانؓ کی تقلید کی ہے انھوں نے گیہوں کا آدھا صاع دینا کافی سمجھا۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے ابوسعید سے نکالا کہ میں تو وہی صدقہ دوں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور یا ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جَو۔ ایک شخص نے کہا یا دو مد یعنی نصف صاع گیہوں انہوں نے کہا یہ معاویہؓ کی ٹھیرائی ہوئی بات ہے نہ میں اس کو مانوں گا نہ اس پر عمل کروں گا ۔

۵۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری سے انھوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم فطرہ کا صدقہ ایک صاع اناج (یا گیہوں) کا یا ایک صاع جَو کا یا ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع پنیر کا یا ایک صاع منقیٰ کا نکالا کرتے ۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔

باب - کھجور بھی ایک صاع دینا چاہیئے ۔

۵۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انھوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم کو حکم دیا صدقہ فطرہ میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو دینے کا عبداللہ نے کہا پھر لوگوں نے دو مد گیہوں (نصف صاع) اس کے برابر سمجھی ۔

بَابُ صَاعٍ مِنْ زَبِيبٍ۔

باب - منقیٰ بھی ایک صاع دینا چاہیئے ۔

۵۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ:

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انھوں نے یزید

سَمِعَ يَزِيدَ الْعَدَنِيَّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ السَّمْرَاءُ قَالَ: أُرَى مُدًّا مِنْ هَذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ۔

بن ابی حکیم عدنی سے سنا انھوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے کہا مجھ سے عیاض بن عبداللہ سعد بن ابی سرح نے بیان کیا انھوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صدقہ فطر کا ایک صاع (اناج یا) گیہوں کا یا ایک صاع جو کا یا ایک صاع منقی کا دیا کرتے جب معاویہؓ (مدینہ میں) آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے ف

ف معاویہ بن ابی سفیانؓ کی یہ رائے تھی جو حدیث اور فرمانِ نبویؐ کے خلاف بالکل عمل کے لائق نہیں ہو سکتی اور حنفیہ پر تعجب ہے کہ حدیث کو چھوڑ کر معاویہؓ کے اجتہاد پر چلیں حالانکہ ابوسعیدؓ صحابی نے جو ان سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اس کا انکار کیا۔

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيدِ۔

باب: صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے دینا۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے حفص بن میسرہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز کے لئے لوگوں کے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر دینے کا حکم دیا ف

ف یہ حکم اکثر علماء کے نزدیک استحباباً ہے۔ ابن عیینہ نے کہا اللہ نے بھی اپنی کتاب میں پہلے صدقہ فطر کو بیان فرمایا پھر عید کی نماز کو قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربہ فصلّٰی اور غروبِ آفتاب تک بھی صدقہ کی تاخیر درست ہے اور اس سے زیادہ تاخیر حرام ہے۔

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عمر حفص بن میسرہ نے انھوں نے زید بن اسلم سے

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ.

انہوں نے عیاض بن عبداللہ بن سعد سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عید الفطر کے دن ایک صاع کھانے کا (صدقہ کے لئے) نکالا کرتے ابوسعید نے کہا ان دنوں ہمارا کھانا یہی تھا جو اور منقیٰ اور پنیر اور کھجور۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْمَمْلُوكِينَ لِلتِّجَارَةِ: يُزَكَّى فِي التِّجَارَةِ، وَيُزَكَّى فِي الْفِطْرِ.

باب: آزاد اور غلام پر صدقۂ فطر کا واجب ہونا وا اور زہری نے کہا وٹ جو غلام لونڈی سوداگری کا مال ہوں تو ان کی (سالانہ) زکوٰۃ بھی دی جائے اور ان کی طرف سے صدقۂ فطر بھی دیا جائے وٹ

وا پہلے ایک باب اس مضمون کا گزر چکا ہے کہ غلام وغیرہ پر جو مسلمان ہوں صدقۂ فطر واجب ہے۔ پھر اس باب کے دوبارہ لانے سے کیا غرض ہے معلوم نہیں ہوتی۔ ابن منیر نے کہا پہلے باب سے امام بخاریؒ کا مطلب یہ تھا کہ کافر کی طرف سے صدقۂ فطر نہ نکالیں اس لئے اس میں قید کی من المسلمین سے اور اس باب کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے پر صدقۂ فطر کس کس پر اور کس کس کی طرف سے واجب ہے ۲ وٹ حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابن منذر نے وصل کیا اور اس کا کچھ مضمون ابوعبیدہ نے کتاب الاموال میں نکالا ۔ وٹ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہیں تجارت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے صدقۂ فطر مالک کو دینا ضروری نہیں ۔

۵۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، أَوْ قَالَ رَمَضَانَ، عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي التَّمْرَ فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنَ التَّمْرِ فَأَعْطَى شَعِيرًا، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي عَنِ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کا صدقہ دیا یوں فرمایا رمضان کا صدقہ) مرد عورت اور آزاد اور غلام ہر ایک پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کا فرض کیا پھر لوگوں نے گیہوں کا آدھا صاع اس کے برابر سمجھ لیا اور عبداللہ بن عمرؓ صدقہ فطر کھجور میں سے دیا کرتے تھے جب مدینہ والے کھجور کے محتاج بن گئے (کھجور کم ملنے لگی) تو وہ جو دینے لگے اور عبداللہ بن عمرؓ یہ صدقہ چھوٹے اور بڑے سب کی طرف سے دیتے یہاں تک کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی وا اور عبداللہ

الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ حَتَّى أَنْ كَانَ يُعْطِي عَنْ بَنِيَّ ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ،

بن عمرؓ ہر ایک فقیر کو جو یہ صدقہ قبول کرتا دے دیتے ۲ اور لوگ عید الفطر سے ایک دن یا دو دن پہلے یہ صدقہ دے دیتے ۳

۱ حالانکہ نافع کو عبداللہ بن عمرؓ نے آزاد کر دیا تھا مگر وہ ان کے گھر میں رہتے تو ان کی اور ان کی اولاد کی طرف سے بھی تبرعاً عبداللہ صدقہ فطر ادا کر دیتے۔ ۲ کچھ تحقیق نہ کرتے کہ واقعی وہ محتاج ہے یا نہیں بعضوں نے یوں ترجمہ کیا کہ صدقہ فطر ان عاملوں کو دے دیتے جو زکوٰۃ کی تحصیل پر حاکم وقت کی طرف سے مامور ہوتے۔ ۳ معلوم ہوا عید سے پہلے بھی یہ صدقہ دینا درست ہے۔ قسطلانی نے کہا لیکن رمضان سے پہلے اس کا دینا درست نہیں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ ـ

باب: چھوٹے اور بڑے سب پر صدقہ فطر واجب ہونا۔

۵۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ ، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ ـ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور چھوٹے بڑے آزاد غلام سب پر فرض کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب الحجّ

کتاب حج کے بیان میں

بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ -

باب: حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا لوگوں پر فرض ہے اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو وہاں تک راہ مل سکے اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے نیاز ہے [1]

[1] اس آیت سے امام بخاریؒ نے حج کی فرضیت ثابت کی اور حج اسلام کے پانچوں رکنوں میں سے ایک رکن ہے اور وہ ساری عمر میں ایک بار فرض ہے ۹ھ ہجری میں اس کی فرضیت کا حکم ہوا یا ۵ھ یا ۶ھ ہجری میں اب اس میں اختلاف ہے کہ حج قدرت کے ساتھ ہی فوراً واجب ہو جاتا ہے یا اس میں دیر کرنا بھی درست ہے۔ حج کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والے کو بھی تغلیظاً کافر فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی قدرت کے ساتھ حج نہ کرے وہ کچھ تعجب نہیں اگر یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔

۵۸۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے، انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے، انہوں نے کہا فضل بن عباس (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک (خوبصورت)

الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

عورت آئی۔ فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو (جو گورے چٹے خوبصورت تھے) دیکھنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل کا منہ (بار بار) دوسری طرف پھیرنے لگے۔ اس عورت نے کہا یارسول اللہ! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ بوڑھا پھونس ہے اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ قصہ حج وداع کا ہے ف

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیابتہً دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے مگر وہ شخص دوسرے کی طرف سے حج کرسکتا ہے جو اپنا فرض حج ادا کرچکا ہو، اور حنفیہ کے نزدیک مطلقاً درست ہے اور ان کے مذہب کو وہ حدیث ردّ کرتی ہے جس کو ابن خزیمہ اور اصحاب سنن نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو شبرمہ کی طرف سے لبیک پکارتے ہوئے سُنا، فرمایا کیا تو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا تو پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے کرلو۔ اسی طرح کسی شخص کے مرجانے کے بعد بھی اس کی طرف سے حج درست ہے بشرطیکہ وہ وصیت کرگیا ہو اور بعضوں نے ماں باپ کی طرف سے بلا وصیت بھی حج درست رکھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى- يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ- فِجَاجًا: الطُّرُقُ الْوَاسِعَةُ۔

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حج میں) یہ فرمانا لوگ پیدل چل کر تیرے پاس آئیں اور دُبلے اونٹوں پر دور دراز رستوں سے اس لئے کہ دین و دنیا کے فائدے حاصل کریں۔ امام بخاریؒ نے کہا سورۂ نوح میں جو فجاجاً کا لفظ ہے اس کے معنیٰ کھلے اور کشادہ رستے ف

ف اگلی آیت سورۂ حج کی اس باب سے متعلق تھی اور چونکہ اس میں فج کا لفظ ہے اور فجاجا اس کی جمع ہے جو سورۂ نوح میں وارد ہے اس لئے اس کی بھی تفسیر بیان کردی۔

۵۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ

ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے، انہوں نے یونس بن یزید سے انہوں نے ابن شہاب سے، اُن کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ اپنی اونٹنی پر ذوالحلیفہ میں سوار ہوتے۔ جب وہ سیدھی

يُهِلُّ حَتّٰى تَسْتَوِيَ بِهِ قَائِمَةً۔

کھڑی ہوتی تو آپؐ لبیک پکارتے ف۱

ف۱ امام بخاریؒ کی غرض ان حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ حج پا پیادہ اور سوار ہو کر دونوں طرح درست ہے بعضوں نے کہا ان لوگوں پر رد کیا جو کہتے ہیں حج پا پیادہ افضل ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ بھی پا پیادہ حج کرتے مگر آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی سب سے افضل ہے۔

۵۹۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: سَمِعَ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ إِهْلَالَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، رَوَاهُ أَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ،

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا کہا ہم کو ولید بن مسلم نے خبر دی کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا وہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب آپؐ کی سواری آپؐ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔ اس حدیث کو انسؓ اور ابن عباسؓ نے بھی روایت کیا یعنی اسی ابراہیم ابن موسیٰ کی حدیث کو ف۱

ف۱ انسؓ اور ابن عباسؓ کی حدیثوں کو خود امام بخاریؒ نے اسی کتاب میں وصل کیا۔

بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ

وَقَالَ أَبَانُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهَا أَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ وَحَمَلَهَا عَلَى قَتَبٍ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: شُدُّوا الرِّحَالَ فِي الْحَجِّ فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادَيْنِ۔

باب: پالان پر سوار ہو کر حج کرنا ف۱ اور ابان نے کہا ہم سے مالک بن دینار نے بیان کیا انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو ان کے ساتھ بھیجا انہوں نے تنعیم سے ان کو عمرہ کرایا اور پالان کی پچھلی لکڑی پر ان کو بٹھا لیا اور حضرت عمرؓ نے کہا حج میں پالانیں باندھو۔ حج بھی ایک جہاد ہے ف۲

۵۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ هُوَ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: حَجَّ أَنَسٌ عَلَى رَحْلٍ وَلَمْ يَكُنْ شَحِيحًا، وَحَدَّثَ

ہم سے محمد بن ابی بکرؓ (مقدمی) نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے عزرہ بن ثابت نے انہوں نے ثمامہ بن عبد اللہ بن انسؓ سے انہوں نے کہا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پالان پر حج کیا اور وہ کچھ بخیل نہ تھے ف۳ اور بیان کیا کہ آنحضرت

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک پالان پر سوار ہو کر حج کیا اسی پر آپ کا اسباب بھی لدا تھا ف۳

ف مطلب یہ ہے کہ حج میں تکلف کرنا اور آرام کی سواری ڈھونڈنا سنت کے خلاف ہے سادے پالان پر چڑھنا کافی ہے۔ شغرف اور محمل اور عمدہ عمدہ کجاوے اور گدّے اور تکیے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ عبادت میں جس قدر مشقت ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے ؛ ف۲ کیونکہ حج میں بھی نفس کو سفر کی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں ؛ ف۳ یعنی یہ فعل ان کا بخیلی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نفس پر بار ڈالنا اور سنت کی پیروی کرنا منظور تھا ؛ ف۴ سنت تو یہی ہے کہ اونٹ کے دونوں طرف دو تھیلیوں میں اپنا اسباب رکھے، اوپر پالان باندھ کر خود سوار ہو اور اسی طرح حج کرے شغرف اور شبری باندھنا دونوں سنت نہیں ہیں ؛

۵۹۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ أَعْتَمِرْ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ، فَأَحْقَبَهَا عَلَى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نے کہا ہم سے ایمن بن نابل نے کہا ہم سے قاسم بن محمد نے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ لوگوں نے تو عمرہ بھی کیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا عبدالرحمٰن اپنی بہن کو لے جا اور تنعیم سے عمرہ کرا لا۔ عبدالرحمٰن نے اونٹنی پر ان کو پیچھے بٹھا لیا انہوں نے عمرہ کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ۔

باب : مقبول حج کی فضیلت ف

ف حدیث میں مبرور کا لفظ ہے اختلاف ہے کہ حج مبرور کسے کہتے ہیں۔ بعضوں نے کہا جس میں ریا نہ ہو خالص اللہ کے لئے ہو بعضوں نے کہا جس میں کوئی گناہ نہ کرے۔ بعضوں نے کہا جس کے بعد حاجی گناہوں سے توبہ کرے بعضوں نے کہا جو حج خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو ؛

۵۹٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم ابن سعد نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ۔

اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا مبرور (مقبول) حج۔

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ: نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، قَالَ: لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ۔

ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے خالد ابن عبداللہ طحان نے کہا ہم کو حبیب بن ابی عمرہ نے خبر دی، انہوں نے عائشہ بنت طلحہؓ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المومنین سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک عملوں سے بڑھ کر ہے تو ہم جہاد کریں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں عمدہ جہاد حج ہے جو مبرور ہو۔

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سیار ابوالحکم نے کہا میں نے ابوحازم سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کے لئے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا ف

ف اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ حج مقبول سے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں بعضوں نے کہا حقوق اللہ معاف ہوتے ہیں نہ کہ حقوق العباد؛

بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

باب: حج اور عمرے کی میقاتوں کا بیان ف

ف میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حج یا عمرے کا احرام باندھنا چاہیئے اور وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا ناجائز ہے۔ اب اختلاف ہے اس میں کہ میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لینا درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا یہ مکروہ ہے۔

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي مَنْزِلِهِ وَلَهُ فُسْطَاطٌ وَ سُرَادِقٌ فَسَأَلْتُهُ: مِنْ أَيْنَ يَجُوزُ أَنْ أَعْتَمِرَ؟ قَالَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ۔

ہم سے زہیر نے کہا مجھ سے زید بن جبیر نے وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آتے ان کے ٹھکانے میں دیکھا تو انہوں نے ڈیرہ لگایا ہے، قنات کھڑی کی ہے ف۱ زید نے کہا میں نے ان سے پوچھا عمرے کا احرام کہاں سے باندھوں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن ف۲ اور مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لئے جحفہ مقرر کیا ہے۔

ف۱ شاید ان کے ساتھ زنانہ ہوگا۔ پردے کے لئے قنات گھیری ہوگی؛ ف۲ قرن مکّہ سے دو منزل پر طائف کے قریب ہے اور ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے اور جحفہ مکّہ سے پانچ منزل پر ہے یا چھ یا تین منزل پر قسطلانی نے کہا اب لوگ جحفہ کے بدلے رابغ سے احرام باندھ لیتے ہیں جو جحفہ کے برابر ہے کیونکہ جحفہ ویران ہے۔ وہاں کی آب و ہوا خراب ہے۔ کوئی وہاں نہیں جاتا نہ اترتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى۔

باب، اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا توشہ لو، اچھا توشہ سوال سے بچنا ہے۔

۵۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فَإِذَا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ سَأَلُوا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى۔ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى۔ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا۔

ہم سے یحییٰ بن بشر نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے انہوں نے ورقاء بن عمرو سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا یمن کے لوگ حج کیا کرتے تھے اور توشہ (خرچ) ساتھ نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم متوکل ہیں۔ جب مکّہ میں پہنچتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری توشہ لیا کرو اچھا توشہ یہ ہے کہ آدمی سوال سے بچے۔ اس حدیث کو ابن عیینہ نے عمرو سے انہوں نے عکرمہ سے مرسلاً روایت کیا ہے ف۱

ف۱ اس میں ابن عباسؓ کا ذکر نہیں ہے۔ مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں کہ تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث بیان کرے اور صحابی کا نام نہ لے۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

باب: مکہ والے حج اور عمرے کا احرام کہاں سے باندھیں۔

۵۹۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے (احرام باندھنے کا مقام) ذوالحلیفہ اور شام والوں کیلئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لئے یلملم مقرر کیا ف یہ مقام ان ملک والوں کے لئے بھی ہیں اور جو دوسرے ملک والے ان پر سے گزریں ان کے لئے بھی جو حج اور عمرے کے ارادے سے آئیں ف۲ اور جو ان مقاموں کے اس طرف (مکہ کی جانب) رہتا ہو وہ جہاں سے چلے وہیں سے احرام باندھے مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں

ف یلملم ایک پہاڑ ہے مکہ سے دو منزل پر ہندوستان سے جو لوگ مکہ کو جاتے ہیں وہ جہاز ہی میں سے اس پہاڑ کے برابر پہنچ کر احرام باندھ لیتے ہیں۔ ف۲ معلوم ہوا کہ اگر تجارت یا اور کسی ضروری کام کے لئے مکہ جائے تو ان مقاموں پر سے احرام باندھنا ضروری نہیں لیکن حج یا عمرے کی نیت ہو اور میقات سے بغیر احرام کے آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہوگا اور اس پر دم لازم آئے گا اور سعید بن جبیر کے نزدیک اس کا حج یا عمرہ صحیح نہ ہوگا۔

بَابُ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا يُهِلُّونَ قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

باب: مدینہ والوں کی میقات، وہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچنے سے پہلے احرام نہ باندھیں ف

ف شاید امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں ہے۔ اسحاق اور داؤد کا بھی یہی قول ہے۔ جمہور کے نزدیک درست ہے، یہ میقاتِ مکانی میں اختلاف ہے لیکن میقاتِ زمانی یعنی حج کے مہینوں سے پہلے حج کا احرام باندھنا تو بالاتفاق درست نہیں ہے۔

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُهِلُّ أَهْلُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے

الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ۔

ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الشَّامِ۔

باب، شام والے کہاں سے احرام باندھیں۔

۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ، وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ (میقات) ٹھیرایا اور شام والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لیے یلملم، یہ مقام ان ملک والوں کے لئے ہیں اور ان کے لئے بھی جو دوسرے ملکوں سے ان پر ہو کر آئیں جو حج یا عمرے کی نیت رکھتے ہوں جو لوگ ان کے اِدھر رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ اسی طرح مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ۔

باب، نجد والے کہاں سے احرام باندھیں ؎

؎ نجد وہ ملک ہے جو عرب کا بالائی حصہ تہامہ سے عراق تک واقع ہے۔ بعضوں نے کہا جرش سے لے کر کوفہ کی نواح تک اس کی مغربی حد حجاز ہے۔

۶۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح۔

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم نے زہری سے یہ حدیث یاد رکھی انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سند: (امام بخاریؒ نے کہا) ہم سے

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

احمد ہمدانی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ، وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ، وَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: زَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ: وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ۔

مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے مہیعہ یعنے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے ابن عمرؓ نے کہا لوگ کہتے تھے میں نے خود نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

بَابُ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُونَ الْمَوَاقِيتِ۔

باب: جو لوگ میقات کے اِدھر (یا ورے) رہتے ہوں۔

٦٠٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ (میقات) ٹھیرایا اور شام والوں کے لئے جحفہ اور یمن والوں کے لئے یلملم اور نجد والوں کے لئے قرن تو یہ مقام ان ملکوں والوں کے لئے ہیں اور باہر والوں کے لئے بھی جو ان پر ہو کر گزریں اور وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور جو لوگ ان کے اس طرف رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں۔ مکہ والے خود مکہ سے۔

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ الْيَمَنِ۔

باب: یمن والے کہاں سے احرام باندھیں۔

٦٠٥- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے، انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا اور شام والوں کے لئے جحفہ کو اور نجد والوں کے لئے قرن المنازل کو اور یمن والوں کے لئے یلملم، یہ مقام ان ملکوں والوں کے لئے بھی ہیں جو ادھر سے گزریں اور وہ حج یا عمرے کا قصد رکھتے ہوں۔ پھر جو لوگ ان مقاموں سے ادھر رہتے ہوں، وہ جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھیں، مکہ والے مکہ سے۔

بَابٌ ذَاتُ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ۔

باب: عراق والے ذات عرق سے احرام باندھیں ؎۱

؎۱ عراق وہ ٹکڑا ہے عرب کے ملک کا جو ایران اور فارس سے ملا ہوا ہے بصرہ اور کوفہ اور کربلا اور کاظمین اور حلہ اور حیرہ اور موصل یہ عراق کے بڑے بڑے شہر ہیں۔

۶۰۶۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فُتِحَ هَذَانِ الْمِصْرَانِ أَتَوْا عُمَرَ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيقِنَا، وَإِنَّا إِنْ أَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا، قَالَ: فَانْظُرُوا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيقِكُمْ، فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ۔

ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جب یہ دونوں شہر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے، کہنے لگے امیرالمومنین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن حد باندھی ہے (میقات مقرر کیا ہے)، ہمارا راستہ ادھر سے نہیں ہے اور اگر ہم ادھر جائیں تو مشکل ہوتی ہے حضرت عمرؓ نے کہا تم اس کے برابر کوئی دوسرا مقام اپنے راستہ میں تباؤ۔ آخر ذات عرق ان کیلئے مقرر ہوا ؎۱

؎۱ یہ مقام مکہ سے بیالیس میل پر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ مقام اپنی رائے سے اور اجتہاد سے مقرر کیا مگر جابرؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عراق والوں کا میقات ذات عرق مروی ہے گو اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ اگر کوئی مکہ میں حج یا عمرے کی نیت سے اور کسی رستے سے آئے جس میں کوئی میقات راہ میں نہ پڑے تو جس میقات کے مقابل پہنچے وہاں سے احرام باندھ لے۔ بعضوں نے کہا اگر کسی میقات کی برابری معلوم نہ ہو سکے تو جو میقات سب سے دور ہے اتنی دور سے احرام باندھ لے۔ میں کہتا ہوں ابوداؤد اور نسائی

نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے ذات عرق مقرر کیا اور احمد اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے بھی ایسا ہی نکالا۔ پس حضرت عمرؓ کا اجتہاد حدیث کے مطابق پڑا۔

باب :- الصَّلٰوةُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

باب، ذوالحلیفہ میں (احرام باندھتے وقت) نماز پڑھنا۔

۶۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں اپنی اونٹنی بٹھائی، وہاں نماز پڑھی (یعنی احرام کا دوگانہ ادا کیا) اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِ۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شجرہ پر سے گزر کر جانا ف

ف شجرہ ایک درخت تھا قریب ذوالحلیفہ کے آنحضرتؐ اسی راہ سے آتے اور جاتے اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے۔

۶۰۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شجرہ کے راستے سے (مدینہ سے) روانہ ہوا کرتے اور معرس کے راستے سے مدینہ میں آتے ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (مدینہ سے) مکہ کو روانہ ہوتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھا کرتے اور جب لوٹ کر آتے تو (رات کو) ذوالحلیفہ میں نالے کی نشیب میں ٹھیر جاتے، صبح تک وہیں رہتے ف۲

ف معرس عرب کی زبان میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں مسافر رات کو اترے، یہ معرس ذوالحلیفہ کی مسجد کے تلے واقع ہے اور ذوالحلیفہ کی بہ نسبت مدینہ سے زیادہ قریب ہے۔ ف۲ دن کی روشنی میں مدینہ میں داخل ہوتے۔ سنت یہی ہے کہ مسافر

جب دوسرے ملک سے کہیں آئے تو رات کو نہ جائے دن کو اپنے گھر میں داخل ہو اگر راستے میں رات ہو جائے تو رات کو وہیں ٹھیر جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ.

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عقیق کا نالہ ایک برکت والا نالہ ہے ف۱

ف۱ وادیٔ عقیق بقیع کے نزدیک ہے، مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر۔

۶۰۹ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ التِّنِّيسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِي الْعَقِيقِ يَقُولُ: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

ہم سے ابوبکر بن عبداللہ حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید اور بشر بن بکر تنیسی نے کہا دونوں نے ہم سے امام اوزاعی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے عکرمہ نے انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا، انہوں نے حضرت عمرؓ سے، وہ کہتے تھے میں نے وادیٔ عقیق کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آج رات کو میرے مالک کے پاس سے ایک آنے والا فرشتا آیا اور کہنے لگا اس برکت والی وادی میں نماز پڑھ اور کہہ عمرہ حج میں شریک ہو گیا ف۱

ف۱ یعنی قران جائز ہے یعنی حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کر لے یعنی قران کر۔

۶۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي، قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ، وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ يَتَوَخَّى

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے کہا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہم سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رات کو ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں اترے ہیں آپ سے کہا گیا کہ تم برکت والے میدان میں ٹھیرے ہو۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا سالم نے ہم کو بھی

بِالْمَنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ، يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي، بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذَلِكَ.

وہاں ٹھیرایا۔ وہ اس مقام کو ڈھونڈ رہے تھے جہاں عبداللہ اونٹ کو ٹھیرایا کرتے تھے یعنی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اترا کرتے۔ وہ مقام اس مسجد کے نیچے کی طرف ہے جو نالے کے نشیب میں ہے اترنے والوں اور رستے کے بیچا بیچ ؛

بَابُ غَسْلِ الْخَلُوقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: أَنَّ صَفْوَانَ ابْنَ يَعْلَى أَخْبَرَهُ: أَنَّ يَعْلَى قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى يَعْلَى، فَجَاءَ يَعْلَى وَعَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: أَيْنَ الَّذِي سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ؟ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ: اغْسِلِ الطِّيبَ الَّذِي بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ، وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ

باب، اگر کپڑوں میں خوشبو لگی ہو تو احرام باندھنے سے پہلے ان کو تین بار دھوڈالنا (ہم سے محمد نے بیان کیا) ہم سے ابوعاصم ضحاک ابن مخلد نبیل نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا ہم کو عطاء بن ابی رباح نے ان کو صفوان بن یعلیٰ نے خبر دی کہ ان کے باپ یعلیٰ بن امیہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھ کو دکھانا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترے۔ تو ایسا ہوا ایک بار آپ جعرانہ میں تھے۔ آپ کے ساتھ کئی اصحاب بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے عمرے کا احرام باندھا اور اس کے کپڑے میں خوشبو لتھڑی ہو؟ یہ سن کر ایک گھڑی تک آپ خاموش رہے آپ پر وحی آنے لگی۔ حضرت عمرؓ نے یعلیٰ کو اشارہ کیا وہ آئے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کپڑا سب طرف سے گھیر دیا گیا ہے یعلیٰ نے اپنا سر اس کے اندر ڈالا کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ سرخ ہو رہا ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں۔ پھر یہ حالت جاتی رہی تو آپ نے فرمایا وہ شخص کہاں گیا جو عمرے کا مسئلہ پوچھتا تھا لوگ اس کو بلا لائے۔ آپ نے فرمایا جو خوشبو تیرے لگی ہو اس کو تین بار دھو ڈال اور کرتہ یا جبہ اتار ڈال اور حج میں جن باتوں سے پرہیز کرتا ہے عمرے میں بھی کر (ابن جریج

فِي حَجَّتِكَ، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَرَادَ الْإِنْقَاءَ حِينَ أَمَرَهُ أَنْ يَغْسِلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا آنحضرت نے جو اس کو تین بار دھونے کا حکم دیا اس سے یہ غرض ہے کہ خوب صفائی ہو جائے؟ انہوں نے کہا ہاں ف۳

ف۱ نسخہ مطبوعہ مصر میں حدثنا محمد نہیں ہے صرف یوں ہے قال ابو عاصم حافظ نے کہا محمد سے محمد بن بشار مراد ہیں یا محمد بن معمر یا خود امام بخاریؒ مراد ہیں اور اس روایت میں گو لفظ خلوق کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ابواب العمرہ میں نکالا۔ اس میں صاف یوں ہے وعلیہ اثر الخلوق؛ ف۲ حافظ نے کہا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن ابن فتحون نے ذیل میں طرطوشی کی تفسیر سے نقل کیا کہ اس کا نام عطاء بن منیہ تھا۔ ابن فتحون نے کہا اگر یہ صحیح ہو تو وہ یعلیٰ بن امیہ کا بھائی ہے جو راوی ہے اس حدیث کا؛ ف۳ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو احرام کے وقت خوشبو لگانا جائز نہیں سمجھتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشبو کے اثر کو تین بار دھو ڈالنے کا حکم فرمایا۔ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا درست ہے گو اس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے۔ وہ کہتے ہیں یعلیٰ کی حدیث ۸ھ کی ہے اور ۱۰ھ ہجری حجۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ نے احرام باندھتے وقت آپؐ کے خوشبو لگائی اور یہ آخری فعل پہلے فعل کا ناسخ ہے؛

بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَتَرَجَّلَ وَيَدَّهِنَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَيَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ، وَقَالَ عَطَاءٌ: يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ، وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلَى بَطْنِهِ بِثَوْبٍ، وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِالتُّبَّانِ بَأْسًا لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هَوْدَجَهَا۔

باب: احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا اور جب احرام کا قصد کرے تو کپڑے پہنے کنگھی کرے تیل ڈالے اور ابن عباسؓ نے کہا محرم خوشبودار پھول سونگھ سکتا ہے اور آئینہ دیکھ سکتا ہے اور جن چیزوں کو کھا سکتا ہے جیسے تیل گھی وغیرہ ان سے دوا بھی کر سکتا ہے ف۱ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا انگوٹھی پہن سکتا ہے اور ہمیانی باندھ سکتا ہے ف۲ اور ابن عمرؓ احرام کی حالت میں طواف کرتے تھے ان کے پیٹ پر کپڑا بندھا ہوا تھا ف۳ اور حضرت عائشہؓ نے جانگیا پہننا جائز رکھا ف۴ (امام بخاری رحمہ نے کہا) ان لوگوں کے لئے جو ان کا ہودہ اونٹ پر کسا کرتے تھے۔

ف۱ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا دارقطنی کی روایت میں ہے کہ حمام میں جا سکتا ہے اور داڑھ میں درد ہو تو اکھاڑ سکتا ہے، پھوڑا پھوڑ سکتا ہے۔ اگر ناخون ٹوٹ گیا ہو تو اتنا ٹکڑا نکال سکتا ہے۔ پھول سونگھنے میں اختلاف ہے۔ اسحاق نے کہا درست ہے۔ امام احمد نے اس میں توقف کیا شافعی نے حرام کہا، حنفیہ مالکیہ مکروہ کہتے ہیں؛

ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا؛ ف۳ اس کو امام شافعیؒ نے طاؤس کے طریق سے وصل کیا؛ ف۴ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ یہ حضرت عائشہؓ کا اجتہاد ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک احرام میں جانگیا پہننا درست نہیں کیونکہ جانگیہ اور پاجامہ کا ایک ہی حکم ہے؛

٦١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ، فَذَكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهِ: حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے منصور سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ احرام باندھتے وقت بالوں میں سادہ تیل ڈالتے (بن خوشبو کا) منصور نے کہا میں نے ابراہیم نخعی سے اس کا بیان کیا۔ انہوں نے کہا ابن عمرؓ کے فعل کو تو کیا کرے گا مجھ سے تو اسود نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی گویا میں دیکھ رہی ہوں احرام کی حالت میں جو خوشبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگوں میں چمکتی رہتی ف۱

ف۱ ابراہیم نخعی کا مطلب یہ ہے کہ ابن عمرؓ نے جو احرام باندھتے وقت خوشبو سے پرہیز کیا اور سادہ بن خوشبو کا تیل ڈالا تو اس میں ان کے اس فعل سے کوئی غرض نہیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھتے وقت آپ نے خوشبو لگائی یہاں تک کہ احرام کے بعد بھی اس کا اثر آپ کی مانگ میں رہا۔ اس روایت سے حنفیہ کو سبق لینا چاہیئے۔ ابراہیم نخعی ابوحنیفہؒ کے استاذ الاستاذ ہیں۔ انہوں نے حدیث کے خلاف عبداللہ بن عمرؓ کا قول رد کر دیا تو اور کس مجتہد یا فقیہ کا قول حدیث کے خلاف کب قابل قبول ہوگا؛

٦١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہوں نے کہا میں احرام باندھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبو لگاتی۔ اسی طرح جب آپ احرام کھول ڈالتے طواف الزیارت سے پہلے ف۱

ف۱ دسویں تاریخ جب جمرۂ عقبہ کی رمی کر لے سر منڈا لے تو عورتوں کے سوا اور سب چیزیں جن کا احرام میں پرہیز تھا درست ہو جاتی ہیں۔ طواف الزیارت کے بعد عورتوں سے صحبت کرنا بھی درست ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا۔

باب: بالوں کو جما کر احرام باندھنا ف

ف احرام باندھتے وقت اس خیال سے کہ بال پریشان نہ ہوں، ان میں گرد و غبار زیادہ نہ سمائے بالوں کو گوند یا خطمی یا کسی اور لعاب سے جما لیتے ہیں۔ عربی زبان میں اس کو تلبید کہتے ہیں:

۶۱۳۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو جمائے ہوئے لبیک پکار رہے تھے۔

بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

باب: ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندھنا۔

۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے سُنا کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس ہی احرام باندھا یعنی لبیک پکاری ف

ف اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ سے احرام باندھا بعضے کہتے ہیں ذوالحلیفہ کی مسجد سے جہاں دوگانہ احرام کا ادا کیا بعضے کہتے ہیں جب مسجد سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوئے بعضے کہتے ہیں جب آپ بیداء کی بلندی پر پہنچے۔ یہ اختلاف درحقیقت اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان تینوں مقاموں میں آپؐ نے لبیک پکاری ہوگی۔ بعضوں نے اوّل اور دوسرے مقام کی نہ سنی ہوگی بعضوں نے اوّل کی نہ سنی ہوگی دوسرے کی سنی ہوگی۔ ان کو یہی گمان ہوا کہ یہیں سے احرام باندھا:

بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ۔

۶۱۵-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ۔

باب: مُحرِم کو کون سے کپڑے پہننا درست نہیں ہیں۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے ف۱ عرض کیا یا رسول اللہ محرم کون سے کپڑے پہنے آپؐ نے فرمایا کُرتہ نہ پہنے نہ عمامہ نہ پاجامہ، نہ کن ٹوپ (یا باران کوٹ) اور نہ موزہ مگر جس کو جوتیاں نہ ملیں تو وہ موزے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن سکتا ہے اور وہ کپڑا بھی (احرام میں نہ پہنو) جس میں زعفران یا ورس لگی ہو ف۲

ف۱ حافظ نے کہا اس کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا ؛ ف۲ ورس ایک زرد گھانس ہوتی ہے خوشبودار اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مُحرِم کو یہ کپڑے پہننا ناجائز ہیں۔ حنابلہ کہتے ہیں ، اگر کسی کو تہ بند نہ ملے تو وہ پاجامہ پہن لے لیکن جب تہ بند مل جائے تو پاجامہ اتار ڈالے۔ اسی طرح ہر سِلا ہُوا کپڑا پہننا محرم مرد کو ناجائز ہے لیکن عورتوں کو درست ہے ؛

بَابُ الرُّكُوبِ وَالْارْتِدَافِ فِي الْحَجِّ۔

۶۱۶-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ،

باب: سواری پر حج کرنا اور سواری پر ایک ساتھ بیٹھنا درست ہے۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا مجھ سے میرے باپ جریر بن حازم نے انہوں نے یونس بن یزید ایلی سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ عرفات سے مزدلفہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسامہ بن زید سوار تھے۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپؐ نے

ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى، قَالَ: فَكِلَاهُمَا قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا، پھر دونوں کو بٹھایا۔ ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں ماریں ف۱

ف۱ اس وقت لبیک موقوف کیا۔

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ، وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ، وَقَالَتْ: لَا تَلَثَّمْ، وَلَا تَتَبَرْقَعْ، وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ، وَقَالَ جَابِرٌ: لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا، وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ، وَالْمُوَرَّدِ، وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُبْدِلَ ثِيَابَهُ۔

باب: مُحرم چادر اور تہ بند اور کون کون سے کپڑے پہنے اور حضرت عائشہؓ نے احرام کی حالت میں کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ف۱ اور کہتی تھیں عورت احرام کی حالت میں اپنے ہونٹ نہ چھپائے نہ اپنے منہ پر برقع ڈالے نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو ف۲ اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا کسم کو میں خوشبو نہیں سمجھتا ف۳ اور حضرت عائشہؓ نے کہا عورت احرام کی حالت میں زیور، کالا اور گلابی کپڑا اور موزہ پہن سکتی ہے ف۴ اور ابراہیم نخعی نے کہا مُحرم احرام میں کپڑے بدل سکتا ہے ف۵

ف۱ اس کو سعید بن منصور نے قاسم بن محمد کے طریق سے باسنادِ صحیح وصل کیا اور جمہور علما کسم کا رنگ محرم کے لئے جائز سمجھتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اس سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خوشبو ہے۔ اگر کوئی کسم کا رنگا ہوا کپڑا احرام میں پہنے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ ف۲ اس کو امام بیہقیؒ نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو امام شافعیؒ نے وصل کیا۔ ف۴ اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا ہے اور موزے کے جواز کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۵ اس کو سعید بن منصور نے اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

٦١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل ابن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ کو کریب نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے کنگھی کرکے بالوں میں تیل لگا کر چلے ظہر اور عصر کے بیچ

بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ
وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمْ يَنْهَ
عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ
تُلْبَسُ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى
الْجِلْدِ، فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ
رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ
هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ، وَذَلِكَ
لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ،
فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ
ذِي الْحَجَّةِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ
أَجْلِ بُدْنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا، ثُمَّ نَزَلَ
بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ
بِالْحَجِّ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ
طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَ
أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ وَ
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ
رُءُوسِهِمْ، ثُمَّ يَحِلُّوا، وَذَلِكَ لِمَنْ
لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا، وَمَنْ
كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ،
وَالطِّيبُ وَالثِّيَابُ۔

میں ہفتہ کے دن) اور اپنا تہ بند پہنا اور چادر اوڑھی، آپ کے اصحاب نے بھی تہبند اور چادر پہنی آپ نے چادروں اور تہبندوں سے بالکل منع نہیں کیا ف۱ مگر ہاں اس کپڑے سے منع کیا جو زعفران میں رنگا ہوا ہو، زعفران بھی اتنی کہ بدن پر جھڑ رہی ہو۔ خیر صبح کے وقت آپ ذوالحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب وہ بیداء پر آپ کو لے کر پہنچی تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے احرام باندھا (لبیک پکاری) اور اونٹوں کے گلے میں ہار ڈالے اس وقت ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی تھے ف۲ خیر آپ مکہ میں اس وقت پہنچے جب ذی الحجہ کے چار دن گزر گئے تھے (اتوار کے دن صبح کو) آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے مابین دوڑے اور چونکہ آپ قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے، ان کے گلے میں ہار ڈالے تھے اس لئے احرام نہ کھول سکے آپ مکہ کے بالائی حصہ میں حجون پہاڑ ف۳ کے پاس اترے اور حج کا احرام باندھے رہے طواف کرنے کے بعد پھر آپ کعبہ کے پاس بھی نہیں گئے یہاں تک کہ عرفات سے لوٹے ف۴ اور آپ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرکے بال کترا ڈالیں اور احرام کھول دیں مگر یہ حکم انہی لوگوں کو دیا جن کے ساتھ قربانی کا اونٹ نہ تھا جس کو ہار پہنایا ہو اور جس کے ساتھ اس کی بی بی تھی اس کو اپنی بی بی سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا سب درست ہو گیا۔

ف۱ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ محرم کو چادر اور تہبند پہننے کی اجازت ہوئی۔ ف۲ یعنی آپ ہفتہ کے دن مدینہ منورہ سے نکلے تھے اس دن ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ تھی اگر مہینہ تیس دن کا ہوتا تو پانچ دن باقی رہے تھے لیکن اتفاق سے مہینہ ۲۹ دن کا ہو گیا اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ پنجشنبہ کو واقع ہوئی کیونکہ دوسری روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ عرفات میں جمعہ کے دن ٹھیرے تھے ابن حزم نے جو کہا کہ آپ جمعرات کے دن مدینہ سے نکلے تھے یہ ذہن میں نہیں آتا البتہ ممکن ہے کہ آپ جمعہ کو مدینہ سے نکلے ہوں مگر صحیحین کی روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس دن ظہر کی مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں۔ ان روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن نہ تھا۔ ف۳ حجون نے

بفتح حائے مہملہ اور ضم جیم ایک پہاڑ ہے محصب کے قریب مسجد عقبہ کے برابر اور مشارق میں ہے حجون جنۃ المعلیٰ کے مقبرہ کو کہتے ہیں۔ ؎ آپ کچھ کاموں میں مشغول ہوں گے آپ کو بالکل فرصت نہ ہوئی ہوگی کہ کعبہ کے پاس آکر نفل طواف کرتے۔

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتَّى أَصْبَحَ، قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب: ذوالحلیفہ میں (مدینہ سے چل کر) صبح تک ٹھیرنا۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ؎

؎ یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ طریق الشجرہ میں۔

۶۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهَلَّ.

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام ابن یوسف نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ سے محمد ابن منکدر نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں (ظہر کی) چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر (عصر کی) دو رکعتیں۔ پھر رات کو وہیں رہ گئے صبح کو ذوالحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب وہ آپ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپ نے لبیک پکاری۔

---

۶۱۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں (وہاں پہنچ کر قصر شروع کر دیا) ابوقلابہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ رات کو ذوالحلیفہ میں رہے صبح تک۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ۔

باب: لبیک بلند آواز سے کہنا ف

ف جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ لبیک پکار کر کہنا مستحب ہے مگر یہ مرد کے لئے ہے عورت آہستہ کہے۔ امام احمدؒ نے مرفوعاً ابو ہریرہؓ سے نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لبیک پکارنے کا حکم دیا اب لبیک کہنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک سنت ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بغیر لبیک کہے احرام پورا نہ ہوگا۔

٦٢٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں اور میں نے سنا کہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کا پکار کر نام لے رہے تھے ف

ف یعنی جن لوگوں نے قران کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قران کیا تھا جو کوئی قران کرے وہ یوں کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ اور جو کوئی مفرد حج کرے وہ لبیک بحجۃ کہے اور جو کوئی صرف عمرہ کرے وہ لبیک بعمرۃ کہے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ۔

باب: لبیک کا بیان۔

٦٢١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لبیک کہتے: لبیک اللّٰہم لبیک اخیر تک یا اللہ میں حاضر ہوتا ہوں، حاضر حاضر، تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوتا ہوں ساری تعریف اور نعمت اور بادشاہت تجھ ہی کو سزاوار ہے تیرا کوئی ساجھی نہیں ف

ف ایک روایت میں یوں آیا ہے لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ ایک روایت میں یوں ہے لَبَّيْكَ حَجًّا حَقًّا لَبَّيْكَ تَعَبُّدًا وَرِقًّا ایک روایت میں یوں ہے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنا اور بڑھایا لَبَّيْكَ مَرْغُوبًا وَمَرْهُوبًا إِلَيْكَ وَالنَّعْمَاءُ وَالْفَضْلُ الْحَسَنُ اس سے یہ نکلا کہ لبیک میں آدمی بڑھا سکتا ہے۔ بعضوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے زیادہ بڑھانا مکروہ رکھا ہے۔

٦٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي: لَبَّيْكَ، اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ. تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ: سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ سے انہوں نے ابی عطیہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا میں جانتی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح لبیک کہتے تھے آپؐ فرماتے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک۔ سفیان ثوری کی طرح ابو معاویہ نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا اور شعبہ نے کہا مجھ کو سلیمان اعمش نے خبر دی کہا میں نے خیثمہ سے سنا انہوں نے ابوعطیہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا۔ پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب: احرام باندھنے کے وقت جب جانور پر سوار ہونے لگے تو لبیک سے پہلے الحمد للہ سبحان اللہ اللہ اکبر کہنا۔

٦٢٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ، قَالَ: وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُولُ اللهِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں ہم آپؐ کے ساتھ تھے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عصر کی دو رکعتیں پھر رات کو وہیں رہے۔ صبح کو وہاں سے سوار ہوئے جب آپؐ کی اونٹنی بیداء پر پہنچی تو آپؐ نے الحمد للہ سبحان اللہ اللہ اکبر کہا۔ پھر حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکاری اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا (یعنی قران کیا) جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے احرام کھول ڈالا ف پھر آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھا۔ انس رضؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حج سے فارغ ہو کر) اونٹوں کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کیا اور مدینہ میں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ۔

(عید الاضحیٰ کے دن) آپ نے دو چتکبرے مینڈھے کاٹے۔ امام بخاریؒ نے کہا بعض لوگ اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں ایوب سے انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے انسؓ سے ف۲

ف۱ یعنی عمرہ کرکے، مراد وہی لوگ ہیں جو اپنے ساتھ قربانی نہیں لائے تھے جیسے اوپر گزر چکا۔ ف۲ وہ شخص ابو قلابہ ہیں یا حماد بن سلمہ۔

بَابُ مَنْ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً۔

باب: جب سواری سیدھی کھڑی ہو، اس وقت لبیک کہنا۔

٦٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو صالح بن کیسان نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لبیک پکاری جب اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔

بَابُ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ،

باب: قبلے کی طرف منہ کرکے احرام باندھنا

وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى بِالْغَدَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ، ثُمَّ رَكِبَ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَبْلُغَ الْمَحْرَمَ، ثُمَّ يُمْسِكُ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ فِي الْغُسْلِ۔

اور ابو معمر نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ جب صبح کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھ لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے۔ پھر اس پر سوار ہوتے جب وہ ان کو لے کر اٹھ کھڑی ہوتی تو قبلے کی طرف منہ کرتے پھر لبیک کہتے رہتے جب حرم میں ف۱ پہنچتے تو لبیک چھوڑ دیتے۔ جب ذی طویٰ میں آتے ف۲ تو رات کو وہیں رہ جاتے صبح تک، صبح کی نماز پڑھ کر غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے عبدالوارث کی طرح اس حدیث کو اسمٰعیل نے بھی ایوب سے روایت کیا۔ اس میں غسل کا ذکر ہے ف۳

ف۱ حرم سے مراد زمین ہے حرم کی۔ بعضوں نے کہا مسجد مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب خانۂ کعبہ میں پہنچتے تو لبیک موقوف کر دیتے کیونکہ طواف اور سعی وغیرہ میں مشغول ہو جاتے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عطاء سے نکالا کہ ابن عمرؓ حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کر دیتے۔ پھر جب بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر لیتے تو لبیک کہتے رہتے ؛ ف۲ ذی طویٰ بالکل مکہ سے قریب ہے ایک میل پر۔ اب اس کو بیر زاہر کہتے ہیں ؛ ف۳ اسمٰعیل کی روایت کو خود مؤلف نے آگے چل کر وصل کیا ؛

۶۲۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى مَكَّةَ ادَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ، ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْكَبُ، وَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ہم سے سلیمان بن داؤد ابوالربیع نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح ابن سلیمان نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب (حج یا عمرے کے لئے) مکہ کو جانا چاہتے تو ایسا تیل لگاتے جس میں خوشبو نہ ہوتی۔ پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے، وہیں صبح کی نماز پڑھتے۔ پھر سوار ہوتے۔ جب اونٹنی ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو احرام باندھتے۔ پھر کہتے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي۔

باب: جب محرم نالے میں اترے تو لبیک کہے ف۱

ف۱ اسی طرح جب چڑھائی پر چڑھے رستہ بھر لبیک کہتے رہنا مستحب ہے لیکن اترتے چڑھتے اور زیادہ اس کے کہنے کی تاکید ہے۔

۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ: مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ: أَمَّا مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی عدی نے انہوں نے عبداللہ ابن عون سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن عباس رضؓ کے پاس بیٹھے تھے، لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی دو آنکھوں کے بیچ میں کافر لکھا ہوگا۔ ابن عباسؓ نے کہا میں نے تو یہ آنحضرتؐ سے نہیں سنا البتہ آپؐ نے یہ فرمایا گویا میں موسیٰؑ کو دیکھ رہا ہوں جب وہ نالے میں اترے تو لبیک کہہ رہے ہیں ف۱

ف۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلا مہلب نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ تو گزر گئے البتہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں

اور مؤید ہے اس کی دوسری حدیث جس میں یہ ہے کہ مریمؑ کے بیٹے فج الروحا میں احرام باندھیں گے۔ میں کہتا ہوں ایک روایت میں حضرت ابراہیمؑ کا بھی ذکر ہے اور گو حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ گزر گئے ہوں مگر ان کی مثالی صورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی جانا کچھ بعید نہیں جیسے شبِ معراج میں دکھائی گئی تھیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ خواب میں آپ نے یہ دیکھا ہو۔ حافظ نے کہا میرے نزدیک یہی معتمد ہے۔

بَابٌ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ؟ أَهَلَّ: تَكَلَّمَ بِهِ، وَاسْتَهْلَلْنَا وَأَهْلَلْنَا الْهِلَالَ، كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ، وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ. وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَهُوَ مِنَ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ.

باب حیض اور نفاس والی عورت کیونکر احرام باندھے عرب لوگ کہتے ہیں اَھَلَّ یعنی بات منہ سے نکالدی واستھللنا اور اھللنا الھلال ان سب لفظوں کے معنی ظاہر ہونا ہے اور استھل المطر کے معنی پانی ابر میں سے نکلا اور قرآن حکیم میں سورۂ مائدہ میں جو وما اہل لغیر اللہ بہ ہے اس کے معنی جس جانور پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے اور یہ بچہ کے استہلال سے نکلا ہے یعنی پیدا ہوتے وقت اس کا آواز کرنا ف

ف امام بخاری رہ کی غرض اس لغوی تحقیقات سے یہ ہے کہ اھلال کے اصلی معنی ظاہر ہونے کے ہیں اور چونکہ پکارنے اور آواز بلند کرنے میں بھی ایک امر کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا اہلال اس معنی میں بھی مستعمل ہوا اور حج کے باب میں اہلال کا شرعی معنی پکار کر لبیک کہنا ہے۔

٦٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ مِنْهُمَا جَمِيعًا، فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے، انہوں نے کہا ہم حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (مدینے سے مکہ کو) روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں کے ساتھ قربانی ہے، وہ تو حج کے ساتھ عمرہ کا بھی احرام باندھیں، وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے جب تک دونوں سے فراغت نہ کرلیں۔ خیر جب میں مکہ پہنچی تو حائضہ ہو گئی میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کا اور میں نے اپنا یہ شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا (کہ حج کے دن آپہنچے میں ابھی عمرے سے بھی فارغ نہیں ہوئی) آپؐ نے فرمایا سر

وَدَعِي الْعُمْرَةَ، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ، قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے اور عمرے کو رہنے دے ف١ میں نے ایسا ہی کیا جب ہم حج پورا کر چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو میرے ساتھ دے کر مجھ کو تنعیم کو بھیجا میں نے وہاں سے عمرہ کیا آپ نے فرمایا یہ عمرہ اس عمرے کا بدل ہے ف٢ حضرت عائشہؓ نے کہا تو جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالا۔ پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد دوسرا طواف یعنی طواف الزیارۃ کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی تھی، انہوں نے ایک ہی طواف یعنی طواف الزیارۃ کیا ف٣

ف١ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حیض والی عورت کو حج یا عمرے کا احرام باندھنا درست ہے۔ وہ احرام کا دوگانہ نہ پڑھے، صرف لبیک پکار کر حج یا عمرے کی نیت کر لے۔ اس روایت سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عمرہ چھوڑ دیا اور حج مفرد کا احرام باندھا۔ حنفیہ کا یہی قول ہے اور شافعیؒ کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عمرے کو بالفعل رہنے دے، حج کے ارکان ادا کرنا شروع کر دے تو حضرت عائشہؓ نے قران کیا اور سر کھولنے اور کنگھی کرنے میں احرام کی حالت میں قباحت نہیں۔ اگر بال نہ اکھڑیں مگر یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے۔ ف٢ جس کو تو نے چھوڑ دیا تھا۔ بظاہر اس روایت سے اور نیز امام بخاریؒ کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے جا رہی ہوں، حنفیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حج مفرد کیا تھا۔ شافعیؒ کہتے ہیں اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس عمرہ کے بدلے ہے جس کو تو نے اکیلا پہلے کرنا چاہا تھا تو یہ عمرہ جو تنعیم سے انہوں نے کیا نفل ہو گا مگر یہ تاویل حدیث کے دوسرے لفظوں پر نہیں جمتی۔ ف٣ اس لئے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور عمرے کے افعال حج میں شریک ہو جاتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ فقط حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قارن کو دو طواف اور دو سعی کرنی چاہئیں اور سابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور ابن مسعودؓ اور امام حسن بن علیؓ سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں مگر کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ بعضے حنفیوں نے ابن عمرؓ کی حدیث سے دلیل لی جو دارقطنی نے نکالی کہ آنحضرتؐ نے حج اور عمرے میں جمع کیا اور دو طواف کئے دو بار سعی کی۔ بعضوں نے ابن مسعودؓ اور عمران بن حصین کی حدیثوں سے مگر ان سب حدیثوں میں کلام ہے اور ضعف کی وجہ سے وہ حجت لینے کے لائق نہیں ہیں۔ کذا فی ارشاد الساری۔

بَابُ مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب : جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے احرام میں یہ نیت کی کہ جو نیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ف۱

ف۱ اس کو خود امام بخاریؒ نے باب بعث علی الی الیمن میں وصل کیا ؛

۶۲۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے کہ عطاء بن ابی رباح نے کہا جابرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور سراقہ بن مالک کا قول بیان کیا ف۱

ف۱ یہ حدیث آگے باب عمرۃ التنعیم میں مذکور ہوگی۔

۶۲۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ: قَالَ: سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْأَصْفَرَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: بِمَا أَهْلَلْتَ؟ قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ، وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟ قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ۔

ہم سے حسن بن علی خلال ہذلی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا ہم سے سلیم بن حیان نے کہا میں نے مروان اصفر سے سنا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا حضرت علیؓ یمن سے (مکہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا تم نے احرام کاہے کا باندھا؟ انہوں نے کہا اسی کا جو آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ تو قربانی ہے ورنہ میں احرام کھول ڈالتا، اور محمد بن بکر نے ابن جریج سے یوں روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم نے کیا احرام باندھا؟ انہوں نے کہا میں نے یہ پکارا کہ جو احرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپؐ نے فرمایا قربانی دے اور احرام میں رہ جیسے اب ہے۔

۶۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمٍ بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ : بِمَا أَهْلَلْتَ؟ قُلْتُ : أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ؟ قُلْتُ : لَا، فَأَمَرَنِي فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَحْلَلْتُ فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَّطَتْنِي أَوْ غَسَلَتْ رَأْسِي، فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ، قَالَ تَعَالَى - وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ - وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یمن میں میری قوم کی طرف بھیجا۔ میں لوٹ کر آیا۔ اس وقت آپ بطحا میں تھے (مکہ کے میدان میں) آپؐ نے پوچھا تو نے کیا احرام باندھا؟ میں نے کہا وہی جو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ آپؐ نے پوچھا تیرے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تب آپؐ نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرکے احرام کھول ڈالوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا ف۱ اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی یا میرا سر دھویا۔ جب حضرت عمرؓ کا وقت آیا (وہ خلیفہ ہوئے) تو انہوں نے کہا اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کریں تو وہ یہ حکم دیتی ہے کہ حج اور عمرہ پورا کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور حج اور عمرہ پورا کرو خدا کی رضامندی کے لئے اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو آنحضرتؐ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہیں کاٹی ف۲

ف۱ اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا۔ یہ عورت قیس قبیلے کی ایک عورت تھی اور شاید ابوموسیٰ کی محرم ہوگی ؛ ف۲ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے صحیح نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احرام نہیں کھولا اس کی وجہ خود بیان فرما دی کہ آپؐ کے ساتھ ہدی تھی اور حدیث کے خلاف کسی کی رائے قبول نہیں ہو سکتی خواہ حضرت عمرؓ ہوں یا کوئی اور۔ حضرات مقلدین کو غور کرنا چاہیے کہ جب حضرت عمرؓ، جو خلیفہ راشد تھے اور جن کی پیروی کرنے کا خاص حکم نبویؐ ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر حدیث کے خلاف قابل اقتدا نہ ٹھیرے تو اور کسی امام یا مجتہد کی کیا بساط ہے ؛

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ - إِلَى قَوْلِهِ - فِي الْحَجِّ - وَقَوْلِهِ - يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ

باب : اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا حج کے مہینے مقرر ہیں جو کوئی ان میں حج کی ٹھان لے تو شہوت کی باتیں نہ کرے، نہ گناہ نہ جھگڑا جب حج کر رہا ہو۔ اسے پیغمبر!

مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَشْهُرُ الْحَجِّ: شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ، وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَكَرِهَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ أَوْ كَرْمَانَ.

لوگ تجھ سے چاند کو پوچھتے ہیں، کہہ دے چاند سے لوگوں کے کاموں کے اور حج کے وقت معلوم ہوتے ہیں اور ابن عمرؓ نے کہا حج کے مہینے یہ ہیں شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ف۱ اور ابن عباسؓ نے کہا سنت یہ ہے کہ حج کا احرام نہ باندھے مگر حج کے مہینوں میں ف۲ اور حضرت عثمانؓ نے کہا کوئی خراسان (یا ہندوستان) یا کرمان سے احرام باندھ کر چلے تو یہ مکروہ ہے ف۳

ف۱ اس کو ابن جریر طبری اور دارقطنی نے وصل کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام پہلے سے پہلے غرہ شوال سے باندھ سکتے ہیں لیکن اس سے پہلے درست نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک یوم النحر بھی ان میں داخل ہے لیکن شافعیؒ نے کہا داخل نہیں ؛ ف۲ اس کو ابن خزیمہ اور دارقطنی اور حاکم نے وصل کیا ؛ ف۳ بلکہ میقات یا میقات کے قریب سے احرام باندھنا سنت ہے اور بہتر ہے۔ گو میقات سے پہلے بھی باندھ لینا درست ہے۔ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور ابو احمد ابن سیار نے تاریخ مرو میں نکالا کہ جب عبداللہ بن عامر نے خراسان فتح کیا تو اس کے شکریہ میں انہوں نے منت مانی کہ میں یہیں سے احرام باندھ کر نکلوں گا جب حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ملامت کی۔ کہتے ہیں اسی سال حضرت عثمانؓ شہید ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۱۴۳۱ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ، فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ، قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا، قَالَتْ: فَالْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر حنفی نے کہا ہم سے افلح بن حمید نے کہا میں نے ف۱ قاسم بن محمد سے سنا انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا ہم (مدینہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے مہینوں میں اور حج کی راتوں میں اور حج کے موسم میں نکلے پھر سرف میں جاکر اترے ف۲ آپ اپنے اصحاب پر برآمد ہوئے اور فرمانے لگے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو تو میں چاہتا ہوں وہ حج کو عمرہ کر ڈالے اور جس کے ساتھ قربانی ہو وہ ایسا نہ کرے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، پھر کسی نے اس ارشاد پر عمل کیا اور کسی نے عمل نہیں کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ يَا هَنْتَاهُ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِأَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ، قَالَ: وَمَا شَأْنُكِ؟ قُلْتُ: لَا أُصَلِّي، قَالَ: فَلَا يَضِيرُكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ، فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا، قَالَتْ: فَخَرَجْنَا فِي حَجَّتِهِ حَتَّى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهَرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِنًى فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي النَّفْرِ الْآخِرِ حَتَّى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهُ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَاهُنَا فَإِنِّي أَنْظُرُكُمَا حَتَّى تَأْتِيَانِي، قَالَتْ: فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فَقَالَ: هَلْ فَرَغْتُمْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَآذَنَ بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ، فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ، ضَيْرٌ مِنْ ضَارَ يَضِيرُ ضَيْرًا، وَيُقَالُ ضَارَ يَضُورُ ضَوْرًا، وَضَرَّ يَضُرُّ ضَرًّا۔

وآلہ وسلم اور چند صحابہؓ جو زور قوت رکھتے تھے (احرام کے ممنوعات سے بچ سکتے تھے) اپنے ساتھ قربانی لائے تھے وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے (احرام نہیں کھول سکتے تھے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا روتی کیوں ہے بھولی بھالی عورت؟ میں نے عرض کیا آپ نے جو اپنے اصحابؓ سے فرمایا وہ میں نے سُنا ف۲ لیکن میں تو عمرہ ہی نہیں کر سکتی آپ نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی ف۳ آپ نے فرمایا (اس کا غم نہ کر) آخر تو بھی آدم کی ایک بیٹی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو اُن کی قسمت میں لکھا ہے تیرے لئے بھی لکھا ہے، تو حج کرتی رہ "اللہ سے امید ہے کہ وہ عمرہ بھی تجھ کو نصیب کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر ہم حج کرنے کے لئے نکلے جب میں (عرفات سے) منیٰ کو آئی اس وقت پاک ہوئی پھر میں منیٰ سے نکلی اور مکہ جا کر طواف الزیارۃ کیا بعد اس کے آخری کوچ میں میں آپ کے ساتھ نکلی ف۴ آپ محصب میں اُترے ہم آپ کے ساتھ اُترے اس وقت آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (بھائی) کو بلایا اور فرمایا اپنی بہن کو لے کر حرم کی حد سے باہر جا وہاں سے وہ عمرے کا احرام باندھے پھر دونوں عمرے سے فارغ ہو کر یہاں آ جاؤ میں تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نکلے (یعنی محصب سے) جب میں عمرے اور طواف سے فارغ ہوئی تو سحر کے وقت آپ کے پاس گئے آپ نے فرمایا تم فارغ ہو چکے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تب آپ نے اپنے اصحاب میں کوچ کی منادی کی۔ لوگوں نے چلنا شروع کیا آپ بھی چلے مدینہ کی طرف رُخ کیا۔ امام بخاری نے کہا حدیث میں جو لا یضیرک ہے وہ ضار یضیر ضیرا سے نکلا ہے بعضوں نے اس کو (اجوف واوی) یعنی ضار یضور ضورا کہا ہے اور جس روایت میں لا یضرک ہے وہ ضر یضر سے نکلا ہے ف۵

ف۱ سَرِف ایک مقام کا نام ہے مکّہ سے قریب دس میل پر، اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں ؛ ف۲ یعنی آپؐ کا یہ حکم کہ عُمرہ کرکے احرام کھول ڈالو؛ ف۳ کنایہ ہے حیض سے یعنی حائضہ ہوں ؛ ف۴ آخری کوچ منیٰ سے تیرھویں ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔ بعضے لوگ بارھویں ہی کو چلے جاتے ہیں یہ پہلا کوچ کہلاتا ہے ؛ ف۵ یعنی مضاعف سے اور معنیٰ دونوں کے ایک ہیں، یعنی تجھے کوئی نقصان نہیں ؛

بَابُ التَّمَتُّعِ، وَالْقِرَانِ، وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ، وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ۔

باب: تمتع اور قِران اور حج مفرد کا بیان ف۱ اور حج کو فسخ کرکے عُمرہ بنا دینا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو ف۲

ف۱ حج کی تین قسمیں ہیں ایک تمتع وہ یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھے اور مکّہ میں جاکر طواف اور سعی کرکے احرام کھول ڈالے پھر آٹھویں تاریخ حرم ہی میں سے حج کا احرام باندھے۔ دوسرے قران وہ یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے یا پہلے صرف عمرے کا احرام باندھے، پھر حج کو بھی اس میں شریک کرلے۔ اس صورت میں عمرے کے افعال حج میں شریک ہوجاتے ہیں اور عمرے کے افعال علیحدہ نہیں کرنے پڑتے۔ تیسرے حج مفرد یعنی میقات سے نرے حج ہی کا احرام باندھے ؛ ف۲ یہ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہلِ حدیث کے نزدیک جائز ہے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہ امر خاص تھا ان صحابہؓ سے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس کی اجازت دی تھی اور دلیل لیتے ہیں بلال بن حارثؓ کی حدیث سے جس میں یہ ہے کہ یہ تمہارے لئے خاص ہے اور یہ روایت ضعیف ہی اعتماد کے لائق نہیں۔ امام ابن قیم اور شوکانی اور محققینِ اہلِ حدیث نے کہا ہے کہ فسخ حج کو چوبیس صحابہؓ نے روایت کیا ہے، بلال بن حارث کی ایک ضعیف روایت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی ؛

۶۳۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ، وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا:

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ نکلے اور ہماری نیت حج ہی کی تھی۔ جب مکّہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کیا (یعنی اور لوگوں نے)، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو قربانی ساتھ نہیں لائے تھے یہ حکم دیا کہ احرام کھول ڈالیں۔ انہوں نے کھول ڈالا۔ آپؐ کی بی بیوں نے بھی احرام کھول ڈالا۔ وہ بھی قربانی نہیں لائی تھیں۔ مجھ کو حیض آگیا تھا،

فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ، قَالَ: وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَهُمْ، قَالَ: عَقْرَا حَلْقَا؟ أَوَمَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَتْ: قُلْتُ بَلَى، قَالَ: لَا بَأْسَ انْفِرِي، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا، أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا۔

اس لئے میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا ف۱ (حج کرتی چلی گئی) جب محصب کی رات آئی تو میں نے کہا، یا رسول اللہ! لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے۔ آپؐ نے فرمایا جب تو مکہ میں آئی تھی تو طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم تک جا۔ وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لے پھر (عمرے سے فارغ ہو کر) فلاں جگہ پر مجھ کو مل جانا۔ ام المؤمنین صفیہؓ کہنے لگیں میں شاید تم کو روک رکھوں گی۔ آپؐ نے فرمایا مردار سر منڈی کیا تو نے دسویں تاریخ طواف نہیں کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں طواف تو کر چکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر کیا ہے چل کوچ کر۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس وقت ملے جب آپؐ مکہ سے اوپر چڑھ رہے تھے اور میں مکہ پر اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی آپؐ اتر رہے تھے ف۲

ف۱ آپؐ نے ان صحابہؓ کو جو قربانی نہیں لائے تھے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا تو اس سے تمتع اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنے کا جواز معلوم ہوا اور حضرت عائشہؓ کو جو حج کی نیت کر لینے کا حکم دیا اس سے قران کا جواز نکلا، گو اس روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے مگر جب انہوں نے حیض کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کیا تھا اور حج کرنے لگیں تو یہ مطلب نکل آیا۔ اوپر کی روایتوں میں اس کی صراحت ہو چکی ہے؛ ف۲ یہ راوی کا شک ہے؛

٦٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالاسود سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن ابن نوفل سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، انہوں نے کہا کہ جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا ہم بھی آپؐ کے ساتھ گئے تھے اور ہم لوگوں میں کسی نے حج اور عمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام

بِالْحَجِّ، أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ۔

(پہلے) باندھا تھا (پھر عمرہ بھی شریک کر لیا) پھر جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا، ان کا احرام دسویں تاریخ تک نہ کھل سکا ف۲

ف۱ اس روایت سے حج کی تین قسموں کا جواز معلوم ہوا۔ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنا برا جانتے تھے۔ آپؐ نے اس کو جائز کر دیا ف۲ مراد وہ لوگ ہیں جو قربانی ساتھ لائے تھے لیکن جو قربانی نہیں لائے تھے ان کو آپؐ نے حج کو فسخ کر کے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔ اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ حج کی تینوں قسموں میں تمتع سب سے افضل ہے اور بعضوں نے قران کو افضل کہا ہے اور رد کرتا ہے اس قول کو آپؐ کا یہ فرمانا کہ اگر مجھے پہلے سے وہ معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور تمتع کرتا۔

٦٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے علی بن حسین (امام زین العابدین) سے، انہوں نے مروان بن حکم سے، انہوں نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب حضرت عثمانؓ (اپنی خلافت میں) تمتع اور قران سے منع کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ دیکھ کر یوں احرام باندھا لبیک بحجۃ وعمرۃ (یعنی قران کیا) اور کہنے لگے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کسی کے قول (یا فعل) سے نہیں چھوڑ سکتا ف۱۔

ف۱ حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع کو برا سمجھے۔ ان کو بھی یہی خیال ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فسخ کرا کے جو حکم عمرے کا دیا تھا وہ خاص تھا صحابہؓ سے۔ بعضوں نے کہا مکروہ تنزیہی سمجھا اور چونکہ حضرت عثمانؓ کا یہ خیال حدیث کے خلاف تھا اس لئے حضرت علیؓ نے اس پر عمل نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کسی کے قول سے چھوڑ نہیں سکتا۔ مسلمان بھائیو ذرا حضرت علیؓ کے اس قول کو غور سے دیکھو حضرت عثمانؓ خلیفۂ وقت اور خلیفہ بھی کیسے راشد اور امیر المومنین لیکن حدیث کے خلاف ان کا قول پھینک دیا گیا اور خود ان کے سامنے ان کا خلاف کیا گیا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا ہے جو امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعیؒ کے قول کو لئے رہتے ہو اور حدیث صحیح کے خلاف ان کے قول پر عمل کرتے ہو۔ یہ صریح گمراہی ہے، خدا کے لئے اس سے باز آؤ اور ہمارا کہنا مانو، ہم نے جو حق بات تھی وہ تم کو بتا دی۔ آئندہ تم کو اختیار ہے تم قیامت کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گے اپنا عذر بیان کر لینا۔

٦٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الأَرْضِ. وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ، وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ، وَعَفَا الأَثَرْ، وَانْسَلَخَ صَفَرْ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: حِلٌّ كُلُّهُ.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا عرب لوگ (جاہلیت کے زمانہ میں) حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کو صفر کر لیتے ف۱ اور کہتے جب اونٹ کی پیٹھ چنگی ہو جائے اور اس پر خوب بال اُگ آئیں ف۲ اور صفر گزر جائے تو عمرہ کرنے والے کو عمرہ درست ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ میں تشریف لائے، لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے یہ حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر ڈالو۔ یہ امر ان پر گراں گزرا ف۳ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عمرہ کر کے ہم کو کیا چیز حلال ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا سب چیزیں ف۴

ف۱ عرب میں یہ چار مہینے حرام کہلاتے ہیں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم۔ ان چاروں مہینوں میں لڑنا بھڑنا، لوٹ کھسوٹ کرنا حرام جانتے۔ بعضے عرب لوگ تین مہینے پے درپے حرام آنے سے یعنی ذی قعدہ ذی الحجہ محرم سے گھبرا جاتے اور لوٹ کھسوٹ کی طمع سے محرم کو حلال کر کے صفر بنا دیتے اور صفر کو محرم کر کے حرام سمجھتے ؛ ف۲ بعضوں نے وعفا الاثر کا یوں ترجمہ کیا ہے، اور حاجیوں کے چلنے کا نشان زمین سے مٹ جائے۔ بعضوں نے یوں کیا ہے اور پیٹھ کے زخم کا نشان مٹ جائے ؛ ف۳ ہر آدمی کے دل میں قدیمی رسم ورواج کا بڑا اثر رہتا ہے۔ جاہلیت کے زمانہ سے ان کا یہ اعتقاد چلا آتا تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا بڑا گناہ ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ کا یہ حکم اُن پر گراں گزرا ؛ ف۴ یعنی جتنی چیزیں احرام میں منع تھیں وہ درست ہو جائیں گی۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید عورتوں سے جماع درست نہ ہو جیسے رمی اور حلق اور قربانی کے بعد سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں ۱۲ منہ — دوسری روایت میں ہے کہ بعضے صحابہؓ کو اس میں تامل ہوا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ کیا ہم حج کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا یہ حال دیکھ کر سخت ملال ہوا کہ میں حکم دیتا ہوں اور یہ اس کی تعمیل میں تامل کرتے ہیں اور چہ میگوئیاں نکالتے ہیں لیکن جو صحابہؓ قوی الایمان تھے انہوں نے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا اور عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا کہ پیغمبر صاحبؐ جو حکم دیں وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت اور مشقت اٹھانے سے غرض کیا ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی۔ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا تو کیا چیز ہے اگر عین حج میں آپؐ جماع کرنے کا حکم صادر فرماتے تو ہم اسی وقت بجا لاتے۔ ہم اللہ کی مرضی کیا جانیں جو حکم آپؐ دیں اسی میں اللہ کی مرضی ہے گو سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا رہے، ان کا قول اور خیال انہی کو مبارک رہے ہم کو مرتے ہی اپنے

پیغمبر کے ساتھ رہنا ہے۔ اگر بالفرض دوسرے مجتہد یا امام یا پیر مرشد، درویش، ولی، قطب یا غوث پیغمبر صاحب کی پیروی کرنے میں ہم سے خفا ہو جائیں تو ہم کو ان کی خفگی کی ذرا بھی پروا نہیں ہے۔ ہم کو قیامت میں ہمارے پیغمبر صاحب کا سایہ عاطفت بس کرتا ہے۔ سارے ولی، درویش اور غوث اور قطب اور مجتہد اور امام اسی بارگاہ کے ایک ادنیٰ کفش بردار ہیں، کفش برداروں کو راضی رکھیں یا اپنے سردار کو۔ اللھم صل اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم وارزقنا شفاعتہ یوم القیٰمۃ واحشرنا فی زمرۃ اتباعہ وثبتنا علی متابعتہ والعمل بسنتہ ؛

٦٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْحِلِّ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے وہ (یمن سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حج وداع میں) آئے۔ آپؐ نے عمرہ کرکے انہیں احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔

٦٣٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے ام المومنین حفصہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہوں نے کہا یارسول اللہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انہوں نے عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا اور آپؐ نے عمرہ کرکے احرام نہیں کھولا آپؐ نے فرمایا میں نے اپنے بال جما لئے تھے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو جب تک میں قربانی نحر نہ کروں احرام نہیں کھول سکتا۔

٦٣٨- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا أَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ: تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی نے انہوں نے کہا میں نے تمتع کیا تو کئی لوگوں نے اس سے منع کیا آخر میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا انہوں نے کہا تمتع کر۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا جیسے

فَأَمَرَنِي، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي: حَجٌّ مَبْرُورٌ، وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي وَأَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي، قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ وَلِمَ؟ فَقَالَ لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ۔

ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے تیرا حج مبرور ہوا اور تیرا عمرہ مقبول ہوا۔ میں نے یہ خواب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا اس میں شک کیا ہے تمتع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ف۲ پھر انہوں نے کہا تو میرے پاس رہ جا اور میں اپنے مال میں تیرا ایک حصہ لگا دوں گا۔ شعبہ نے کہا میں نے ابوجمرہ سے پوچھا اس کی وجہ کیا تھی انہوں نے کہا وہی خواب جو میں نے دیکھا تھا ف۳

ف حافظ نے کہا مجھے ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے۔ یہ عبداللہ بن زبیرؓ کا زمانہ تھا وہ بھی تمتع سے منع کرتے تھے؛ ف۲ اور سنت کے موافق جو کوئی کام کرے وہ ضرور اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا سنت کے موافق تھوڑی سی عبادت بھی خلاف سنت بڑی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ علماء دین سے منقول ہے کہ ادنیٰ سنت کی پیروی سے جیسے فجر کی سنت کے بعد لیٹ جانا درجہ میں بڑی بڑی بدعات حسنہ سے مثلاً بنائے مدارس وغیرہ سے زیادہ ہے اور ساری نعمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور کفش برداری کی وجہ سے ملتی ہے۔ پروردگار کو کسی کی عبادت کی احتیاج نہیں۔ بڑے سے بڑا دنیا کا بادشاہ اور اس کی دولت خداوند کریم کے نزدیک ایک پر پشہ سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے۔ اس کو یہ پسند ہے کہ اس کے حبیبؐ کی چال ڈھال اختیار کی جائے۔ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن، کیا یہ مثل تم نے نہیں سنی ہے؟ ف۳ ابن عباسؓ کو ابوجمرہ کا یہ خواب بہت بھلا معلوم ہوا کیونکہ انہوں نے جو فتویٰ دیا تھا اس کی صحت اس سے نکلی۔ ہر چند خواب کوئی شرعی حجت نہیں ہے مگر نیک لوگوں کے خواب جب شرعی امور کی تائید میں ہوں تو ان کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے؛

۶۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ قَالَ: قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ لِي أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ: تَصِيرُ الْآنَ حَجُّكَ مَكِّيًّا، فَدَخَلْتُ عَلَى عَطَاءٍ أَسْتَفْتِيهِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا، فَقَالَ لَهُمْ: أَحِلُّوا مِنْ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابوشہاب نے، انہوں نے کہا میں نے تمتع کی نیت سے عمرے کا احرام باندھ کر مکہ میں آیا آٹھویں ذی الحجہ سے تین دن پہلے مکہ میں پہنچا تو مکہ کے چند لوگ مجھ سے کہنے لگے اب تیرا حج مکی ہو جائے گا ف (یعنی اس کا ثواب کم ملے گا) یہ سن کر میں عطاء بن ابی رباح کے پاس گیا ان سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا مجھ سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دن حج کیا جس دن قربانی کے جانور آپ کے ساتھ ہانکے۔ ان لوگوں نے مفرد حج کا احرام باندھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تم طواف اور صفا مروہ کی سعی کرکے

إِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا ثُمَّ أَقِيمُوا حَلاً لاَ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً، فَقَالُوا: كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ؟ فَقَالَ: افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْلاَ أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ، وَلَكِنْ لاَ يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَبُو شِهَابٍ: لَيْسَ لَهُ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ إِلاَّ هَذَا۔

اپنا احرام کھول ڈالو اور بال کترا دو، پھر اسی طرح بے احرام ٹھیرے رہو جب آٹھویں تاریخ ہو تو (مکہ ہی سے) حج کا احرام باندھو اور اس طرح اپنے حج مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی تمتع کر دو۔ انہوں نے کہا ہم اس کو تمتع کیسے کر دیں، ہم نے تو احرام باندھتے وقت حج کا نام لیا تھا؟ آپ نے فرمایا میں جیسے کہتا ہوں ویسا کرو۔ اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا لیکن میں کیا کروں، جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے کوئی چیز جو احرام میں حرام ہے مجھ پر حلال نہیں ہو سکتی ف پھر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ امام بخاری نے کہا ابوشہاب راوی سے ایک یہی مرفوع حدیث مروی ہے۔

ف مکی حج سے یہ مراد ہے کہ مکہ والے جو مکہ سے حج کیا کرتے ہیں ان کو چونکہ تکلیف اور محنت کم ہوتی ہے لہٰذا ثواب بھی زیادہ نہیں ملتا۔ ان لوگوں کی یہ غرض تھی کہ جب تم نے تمتع کیا اور حج کا احرام مکہ سے باندھا تو اب ثواب حج کا اتنا نہ ملے گا جتنا حج مفرد میں ملتا جس کا احرام باہر سے باندھا ہوتا ؛ ف جابر رضی نے یہ حدیث بیان کر کے مکہ والوں کا رد کیا اور ابوشہاب کا شبہ دور کر دیا کہ تمتع میں ثواب کم ملے گا۔ تمتع تو سب قسموں میں افضل ہے اور اس میں افراد اور قران دونوں سے زیادہ ثواب ہے ؛

٦٤٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَعْوَرُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا تُرِيدُ إِلاَّ أَنْ تَنْهَى عَنْ أَمْرٍ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے کہا حضرت علی رضی اور حضرت عثمان رضی نے عسفان میں ف تمتع کے بارے میں اختلاف کیا۔ حضرت علی رضی نے کہا تمہارا مطلب کیا ہے، تم اس کام سے منع کرتے ہو جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ حضرت عثمان رضی نے لاجواب ہو کر کہا یہ بحث جانے دو ؛ جب حضرت علی رضی نے یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا۔

ف عسفان ایک مقام ہے مکہ سے ۳٦ میل پر ہمارے زمانے میں وہ حاجیوں کی جو مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں دوسری منزل ہوتی ہے

پہلی منزل فاطمہ وادی دوسری عسفان۔ عسفان میں تربوز ایسے عمدہ پیدا ہوتے ہیں کہ ویسے عمدہ تربوز کسی نے بہت کم کھائے ہوں گے۔ ایسا خشک ریت کا ملک اور ایسے شاداب تربوز خدا کی قدرت صاف معلوم ہوتی ہے۔ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تو تمتع نہیں کیا تھا مگر دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیا تو گویا خود کیا۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بحث تو تمتع میں تھی۔ پھر حضرت علیؓ نے قران کیا اس کا کیا مطلب، جواب یہ ہے کہ قران اور تمتع دونوں کا ایک حکم ہے حضرت عثمانؓ دونوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ عجیب بات ہے قرآن شریف میں صاف یہ موجود ہے فمن تمتع بالعمرة الی الحج اور احادیث صحیحہ متعدد صحابہؓ سے موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کا حکم دیا۔ پھر ان صاحبوں کا اس سے منع کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اس تمتع کے خلاف تھے کہ حج کی نیت کرکے حج کا فسخ کرنا، اس کو عمرہ بنا دینا مگر یہ بھی صراحتاً احادیث سے ثابت ہے۔ بعضوں نے کہا یہ ممانعت بطور تنزیہ کے تھی یعنی تمتع کو فضیلت کے خلاف جانتے تھے یہ بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ حدیث سے صاف یہ ثابت ہے کہ تمتع سب سے افضل ہے۔ حاصل کلام یہ مقام مشکل ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ کے مقابل کوئی جواب نہ بن پڑا۔

بَابُ مَنْ لَبَّى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ.

باب: اگر کوئی لبیک میں حج کا نام لے ف۱

ف۱ یعنی لبیک حج کی پکارے اور حج کا احرام باندھے جب بھی مکہ میں پہنچ کر حج کو فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کرکے احرام کھول سکتا ہے۔

٦٤١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً.

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور حج کی لبیک کہہ رہے تھے۔ پھر جب مکہ میں پہنچے تو آپ نے حکم دیا۔ ہم نے حج کو عمرہ کر دیا۔

بَابُ التَّمَتُّعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تمتع جاری ہونا۔

٦٤٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ، عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے، انہوں نے قتادہ سے کہا مجھ سے مطرف نے بیان کیا، انہوں نے عمران بن حصین سے

قَالَ: تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَقَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ۔

سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تمتع کیا اور خود قرآن میں تمتع کا حکم اترا لیکن ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہہ دیا ف

ف اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں یا حضرت عثمانؓ بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان کی تقلید کی تھی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ: أَهَلَّ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلَلْنَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ، طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ، وَقَالَ: مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ، ثُمَّ أَمَرَنَا عَشِيَّةَ التَّرْوِيَةِ أَنْ نُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَإِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جِئْنَا فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَقَدْ تَمَّ حَجُّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْيُ، كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا تمتع یا قربانی کا حکم، ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں اور ابوکامل فضیل بن حسین بصری نے کہا ہم سے ابومعشر بن یزید براء نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان ابن غیاث نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، ان سے پوچھا گیا حج میں تمتع کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا مہاجرین اور انصار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیاں سبھوں نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا، ہم نے بھی احرام باندھا جب ہم مکہ میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حج کے احرام کو عمرے کا احرام کر دو مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ نہ کرے۔ یہ سن کر ہم نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا (احرام کھول ڈالا) عورتوں سے صحبت کی سلے ہوئے کپڑے پہنے آپؐ نے یہ فرمایا کہ جس نے قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہو وہ جب تک قربانی ذبح نہ ہولے، احرام نہیں کھول سکتا۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ شام کو آپؐ نے یہ حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھیں۔ جب ہم حج کے کاموں سے فارغ ہوئے تو مکہ میں آئے اور بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ ہمارا حج پورا ہو گیا۔ اب ہم پر قربانی لازم ہوئی جیسے اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جو قربانی میسر ہو وہ کرے جس کو قربانی مقدور نہ ہو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے

سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَى أَمْصَارِكُمُ الشَّاةُ تَجْزِي، فَجَمَعُوا نُسُكَيْنِ فِي عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ وَسَنَّهُ نَبِيُّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَاحَهُ لِلنَّاسِ غَيْرَ أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ اللهُ- ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ- وَأَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَى: شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، فَمَنْ تَمَتَّعَ فِي هٰذِهِ الْأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ أَوْصَوْمٌ، وَالرَّفَثُ: الْجِمَاعُ، وَالْفُسُوقُ: الْمَعَاصِي، وَالْجِدَالُ: الْمِرَاءُ-

اور سات روزے جب اپنے شہر کو لوٹے ف قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے تو لوگوں نے دونوں عبادتیں یعنی حج اور عمرہ ایک ہی سال میں ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اپنی کتاب میں اتارا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جاری کیا اور مکہ والوں کے سوا اور لوگوں کے لئے جائز رکھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں ف۲ اور حج کے مہینے جن کا قرآن میں ذکر ہے (الحج اشہر معلومات) یہ ہیں شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ جو کوئی ان مہینوں میں تمتع کرے وہ یا تو قربانی دے یا مقدور نہ ہو تو روزے رکھے اور رفث کے معنی جماع (یا فحش باتیں) اور فسوق گناہ اور جدال لوگوں سے جھگڑنا ہے۔

ف یہ عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ جب حاجی لوٹ کر اپنے ملک میں آئے اس وقت یہ سات روزے رکھے۔ اگر کوئی حج کے بعد مکہ ہی میں رہ جائے تو وہیں یہ روزے رکھ لے۔ ف۲ اختلاف ہے کہ حاضری المسجد الحرام کون لوگ ہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک اہل مکہ مراد ہیں۔ بعضوں کے نزدیک اہل حرم۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور شافعیؒ کا یہ قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو مکہ سے مسافت قصر کے اندر رہتے ہوں۔ حنفیہ کے نزدیک مکہ والوں کو تمتع درست نہیں اور شافعیؒ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ مکہ والے تمتع کر سکتے ہیں لیکن ان پر قربانی یا روزے واجب نہیں ہیں اور ذٰلک کا اشارہ اسی طرف ہے یعنی یہ قربانی اور روزوں کا حکم۔ حنفیہ کہتے ہیں ذٰلک کا اشارہ تمتع کی طرف ہے یعنی تمتع اسی کو جائز ہے جو مسجد حرام کے پاس نہ رہتا ہو یعنی آفاقی ہو۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ-

باب: مکہ میں گھسنے لگے تو غسل کرنا۔ ف

ف یہ غسل ہر ایک کے لئے مستحب ہے گو حائضہ یا نفاس والی عورت ہو۔ اگر کوئی تنعیم سے عمرے کا احرام باندھ کر آئے اور احرام باندھتے وقت غسل کر چکا ہو تو مکہ میں گھستے وقت پھر غسل کرنا مستحب نہیں کیونکہ تنعیم مکہ سے بہت قریب ہے البتہ اگر دور سے احرام باندھ کر آیا ہو جیسے جعرانہ یا حدیبیہ سے تو پھر غسل کر لینا مستحب ہے۔ قسطلانی۔

۶۴۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی

قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طُوًى ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

انہوں نے نافع سے، انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ جب حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے پھر رات کو ذی طویٰ میں رہ جاتے ف پھر لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور یہ بیان کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

ف جو ایک کنواں ہے بالکل مکہ کے قریب، مکہ سے ایک میل پر؛

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ نَهَارًا أَوْ لَيْلًا، بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ۔

باب: مکہ میں دن اور رات کو جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ذی طویٰ میں رہ گئے صبح تک، پھر مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ذی طویٰ میں رہ گئے، صبح تک وہیں رہے، پھر مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے ف

ف ترجمہ باب میں رات کو بھی داخل ہونا مذکور ہے لیکن کوئی حدیث اس مضمون کی امام بخاریؒ نہیں لائے۔ اصحاب سنن نے روایت کیا کہ آپؐ جعرانہ کے عمرے میں مکہ میں رات کو داخل ہوئے اور شاید امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا کہ ذی طویٰ گویا خود مکہ ہے اور آپؐ شام کو وہاں پہنچے تھے تو اس سے رات کو داخل ہونے کا بھی جواز نکل آیا کیونکہ شام اور رات قریب ہی قریب ہیں۔ سعید بن منصور نے عطاء سے نکالا انہوں نے کہا مکہ میں رات کو جاؤ یا دن کو دونوں امر تمہارے لئے برابر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام وقت تھے تو آپؐ نے دن کو داخل ہونا مناسب سمجھا تاکہ سب لوگ آپؐ کو دیکھیں۔

بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ؟

باب: مکہ میں کدھر سے داخل ہو؟

۶۴۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے معن بن عیسٰی نے کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے

عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى۔

کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں بلند گھاٹی (یعنی جنت المعلیٰ) کی طرف سے داخل ہوتے اور نیچے کی گھاٹی (باب شبیکہ) کی طرف سے نکل جاتے۔

بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ ؟۔

باب: مکہ سے جاتے وقت کون سی راہ سے جائے؟

٦٤٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ، وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: كَانَ يُقَالُ هُوَ مُسَدَّدٌ كَاسْمِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ مُسَدَّدًا أَتَيْتُهُ فِي بَيْتِهِ فَحَدَّثْتُهُ لَا اسْتَحَقَّ ذٰلِكَ، وَمَا أُبَالِي كُتُبِي كَانَتْ عِنْدِي أَوْ عِنْدَ مُسَدَّدٍ،

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ میں کداء کی طرف سے یعنی اُونچی گھاٹی کی طرف سے جو بطحا میں ہے داخل ہوئے اور نیچے کی طرف سے نکلے (جاتے وقت) ف۱ امام بخاریؒ نے کہا مسدد اسم بامسمّٰی عہ تھے اور میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا، وہ کہتے تھے اگر میں مسدد کے گھر پر جا کر ان کو حدیث سنایا کرتا تو وہ اس لائق تھے اور میری کتابیں حدیث کی میرے پاس رہیں یا مسدد کے پاس مجھے کچھ پروا نہیں ہے ف۲

ف۱ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک راہ سے آنا اور دوسری راہ سے جانا مستحب ہے۔ ف۲ گویا یحییٰ قطان نے مسدد کی بے حد تعریف کی اور ان کو ثقہ اور ضابط قرار دیا۔

---

٦٤٧ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا۔

ہم سے حمیدی اور محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مکہ میں آئے تو اوپر کی بلند جانب سے داخل ہوئے اور جب گئے تو نیچے کی طرف سے نکل گئے۔

عہ یعنی مسدد کے معنی عربی زبان میں مضبوط اور درست ہے تو وہ حدیث کی روایت میں مضبوط اور درست تھے۔

٦٤٨- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ، وَخَرَجَ كُدًى مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے اسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کداء سے داخل ہوتے اور کدے سے نکل گئے جو مکہ کی بلند جانب ہے ف

ف کداء بالمد ایک پہاڑ ہے مکہ کے نزدیک اور کدی بضم کاف بھی ایک دوسرا پہاڑ ہے جو یمن کے راستے پر ہے۔ یہ روایت بظاہر اگلی روایتوں کے خلاف ہے لیکن کرمانی نے کہا یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور اگلی روایتوں میں حجۃ الوداع کا۔ حافظ نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ آپ کداء یعنی بلند جانب سے داخل ہوئے یہ عبارت من اعلیٰ مکۃ کداء سے متعلق ہے نہ کہ کدی بالقصر سے؛

٦٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ أَعْلَى مَكَّةَ، قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْ كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَاءٍ وَكُدًى، وَأَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ وَكَانَتْ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ۔

ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو عمرو بن حارث نے خبر دی، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ جس سال مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کداء سے جو مکہ کے بلند جانب ہے، مکہ میں داخل ہوئے۔ ہشام نے کہا اور عروہ مکہ میں کدا اور کدی دونوں مقاموں میں سے داخل ہوا کرتے اور اکثر کدی سے داخل ہوا کرتے جو اُن کے گھر سے قریب تھا۔

٦٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ، وَكَانَ عُرْوَةُ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ وَكَانَ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے، انہوں نے ہشام سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے کہا جس سال مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کداء بلند جانب سے مکہ میں داخل ہوئے اور عروہ اکثر کدی نشیبی جانب سے داخل ہوا کرتے، وہ ان کے گھر سے قریب تھا۔

٦٥١- حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ، وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا، وَكَانَ أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ أَقْرَبِهِمَا إِلَى مَنْزِلِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كَدَاءُ وَكُدًا: مَوْضِعَانِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا جس سال کہ فتح ہُوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدا کی جانب سے داخل ہُوئے اور عروہ دونوں طرف سے داخل ہُوا کرتے اور اکثر کُدیٰ کی طرف سے داخل ہوا کرتے جو اُن کے مقام سے بہت قریب تھا. امام بخاریؒ نے کہا کدا اور کُدیٰ دونوں مقاموں کے نام ہیں۔

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا وَقَوْلِهِ تَعَالَى

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ، وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

باب: مکہ کی فضیلت اور کعبے کی بناء کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اور جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے لوٹ آنے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے فرمایا تم میرا گھر طواف کرنے والوں کے لئے پاک و صاف رکھو اور اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کیا میرے مالک اس شہر کو (مکہ کو) امن کا گھر بنا دے اور یہاں کے رہنے والوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں میوے کھانے کو دے۔ پروردگار نے فرمایا جو منکر ہوگا اس کو بھی میں چند روز (دنیا میں) مزے کرنے دوں گا. پھر دوزخ کے عذاب میں کھینچ لاؤں گا۔ وہ بُرا مقام ہے اور اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل کعبے کے پائے اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے مالک ہمارے یہ خدمت ہماری قبول فرمالے تو سب کچھ سنتا جانتا ہے مالک ہمارے ہم دونوں کو اپنا تابعدار رکھ اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلمان جتھا نکال اور ہم کو حج کے طریقے بتلا دے اور ہمارے قصور معاف کردے بے شک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے

٦٥٢- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے کہا مجھ کو ابن جریج نے خبردی کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى رَقَبَتِكَ، فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: أَرِنِي إِزَارِي فَشَدَّهُ عَلَيْهِ۔

سنا، وہ کہتے تھے جب (جاہلیت کے زمانے میں) ف۱ کعبہ بننا شروع ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ (آپؐ کے چچا) پتھر ڈھو رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ اپنی تہبند اتار کر کاندھے پر ڈال لیجیے (آپؐ نے ایسا ہی کیا) ننگے ہوتے ہی آپؐ بیہوش ہو کر گرے آپکی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں آپ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا میرا تہبند دو (انہوں نے دیا) آپ نے اسے مضبوط باندھ لیا ف۲

ف۱ کہتے ہیں کعبہ کی یہ تعمیر آپؐ کی نبوّت سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی اور سب سے پہلے کعبے کو فرشتوں نے بنایا تھا پھر آدم علیہ السلام نے پھر ان کی اولاد نے پھر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان سے غرق ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے میں از سرِ نو بنایا۔ پھر عمالقہ نے پھر جرہم نے پھر قصی بن کلاب نے پھر قریش نے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے پھر عبداللہ بن زبیرؓ نے ۶۵ھ میں پھر حجاج بن یوسف ظالم نے ۔ ف۲ اس زمانہ میں محنت مزدوری کے وقت ننگے ہونا کوئی عیب نہ تھا لیکن چونکہ یہ امر مروّت اور غیرت کے خلاف تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے لئے اس وقت بھی یہ گوارا نہ کیا گو اس وقت تک آپؐ کو پیغمبری نہ ملی تھی۔

۶۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعَتْ هٰذَا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن محمد بن ابی بکرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ یہ روایت کرتی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بی بی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا جب تیری قوم (قریش) نے کعبہ بنایا تو ابراہیمؑ کے پایوں میں کمی کر دی؟ (چھوٹا بنایا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپؐ ابراہیم کے پایوں پر اس کو کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپؐ نے فرمایا اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ ابھی قریب نہ گزرا ہوتا تو بیشک میں ایسا ہی کرتا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اگر حضرت عائشہؓ نے یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے (جو

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ۔

ضرور سنی ہے کیونکہ وہ سچی اور حافظ تھیں) تو میں سمجھتا ہوں یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کے متصل جو دیواروں کے کونے ہیں ان کو نہیں چومتے تھے کیوں کہ خانہ کعبہ ابراہیمؑ کے پایوں پر پورا نہ تھا۔

ف چونکہ حطیم ابراہیم علیہ السلام کی بنا میں کعبہ میں داخل تھا قریش نے پیسہ کم ہونے کی وجہ سے کعبے کو چھوٹا کر دیا اور حطیم کی زمین کعبے کے باہر چھٹی رہنے دی، اسی لئے طواف میں حطیم کو شامل کر لیتے ہیں۔

٦٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ، أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَيْ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ؟ قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ۔

ہم سے مسدّد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم جعفی نے کہا ہم سے اشعث نے، انہوں نے اسود بن یزید سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا حطیم خانہ کعبہ میں داخل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا پھر لوگوں نے اسے کعبے میں شریک کیوں نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا تیری قوم کے پاس روپیہ کم تھا۔ میں نے پوچھا کعبے کا دروازہ اونچا کیوں بنایا؟ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ تیری قوم کے لوگ جس کو چاہیں اندر کر لیں اور جس کو چاہیں اندر نہ آنے دیں اور اگر تیری قوم کا جاہلیت کا زمانہ ابھی تازہ تازہ نہ ہوتا اور ان کے دل بگڑ جانے کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبے کے اندر شریک کر دیتا اور کعبے کا دروازہ زمین سے لگا ہوا بناتا۔

٦٥٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تیری قوم

لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلَتْ لَهُ خَلْفًا، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، خَلْفًا يَعْنِي بَابًا۔

کے کفر کا زمانہ ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں کعبے کو توڑ ڈالتا اور ابراہیم علیہ السلام کے پایوں پر اس کو اٹھاتا۔ ہوا یہ تھا کہ قریش نے اس کو چھوٹا کر دیا اور اس میں ایک دروازہ اس دروازے کے مقابل رکھا۔ ابو معاویہ نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا حدیث میں خلف سے دروازہ مراد ہے ف

ف اب کعبے میں ایک ہی دروازہ ہے وہ بھی قد آدم سے زیادہ اونچا، داخلے کے وقت لوگ بڑی مشکل سے سیڑھی پر چڑھ کر کعبے کے اندر جاتے ہیں اور ایک ہی دروازہ ہونے سے اس کے اندر تازہ ہوا مشکل سے آتی ہے ہجوم کے وقت دم رک جاتا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو بہو کعبے کو بنا دیا تھا لیکن خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس نے پھر جاہلیت کے زمانہ کی طرح کر دیا۔ بھلا ایسے شخص کو کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے؟ حجاج کے بعد دوسرے بادشاہوں نے گھڑی گھڑی کعبے کو توڑنا مناسب نہ سمجھا؛

۶۵۶- حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ: لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ، وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ، بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ، فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى هَدْمِهِ، قَالَ يَزِيدُ: وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ، وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ، وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ،

ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے یزید بن رومان نے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: عائشہؓ اگر تیری قوم کی جاہلیت کا زمانہ ابھی تازہ نہ گزرا ہوتا تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور جتنا حصہ اس میں سے نکال دیا گیا ہے وہ شریک کر دیتا اور اس کی کرسی زمین سے لگا دیتا اور اس میں دو دروازے رکھتا، ایک مشرقی ایک مغربی، اور ابراہیمؑ کے پائے پر برابر اٹھا دیتا۔ اسی حدیث کو عبداللہ بن زبیرؓ نے سن کر اپنی خلافت میں کعبہ کو گرایا۔ یزید بن رومان نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبے کو گرایا اور بنایا اور حطیم کو اس کے اندر کر دیا اور میں نے ابراہیمؑ کے پتھر دیکھے، اونٹوں کے کوہانوں کی وضع تھی۔ جریر

قَالَ جَرِيرٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ مَوْضِعُهُ؟ قَالَ: أُرِيكَهُ الْآنَ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ فَقَالَ: هَاهُنَا قَالَ جَرِيرٌ: فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا۔

بن حازم نے کہا میں نے یزید بن رومان سے پوچھا ابراہیمؑ کا پایہ کہاں پر تھا؟ انہوں نے کہا میں تجھے ابھی دکھاتا ہوں۔ پھر میں ان کے ساتھ حطیم میں گیا۔ انہوں نے ایک جگہ بتلائی، کہا یہاں۔ جریر نے کہا میں نے اس کا اندازہ کیا حطیم میں سے چھ ہاتھ ہوگی یا ایسی ہی کچھ ف

ف معلوم ہوا کہ کل حطیم کی زمین کعبے میں شریک نہ تھی کیونکہ پرنالے سے لے کر حطیم کی دیوار تک سترہ ہاتھ اور ایک تہائی ہاتھ جگہ ہے۔ دیوار کا عرض دو ہاتھ اور تہائی ہاتھ ہے۔ باقی پندرہ ہاتھ جگہ حطیم کے اندر ہے۔ بعضے کہتے ہیں کل حطیم کی جگہ کعبہ میں شریک تھی اور حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں امتیاز کے لئے حطیم کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار اٹھادی ؛

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى - إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ، وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ - أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

باب: حرم کی زمین کی فضیلت اور اللہ نے (سورۂ نمل میں) فرمایا مجھے تو حکم ہوا اس شہر یعنی مکہ کے مالک کو پوجنے کا جس نے اس کو حرام کیا (عزت دی) اور اسی کا سب کچھ ہے اور مجھے حکم ہے تابعدار رہنے کا اور (سورۂ قصص میں) فرمایا کیا ہم نے ان کو حرم میں جگہ نہیں دی جہاں امن ہے اور ہر طرح کا میوہ کھانے کو ہماری طرف سے کھنچا چلا آرہا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۶۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے جریر ابن عبدالحمید نے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا اس شہر کو اللہ نے حرام کیا ہے (عزت دی ہے) وہاں کا کانٹا تک نہ کاٹا جائے نہ وہاں کا شکاری جانور ہنکایا جائے نہ وہاں کی پڑی چیز اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کو پہچنوا دے۔

بَابُ تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا، وَأَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

باب: مکہ کے گھر میراث ہو سکتے ہیں ان کا بیچنا اور خریدنا جائز ہے ف اور مسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں یعنی خاص مسجد میں ف۲

سَوَاءٌ خَاصَّةً، لِقَوْلِهِ تَعَالَى :- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ- الْبَادِي : الطَّارِي، مَعْكُوفًا مَحْبُوسًا-

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حج میں) فرمایا جو لوگ منکر ہوئے اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور مسجد حرام میں جانے سے جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے یکساں مقرر کیا ہے وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے اور جو کوئی وہاں شرارت سے کفر کرنا چاہے اس کو ہم دکھ کا عذاب چکھائیں گے۔ امام بخاری نے کہا بادی سے (اس سورت میں) مراد باہر والا اور (سورۂ فتح میں) جو معکوفاً کا لفظ ہے اس کے معنیٰ رکے ہوئے ہیں ف۳

ف۱ مجاہد سے منقول ہے کہ مکہ تمام مباح ہے نہ وہاں کے گھروں کا بیچنا درست ہے نہ کرایہ پر دینا اور ابن عمرؓ سے ایسا ہی منقول ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ثوریؒ کا یہی مذہب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک مکہ کے گھر ملک ہیں اور مالک کے مر جانے کے بعد وارثوں کی ملک ہو جاتے ہیں۔ امام ابویوسفؒ کا یہی قول ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ۔ ف۲ خاص مسجد میں سب مسلمانوں کا حق برابر ہے جو جہاں بیٹھ گیا اس کو کوئی وہاں سے نہیں اٹھا سکتا ۔ ف۳ اوپر کی آیت میں عاکف کا لفظ تھا چونکہ عاکف اور معکوف کا مادہ ایک ہی ہے اس لئے معکوف کی بھی تفسیر بیان کر دی ۔

٦٥٨- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ : أَيْنَ تَنْزِلُ؟ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ : وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ؟ وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ، فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانُوا يَتَأَوَّلُونَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے علی بن حسینؓ سے، انہوں نے عمرو بن عثمان سے، انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (جب آپؐ مکہ کے قریب پہنچے) آپؐ مکہ میں کیا اپنے گھر میں کہاں اتریں گے؟ آپؐ نے فرمایا عقیل نے کوئی محلہ یا مکان ہمارے لئے کہاں چھوڑا ہے (بلکہ سب بیچ کھوچ برابر کر دیئے) ہوا یہ کہ عقیل اور طالب، ابوطالب (اپنے باپ) کے وارث ہوئے اور جعفرؓ اور علیؓ کو کچھ نہیں ملا کیونکہ وہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔ اس وقت عقیل اور طالب کافر تھے ف۱ حضرت عمرؓ یوں کہتے تھے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ابن شہاب نے کہا وہ لوگ اس آیت سے دلیل لیتے تھے (جو سورۂ انفال میں ہے): جو لوگ ایمان لائے اور دیس چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان اور

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ - الْآيَةَ -

مال سے جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے ف۲

ف ابوطالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور علی اور جعفر۔ علیؓ اور جعفرؓ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اور آپؐ کے ساتھ مسلمان ہوکر مدینہ میں آ گئے تھے لیکن عقیل مسلمان نہیں ہوئے تھے اس لئے سارے مکانات اور ابوطالب کی جائداد جو مکہ میں تھی ان کے قبضہ میں آگئی تھی۔ انہوں نے ان کو بیچ باچ ڈالا اور کھا پی کر برابر کر دیا۔ داؤدی نے کہا جو کوئی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا آتا اس کا عزیز کافر جو مکہ میں رہتا ساری جائداد دبا لیتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ فتح ہونے کے بعد ان معاملات کو قائم رکھا تاکہ لوگوں کی دل شکنی نہ ہو۔ کہتے ہیں ابوطالب کے یہ مکانات مدت دراز تک عقیل ہی کی اولاد کے پاس رہے۔ اخیر میں ان میں سے ایک مکان محمد بن یوسف حجاج ظالم کے بھائی نے ایک لاکھ دینار کو خریدا۔ اصل میں یہ مکانات ہاشم کے تھے۔ ان سے عبدالمطلب کو ملے، انہوں نے سب بیٹوں کو تقسیم کر دیئے۔ اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ان میں حصہ تھا کیونکہ آپؐ کے والد عبداللہ بھی عبدالمطلب کے صاحبزادے تھے۔ ف۲ یہ آیت شروع اسلام میں مدینہ میں اتری تھی اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیا تھا۔ بعد میں یہ آیت اتری: واولوا الارحام بعضهم اولٰی ببعض یعنی غیر آدمیوں کی نسبت رشتہ دار میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ خیر اس آیت سے مومنوں کا ایک دوسرے کا وارث ہونا نکلتا ہے۔ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور شاید امام بخاریؒ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا جو اس کے بعد ہے والذین اٰمنوا ولم یهاجروا الخ یعنی جو لوگ ایمان بھی لے آئے لیکن کافروں کے ملک سے ہجرت نہیں کی تو تم ان کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جب ان کے وارث نہ ہوئے تو کافروں کے بطریق اولیٰ وارث نہ ہوں گے۔

بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ -

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں کہاں اترے تھے۔

۶۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ قُدُومَ مَكَّةَ: مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ -

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (منیٰ سے لوٹ کر) مکہ کو آنے لگے تو فرمایا اللہ چاہے تو کل ہم خیف بنی کنانہ (یعنی محصب) میں اتریں گے جہاں قریش نے کفر پر اڑے رہنے کی قسم کھائی تھی ف۱

ف اس قسم اور قول قرار کا بیان آگے کی حدیث میں آتا ہے خیف کہتے ہیں۔ پہاڑ کی نشیبی جانب کو جو نالے سے اونچا ہوتا ہے ؛

۶۶۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى، نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ، يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُحَصَّبَ، وَذَلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ وَيَحْيَى بْنُ الضَّحَّاكِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، وَقَالَا: بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: بَنِي الْمُطَّلِبِ أَشْبَهُ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے کہا مجھ سے زھری نے انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارھویں ذی الحجہ کو فرمایا اس وقت آپؐ منیٰ میں تھے، ہم کل بنی کنانہ کے خیف میں اتریں گے جہاں انہوں نے کفر پر قسم کھائی تھی یعنی محصب میں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب یا بنی عبدالمطلب کے خلاف میں قسم کھا کر قول قرار کیا تھا کہ ان سے بیاہ شادی نہ کریں گے نہ خرید و فروخت، جب تک کہ وہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کر دیں ف اور سلامہ بن روح نے اس حدیث کو عقیل سے اور یحییٰ بن ضحاک نے اوزاعی سے یوں روایت کیا، مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی، ان دونوں کی روایت میں بنی ہاشم اور بنی مطلب ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا بنی مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ف۲

ف اور اس مضمون کی ایک تحریری دستاویز مرتب کی گئی تھی۔ کہتے ہیں اس کو منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اللہ نے اس کا ہاتھ شل کر دیا۔ جب یہ معاہدہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے سنا تو وہ گھبرا گئے مگر اللہ کی قدرت عجب ظاہر ہوئی۔ قریش نے یہ تحریری معاہدہ کعبے کے اندر لٹکا دیا تھا۔ اس کو دیمک چاٹ گئی۔ فقط وہ مقام رہ گیا جہاں اللہ کا نام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر ابوطالب کو دی۔ ابوطالب نے ان کافروں سے کہا میرا بھتیجا یہ کہتا ہے تم جا کر اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر اس کا بیان سچ نکلے تو اس کی ایذا دہی سے باز آؤ اگر جھوٹ نکلے تو میں اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تم مار ڈالو یا زندہ رکھو تمہارا اختیار ہے۔ قریش نے جا کر دیکھا تو جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا تھا کہ ساری تحریر کو دیمک چاٹ گئی تھی، صرف اللہ کا نام رہ گیا تھا۔ تب بہت شرمندہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو اس مقام پر جا کر اترے تو اللہ کا شکر ظاہر کرنے کو کہ ایک وقت وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مجبور اور کمزور تھے یا اللہ نے آپ ہی کو مکہ کی حکومت دی۔ کافروں

اور مخالفوں کا ستیاناس ہو گیا ؛ ف۲ کیونکہ عبد المطلب تو خود ہاشم کے بیٹے تھے اور بنی ہاشم میں عبد المطلب کی کل اولاد آگئی البتہ مطلب ہاشم کے بھائی تھے لیکن بیہقی کے ایک دوسرے طریق میں بھی بنی عبد المطلب ہے ؛

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ، رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ - الْآيَةَ -

باب : اللہ تعالیٰ نے (سورۂ ابراہیم میں) فرمایا اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا تھا مالک میرے اس شہر کو امن کا مقام کر دے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلیگا وہ تو میرا ہے اور جو شخص اس میں میرا کہنا نہ مانے سو تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہے - اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو تیرے معظم گھر کے قریب ایک دکف دست میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب ! تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو تو کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دے -

ف اس باب میں امام بخاریؒ نے صرف آیت پر اکتفا کی اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کو کوئی حدیث اپنی شرط کے موافق نہ ملی ہو گی ؛

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ -

باب : اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا خدا نے کعبے کو جو عزت والا گھر ہے لوگوں کا گزارہ بنایا اور اسی طرح حرمت والے مہینے کو ف۱ بھی اور حرم میں قربان ہونے والے جانوروں کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہیں تاکہ تم یقین کر لو بیشک اللہ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بیشک اللہ سب چیزوں کو خوب جانتا ہے -

ف۱ یعنی کعبے اور ماہ حرام کی بدولت سیکڑوں ہزاروں آدمیوں کو روٹی ملتی ہے ہزاروں آدمی حج کو آتے ہیں تو مکہ والے پرورش پاتے ہیں - اونٹ والوں کے اونٹ کرایہ پر چلتے ہیں - صدہا سوداگر تجارت کر کے روپیہ کماتے ہیں - اسی طرح اگر ماہ حرام نہ ہوتا اور ہمیشہ لوٹ مار کا خوف لگا رہتا تو تجارت بند ہو جاتی اور صدہا آدمی روٹی نہ ملنے سے ہلاک ہو جاتے ؛

۶۶۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زیاد بن سعد نے انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔

انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبے کو ویران کرے گا ف

ف یہ واقعہ بالکل قیامت کے قریب ہوگا جب دنیا پوری ہونے کو ہوگی تو یہ ان آیتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں مکّہ کو امن کا شہر فرمایا ہے اس لئے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا۔ پھر جب قیامت ہی آجائے گی تو کعبہ کیا ہر چیز تباہ اور ویران ہوجائے گی؛

۶۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللّٰهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، (دوسری سند: امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو محمد بن ابی حفصہ نے انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، انہوں نے کہا لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء (دسویں محرم) کو روزہ رکھا کرتے تھے اور اسی دن کعبے کو پردہ پہنایا جاتا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کا جی چاہے اب عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے (وہ نفل ہوگیا) ف

ف اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں عاشورے کے دن کعبے پر پردہ ڈالنے کا ذکر ہے تو کعبے کی عظمت اس سے ثابت ہوئی جو باب کا مقصود ہے؛

۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ،

ہم سے احمد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے، انہوں نے حجاج بن حجاج اسلمی سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عبداللہ بن

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، تَابَعَهُ أَبَانُ وَعِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ، وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ، سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ، وَعَبْدُ اللهِ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ۔

ابی عتبہ سے، انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپؐ نے فرمایا یاجوج اور ماجوج نکلنے کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا ف۱ عبداللہ بن ابی عتبہ کے ساتھ اس حدیث کو ابان اور عمران نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے ف۲ اور عبدالرحمن نے اس حدیث کو شعبہ سے یوں روایت کیا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک خانہ کعبہ کا حج موقوف نہ ہوگا ف۳ امام بخاری نے کہا پہلی روایت بہت لوگوں نے کی ہے اور قتادہ نے عبداللہ بن ابی عتبہ سے اور عبداللہ نے ابوسعید خدریؓ سے سُنا ہے ف۴

ف۱ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں کافروں کی یافث بن نوح کی اولاد میں جن کی اولاد میں ترک اور رُوسی بھی ہیں قیامت کے قریب وہ ساری دنیا پر غالب ہوکر بڑا دھند مچائیں گے۔ پورا ذکر ان کا علاماتِ قیامت میں آئے گا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ اس لئے لائے کہ اس کی دوسری روایت میں بظاہر تعارض ہے اور فی الحقیقت تعارض نہیں اس لئے کہ قیامت تو یاجوج ماجوج کے نکلنے اور ہلاک ہونے کے بہت دنوں بعد قائم ہوگی تو یاجوج اور ماجوج کے وقت میں لوگ حج اور عمرہ کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد پھر قربِ قیامت پر لوگوں میں کفر پھیل جائے گا اور حج اور عمرہ موقوف ہو جائے گا۔ ف۲ ابان کی روایت کو امام احمدؒ نے اور عمران کی روایت کو ابو یعلیٰ اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ہے۔ ف۳ اس کو حاکم نے وصل کیا ہے۔ ف۴ یہ امام بخاریؒ نے اس لئے بیان کر دیا کہ قتادہ پر تدلیس کی گئی ہے تو ان کا سماع کھول دیا گیا۔

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ۔

باب: کعبے پر غلاف چڑھانا ف۱

ف۱ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ کعبے پر غلاف چڑھانا جائز ہے یا اس کے غلاف کا تقسیم کرنا۔ کہتے ہیں سب سے پہلے تبع حمیری نے اس پر غلاف چڑھایا اسلام سے نو سو برس پہلے۔ بعضوں نے کہا عدنان نے اور ریشمی غلاف عبداللہ بن زبیرؓ نے چڑھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں اس کا غلاف انطاع اور کمل کا تھا۔ پھر آپؐ نے یمنی کپڑے کا غلاف چڑھایا۔

٦٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جِئْتُ إِلَى شَيْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے کُبڑے واصل نے انہوں نے ابووائل سے، انہوں نے کہا میں شیبہ بن عثمان کے پاس آیا ف۱ دوسری سند: اور ہم سے قبیصہ نے بیان کیا

واصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ: لَقَدْ جَلَسَ هَذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ، قُلْتُ: إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا، قَالَ: هُمَا الْمَرْآنِ أَقْتَدِي بِهِمَا۔

کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے واصل سے انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے کہا میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا۔ شیبہ نے کہا (ایک دن) حضرت عمرؓ بیٹھے تھے انہوں نے کہا میرا قصد یہ ہے کہ کعبے میں جتنا سونا چاندی ہے میں اس میں سے کچھ نہ رکھوں سب بانٹ دوں۔ میں نے کہا تمہارے دونوں ساتھیوں نے ف۲ تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا انہی دونوں صاحبوں کی تو میں پیروی کر رہا ہوں۔

ف یہ شیبہ بن عثمانؓ صحابی تھے۔ کعبے کی کنجی انہی کے پاس رہتی اور اب تک ان کی اولاد میں قائم ہے۔ اسی لئے اس کو شیبی کہتے ہیں جو کعبے کی کلید برداری کی خدمت رکھتا ہے ؛ ف۲ دونوں صاحبوں سے مراد پیغمبر صاحبؐ اور ابوبکر صدیقؓ ہیں کہتے ہیں کعبے کے تلے ایک بڑا خزانہ ہے اس کے کھودنے اور خرچ کر ڈالنے کا حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا۔ بعضے کہتے ہیں اس خزانے سے مراد وہ آمدنی ہے جو بطور نذر و نیاز کے حاجی اور زائر چڑھاتے اور وہ ایک صندوق میں جمع رہتی۔ اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ جب وہاں کی آمدنی کی تقسیم جائز ہوئی تو کعبے کا غلاف بھی تقسیم ہو سکتا ہے اور اس کے خریدنے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہی ہے کہ اس کی خرید و فروخت درست ہے۔ فاکہی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کعبے کا غلاف بیچ ڈال اور اس کا پیسہ محتاجوں کو دے ؛

بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ. وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ۔

باب: کعبہ گرانے کا بیان اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبے پر لڑنے کے لئے چڑھ آئے گا اور وہ زمین میں دھنس جائے گا ف

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے کتاب البیوع میں نکالا ؛

۶۶۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عبید اللہ بن اخنس نے کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں کعبے کے گرانے والے کو دیکھ رہا ہوں ایک کالا پھڈا اس کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے ف

ف حدیث میں افحج کا لفظ ہے۔ افحج زبان عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اکڑتا ہوا چلے یا چلتے میں اس کے دونوں پنجے تو نزدیک رہیں مگر دونوں ایڑیوں میں فاصلہ رہے۔ وہ حبشی مرد جو قیامت کے قریب کعبے کو ڈھائے گا اسی شکل کا ہوگا ؛

٦٦٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کعبے کو ایک چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کرے گا ف

ف دوسری روایت میں ہے کہ اس کی آنکھیں نیلی ناک پھیلی ہوئی ہوگی، پیٹ بڑا- اس کے ساتھ اور لوگ ہوں گے- وہ کعبے کا ایک ایک پتھر اکھاڑ ڈالیں گے اور اکھاڑ کر سمندر میں جاکر پھینک دیں گے- غالباً یہ لوگ دہری نیچری ہوں گے جو قیامت کے قریب بہت پھیل جائیں گے- حلیمی نے کہا حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں یہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد ہوگا جبکہ قرآن دلوں سے بھی اٹھ جائے گا اور مصحف میں سے بھی- نعوذ باللہ من ذلک الزمان الفاسد-

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ۔

باب: حجر اسود کا بیان ف

ف حجر اسود وہ کالا پتھر ہے جو کعبے کے مشرقی کونے میں لگا ہے- صحیح حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کا پتھر ہے- پہلے وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر آدمیوں کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا؛

٦٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عابس بن ربیعہ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے وہ حجر اسود کے پاس آئے، اس کو چوما- پھر کہنے لگے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، نہ بگاڑ کر سکتا ہے نہ فائدہ ف اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تجھ کو چومتے ہوئے تو میں کبھی تجھ کو نہ چومتا ف۲

ف حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا اے امیر المومنین یہ بگاڑ اور فائدہ کر سکتا ہے- قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دے گا- حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا ابوالحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے- ذہبی نے کہا حاکم کی روایت ساقط ہے- خود مرفوع حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یہی فرمایا تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ کر سکتا ہے نہ فائدہ اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی ایسا ہی کہا- اخرجہ ابن ابی شیبۃ

ف۲ یعنی تیرا چومنا محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے ہے اس روایت سے صاف یہ نکلا کہ قبروں کی چوکھٹ

چومنا قبروں کی زمین چومنا یا خود قبر کو چومنا یہ سب مکروہ امور ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ نے حجرِ اسود کو صرف اس لئے چوما کہ آنحضرتؐ نے اس کو چوما تھا۔ آنحضرتؐ یا صحابہؓ سے کہیں منقول نہیں ہے کہ انہوں نے قبر کا بوسہ لیا ہو۔ یہ سب کام جاہلوں کے نکالے ہوئے اور بدعت ہیں۔

بَابُ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ.

باب، کعبے کا دروازہ اندر سے بند کر لینا اور اس کے ہر کونے میں نماز پڑھنا جدھر چاہے۔

۲۶۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ، هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ، فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ: هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اور اسامہ بن زیدؓ اور بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ مل کر کعبہ کے اندر گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ جب دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر گھسا۔ بلالؓ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا ہاں دونوں یمنی ستونوں کے درمیان ف

ف اس حدیث سے ترجمۂ باب کا ایک مطلب یعنی دروازہ بند کر لینا تو نکل آیا لیکن دوسرا مطلب نہیں نکلا کہ جس کونے میں چاہے نماز پڑھے اور ممکن ہے کہ جب آپؐ نے کعبے کے اندر ایک طرف بھی نماز پڑھی تو اس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہر طرف جائز ہے کیونکہ کعبہ کے اندر سب جوانب برابر ہیں اور اس طرح سے باب کا دوسرا مطلب بھی ثابت ہوا۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ.

باب، کعبے کے اندر نماز پڑھنا ف

ف اس میں اختلاف ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ درست نہیں مگر جمہور علماء کے نزدیک اس کے اندر فرض اور نفل سب درست ہیں۔ مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نفل درست نہیں۔

۲۶۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشَى قِبَلَ الْوَجْهِ حِينَ

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے وہ جب کعبے کے اندر جاتے تو سیدھے منہ کے سامنے چلے جاتے اور دروازہ پیٹھ کی طرف کرتے اتنا

يَدْخُلُ وَيَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ، يَمْشِي حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِ أَذْرُعٍ فَيُصَلِّي، يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهُ بِلَالٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَأْسٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ۔

آگے بڑھتے کہ وہ دیوار جو منہ کے سامنے ہوتی، تین ہاتھ کے قریب رہ جاتی۔ وہاں نماز پڑھتے اس مقام میں قصد کرکے پڑھتے جہاں پر بلال رضی نے ان سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے کہ کچھ قباحت نہیں کعبے میں جس طرف چاہے نماز پڑھے ف

ف یعنی جب دروازہ بند ہو، اگر دروازہ کھلا ہو تو اس جانب نماز درست نہیں جہاں پر نمازی کے سامنے کعبے کی دیوار نہیں ہے بلکہ کشادہ ہوا ہے ؛

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ،

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَحُجُّ كَثِيرًا وَلَا يَدْخُلُ۔

باب: کعبے کے اندر جانا کچھ ضروری نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر حج کیا کرتے اور کعبے کے اندر نہ جاتے ف

ف یعنی داخل ہونا کوئی لازمی رکن نہیں نہ حج کی کوئی عبادت ہے۔ اگر کوئی کعبے کے اندر نہ جائے تو کچھ قباحت نہیں بلکہ ہمارے زمانے میں نہ جانا ہی بہتر ہے۔ اول تو ہجوم اتنا ہوتا ہے کہ اندر جاکر نماز کی جگہ اچھی طرح ملتی ہے نہ خشوع وخضوع باقی رہتا ہے، ایک پر ایک پلا پڑتا ہے۔ دوسرے کیا کرتے ہیں کہ فی آدمی ایک ریال شیبی لیتے ہیں اور خود کھا جاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ یہ ریال اللہ کی راہ میں محتاجوں کو دے۔ شیبی تو بڑے مالدار اور امیر ہیں۔ اس تعلیق کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا ہے ؛

٦٧٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے کہا ہم کو اسمٰعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں، اور آپ کے ساتھ کچھ لوگ آپ پر آڑ کئے ہوئے تھے ف ایک شخص نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر بھی گئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ف

ف ایسا نہ ہو کر کوئی مشرک آپؐ پر حملہ کر بیٹھے یہ عمرہ قضا کا ذکر ہے۔ اس وقت مکہ میں مشرکوں کی حکومت تھی ؛ ف٢ نووی ؒ نے کہا شاید اس وجہ سے بھی اندر تشریف نہیں لے گئے کہ وہاں اس وقت سب بُت دھرے ہوئے تھے۔ جب مکہ فتح ہُوا تو آپؐ نے تمام بت وہاں سے نکلوا کر پھینکوا دیئے پھر اندر تشریف لے گئے ؛

بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ۔

٦٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَاتَلَهُمُ اللهُ، أَمَا وَاللهِ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ۔

باب: کعبے کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہنا۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے کہا ہم سے ایوب نے کہا ہم سے عکرمہ نے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا (مکہ فتح ہونے کے بعد) جب آپؐ کعبہ کے پاس تشریف لائے تو اندر جانے سے انکار کیا کیونکہ وہاں بت تھے۔ پھر آپؐ نے حکم دیا۔ وہ نکالے گئے۔ لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی مورتیں بھی نکالیں، ان کے ہاتھوں میں پانسے تھے یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا اللہ مشرکوں کو تباہ کرے۔ خدا کی قسم ان کو (خوب) معلوم ہے کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے کبھی پانسے نہیں پھینکے ف خیر پھر آپؐ کعبے کے اندر گئے اور اس کے کونوں میں اللہ اکبر کہا، نماز نہیں پڑھی ف٢

ف کہتے ہیں یہ تین پانسے تھے ایک میں افعل لکھا تھا، ایک میں لا تفعل، ایک خالی تھا۔ عرب کے مشرکوں میں جب کوئی کسی بڑے کام یا سفر کا قصد کرتا تو ان پانسوں کو پھینکتا افعل نکلتا تو وہ کام کرتا، لا تفعل نکلتا تو نہ کرتا۔ اگر خالی پانسہ نکلتا تو پھر پھینکتا۔ معاذ اللہ کیسے جاہل تھے ایسی فالوں سے کیا ہوتا ہے آئندہ کا علم بجز خدائے قدیر کے اور کسی کو نہیں ہے۔ انہی مشرکوں کی تقلید ہے جو بعضے شیعہ امامیہ اس قسم کا ایک استخارہ کیا کرتے ہیں اور اس کو ذات الرقاع کا استخارہ کہا کرتے ہیں اور ہمارے ائمہ اہل بیت پر جھوٹا بہتان کرتے ہیں کہ ان سے یہ استخارہ منقول ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ ائمہ اہلبیت قرآن کے خلاف اس استخارہ کو کیونکر جائز رکھتے۔ قرآن مجید میں تو صاف موجود ہے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔ استخارہ مسنون وہی ہے جو حدیث میں وارد ہے ؛ ف٢ امام بخاریؒ نے بلالؓ کی حدیث کو جس میں کعبے کے اندر نماز پڑھنا مذکور ہے اس کو لیا اس حدیث سے یہ نہیں نکالا کہ آپؐ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی کیونکہ بلال کی حدیث میں اثبات ہے اور بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر گئے تھے۔ ابن عباسؓ کا آپؐ کے ساتھ کعبے کے اندر جانا ثابت نہیں ؛

بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ؟

باب: رمل کرنا کیسے شروع ہوا ف

ف طواف کے پہلے تین پھیروں میں ذرا جلدی جلدی چلنا مسنون ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں مونڈھے ہلاتے ہوئے، جیسے کوئی جنگ کو جاتا ہے اکڑتے ہوئے چلنا' اسی کو رمل کہتے ہیں ؛

۶۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدُمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب (عمرۂ قضا میں ۷ھ میں) مکہ میں آئے تو مشرک کہنے لگے محمدؐ آتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے پھر ان کی بات غلط کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کریں ف اور دونوں یمنی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں ف۲ اور آپؐ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں' اسلئے کہ ان پر آسانی ہو۔

ف حالانکہ اکڑ اکڑ اتراتے ہوئے چلنا منع ہے مگر انما الاعمال بالنیات یہاں کافروں پر رعب ڈالنا اور ان کے خیال کو غلط کرنا منظور تھا تو یہ فعل پروردگار کو پسند آیا اور ہمیشہ کے لئے سنت ہو گیا۔ ف۲ کیونکہ اس وقت کافر لوگ دونوں شامی رکنوں کی طرف جمع تھے ادھر ان کی نگاہ نہیں جاتی تھی؛

بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا۔

باب: جب کوئی مکہ میں آئے تو پہلے حجر اسود کو چومے طواف شروع کرتے وقت اور تین پھیروں میں رمل کرے۔

۶۷۳۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ جب مکہ میں آتے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو چومتے اور سات

يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ۔

پھیروں میں سے پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے۔

بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ۔

باب : حج اور عمرے میں رمل کا بیان۔

٦٧٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَ مَشَى أَرْبَعَةً فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے سریج بن نعمان نے کہا ہم سے فلیح نے انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے اور چار پھیروں میں معمولی چال سے حج اور عمرہ دونوں میں ف۱ سریج کے ساتھ اس حدیث کو لیث نے بھی روایت کیا کہا مجھ سے کثیر بن فرقد نے بیان کیا۔ انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رض سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف۱ مراد حجۃ الوداع اور عمرۃ القضاء ہے کیونکہ حدیبیہ میں تو آپ کعبے تک پہنچ ہی نہ سکے تھے اور جعرانہ میں ابن عمر رض آپ کے ساتھ نہ تھے۔

٦٧٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ: فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ؟ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو زید بن اسلم نے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے کہا، حضرت عمر رض نے حجر اسود کو کہا قسم خدا کی میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے تیرے سے نہ فائدہ ہو سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تجھ کو چومتے ہوئے تو میں کبھی تجھ کو نہ چومتا، پھر کہنے لگے اب ہم کو رمل کی کیا ضرورت ہے رمل ہم نے مشرکوں کو دکھانے کیلئے کیا تھا اب تو اللہ نے انہیں تباہ کر دیا۔ پھر کہنے لگے یہ وہ عمل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا

نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ۔

اس کو چھوڑ دینا ہم کو پسند نہیں ف۔

ف حضرت عمرؓ نے پہلے رمل کی علت اور سبب پر خیال کر کے اس کو چھوڑ دینا چاہا۔ پھر ان کو خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل کیا تھا شاید اس میں اور کوئی حکمت ہو اور آپ کی پیروی ضروری ہے اس لئے اس کو جاری رکھا۔

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا، فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ؟ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے کہا میں نے حجر اسود اور رکن یمانی کا چومنا نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آسانی میں ف جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا چومتے ہوئے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا ابن عمرؓ دونوں یمانی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں معمولی چال سے چلتے تھے تاکہ حجر اسود کے چومنے میں مشکل نہ ہو۔

ف سختی یہ کہ وہاں ہجوم بہت ہو حجر اسود تک رسائی مشکل ہو آسانی یہ کہ وہاں ہجوم نہ ہو اور بخوبی چومنے کا موقع ملے۔

بَابُ اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ۔

باب: لکڑی سے حجر اسود کو چھونا اور اس کو چومنا ف

ف جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ حجر اسود کو منہ لگا کر چومنا چاہیئے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ لگا کر چوم لے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی لگا کر اس کو چوم لے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جب حجر اسود کے سامنے پہنچے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو چوم لے۔

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ، تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنِ ابْنِ أَخِي

ہم سے احمد بن صالح اور یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپ حجر اسود میں ایک چھڑی لگا کر چومتے تھے۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو دراوردی نے

الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمِّهِ۔

زہری کے بھتیجے سے روایت کیا انہوں نے اپنے چچا یعنی زہری سے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ يَتَّقِي شَيْئًا مِنَ الْبَيْتِ؟ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ لَا يُسْتَلَمُ هَذَانِ الرُّكْنَانِ، فَقَالَ: لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ۔

باب ، دونوں یمانی رکنوں کے سوا اور رکنوں کو نہ چومنا ف۱ اور محمد بن بکر نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابو الشعثا سے، انہوں نے کہا کعبے کی کسی چیز سے کون پرہیز کرتا ہے ف۲ اور معاویہؓ چاروں رکنوں کو چومتے تھے ف۳ تو ابن عباسؓ نے ان سے کہا یہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی ہم نہیں چومتے۔ معاویہؓ نے ان سے کہا خانہ کعبہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑی جا سکتی ف۴ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی چاروں رکنوں کو چومتے تھے ف۵

ف۱ کعبے کے چار کونے ہیں حجر اسود اور رکن یمانی اور رکن شامی اور رکن عراقی۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو یمانیین کہہ دیتے ہیں اور شامی اور عراقی کو شامیین۔ یہ عرب کا محاورہ ہے جیسے شمس اور قمر کو شمسین اور قمرین کہہ دیتے ہیں۔ ف۲ یعنی اس کے سب کونے متبرک ہیں سب کو چومنا چاہیئے۔ حجر اسود مشرقی کونا ہے اور رکن یمانی جنوبی اور رکن شامی شمالی اور رکن عراقی مغربی۔ اس تعلیق کو امام احمد نے اپنی مسند میں وصل کیا ف۳ اس کو امام احمد اور ترمذی اور حاکم نے وصل کیا ف۴ معاویہؓ کی یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ بیشک سارا خانہ کعبہ متبرک ہے مگر ہر کام میں سنت کی پیروی ضروری ہے۔ معاویہؓ کی رائے پر لازم آتا ہے کہ آدمی کعبہ کی ساری دیواروں کو چپہ چپہ برابر چومتا جائے اور کوئی جگہ نہ چھوڑے پھر تو طواف مشکل ہو جائے گا ف۵ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ۔

ہم سے ابو الولید طیالسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبے کا کوئی کونا چومتے نہیں دیکھا سوائے دونوں رکنوں کے ف۱

ف۱ یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے۔ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور اجلائے صحابہؓ کا اسی پر عمل رہا ہے ہم کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلنا چاہیئے۔ معاویہؓ کے فعل سے ہم کو کوئی غرض نہیں۔

بَابُ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

باب: حجرِ اسود کو چومنا ف

ف اس پر لب لگا کر لیکن آواز نہ نکالنی چاہیئے، امام شافعیؒ سے ایسا ہی منقول ہے اور فاکہی نے سعید بن جبیر سے نکالا کہ جب تو حجرِ اسود کو چومے تو آواز مت نکال عورتوں کے چومنے کی طرح۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ قَالَ: أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

ہم سے احمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو ورقا نے خبر دی کہا ہم کو زید بن اسلم نے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا انہوں نے حجرِ اسود کو چوما اور کہنے لگے اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تم کو چومتے ہوئے تو میں کبھی تجھ کو نہ چومتا۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ، قَالَ: قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ؟ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ؟ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے زبیر بن عربی سے، انہوں نے کہا ایک شخص (زبیر) نے عبداللہ بن عمرؓ سے حجرِ اسود کے چومنے کو پوچھا، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپؐ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور چومتے تھے۔ اس نے کہا بھلا بتاؤ اگر ہجوم ہو یا میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ انہوں نے کہا یہ اگر مگر یمن میں جا کر رکھو ف میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ حجرِ اسود کو ہاتھ لگاتے تھے اور چومتے تھے۔

ف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چل۔ اب اس میں چہ میگوئیاں اور مگر نکالنا کیا واہیات بات ہے۔ اہلِ بدعات کی یہی عادت ہے حدیث شریف بیان کرو تو لغو عذرات پیش کرتے ہیں اگر ایسا ہو مگر ویسا ہو۔ عبداللہ بن عمرؓ نے اس پر انکار کیا۔ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ جہاں حدیث شریف سنی بس فوراً اس پر عمل شروع کر دے سارا زمانہ اس کے خلاف بکتا ہے تو بکتا رہے۔ اگر حدیث شریف پر عمل کرنے کی وجہ سے کوئی وہابی کہے کوئی غیر مقلد تو اپنے حق میں نعمتِ غیر مترقبہ سمجھے یہ دولت کس کو نصیب ہوتی ہے کہ حدیث پر عمل کرنے میں ایذا اور تکلیف اٹھائے۔ اللہ کی راہ میں گالیاں یا مار کھانا ان ذلیل ٹٹ پونجیے دنیا کے بادشاہوں اور نوابوں کے لاکھوں خطاب اور خلعت سے زیادہ بیش بہا اور قابلِ قدر ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ۔

باب حجر اسود کے سامنے آن کر اشارہ کرتا (جب چومنا نہ ہو سکے)

٦٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ، كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے انہوں نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ جب حجر اسود کے سامنے آتے تو کسی چیز سے اشارہ کرتے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكْنِ۔

باب، حجر اسود کے سامنے آکر اللہ اکبر کہنا۔

٦٨٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ، تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ پر سوار رہ کر طواف کیا۔ جب آپؐ حجر اسود کے سامنے آتے تو کوئی چیز جو آپؐ کے پاس تھی ف اس سے اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے خالد طحان کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی خالد حذاء سے روایت کیا۔

ف یعنی چھڑی سے۔ امام شافعیؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کہا ہے کہ طواف شروع کرتے وقت حجر اسود چومتے تو مستحب ہے کہ یوں کہے بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ایمانا بك وتصدیقا بکتابك ووفاء بعھدك واتباعا لسنة نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم۔ امام شافعی نے ابو نجیح سے نکالا کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حجر اسود کو چومتے وقت ہم کیا کہیں؟ آپؐ نے فرمایا یوں کہو بسم اللہ واللہ اکبر ایمانا باللہ وتصدیقا لاجابة محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم۔

بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا۔

باب: جو شخص مکہ میں (حج یا عمرے کی نیت سے) آئے تو اپنے گھر لوٹ جانے سے پہلے طواف کرے۔ پھر دوگانہ طواف ادا کرے پھر صفا پہاڑ پر جائے ف۔

ف امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ عمرے میں صرف طواف کر لینے سے آدمی کا طواف پورا نہیں ہوتا جب تک کہ صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے گو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف منقول ہے لیکن یہ قول جمہور علماء کے خلاف ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اس کا رد کیا۔ بعضے کہتے ہیں ابنِ عباسؓ کا یہ مذہب ہے کہ جو کوئی حج مفرد کی نیت کرے وہ جب بیت اللہ میں داخل ہو تو طواف نہ کرے جب تک عرفات سے لوٹ کر نہ آئے اگر طواف کر لے گا تو حلال ہو جائے گا اور حج کا احرام ٹوٹ جائے گا۔ یہ قول بھی جمہور علماء کے خلاف ہی اور امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اس قول کا رد کیا۔

٦٨٣ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ: فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً، ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ، ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ، ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَهُ، وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ، فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی، انہوں نے (ابوالاسود) محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا، میں نے عروہ سے ذکر کیا ف۱ تو انہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو پہلا کام آپؐ نے یہ کیا کہ وضو کیا پھر طواف کیا، طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا پھر آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی حج کیا۔ پھر عروہ نے کہا میں نے اپنے والد زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ انہوں نے بھی پہلا جو کام کیا وہ طواف تھا۔ بعد اس کے میں نے مہاجرین اور انصار سب کو ایسا ہی کرتے دیکھا ف۲ اور مجھ سے میری والدہ (اسماء) نے بیان کیا، انہوں نے اور ان کی بہن حضرت عائشہؓ اور زبیرؓ اور فلاں فلاں لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا جب انہوں نے حجر اسود کو چوما (اور صفا مروہ کے مابین دوڑے اور سر منڈایا) اس وقت احرام کھولا

ف۱ کیا ذکر کیا وہ اس روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن امام مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ عراق میں ایک شخص نے ابوالاسود سے کہا تم عروہ بن زبیرؓ سے یہ مسئلہ پوچھو اگر ایک شخص حج کا احرام باندھے پھر بیت اللہ کا طواف کر لے تو وہ بغیر صفا و مروہ کے مابین دوڑے حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟ ابوالاسود نے کہا میں نے پوچھا عروہ نے کہا جو حج کا احرام باندھے وہ بے حج کیے حلال نہیں ہو سکتا۔ پھر اس شخص سے بیان کیا اس نے کہا عروہ سے کہو کہ ابنِ عباسؓ اس کے خلاف بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا اور ہدی نہ لائے تھے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو عمرہ کر ڈالیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا جب خانہ کعبہ کا طواف کر لیا تو وہ حلال ہوئے۔ ف۲ یعنی حج کا احرام باندھ کر سب مکہ میں آ کر طواف کرتے اور طواف سے یہ نہ ہوتا کہ ان کا احرام کھل جائے یا حج بگڑ جائے جیسے ابن عباسؓ کہتے ہیں۔

٦٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ، وَمَشَى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ انس ابن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج یا عمرے میں مکہ آتے ہی پہلے طواف کرتے۔ اوّل کے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار میں معمولی چال سے، پھر طواف کا دوگانہ ادا کرتے پھر صفا و مروہ کا طواف کرتے۔

٦٨٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةً، وَأَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے، اُنہوں نے عبیداللہ عمری سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طوافِ قدوم) کرتے تو اوّل کے تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیرں میں معمولی چال سے اور صفا و مروہ کے بیچ میں نالے کے نشیب میں دوڑ کر چلتے ف

ف اب وہاں حاجیوں کے لئے دو سبز پتھروں کے نشان قائم کر دیئے گئے ہیں۔

بَابُ طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ،

وَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ: كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ؟ قُلْتُ: بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ؟ قَالَ:

باب: عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں یا الگ ہو کر۔ امام بخاری نے کہا عمرو بن علی نے مجھ سے کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا ابن جریج نے کہا ابن ہشام نے (جب وہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا) عورتوں کو منع کیا مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے تو عطاء بن ابی رباح نے کہا تو اُن کو کیسے منع کرتا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔ ابن جریج نے

إِي لَعَمْرِي، لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ، قُلْتُ: كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنَّ يُخَالِطْنَ، كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتِ انْطَلِقِي عَنْكِ، وَأَبَتْ فَكُنَّ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلَكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حَتَّى يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ، وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيرٍ، قُلْتُ: وَمَا حِجَابُهَا؟ قَالَ: هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذَلِكَ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا۔

نے پوچھا حجاب کا حکم اترنے کے بعد یا اس سے پہلے؟ انہوں نے کہا میری عمر کی قسم میں نے یہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد دیکھا۔ ابن جریج نے کہا کیا مرد عورت مل جاتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہ رض ایک الگ کونے میں مردوں سے جدا رہ کر طواف کیا کرتیں مردوں میں نہ گھستیں ف۲ ایک عورت نے ان سے کہا (جس کا نام دقرہ تھا) ام المؤمنین! چلو حجر اسود چومیں۔ انہوں نے کہا تو جا چوم! میں نہیں چومتی اور عورتیں رات کو نکلتیں اس طرح کہ پہچانی نہ جائیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔ البتہ عورتیں جب کعبہ کے اندر جانا چاہتیں تو کھڑی رہتیں اور جب مرد باہر نکال دیئے جاتے اس وقت اندر جاتیں اور میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رض کے پاس جایا کرتے وہ ثبیر پہاڑ پر ٹھری تھیں (جو مزدلفہ میں ہے) ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا۔ پھر پردہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا وہ ایک ترکی ڈیرہ میں تھیں اس پر پردہ پڑا تھا۔ بس ہمارے اور ان کے بیچ میں یہی پردہ تھا۔ میں نے دیکھا وہ گلابی کرتہ پہنے ہوئے تھیں ف۳۔

ف۱ عطاء تو تابعی تھے مطلب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرتے دیکھا اور جب عطاء نے یہ دیکھا اس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک مدت گزر چکی تھی تو ظاہر ہے کہ حجاب کے بعد یہ معاملہ ہوا۔ ف۲ مطاف کا دائرہ وسیع ہے۔ حضرت عائشہ رض ایک طرف الگ رہ کر طواف کرتیں اور مرد بھی طواف کرتے رہتے۔ بعضے نسخوں میں حجزہ ہے زائے معجمہ سے یعنی آڑ میں رہ کر طواف کرتیں۔ ف۳ حضرت عائشہ رض کے لباس پر عطاء کی نظر پڑی یہ کچھ منع نہیں ہے، عورت کے اعضاء ڈھپنے رہنا چاہئیں نہ یہ کہ اس کا لباس۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ازواج مطہرات کا حجاب یہی تھا کہ ساتر کپڑے پہنے رہیں نہ یہ کہ ایک چار دیواری میں بند رہیں عمر بھر اس سے باہر نہ نکلیں جیسے ہندوستان میں رواج ہے۔ ہندوستان کا یہ پردہ بالکل رسمی ہے نہ کہ شرعی۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت اور مرد کسی مقام میں جمع ہو سکتے ہیں جیسے مجلس وعظ یا نماز جمعہ یا عید یا طواف یا حج یا اور ثواب کے کاموں میں گو اختلاط یعنی بالکل میل جول جائز نہیں ہے۔

۷۸۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے، انہوں نے محمد بن عبدالرحمن بن نوفل سے

نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ، فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ- وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ-

انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے، انہوں نے زینب بنت ابی سلمہؓ سے، انہوں نے ام سلمہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (پیدل طواف نہیں کر سکتی) آپؐ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے رہ کر طواف کر لے۔ آخر میں نے لوگوں کے پیچھے رہ کر طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے بازو نماز پڑھ رہے تھے آپؐ سورۃ والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ-

باب: طواف میں باتیں کرنا۔

۶۸۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: قُدْ بِيَدِهِ-

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام صنعانی نے، ان سے ابن جریج نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ کو سلیمان بن ابی مسلم احول نے خبر دی، ان کو طاؤس نے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کا طواف کر رہے تھے اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا اس نے اپنا ہاتھ دوسرے آدمی سے باندھ لیا تھا تسمے سے یا دھاگے سے یا کسی اور چیز سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا پھر فرمایا ہاتھ پکڑ کر اس کو لے چل [ل]

ل شاید وہ اندھا ہو گا مگر طبرانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ بیٹے تھے یعنی طلق بن بشر اور ایک رسی سے دونوں بندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حال پوچھا تو بشر کہنے لگا میں نے حلف کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا مال اور میری اولاد ولادے گا تو میں بندھا ہوا حج کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رسی کاٹ دی اور فرمایا دونوں حج کرو مگر یہ باندھنا شیطانی کام ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے کیونکہ آپؐ نے عین طواف میں فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر لے چل۔

باب إِذَا رَأَى سَيْرًا أَوْشَيْئًا يُكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ۔

باب: جب طواف میں کسی کو باندھا دیکھے یا اور کوئی مکروہ چیز تو اس کو کاٹ سکتا ہے۔

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ۔

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے سلیمان احول سے انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا، وہ باگ کی رسی یا اور کسی چیز سے بندھا ہوا کعبہ کا طواف کر رہا تھا آپؐ نے اس کو کاٹ دیا۔

باب لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ۔

باب: کوئی شخص ننگا طواف نہ کرے اور نہ مشرک حج کو آنے پائے۔

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: قَالَ يُونُسُ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے یونس نے انہوں نے کہا ابن شہاب نے کہا مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ان کو ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ ابوبکر صدیقؓ نے ان کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس حج میں بھیجا جو حج وداع سے پہلے تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اس لئے کہ وہ ذی حج کی دسویں تاریخ لوگوں میں یہ منادی کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے ؎۱

؎۱ معلوم ہوا کہ طواف میں ستر ڈھانکنا ضروری ہے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اور بیوقوفیاں تھیں ایک یہ بھی تھی کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے اور کہتے کہ جن کپڑوں کو پہن کر ہم نے گناہ کئے ہیں ان کو اتار ڈالنا بہتر ہے۔

باب إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ، وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَطُوفُ فَتُقَامُ الصَّلَاةُ أَوْ يُدْفَعُ عَنْ مَكَانِهِ: إِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ قُطِعَ عَلَيْهِ، وَيُذْكَرُ نَحْوُهُ

باب: اگر طواف کرتے کرتے بیچ میں ٹھہر جائے تو کیا حکم ہے ؎۱ اور عطاء نے کہا کہ ایک شخص طواف کر رہا ہو پھر نماز کی تکبیر ہو یا وہاں سے ہٹا دیا جائے تو سلام پھیر کر جہاں موقع پا کر، جب لوٹے تو سابق کے طواف پر بنا کر لے ؎۲

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے بھی ایسا ہی نقل کیا جاتا ہے ف۳

ف۱ امام حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی طواف کر رہا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو طواف چھوڑ دے جماعت میں شریک ہو جائے اور نماز کے بعد از سر نو طواف شروع کرے۔ امام بخاریؒ نے عطاء کا قول لا کر ان پر رد کیا۔ امام مالک اور شافعیؒ نے کہا کہ فرض نماز کے لئے اگر طواف چھوڑ دے تو بنا کر سکتا ہے لیکن نفل نماز کے واسطے اگر چھوڑ دے تو از سر نو شروع کرنا اولیٰ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر حال میں بنا درست ہے۔ حنابلہ کہتے ہیں طواف میں موالات واجب ہے۔ اگر عمداً یا سہواً موالات چھوڑ دے تو طواف صحیح نہ ہوگا مگر نماز فرض یا جنازے کے لئے قطع کرنا جائز جانتے ہیں؛ ف۲ یعنی جتنے پھیرے کر چکا تھا ان کو قائم رکھ کر سات پھیرے پورے کر لے؛ ف۳ عطاء کے قول کو عبدالرزاق نے اور ابن عمرؓ کے قول کو سعید بن منصور نے اور عبدالرحمن کے قول کو بھی عبدالرزاق نے وصل کیا؛

بَابٌ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي لِكُلِّ سُبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ أُمَيَّةَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: إِنَّ عَطَاءً يَقُولُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَقَالَ: السُّنَّةُ أَفْضَلُ، لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوعًا قَطُّ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طواف کے سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ہر سات پھیروں کے لئے دو رکعتیں پڑھا کرتے ف۱ اور اسمٰعیل بن امیہ نے کہا میں نے زہری سے کہا عطا کہتے ہیں کہ فرض نماز (طواف کے بعد) پڑھنا کافی ہے پھر دوگانہ طواف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا سنّت کی پیروی افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طواف کے سات پھیرے پورے کئے تو دوگانہ ادا کیا ف۲

ف۱ اس کو عبدالرزاق نے ثوری سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے وصل کیا یہ دوگانہ طواف کہلاتا ہے جمہور علماء کے نزدیک سنّت ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک واجب ہے؛ ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا صحیح جمہور کا قول ہے کہ دوگانہ طواف سنّت ہے اور مسور بن مخرمہ سے منقول ہے کہ وہ جب صبح یا عصر کے بعد طواف کرتے تو سات پھیروں کے بعد دوسرے تیسرے پھیرے کرتے اور سورج نکلنے یا ڈوبنے کے بعد ہر سات پھیروں کے لئے دو رکعتیں پڑھ لیتے؛

٦٩٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کیا عمرے میں آدمی صفا مروہ کے طواف سے پہلے اپنی عورت

بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. قَالَ: وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: لَا يَقْرَبُ امْرَأَتَهُ حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ،

سے صحبت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لائے اور بیت اللہ کے سات پھیرے کئے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کا طواف کیا اور کہنے لگے تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اچھی پیروی ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے اسی مسئلہ کو پوچھا۔ انہوں نے کہا جب تک صفا مروہ کا طواف نہ کر لے اپنی عورت سے صحبت نہ کرے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ.

باب: جو شخص پہلے طواف یعنی طوافِ قدوم کے بعد پھر کعبے کے نزدیک نہ جائے اور عرفات کو حج کے لئے چلا جائے ف۱

ف۱ یعنی اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اگر کوئی نفل طواف حج سے پہلے نہ کرے اور کعبے کے پاس بھی نہ جائے۔ پھر حج سے فارغ ہو کر طواف الزیارۃ کرے جو فرض ہے۔

۶۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ.

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ کو کریب نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لائے، سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے مابین دوڑے اور طواف کے بعد پھر بیت اللہ کے نزدیک نہ گئے۔ یہاں تک کہ حج کر کے عرفات سے لوٹے ف۲

ف۲ اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ حاجی کو طواف قدوم کے بعد پھر نفل طواف کرنا منع ہے۔ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کاموں میں مشغول ہوں گے اور آپ کعبہ سے دور ٹھیرے تھے یعنی محصب میں اس لئے حج سے فراغت ہونے تک آپ کو کعبہ میں آنے کی اور نفل طواف کرنے کی مہلت نہیں ملی۔

بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ، وَصَلَّى عُمَرُ

باب: طواف کا دوگانہ مسجد سے باہر پڑھنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرم سے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَارِجًا مِنَ الْحَرَمِ۔

بھی باہر طواف کا دوگانہ ادا کیا ف

ف اس کو امام بیہقی نے وصل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ طواف کا دوگانہ جب چاہے اور جہاں چاہے پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ طواف کے بعد ہی یا حرم یا مسجد حرام ہی میں پڑھے۔

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوجَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوفِي عَلَى بَعِيرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے زینب بنت ابی سلمہؓ سے، انہوں نے امّ سلمہؓ سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کی شکایت کی دوسری سند: امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے ابو مروان یحییٰ بن ابی زکریا غسّانی نے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے عروہ سے انہوں نے امّ سلمہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امّ سلمہؓ سے فرمایا اس وقت آپؐ مکہ میں تھے اور روانہ ہونا چاہتے تھے امّ سلمہؓ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا وہ بھی روانہ ہونا چاہتی تھیں۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو تو اپنے اونٹ پر سوار رہ کر طواف کر لے اور لوگ نماز پڑھتے رہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور طواف کا دوگانہ نہیں پڑھا یہاں تک کہ مکہ یا مسجد سے نکل گئیں۔

بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ۔

باب: مقام ابراہیمؑ کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۶۹۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لائے۔ آپؐ

فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

نے طواف کے سات پھیرے کئے اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپؐ صفا پہاڑی کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ احزاب میں) فرمایا البتہ تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے۔

بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتَّى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طُوًى۔

باب، صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف کا دوگانہ اس وقت پڑھتے تھے جب تک سورج نہ نکلے ف اور حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا، پھر سوار ہوئے اور دوگانہ طواف کا ذی طویٰ میں پڑھا ف ۲

ف یہ عبداللہ بن عمرؓ کا مذہب تھا کہ خاص نماز اس وقت مکروہ ہے جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو لیکن سورج نکلنے سے پہلے یا ڈوبنے سے پہلے نماز درست ہے ف۲ ذی طویٰ ایک مقام ہے مکہ کے متصل ایک میل پر۔

۶۹۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتَّى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّونَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: قَعَدُوا حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ قَامُوا يُصَلُّونَ۔

ہم سے حسن بن عمر بصری نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے، انہوں نے حبیب معلم سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کچھ لوگوں نے صبح کی نماز کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر واعظ کے پاس جا بیٹھے۔ جب سورج نکلنے لگا تو لگے طواف کا دوگانہ پڑھنے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پہلے تو بیٹھے رہے، جب وہ گھڑی آئی جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تو نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے ف

ف شاید حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مذہب ہوگا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد مکہ میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

۶۹۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت

اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا کہ آپ سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت نماز سے منع کرتے۔

٦٩٦۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا۔

ہم سے حسن بن محمد صباح نے بیان کیا کہا ہم سے عبیدہ ابن حمید نے کہا مجھ سے عبدالعزیز بن رُفیع نے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ فجر کی نماز کے بعد طواف کرتے اور طواف کا دوگانہ پڑھتے۔ عبدالعزیز نے کہا اور میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا وہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں سنت کی پڑھا کرتے اور کہتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر میں آئے تو یہ رکعتیں پڑھیں ف

ف ان دونوں حدیثوں میں گو عصر اور فجر کے بعد طواف کا ذکر نہیں ہے جو ترجمۂ باب تھا مگر امام بخاریؒ نے طواف کو نماز پر قیاس کیا۔ حنفیہ نے فجر اور عصر کے بعد طواف جائز رکھا ہے لیکن طواف کا دوگانہ پڑھنا مکروہ رکھا ہے:

بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا۔

باب بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے۔

٦٩٧۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرٍ، كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ۔

ہم سے اسحٰق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے، انہوں نے خالد حذاء سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اونٹ پر سوار رہ کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب حجر اسود کے برابر آتے تو آپؐ کے ہاتھ میں ایک چیز تھی، اس سے اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے ف

ف اس حدیث میں گو یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ بیمار تھے اور بظاہر ترجمۂ باب سے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے ابوداودؒ

٦٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ، فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے، انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے زینب بنت ام سلمہؓ سے انہوں نے ام سلمہؓ سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیماری کا شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا تو سوار رہ کر لوگوں کے پرے پرے طواف کرلے۔ میں نے اسی طرح طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے بازو نماز پڑھ رہے تھے۔ اس میں سورۃ والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِّ۔

باب: حاجیوں کو پانی پلانا۔

٦٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی کیوں کہ وہ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپؐ نے ان کو اجازت دی۔ؔ

ؔ معلوم ہوا اگر کوئی عذر نہ ہو تو گیارہویں بارہویں شب کو منیٰ ہی میں رہنا ضروری ہے۔ شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت۔

٧٠٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا فَضْلُ

ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا کہا ہم سے خالد طحان نے، انہوں نے خالد حذاء سے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیل پر آئے (پانی پلانے کی جگہ پر جو ایک حوض تھا) آپؐ نے پانی مانگا۔ حضرت عباسؓ نے اپنے

اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا، فَقَالَ: اسْقِنِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ، قَالَ: اسْقِنِي، فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا فَقَالَ: اعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ، ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ، يَعْنِي عَاتِقَهُ، وَأَشَارَ إِلَى عَاتِقِهِ۔

بیٹے فضل سے کہا اپنی ماں کے پاس جا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کا شربت اس کے پاس سے لے آ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانی پلاؤ۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ اس پانی میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں آپؐ نے فرمایا اسی میں سے پلاؤ خیر آپؐ نے پانی پیا، پھر زمزم پر آئے وہاں لوگ پانی پلا رہے تھے کنوئیں سے کھینچ کھینچ کر آپؐ نے فرمایا کھینچے جاؤ تم نیک کام کر رہے ہو پھر فرمایا اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم کو تکلیف ہوگی ول تو میں اونٹ سے اترتا اور کاندھے پر رسی ڈالتا یعنی کنوئیں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پانی پلاتا اور اشارہ کیا اپنے کاندھے کی طرف۔

ول مطلب یہ ہے کہ اگر میں اتر کر خود پانی کھینچوں گا تو صدہا آدمی مجھ کو دیکھ کر پانی کھینچنے کے لئے پل پڑیں گے اور تم کو تکلیف ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زَمْزَمَ، وَقَالَ عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَقَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا: افْتَحْ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ۔

باب: زمزم کا بیان ول اور عبدان نے کہا مجھ کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے، انہوں نے زہری سے کہ انس بن مالکؓ نے کہا ابوذر غفاریؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری چھت چیری گئی اس وقت میں مکہ میں تھا اور جبرائیلؑ اترے، انہوں نے میرا سینہ چاک کیا پھر زمزم کے پانی سے اس کو دھویا بعد اس کے ایک سونے کا طشت لائے جو علم اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، وہ میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر سینہ جوڑ دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر پہلے آسمان پر مجھ کو چڑھا لے گئے۔ جبرائیل نے وہاں کے داروغہ کو پکارا کھول۔ اس نے پوچھا کون؟ بولے، جبرائیل (اخیر حدیث تک) و۲

ول وہ مشہور کنواں ہے کعبے کے سامنے مسجد حرام میں حضرت جبرائیلؑ کے پر مارنے سے یہ چشمہ پھوٹ نکلا تھا۔ کہتے ہیں زمزم اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے وہاں بات کی تھی۔ بعضوں نے کہا اس میں پانی بہت ہونے سے اس کا نام زمزم ہوا۔ زمزم عرب کی زبان میں بہت پانی کو کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کیلئے پیا جائے وہ حاصل ہوتا ہے و۲ یہ معراج کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جو مشہور ہے۔ یہاں امام بخاریؒ اس کو اسلئے لائے کہ اس سے آب زمزم کی فضیلت نکلی ہے اسلئے کہ آپ کا سینہ صحم

٧٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ، قَالَ عَاصِمٌ: فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى بَعِيرٍ۔

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، انہوں نے عاصم احول سے انہوں نے شعبی سے، ابن عباسؓ نے ان سے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا۔ آپؐ نے کھڑے کھڑے پیا۔ عاصم نے کہا میں نے عکرمہ سے اس کا ذکر کیا انہوں نے قسم کھا کر کہا اس دن تو آپؐ اونٹ پر سوار تھے ف۱

ف۱ گویا عکرمہ نے شعبی کی روایت کو غلط سمجھا مگر ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے اونٹ بٹھایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ تو شاید اونٹ سے اتر کر آپؐ نے کھڑے ہو کر پانی پیا ہوگا اور شعبی ثقہ ہیں، حافظ ہیں بلکہ عکرمہ میں تو لوگوں نے کلام کیا ہے شعبی کے ثقہ ہونے میں کسی نے گفتگو نہیں کی۔ کھڑے ہو کر پانی پینا گو بعضوں نے مکروہ رکھا ہے مگر زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا اسی حدیث کی رو سے جائز رکھا ہے۔

بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ۔

باب: قران کرنے والا ایک طواف کرے یا دو۔

٧٠٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا، فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ، فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے اور عمرے کا احرام باندھا پھر آپؐ نے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو احرام نہ کھولے۔ خیر میں جب مکہ میں پہنچی تو (اتفاق سے) حائضہ تھی۔ جب ہم لوگ حج پورا کر چکے تو آپؐ نے مجھے عبدالرحمن کے ساتھ تنعیم تک بھیجا ف۱ میں نے وہاں سے عمرہ کیا آپؐ نے فرمایا تیرے عمرے کے بدلے یہ عمرہ ہے۔ خیر جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے طواف (اور سعی) کر کے احرام کھول ڈالا۔ پھر جب منیٰ سے لوٹ کر آئے تو دوسرا طواف یعنی طواف الزیارۃ کیا اور جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا ف۲

ف تنعیم ایک مقام مشہور ہے مکہ سے تین میل پر، اس کو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں۔ اکثر لوگ اب وہیں سے عمرے کا احرام باندھا کرتے ہیں کیونکہ وہ حل کی قریب ترین سرحد ہے ؛ ف۲ اور ایک ہی سعی کی جمہور علماء۔ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ قارن کے لئے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج اور عمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہے اور ابوحنیفہؒ نے دو طواف اور دو سعی لازم رکھے ہیں اور جن روایتوں سے دلیل لی ہے وہ سب ضعیف ہیں؛

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا دَخَلَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَظَهْرُهُ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: إِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَكُونَ الْعَامَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَلَوْ أَقَمْتَ، فَقَالَ: قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ ثُمَّ قَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا، قَالَ: ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے ان کے پاس گھر میں گئے۔ ان کی سواری (حج کو جانے کے لئے) تیار تھی۔ عبداللہ بن عبداللہ نے کہا مجھے اس سال ڈر ہے کہیں لوگوں میں لڑائی نہ ہو جائے اور تم کو کعبے میں جانے سے روک دیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس سال گھر میں رہو۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی (حدیبیہ کے سال) عمرے کی نیت سے نکلے لیکن قریش کے کافروں نے آپؐ کو کعبہ نہ جانے دیا اگر مجھ کو بھی لوگ روکیں گے تو میں بھی وہی کروں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کیونکہ تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے۔ پھر کہنے لگے تم گواہ رہو میں نے عمرے کے ساتھ حج کی نیت بھی کرلی ف خیر عبداللہ بن عمرؓ مکہ پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔

ف پہلے عبداللہ بن عمرؓ نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا پھر انہوں نے خیال کیا کہ صرف عمرہ کرنے سے حج اور عمرہ دونوں یعنی قران کرنا بہتر ہے تو حج کی بھی نیت باندھ لی اور پکار کر لوگوں سے اس لئے کہہ دیا کہ اور لوگ بھی ان کی پیروی کریں، رضی اللہ عنہ وارضاہ ؛

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اس سال، جس سال حجاج، عبداللہ بن زبیرؓ سے

بِابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ، فَقَالَ - لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي، وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ، وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لڑنے گیا حج کا قصد کیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ اس سال جنگ کا احتمال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم کو کعبے میں نہ جانے دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میں ویسا ہی کروں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ دیکھو تم گواہ رہنا میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر لیا۔ پھر وہ نکلے۔ جب بیداء کے مقام پر پہنچے ف۱ تو کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں کا حال یکساں ہے تم گواہ رہنا میں نے عمرے کے ساتھ حج کو بھی اپنے اوپر واجب کر لیا اور وہ قدید سے قربانی کا جانور بھی خرید کر کے اپنے ساتھ لے گئے ف۲ اور کوئی کام نہیں کیا، انہوں نے قربانی کا نحر نہیں کیا نہ اور کوئی کام جو احرام میں منع ہے نہ سر منڈایا نہ بال کترائے جب دسویں ذی الحجہ آئی تو قربانی کا نحر کیا اور سر منڈایا اور پہلا طواف جو کر چکے تھے حج اور عمرہ دونوں کی طرف سے اسی کو کافی سمجھا ف۳ اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

ف۱ بیداء ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ذوالحلیفہ سے آگے؛ ف۲ قُدَیْد ایک مقام ہے جحفہ کے پاس؛ ف۳ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے؛

بَابُ الطَّوَافِ عَلَى وُضُوءٍ۔

باب: باوضو طواف کرنا ف۱

ف۱ جمہور علماء کے نزدیک طواف میں طہارت یعنی باوضو ہونا شرط ہے اور حنفیہ کے نزدیک بے وضو بھی طواف ہو جاتا ہے مگر گنہگار ہوگا۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ

ہم سے احمد بن عیسٰی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی، انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن ابن نوفل قرشی سے، انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے پوچھا ف۱ وہ کہنے

ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ
أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ
تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ
الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً
ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ
ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَأَيْتُهُ
أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ
ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً، ثُمَّ مُعَاوِيَةُ
وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ
ابْنِ الزُّبَيْرِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ
الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً
ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ
ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً، ثُمَّ آخِرُ
مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ
لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً، وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ
عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ
مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَءُونَ بِشَيْءٍ حَتّٰى
يَضَعُوا أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ
ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ، وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي
حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِئَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ
مِنَ الْبَيْتِ، تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمَا
لَا تَحِلَّانِ، وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا
أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ
وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ، فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ

لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا مجھ سے
حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا سب سے پہلے
جو کام آپؐ نے مکہ میں آکر کیا وہ یہ تھا کہ آپؐ نے
وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا ف۱ پھر آپؐ کا حج
عمرہ نہیں بنا۔ بعد اس کے ابوبکر صدیقؓ نے (اپنی
خلافت میں) حج کیا۔ انہوں نے بھی سب باتوں سے پہلے
طواف کیا۔ ان کا حج بھی عمرہ نہیں بنا۔ پھر حضرت عمرؓ نے
بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت
میں حج کیا اور پہلے جو کام کیا وہ طواف ہی
تھا۔ ان کا حج بھی عمرہ نہ ہوا۔ پھر معاویہؓ اور
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حج کیا
پھر میں نے اپنے باپ زبیر بن عوام کے ساتھ
حج کیا، انہوں نے بھی پہلے جو کام کیا وہ یہی بیت اللہ
کا طواف تھا لیکن ان کا حج عمرہ نہیں بنا۔ بعد
اس کے میں نے مہاجرین اور انصار کو ایسا ہی کرتے
دیکھا۔ ان میں سے کسی کا حج عمرہ نہیں بنا۔ پھر سب
کے اخیر میں میں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو ایسا کرتے
دیکھا۔ انہوں نے حج کو توڑ کر عمرہ نہیں قرار دیا اور
(افسوس تو یہ ہے کہ) عبداللہ بن عمر ان کے پاس موجود
ہیں، ان سے کیوں نہیں پوچھتے اور جتنے اگلے لوگ گزرے
ہیں انہوں نے بھی حج کو توڑ کر عمرہ نہیں قرار دیا۔ وہ جہاں
اپنا قدم بیت اللہ میں رکھتے تو طواف کرتے۔ پھر ان کا احرام
نہیں کھلتا ف۲ اور میں نے اپنی ماں (اسماءؓ) اور خالہ (حضرت
عائشہؓ) کو دیکھا وہ جب مکہ میں آتیں تو پہلے بیت اللہ کے پاس
آکر طواف کرتیں اور ان کا احرام نہ کھلتا (حج کا احرام قائم رہتا) اور
میری ماں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اور ان کی بہن
(حضرت عائشہؓ) اور زبیر اور فلاں فلاں لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا جب

حَلُّوا۔

انہوں نے حجرِ اسود چوما اور صفا مروہ کے مابین دوڑے پھر منڈایا تب احرام کھلا ف۵

ف۱ اس روایت میں یہ مذکور نہیں کہ کیا پوچھا لیکن امام مسلم کی روایت میں اس کا بیان ہے کہ ایک عراقی آدمی نے محمد بن عبدالرحمٰن سے کہا تم عروہ سے پوچھو اگر ایک شخص حج کا احرام باندھے تو طواف کرکے وہ حلال ہو سکتا ہے اگر وہ کہیں نہیں ہو سکتا تو کہنا ایک شخص تو کہتے ہیں کہ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا، انہوں نے کہا جو کوئی حج کا احرام باندھے وہ جب تک حج سے فارغ نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا ایک شخص تو کہتے ہیں حلال ہو جاتا ہے، انہوں نے کہا اُس نے بُری بات کہی، اخیر حدیث تک ؛ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وضو طواف کی شرط ہے مگر جب دوسری حدیث کو اس کے ساتھ ملاؤ جس میں یہ ہے خذوا عنی مناسککم تو مطلب حاصل ہو جاتا ہے ؛ ف۳ یہ سارا رد عبداللہ بن عباسؓ کا ہے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ جو کوئی حج کی نیت سے بیت اللہ میں آئے اس کو طواف نہ کرنا چاہیے جب تک کہ حج سے فارغ نہ ہو۔ اگر طواف کرے گا تو حج فسخ ہو کر عمرہ ہو جائے گا ؛ ف۴ عروہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر صرف عمرے کا احرام باندھے تو اس وقت طواف اور سعی کر لینے کے بعد احرام کھل جاتا ہے لیکن قران یا تمتع میں طواف کرنے سے حج عمرہ نہیں ہو جاتا نہ احرام کھلتا ہے ؛

٭

بَابُ وُجُوبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَجُعِلَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ۔

باب : صفا و مروہ کے مابین دوڑنا واجب ہے وہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔

٧٠٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللهِ تَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ فَوَاللهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، قَالَتْ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي: إِنَّ هَذِهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا، وَلَكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، عروہ نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو (سورۂ بقرہ میں) فرماتا ہے بیشک صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں پھر جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان کے طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اس کا مطلب تو خدا کی قسم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا و مروہ کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ انہوں نے کہا میرے بھانجے تُو نے یہ بُری بات کہی۔ اگر اللہ کا یہ مطلب ہوتا تو قرآن میں یوں اترتا کہ ان کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے باب میں اتری۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مناۃ بت

قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا بِالْمُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ- الْآيَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَقَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ أَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُونَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ بِمَنَاةَ، كَانُوا يَطُوفُونَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَسْمَعُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا،

کے لئے احرام باندھا کرتے تھے، اسی کو پوجتے تھے وہ مشلل پر رکھا تھا تو انصار لوگ جو حج یا عمرہ کا احرام باندھتے وہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بُرا سمجھتے۔ جب اسلام لائے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بات کو پوچھا یا رسول اللہ! ہم تو صفا و مروہ کا طواف بُرا سمجھا کرتے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا و مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اخیر آیت تک۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صفا اور مروہ کے طواف کو جاری فرمایا۔ اب ان کا طواف کوئی نہیں چھوڑ سکتا۔ زہری نے کہا پھر میں نے حضرت عائشہ رض کا یہ قول ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے تو یہ علم کی بات اب تک نہیں سنی تھی۔ میں نے تو کئی علم والوں سے سُنا وہ یوں کہتے تھے کہ عرب کے لوگ (ان لوگوں کے سوا جن کا حضرت عائشہ رض نے ذکر کیا جو مناۃ کے لیے احرام باندھتے تھے) سب صفا مروہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیت اللہ کا طواف بیان فرمایا اور صفا مروہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ لوگ کہنے لگے، یا رسول اللہ! ہم تو (جاہلیت کے زمانے میں) صفا مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے اور اب اللہ نے بیت اللہ کا ذکر فرمایا لیکن صفا و مروے کا ذکر نہیں کیا تو کیا صفا مروے کا پھیرا کرنے میں ہم پر کچھ گناہ ہوگا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری صفا مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں اخیر تک۔ ابوبکر نے کہا میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے باب میں اتری ہے یعنی اس فرقے کے باب میں جو جاہلیت

فِي الَّذِينَ كَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِينَ يَطُوفُونَ، ثُمَّ تَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

کے زمانے میں صفا مروے کا طواف بُرا جانتا تھا اور اس کے باب میں بھی جو جاہلیت کے زمانے میں صفا مروہ کا طواف کیا کرتے تھے پھر مسلمان ہونے کے بعد اس کا کرنا اس وجہ سے کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا اور صفا مروے کا ذکر نہیں کیا بُرا سمجھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان کے طواف کا بھی ذکر فرما دیا ف۱

ف۱ مشلل ایک ٹیلہ ہے قدید پر۔ مناۃ وہیں نصب تھا۔ انصار اس کی پوجا کرتے تھے۔ دوسرے لوگ اساف اور نائلہ کی پرستش کرتے۔ اساف صفا پہاڑ پر اور نائلہ مروہ پر رکھا تھا۔ انصار لوگ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا بُرا جانتے کیونکہ وہاں اساف اور نائلہ کو پوجنے والے جایا کرتے۔ انصار تو ان کے پوجنے والوں میں نہ تھے غرض آنحضرتؐ کے پیغمبر ہونے سے پہلے عربوں کا یہ حال ہو رہا تھا کہ ایک ایک قوم کا معبود جدا جُدا تھا اور ہر ایک قوم دوسری قوم کے خون کی پیاسی تھی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ف۲ تو صفا مروے کا طواف حج اور عمرے کا ایک رکن ہے جس کے بغیر حج یا عمرہ پورا نہ ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ اس کو واجب کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَّادٍ إِلَى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ۔

باب، صفا و مروہ کے درمیان کس طرح دوڑے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بنی عباد کے گھر سے لے کر بنی ابی الحسین کے کوچے تک دوڑ کر چلے (باقی راہ میں معمولی چال سے) ف۱

ف۱ بنی عباد کا گھر اور بنی ابی الحسین کا کوچہ اس زمانہ میں مشہور ہوگا اب حاجیوں کی شناخت کے لئے دوڑنے کے مقام میں دو سبز منارے بنا دیئے ہیں۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے انہوں نے عبیداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (مکہ میں آکر) پہلا طواف (یعنی طوافِ قدوم اور طواف الزیارۃ) کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیروں میں معمولی چال سے اور جب صفا مروہ کا

طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ۔

طواف کرتے تو نالے کے نشیب میں دوڑ کر چلتے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمرؓ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو معمولی چال سے چلتے؟ انہوں نے کہا نہیں مگر جب ہجوم ہوتا تو حجر اسود کے پاس آکر آہستہ چلنے لگتے کیونکہ وہ بغیر چومے اس کو نہ چھوڑتے۔

۷۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ؟ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ- وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا ایک شخص بیت اللہ کا طواف عمرے کے احرام میں کر لے لیکن صفا مروہ کا طواف ابھی اس نے نہ کیا ہو کیا وہ اپنی عورت سے صحبت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر کئے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ پر سات پھیرے کئے، اور تم کو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے اور ہم نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا (یہی مسئلہ) تو انہوں نے کہا اپنی عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کرے جب تک صفا مروہ کا طواف نہ کر لے ؎۔

؎ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یہ ہے کہ اس میں صفا اور مروہ کے سات پھیرے کرنا مذکور ہے۔ چونکہ صفا مروہ کی سعی حج اور عمرے کا رکن ہے تو اس سے پہلے اگر صحبت کرے گا تو حج اور عمرہ باطل ہو جائے گا اور دم سے اس کا تدارک نہیں ہو سکتا لیکن حنفیہ کے نزدیک اس کا تدارک ہو جاتا ہے ۱۲ش

۷۰۹- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ تَلَا- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی کہا میں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو بیت اللہ کا طواف کیا پھر طواف کا دوگانہ ادا کیا۔ پھر صفا و مروہ کے مابین دوڑے۔ پھر عبداللہ نے یہ آیت (سورۂ احزاب کی) پڑھی تم کو اللہ کے

حَسَنَةٌ۔ ۔۔۔ رسول کی پیروی اچھی پیروی ہے۔

٧١٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔

ہم سے احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم احول نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بُرا سمجھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں، اس لئے کہ یہ ایک جاہلیت کے زمانہ کی نشانی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ اگر ان کا طواف کرے ف۱

ف۱ یہ مضمون اس روایت کے موافق ہے جو حضرت عائشہؓ سے اوپر گزری کہ انصار صفا و مروہ کی سعی بُری سمجھتے تھے۔

٧١١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ، زَادَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ اور صفا و مروہ کے طواف میں اس لئے دوڑے کہ دشمن آپ کا زور قوت دیکھ لیں ف۱ حمیدی نے اتنا اور بڑھایا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے یہی حدیث ف۲

ف۱ اور ان کا وہ خیال باطل ہو کہ مسلمان مدینہ کی آب و ہوا سے کمزور ہو گئے ہیں۔ ف۲ اس سند میں اتنی زیادتی ہے کہ سفیان کے سماع کی عمرو سے اور عمرو کے سماع کی عطاء سے اس میں تصریح ہے۔

بَابٌ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَإِذَا سَعَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب: حیض والی عورت حج کے سب ارکان بجا لائے صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور صفا مروہ کا طواف بے وضو کرے تو کیا حکم ہے ف

ف باب کی حدیثوں سے پہلا حکم تو ثابت ہوتا ہے لیکن دوسرے حکم کا ان میں ذکر نہیں ہے اور شاید امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں امام مالکؒ سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ صفا و مروہ کا طواف بھی نہ کر۔ ابن عبد البر نے کہا اس زیادت کو صرف یحییٰ بن یحییٰ نیساپوری نے نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ حیض والی عورت سب کام کرے مگر صفا و مروہ اور بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ ابن بطال نے کہا امام بخاریؒ نے دوسرا مطلب باب کی حدیث سے یوں نکالا کہ اس میں یوں ہے سب کام کر جیسے حاجی کرتے ہیں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر۔ تو معلوم ہوا کہ صفا مروہ کا طواف بے وضو اور بے طہارت درست ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ اگر طواف کے بعد عورت کو حیض آ جائے صفا مروہ کی سعی سے پہلے تو صفا مروہ کی سعی کر لے۔

۷۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، قَالَتْ: فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، انہوں نے کہا میں مکہ میں پہنچی، اس وقت میں حیض میں تھی اور میں نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف نہیں کیا تھا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا جیسے کام حاجی کرتے ہیں تو بھی کر (سب کام کر) صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک پاک نہ ہو لے۔

۷۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ، وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ،

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے (دوسری سند) اور خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حبیب معلم نے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور ان میں سے کسی کے پاس سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے قربانی کا جانور نہ

وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدْيٌ فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا، ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا؟ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ، وَحَاضَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ۔

تھا اور جب آپ مکہ پہنچے تو حضرت علیؓ یمن سے تشریف لائے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا تم نے کیا احرام باندھا؟ انہوں نے عرض کیا وہی جو آپؐ نے باندھا۔ پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ حج کو عمرہ بنا دیں اور طواف کریں اور بال کترائیں اور احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ احرام نہ کھولے یہ سن کر اصحاب کہنے لگے کیا ہم منیٰ کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو؟ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول ڈالتا اور ایسا ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو حیض آگیا۔ انہوں نے حج کے سب کام کئے صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔ جب حیض سے پاک ہوئیں اس وقت طواف کیا وہ کہنے لگیں یا رسول اللہؐ آپ تو حج اور عمرہ دونوں کرکے جاتے ہیں اور میں صرف حج کرکے۔ پھر آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ تنعیم تک ان کے ساتھ جائیں۔ انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

٧١٤- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ أَنَّ أُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ

ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے کہا ہم اپنی کنواری عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کرتے تھے پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں (جو بصرے میں تھا) اتری اس نے یہ بیان کیا کہ اس کی بہن (ام عطیہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی بی بی تھیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ، قَالَتْ: كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى، وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى، فَسَأَلَتْ أُخْتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: هَلْ عَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟ قَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَأَلْنَهَا أَوْ فَقَالَ سَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا إِلَّا قَالَتْ بِأَبِي فَقُلْنَا: أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بِأَبِي، فَقَالَ: لِتَخْرُجَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى، فَقُلْتُ: آلْحَائِضُ؟ فَقَالَتْ: أَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ؟ وَتَشْهَدُ كَذَا؟ وَتَشْهَدُ كَذَا؟

جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو کر بارہ جہاد کئے تھے اور میری بہن بھی چھ جہادوں میں اس کے ساتھ تھی۔ وہ کہتی تھی ہم زخمیوں کی دوا اور بیماروں کی خبر لیا کرتے تھے ف۲ پھر میری بہن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کچھ برا تو نہیں اگر وہ عیدگاہ کو نہ جائے؟ آپؐ نے فرمایا اس کی ساتھنیں اپنی چادر اس کو اوڑھا دیں اور اس کو چاہیئے کہ نیک کام میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو۔ خیر جب ام عطیہؓ خود بصرے میں آئیں تو حفصہؒ کہتی ہیں میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی ام عطیہ کی عادت تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیتیں تو ہمیشہ یوں کہتیں میرا باپ آپؐ پر صدقے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے؟ ف۳ انہوں نے کہا ہاں میرا باپ آپؐ پر قربان ام عطیہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواریاں اور پردے والیاں یا یوں فرمایا کہ پردے والی کنواریاں اور حیض والیاں یہ سب نکلیں، نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں نماز کے مقام سے الگ رہیں میں نے کہا کیا حیض والیاں بھی نکلیں؟ انہوں نے کہا کیوں کیا حیض والیاں عرفات نہیں جاتیں؟ یہاں نہیں جاتیں وہاں نہیں جاتیں؟ ف۴

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۞ ف۲ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت غیر مردوں سے بات چیت اور ضرورت کے وقت ان کے بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ افسوس اب یہ امر جو مسلمان عورتوں کا قدیمی شیوہ تھا نصاریٰ میں چلا گیا۔ ان کی عورتیں ہر جنگ میں اپنے ہم قوم بہادروں کی دوا دارو اور خدمت کرتی ہیں وہ بھی مفت، انسانی ہمدردی کے تقاضے سے اور مسلمانوں کی عورتیں تو کجا مردوں میں بھی ہمدردی کا مضمون کافور ہے اور اگر کسی ملک کے مسلمانوں پر دشمنوں کا ہجوم ہوتا ہے تو دوسرے ملک کے مسلمان خوشی سے تماشا دیکھتے رہتے ہیں ۞ ف۳ یعنی جیسا ان کی بہن نے بیان کیا تھا ۞ ف۴ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ حیض والی طواف نہ کرے جو ترجمہ باب کا ایک مطلب تھا کیونکہ حیض والی عورت کو جب نماز کے مقام سے الگ رہنے کا حکم ہوا تو کعبے کے پاس جانا بھی اس کو جائز نہ ہوگا۔ بعضوں نے کہا باب کا دوسرا مطلب بھی اس حدیث سے

نکلتا ہے یعنی صفا مروہ کی سعی حائضہ کر سکتی ہے کیونکہ حائضہ عرفات کا وقوف کر سکتی ہے اور صفا مروہ عرفات کی طرح ہے ؛

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ إِذَا خَرَجَ مِنْ مِنًى

وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ يُلَبِّي بِالْحَجِّ فَقَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْلَلْنَا حَتَّى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ، وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَهْلَلْنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ، وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، فَقَالَ: لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

باب: جو شخص مکہ میں رہتا ہو وہ منا کو جاتے بطحاء وغیرہ مقاموں سے احرام باندھے ف۱ اور اسی طرح ہر ملک والا حاجی جو عمرہ کر کے مکہ میں رہ گیا ہو اور عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا جو شخص مکہ ہی میں رہتا ہو، وہ حج کے لئے لبیک کہے انہوں نے کہا ابن عمرؓ آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر کی نماز پڑھ کر جب اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے تو لبیک کہتے ف۲ اور عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاء سے روایت کی انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا ہم (حجۃ الوداع میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (احرام باندھے ہوئے) آئے۔ پھر آٹھویں تاریخ تک ہمارا احرام کھلا رہا آٹھویں کو مکہ کو ہم نے اپنی پشت پر کیا اور حج کی لبیک پکاری ف۳ اور ابوالزبیر نے جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ ہم نے بطحا سے احرام باندھا ف۴ اور عبید بن جریج نے ابن عمرؓ سے کہا ف۵ میں دیکھتا ہوں جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب تک آپؐ اونٹنی پر سوار نہ ہوتے (منا جانے کو) احرام نہ باندھتے ف۶

ف۱ بطحاء مکہ کا میدان ہے ؛ ف۲ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ کا رہنے والا اور تمتع کرنے والا حاجی کا احرام مکہ ہی سے باندھے اور کوئی خاص جگہ کی تعیین نہیں ہے مکہ میں ہر مقام سے احرام باندھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ اپنے گھر کے دروازے سے احرام باندھے ؛ ف۳ اس کو امام مسلم نے وصل کیا ؛ ف۴ اس کو امام احمد اور مسلم نے وصل کیا ؛ ف۵ یہ حدیث خود اسی کتاب میں باب غسل الرجلین فی النعلین میں موصولاً گزر چکی ہے اور باب اللباس میں بھی مذکور ہوگی ؛ ف۶ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذوالحلیفہ ہی سے احرام باندھ کر آئے تھے اور مکہ میں حج سے فارغ ہوئے تک آپؐ نے احرام کھولا ہی نہیں تھا تو ابن عمرؓ نے کیسے دلیل لی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے احرام باندھتے ہی حج یا عمرے کے اعمال شروع کر دیئے اور احرام میں اور حج کے کاموں میں فاصلہ نہیں کیا پس اس سے یہ نکل آیا کہ مکہ کا رہنے

والا یا متمتع آٹھویں تاریخ سے احرام باندھے کیونکہ اسی تاریخ کو لوگ منیٰ روانہ ہوتے ہیں اور حج کے کام شروع ہوتے ہیں ؛

بَابٌ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟

باب: آٹھویں ذی الحجہ کو آدمی ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟

۷۱۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق ازرق نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالعزیز بن رُفیع سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اچھی طرح یاد ہو تو مجھ سے بیان کرو، آپؐ نے آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا منیٰ میں۔ میں نے پُوچھا پھر کوچ کے دن (بارہویں تاریخ) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا محصب میں آگر، لیکن تو اپنے حاکموں کی پیروی کر ف۔

ف جہاں وہ نماز پڑھیں تو بھی پڑھ لے اگرچہ افضل یہی ہے کہ جو نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پڑھی ہے وہیں پڑھے اور سنت کی پیروی کرے ؛

۷۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: سَمِعَ أَبَا بَكْرِ ابْنَ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ: لَقِيتُ أَنَسًا، وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَاهِبًا عَلَى حِمَارٍ، فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْيَوْمَ الظُّهْرَ؟ فَقَالَ: انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي أُمَرَاؤُكَ فَصَلِّ.

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوبکر بن عیاش سے سُنا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن رُفیع نے بیان کیا کہا میں انسؓ سے ملا۔ دوسری سند: امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے اسمٰعیل بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے عبدالعزیز سے انہوں نے کہا میں آٹھویں تاریخ کو منیٰ گیا وہاں انسؓ سے ملا وہ گدھے پر سوار جا رہے تھے میں نے پوچھا آنحضرتؐ نے آج کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا دیکھ، جہاں تیرے حاکم لوگ نماز پڑھیں تو بھی وہیں پڑھ لے ف۔

ف معلوم ہُوا کہ حاکم اور بادشاہِ اسلام کی اطاعت واجب ہے جب کہ اس کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو اور جماعت

کے ساتھ رہنا ضروری ہے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ مستحب وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا مگر مستحب امر کے لئے حاکم یا جماعت کی مخالفت کرنا بہتر نہیں ہے۔ ابن منذر نے کہا سنت یہ ہے کہ امام ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور صبح کی نمازیں منیٰ ہی میں پڑھے اور منیٰ کی طرف ہر وقت نکلنا درست ہے لیکن سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ نکلے اور ظہر کی نماز جا کر منیٰ میں ادا کرے ؛

بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى۔

باب، منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان ف

ف اب یہ ہے کہ منیٰ میں قصر کرے یا نہ کرے ؛

٧١٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی، انہوں نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے رہے حضرت عثمانؓ بھی اپنی شروع خلافت میں ایسا ہی کرتے رہے ف۔

ف اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چھٹے برس اپنے عہد خلافت میں منیٰ میں نماز کا قصر موقوف کیا اور پوری نماز پڑھی لیکن دوسرے صحابہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کا یہ فعل خلاف سنت سمجھا ؛

٧١٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابواسحاق ہمدانی سے، انہوں نے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں اور ہمارا شمار اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تھا اور ہم اتنے بے ڈر کسی وقت میں نہ تھے۔

٧١٩۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ يَزِيدَ،

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے،

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَالَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔

انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا میں نے (منیٰ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں۔ پھر ان کے بعد تم میں اختلاف ہوگیا ف۱ تو کاش ان چار رکعتوں کے بدلے ف۲ مجھ کو دو رکعتیں نصیب ہوتیں جو قبول ہوتیں۔

ف۱ کوئی منا میں قصر کرتا تھا دو رکعتیں پڑھتا اور کوئی چار رکعتیں پڑھنے لگا ۔ ف۲ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد کو منیٰ میں پڑھنے لگے ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ۔

باب: عرفے کے دن روزہ رکھنے کا بیان ف۱

ف۱ اس روزے میں علماء کا بہت اختلاف ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ روزہ نہیں رکھا، نہ عمر رضی اللہ عنہ نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اور میں بھی نہیں رکھتا۔ بعضے شافعیہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اور امام مالکؒ اور ثوری اور ابوحنیفہ نے بھی یہی کہا ہے کہ اس دن افطار کرنا بہتر ہے تاکہ آدمی کو حج کے کام ادا کرنے میں ضعف نہ پیدا ہو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عرفے کے روزے سے دو برس کے گناہ اتر جاتے ہیں ۔

۷۲۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ: شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے زہری سے کہا ہم سے سالم ابوالنضر نے بیان کیا کہا میں نے عمیر سے سنا جو ام الفضل کے غلام تھے انہوں نے ام الفضل سے انہوں نے کہا عرفہ کے دن لوگوں کو شک ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں۔ میں نے آپؐ کے لئے پینے کو کچھ بھیجا، آپؐ نے پی لیا۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ۔

باب: جب صبح کو منیٰ سے عرفات کو روانہ ہو تو لبیک اور تکبیر کہنا۔

۷۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے، انہوں نے محمد بن ابی بکر ثقفی سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا

اللهُ عَنْهُ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے، تم آج کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کوئی ہم سے لبیک پکارتا اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور کوئی تکبیر کہتا اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی کو اختیار ہے لبیک پکارتا رہے یا تکبیر کہتا رہے ۔

بَابُ التَّهْجِيرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ۔

باب: عرفہ کے دن عین گرمی میں ٹھیک دوپہر کو روانہ ہونا ف

ف یعنی وقوف کے لئے نمرہ سے نکلنا۔ نمرہ وہ مقام ہے جہاں حاجی نویں تاریخ پہنچ کر ٹھہرتے ہیں۔ وہ حرم کی حد سے خارج عرفات سے متصل ہے ۔

۷۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا تُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ، فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ، فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَقَالَ: الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، قَالَ: هَذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْظِرْنِي حَتَّى أُفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے، انہوں نے کہا عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا ف کہ حج کے کاموں میں عبداللہ بن عمرؓ کا خلاف نہ کرے سالم نے کہا تو عبداللہ سورج ڈھلتے ہی آئے میں ان کے ساتھ تھا اور حجاج کے ڈیرے پر پہنچ کر زور سے آواز دی۔ حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے باہر نکل آیا کہنے لگا ابو عبدالرحمٰن ف کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا اگر تو سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو جلدی اُٹھ چل کھڑا ہو۔ حجاج نے کہا اسی وقت؟ عبداللہ نے کہا ہاں اسی وقت۔ حجاج نے کہا اچھا اتنی مہلت دو کہ میں ذرا نہا لوں، پھر نکلتا ہوں۔ عبداللہ سواری پر سے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا اور میرے اور والد کے درمیان چلنے لگا ف میں نے حجاج سے کہا اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو خطبہ چھوٹا پڑھ اور وقوف میں جلدی

فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللهِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ قَالَ: صَدَقَ۔

کر۔ وہ یہ سن کر عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو کہا سالم سچ کہتا ہے ف۴

ف۱ حجاج عبدالملک کی طرف سے حجاز کا حاکم تھا۔ جب اس نے عبداللہ بن زبیرؓ پر فتح پائی تو عبدالملک نے اسی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ ف۲ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے۔ ف۳ والد سے مراد عبداللہ بن عمرؓ ہیں سالم ان کے صاحبزادے تھے۔ ف۴ معلوم ہوا کہ وقوفِ عرفات عین گرمی کے وقت دوپہر کے بعد ہی کرنا چاہیئے کیونکہ عبداللہ نے کہا ہاں اسی وقت۔ وقوف کے لئے غسل کرنا اکثر اہلِ علم نے مستحب رکھا ہے۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وقوف کے لئے شام کو نہایا کرتے اور احرام میں کسم کا رنگ پہننا منع ہے مگر حجاج ظالم جہاں اور بڑے سخت گناہ کیا کرتا وہاں یہ حرکت بھی اس نے کی اور تعجب ہے کہ امام طحاوی نے حجاج کے فعل سے یہ دلیل لی کہ احرام میں کسم کا رنگ درست ہے اور ممکن ہے کہ امام طحاوی نے عبداللہ بن عمرؓ کے انکار نہ کرنے سے دلیل لی ہو مگر احتمال ہے کہ عبداللہ کو اس سے مایوسی ہو کر حجاج ان کی بات مانے گا اس وجہ سے خاموش ہو رہے ہوں یا انکار کیا ہو لیکن یہ انکار منقول نہ ہوا ہو واللہ اعلم۔

بَابُ الْوُقُوْفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ۔

باب: عرفات کا وقوف جانور پر سوار رہ کر کرنا۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: إِنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيْرِهِ فَشَرِبَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابوالنضر سے، انہوں نے عمیر سے جو عبداللہ بن عباسؓ کے غلام تھے، انہوں نے امّ الفضل بنتِ حارث سے۔ کچھ لوگوں نے جو اُن کے پاس تھے اس میں اختلاف کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن روزے سے ہیں یا نہیں بعضوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت نے ایک پیالہ دودھ کا آپؐ کے پاس بھیجا۔ آپؐ اونٹ پر سوار ٹھیرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اس کو پی لیا۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ،

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي

باب: عرفات میں دو نمازوں (ظہر اور عصر) کو ملا کر پڑھنا ف۱ اور عبداللہ بن عمرؓ کو جب امام کے ساتھ (عرفات میں) نماز نہیں ملتی تھی تو بھی جمع کرتے اور لیث نے کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب

عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللهِ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ، إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ، فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ۔

سے، انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے (مکہ میں) اترا تو عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھنے لگا عرفہ کے دن تم عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ میں کیا کرتے ہو؟ (ظہر اور عصر کی نماز وقوف سے پہلے پڑھ لیتے ہو یا کیا؟) سالم نے کہا اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن نماز دوپہر ڈھلتے ہی پڑھ لے۔ عبداللہ نے کہا سالم سچ کہتا ہے صحابہ سنت کے موافق ظہر اور عصر جمع کیا کرتے تھے۔ زہری کہتے ہیں میں نے سالم سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا؟ سالم نے کہا پھر اور کس کی سنت پر اس مسئلہ میں چلتے ہو؟ ف ۲

ف محققین اہلِ حدیث کا یہ قول ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں مطلقاً جمع کرنا چاہیئے خواہ آدمی مسافر ہو یا نہ ہو، امام کے ساتھ نماز پڑھے یا اکیلے پڑھے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہی عرفات میں جمع کرے جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت پڑھنا، ان کے نزدیک بھی واجب ہے اگر راہ میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو پھر اعادہ کرے اور امام مالکؒ کے نزدیک عذر سے راہ میں پڑھ لینا درست ہے لیکن لال شفق غائب ہونے کے بعد پڑھے ۔ ف ۲ یعنی عرفات میں ظہر اور عصر میں جمع کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنت ہے۔ آپؐ کے سوا اور کس کا فعل سنت ہو سکتا ہے اور آپؐ کی سنت کے سوا اور کس کی سنت پر تم چل سکتے ہو؟ بعضے نسخوں میں تتبعون کے بدل یبتغون ہے یعنی آپؐ کے سوا اور کس کا طریق ڈھونڈتے ہیں ۔

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ۔

باب: عرفات میں خطبہ مختصر پڑھنا۔

٧٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتَمَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ، جَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَنَا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ عبدالملک بن مروان نے (جو خلیفہ تھا) حجاج کو یہ لکھا کہ حج کے کاموں میں عبداللہ بن عمرؓ کے کہے پر چلے۔ جب عرفہ کا دن ہوا تو میں عبداللہ (اپنے باپ) کے ساتھ تھا۔ وہ سورج ڈھلتے ہی حجاج کے ڈیرے

مَعَهُ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ، فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ: أَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: الرَّوَاحَ، فَقَالَ: الْآنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْظِرْنِي أُفِيضُ عَلَيَّ مَاءً، فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَ بَيْنَ أَبِي، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: صَدَقَ۔

پر آئے اور آواز لگائی: حجاج کہاں ہے؟ وہ باہر نکلا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، چل جلدی کر۔ حجاج نے کہا ابھی سے؟ ابن عمرؓ نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا اتنی مہلت دو کہ میں اپنے اوپر پانی بہا لوں (نہا لوں)۔ آخر ابن عمر رضی اللہ عنہ سواری پر سے اتر پڑے۔ حجاج نکلا اور میرے اور میرے والد کے بیچ میں چلنے لگے، میں نے کہا اگر تو آج کے دن سنّت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھ ۔ اور وقوف میں جلدی کر۔ ابن عمرؓ نے کہا سالم سچ کہتا ہے۔

ف باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے۔ بعضوں کے نزدیک عرفات میں خطبہ نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کہتے ہیں خطبہ پڑھے ؛

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ۔

باب : عرفات میں ٹھہرنے کے لئے جلدی جانا ف

ف صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں اس باب میں کوئی حدیث مذکور نہیں ہے کیونکہ اگلے باب میں جو حدیث بیان ہوئی ہے اس سے اس باب کا بھی مطلب نکل آتا ہے نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابوعبداللہ یزاد فی ہذا الباب ہم ہٰذا الحدیث حدیث مالک عن ابن شہاب ولکنی ارید ان ادخل فیہ غیر معاد یعنی امام بخاری نے کہا کہ اس باب میں بھی وہی حدیث امام مالک کی ابن شہاب سے (جو اوپر گزری) بڑھائی جاتی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں وہی حدیث لاؤں جو مکرر نہ ہو یعنی جس میں بلافائدہ تکرار نہ ہو۔ اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب میں ایسی حدیثیں نہیں لکھیں جن میں بلافائدہ تکرار ہو لیکن جہاں کسی حدیث کو مکرر لائے ہیں تو یا تو اسناد میں کچھ فرق ہے یا الفاظ میں کچھ اختلاف ہے یا ایک موصول ہے، ایک معلق ہے یا ایک مطول ہے، ایک مختصر اور ایسا بہت کم ہے کہ بے فائدہ محض تکرار ہو ؛

بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ۔

باب : عرفات میں ٹھہرنے کا بیان ۔

٧٢٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيرًا لِي ح، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ:

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا ہم سے محمد بن جبیر بن مطعم نے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں (عرفہ کے دن) اپنا اونٹ ڈھونڈ رہا تھا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو: سَمِعَ مُحَمَّدَ ابْنَ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ: هَذَا وَاللَّهِ مِنَ الْحُمْسِ، فَمَا شَأْنُهُ هَهُنَا؟

دوسری سند: اور ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے محمد بن جبیر سے، انہوں نے اپنے باپ جبیر بن مطعم سے، انہوں نے کہا میرا اونٹ کھو گیا تو میں عرفہ کے دن اس کو ڈھونڈنے گیا میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا آپؐ عرفات میں کھڑے تھے میں نے کہا خدا کی قسم یہ شخص یعنی پیغمبر صاحبؐ تو قریش میں سے ہیں انکا یہاں کیا کام ف

ف قریش لوگ جاہلیت کے زمانہ میں حرم کے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفات میں جو حرم کی حد سے خارج ہے وقوف نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے ہم اہل اللہ ہیں، ہمارا حرم کے باہر کیا کام۔ عرفات کے بدل وہ مزدلفہ ہی میں جو حرم کی حد کے اندر ہے وقوف کر لیتے تھے۔ جبیر بن مطعم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی چونکہ آپؐ قریشی تھے یہی خیال کیا اور ان کو آپؐ کے عرفات میں کھڑے ہونے پر تعجب آیا۔ حمس حماست سے مشتق ہے۔ قریش کے لوگوں کو حمس اس لئے کہتے کہ وہ اپنے دین میں حماست یعنی سختی رکھتے تھے۔

۷۲۶- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ عُرْوَةُ: كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ، وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ، يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا، وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا، فَمَنْ لَمْ تُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا، وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ، وَتُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ۔ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔ قَالَ: كَانُوا

ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے کہ عروہ نے کہا لوگ جاہلیت کے زمانے میں ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے مگر حمس یعنی قریش کے لوگ اور ان کی اولاد (جیسے خزاعہ بنی کنانہ وغیرہ) اور قریش کے لوگ دوسرے لوگوں کو خدا واسطہ کپڑے دیا کرتے تھے۔ ان میں کا مرد، مرد کو کپڑے دیتا۔ وہ ان کو پہن کر طواف کرتا اور ان میں کی عورت، عورت کو کپڑے دیتی، وہ ان کو پہن کر طواف کرتی اور جس کو قریش کے لوگ کپڑا نہ دیتے وہ ننگا طواف کرتا اور دوسرے سب لوگ (وقوف کر کے) عرفات سے لوٹتے اور قریش کے لوگ مزدلفہ سے ہی لوٹ آتے۔ ہشام نے کہا میرے باپ عروہ نے حضرت عائشہ رضی سے روایت کی کہ (سورۃ بقرہ کی) یہ آیت، ثم افیضوا من حیث افاض الناس، قریش کے باب میں اتری۔ وہ مزدلفہ سے لوٹ آتے تھے تو ان کو حکم ہوا

يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ۔ عرفات سے لوٹنے کا۔

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ۔ باب: عرفات سے لوٹتے وقت کس چال چلے ف

ف یعنی دھیمی چال سے یا جلدی چونکہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں عرفات سے لوٹتے وقت جلد چلنا مسنون ہے جیسے آگے حدیث میں آتا ہے۔

٧٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ، قَالَ هِشَامٌ: وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ فَجْوَةٌ: مُتَّسَعٌ، وَالْجَمْعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ، وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ، مَنَاصٌ: لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ اسامہ بن زیدؓ سے کسی نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں عرفات سے لوٹے تو کس چال سے چل رہے تھے؟ میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ پاؤں اٹھا کر چلتے تھے (یعنی ذرا تیز) جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو تیز چلتے۔ ہشام نے کہا عنق تیز چلنا ہے اور نص عنق سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔ فجوہ کے معنی کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے جیسے رکوۃ مفرد ہے اس کی جمع رکاء ہے اور سورۂ ص میں جو مناص کا لفظ ہے ف

ف تو وہ اس نص سے مشتق نہیں ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ یہ تو ایک ادنیٰ آدمی بھی جس کو عربیت میں ذرا سی بھی استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ۔ نص مضاعف ہے اور مناص معتل۔ اب یہ خیال کرنا کہ امام بخاری نے مناص کو نص سے مشتق سمجھا اسی لئے یہاں مناص کے معنی بیان کردیئے جیسے عینی نے نقل کیا بالکل کم فہمی ہے اور اصل یہ ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نسخوں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہوسکتی ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہوگا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے تو امام بخاری نے مناص کی تفسیر کرکے اس وہم کا رد کردیا واللہ اعلم۔

بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ۔ باب: عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا ف

ف یعنی کسی ضرورت سے مثلاً قضائے حاجت وغیرہ کے لئے۔

٧٢٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام

ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُصَلِّي؟ فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَمَامَكَ.

تھے، انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے لوٹے (مزدلفہ کو آرہے تھے (تو راہ میں) ایک گھاٹی کی طرف مڑ گئے۔ وہاں حاجت سے فارغ ہوئے، وضو کیا۔ میں نے عرض کیا (مغرب کی) نماز یا رسول اللہ آپ نہیں پڑھتے؟ آپ نے فرمایا آگے چل کر۔

---

۷۲۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، غَيْرَ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِي أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ، وَلَا يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے، انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء ملا کر پڑھا کرتے صرف اتنا کرتے کہ راہ میں جس گھاٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مڑ گئے تھے عبداللہ بھی اس میں جاتے، حاجت سے فارغ ہوتے اور وضو کرتے لیکن ل نماز نہ پڑھتے۔ نماز مزدلفہ میں آکر پڑھتے ف

ف یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کمال متابعتِ سنت تھی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ ضرورت حاجتِ بشری اس گھاٹی پر ٹھہرے تھے، کوئی حج کا رکن نہ تھا مگر عبداللہ بھی وہیں ٹھہر کر حاجت وغیرہ سے فارغ ہو کر وہاں وضو کر لیتے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ ۲ لیکن اگر کوئی اس گھاٹی میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک مزدلفہ میں آکر دوبارہ پڑھے۔ امام احمدؒ نے کہا ہے نماز تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہے اور ابو یوسف اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

---

۷۳۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے، انہوں نے محمد بن ابی حرملہ سے، انہوں نے کریب سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے اسامہ بن زید سے، انہوں نے کہا میں عرفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھا جب آپ بائیں طرف پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے جو مزدلفہ سے قریب ہے۔ آپ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور پیشاب کیا۔

الأَيْسَرِ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا، فَقُلْتُ: الصَّلَاةُ يَارَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ، قَالَ كُرَيْبٌ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ،

پھر آئے۔ میں نے وضو کا پانی آپ پر ڈالا۔ آپ نے ہلکا سا وضو کیا ف میں نے عرض کیا یارسول اللہ نماز آپ نے فرمایا نماز آگے چل کر۔ اور آپ سوار ہو گئے۔ مزدلفہ میں آئے۔ وہاں (مغرب اور عشا) کی نماز پڑھی۔ پھر مزدلفہ کی (یعنی دسویں تاریخ کو) فضل بن عباس آپ کے ساتھ سوار ہوئے۔ کریب نے کہا مجھ کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فضل سے سن کر خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ عقبہ پر ف۲ (کنکریاں مارنے کے لئے پہنچے)۔

ف یعنی اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھویا یا پانی بہت کم ڈالا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینا درست ہے یعنی پانی ڈالنے اور پانی لا دینے میں کوئی حرج نہیں اور جس نے اس کو مکروہ سمجھا اس کا قول غلط ہے البتہ اعضا کے دھونے میں دوسرے سے مدد لینا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور عذر سے یہ بھی درست ہے۔ ف۲ معلوم ہوا کہ جب آدمی جمار کے لئے جمرہ عقبہ پر پہنچے، اس وقت سے لبیک پکارنا موقوف کرے۔ امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور امام احمدؒ اور اسحاق سب کا یہی قول ہے۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الإِفَاضَةِ وَإِشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ.

باب: عرفات سے لوٹتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اطمینان سے چلنے کے لئے حکم دینا اور کوڑے سے اشارہ فرمانا۔

۷۳۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سوید نے کہا مجھ سے عمرو بن ابی عمرو مطلب کے غلام نے کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی جو والبہ کوفی کے غلام تھے کہا مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن (عرفات سے) لوٹے۔ آپ نے اپنی (سواری کے) پیچھے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ، أَوْضَعُوا: أَسْرَعُوا خِلَالَكُمْ، مِنَ التَّخَلُّلِ: بَيْنَكُمْ، وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا: بَيْنَهُمَا۔

بہت شور و غل کی اور اونٹوں کو مار دھاڑ کی آواز سنی۔ آپ نے اپنے کوڑے سے ان کو اشارہ کیا اور فرمایا لوگو، آہستگی اپنے اوپر لازم کر لو۔ کیونکہ دوڑنا یا دوڑانا کچھ ثواب نہیں ہے (سورۂ براۃ میں ف) اوضعوا کے معنے رلیشہ دوانی کے ہیں خلالکم کا معنی تمہارے بیچ میں۔ اسی سے (سورۂ کہف میں) آیا ہے فجرنا خلالھما یعنے ان کے بیچ میں۔

ف چونکہ حدیث میں ایضاع کا لفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس آیت کی تفسیر کر دی جس میں ولاأوضعوا خلالکم آیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ خلالکم کے معنی بیان کر دیئے۔ پھر سورہ کہف میں بھی خلالھما کا لفظ آیا تھا اس کی تفسیر کر دی۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

باب: مزدلفہ میں دو نمازوں کا ملا کر پڑھنا۔

۷۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَمَامَكَ، فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے کریب سے، انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے، وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے اور گھاٹی میں (جو مزدلفہ کے قریب ہے) اترے، وہاں پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور پورا وضو نہیں کیا (خوب پانی نہیں بہایا ہلکا وضو کیا) میں نے عرض کیا نماز، آپ نے فرمایا نماز آگے چل کر۔ پھر مزدلفہ میں آن کر پورا وضو کیا، پھر نماز کی تکبیر ہوئی، مغرب کی نماز پڑھی ف پھر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا۔ پھر تکبیر ہوئی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ ان کے بیچ میں کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھا۔

ف اس حدیث سے مزدلفہ میں جمع کرنا ثابت ہوا جو باب کا مطلب ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر دو نمازوں کے بیچ میں جن کو جمع کرنا ہو آدمی کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو قباحت نہیں۔ یہ بھی نکلا کہ جمع کی حالت میں سنت وغیرہ پڑھنا ضرور نہیں

یہ جمع شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ حج کی وجہ سے کہتے ہیں۔

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ۔

باب: مغرب اور عشاء (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھنا، سنت وغیرہ نہ پڑھنا۔

ؒ مزدلفہ کو جمع کہتے ہیں کیوں کہ وہاں آدم اور حوا کا جمع ہوا تھا۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہاں دو نمازیں جمع کی جاتی ہیں۔ ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ مزدلفہ میں دو نمازوں کے بیچ میں سنت نفل نہ پڑھے۔ ابن منذر نے کہا، جو کوئی بیچ میں سنت یا نفل پڑھے گا تو اس کا جمع صحیح نہ ہوگا۔

٧٣٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا، وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی۔ ہر ایک کے لئے الگ الگ تکبیر ہوئی لیکن ان کے بیچ میں سنت نہیں پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

٧٣٤۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مُخَلَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلالؓ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی کہا مجھ کو عبداللہ بن یزید خطمی نے کہا مجھ سے ابو ایوب انصاری نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں آن کر مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔

بَابُ مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔

باب: جس نے کہا ہر نماز کے لئے اذان اور تکبیر دینا چاہیے، اس کی دلیل۔

ؒ عینی نے کہا اس مسئلہ میں علماء کے چھ قول ہیں، ایک یہ کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ تکبیر کہے اور اذان بالکل نہ کہے دوسرے یہ کہ صرف پہلی نماز کے لئے تکبیر کہے اذان بالکل نہ کہے، تیسرے یہ کہ پہلی نماز کے لئے اذان کہے اور دونوں کے لئے

الگ الگ تکبیر کہے شافعیہ کا یہی صحیح مذہب ہے اور حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اور دوسری کے لئے نہ اذان کہے نہ تکبیر۔ امام ابوحنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ پانچویں یہ کہ ہر ایک کے لئے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے، امام مالکؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ چھٹے یہ کہ کسی نماز کے لئے نہ اذان کہے نہ تکبیر اور ابن عمرؓ سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ امام بخاری نے پانچواں قول اختیار کیا اور اس مسئلہ میں اہل مدینہ نے تو عبداللہ بن مسعودؓ کے فعل کو لیا اور اہل کوفہ نے عبداللہ بن عمرؓ کے فعل کو حالانکہ یہ ان کی عادت کے خلاف ہے اور راجح ان سب اقوال میں میرے نزدیک تیسرا قول ہے جو ہمارے امام احمدؒ بن حنبل نے اختیار کیا ہے اور امام ابن حزم نے بھی اسی کو قوی کہا ہے۔

۷۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: حَجَّ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَمَرَ أُرَى رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، قَالَ عَمْرٌو: وَلَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: هُمَا صَلَاتَانِ يُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا: صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ، وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے ابو اسحٰق (عمرو بن عبداللہ) نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سنا وہ کہتے تھے عبداللہ بن مسعودؓ نے حج کیا تو ہم مزدلفہ میں اس وقت پہنچے جب عشاء کی اذان ہوا کرتی یا اس کے قریب انہوں نے ایک شخص کو حکم دیا۔ اس نے اذان اور تکبیر کہی۔ پھر انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) پڑھیں۔ پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا۔ میں سمجھتا ہوں پھر انہوں نے ایک شخص کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی پھر تکبیر کہی عمرو بن خالد نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ شک زہیر کو ہوئی ف، پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح نمودار ہوئی تو کہنے لگے آنحضرتؐ اس وقت (یعنی تاریکی میں) صبح کی نماز اسی دن اسی جگہ پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے معمولی وقت سے ٹالی گئیں۔ ایک تو مغرب کی نماز اس وقت پڑھنا چاہیے ف جب لوگ مزدلفہ پہنچ لیں دوسرے صبح کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھنا چاہیے انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

ف یعنی یہ جو کہا میں سمجھتا ہوں اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نمازوں کا جمع کرنے والا دونوں نمازوں کے بیچ میں کھانا کھا سکتا ہے یا اور کچھ کام کر سکتا ہے۔ اس حدیث میں جمع کے ساتھ نفل پڑھنا بھی مذکور ہے اور ابن منذر نے اس کے خلاف پر اجماع نقل

کیا ہے ؛ ف۲ یہ عبداللہ بن مسعود کا خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اسی دن تاریکی میں پڑھی اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ اس دن بہت تاریکی میں پڑھی یعنی صبح صادق طلوع ہوتے ہی ورنہ دوسرے بہت صحابہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ہمیشہ یہی تھی کہ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھا کرتے اور حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو پروانہ لکھا کہ صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے ہوں۔ یہ بھی صرف ابن مسعودؓ کا خیال ہے کہ آنحضرت نے سوا اس مقام کے اور کہیں جمع نہیں کیا۔ دوسرے صحابہؓ نے سفر میں آپؐ سے جمع نقل کیا ہے اور ابن عباسؓ نے حضر میں بھی جیسے اوپر ہے ؛

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ۔

باب ؛ عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ کی رات میں آگے منا میں روانہ کر دینا۔ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں چاند ڈوبتے ہی چل دیں۔

۷۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَرْخَصَ فِي أُولَئِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے۔ سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں میں کمزور لوگوں کو (عورتوں بچوں کو) آگے ہی منا روانہ کر دیتے۔ وہ رات کو مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہرتے ف۱ پھر جب تک ان کے دل میں آتا اللہ کی یاد کرتے، پھر لوٹ جاتے امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے تو ان میں بعضے تو منا میں صبح کی نماز کے وقت پہنچ جاتے اور بعضے اس کے بعد جب منا پہنچتے تو کنکریاں مارتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے واسطے یہ اجازت دی ہے ف۲

ف۱ مشعر حرام ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں ؛ ف۲ یعنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے جانے کی اجازت دی ہے ان کے سوا دوسرے سب لوگوں کو رات کو مزدلفہ میں رہنا چاہیئے شعبی اور نخعی اور علقمہ نے کہا جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطاء اور زہری کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم آتا ہے اور آدھی رات سے پہلے وہاں سے لوٹنا درست نہیں ہے ؛

۷۳۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رض سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو رات ہی کو مزدلفہ سے منا میں روانہ کر دیا۔

---

۷۳۸ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن ابی یزید نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس رض سے سنا وہ کہتے تھے میں ان لوگوں میں تھا جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے سے مزدلفہ کی رات میں منا کو بھیج دیا تھا یعنی آپ کے گھر والوں کے کمزور لوگوں میں۔

---

۷۳۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ، عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّي فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: لَا، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ فَارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا، فَقُلْتُ لَهَا: يَا هَنْتَاهُ، مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا، قَالَتْ يَا بُنَيَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے، انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا جو اسماء کے غلام تھے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے کہ وہ رات کو اتریں اور کھڑی ہو کر ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں۔ پھر کہنے لگیں بیٹا کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا، نہیں۔ تب تھوڑی دیر اور نماز پڑھتی رہیں۔ پھر کہنے لگیں کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا تو کوچ کرو۔ ہم نے کوچ کیا اور چلے۔ منا میں پہنچ کر انہوں نے کنکریاں ماریں ف اور لوٹ کر صبح کی نماز اپنے ٹھکانے میں پڑھی۔ میں نے ان سے کہا اجی بی بی ہم سمجھتے ہیں ہم نے تاریکی میں (وقت سے پہلے) کنکریاں ماریں۔ انہوں نے کہا بیٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

ف معلوم ہوا ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے بھی کنکریاں مار لینا درست ہے لیکن حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور امام احمد

اور اسحاق اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ صبح صادق سے پہلے درست نہیں۔ اگر کوئی پہلے مارے تو صبح ہونے کے بعد دوبارہ مارنا چاہیئے اور شافعیؒ کے نزدیک صبح سے پہلے بھی کنکریاں مار لینا درست ہے ۔

۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً فَأَذِنَ لَهَا۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، انہوں نے کہا بی بی سودہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات میں جلدی سے روانہ ہو جانے کی اجازت چاہی وہ بھاری بھر کم عورت تھیں۔ آپ نے اجازت دیدی

۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ ابْنُ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا ہم مزدلفہ میں اترے تو بی بی سودہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو جائیں اور وہ دیر میں چل پھر سکتی تھیں۔ آپ نے ان کو اجازت دی وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نکل کھڑی ہوئیں، اور ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے اور جب آپ لوٹے تو ہم بھی لوٹے۔ اگر میں بھی بی بی سودہ کی طرح آپ سے اجازت لے لیتی تو مجھ کو (تمام) خوشی کی چیزوں میں یہ بہت ہی پسند ہوتا۔

بَابٌ مَتَى يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ؟

باب: صبح کی نماز مزدلفہ میں کس وقت پڑھے

۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے عمارہ نے ـــ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے، انہوں نے کہا میں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاۃً لِغَیْرِ مِیقَاتِہَا إِلَّا صَلَاتَیْنِ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِیقَاتِہَا۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز بے وقت پڑھتے نہیں دیکھا مگر دو نمازیں مغرب اور عشاء جن کو (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھا اور صبح کی نماز بھی اس دن (معمولی) وقت سے پہلے پڑھی ف

ف یعنی بہت اوّل وقت، یہ نہیں کہ صبح صادق ہونے سے پہلے پڑھ لی جیسے بعضوں نے گمان کیا اور دلیل اس کی آگے کی روایت ہے اس میں صاف یہ ہے کہ صبح کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی ۔

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِیلُ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیدَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ إِلَی مَکَّۃَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّی الصَّلَاتَیْنِ، کُلَّ صَلَاۃٍ وَحْدَہَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَۃٍ، وَالْعَشَاءُ بَیْنَہُمَا، ثُمَّ صَلَّی الْفَجْرَ حِینَ طَلَعَ الْفَجْرُ، قَائِلٌ یَقُولُ: طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَائِلٌ یَقُولُ: لَمْ یَطْلُعِ الْفَجْرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ ہَاتَیْنِ الصَّلَاتَیْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِہِمَا فِی ہٰذَا الْمَکَانِ، الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فَلَا یَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰی یُعْتِمُوا وَصَلَاۃَ الْفَجْرِ ہٰذِہِ السَّاعَۃَ، ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰی أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنَّۃَ، فَمَا أَدْرِی أَقَوْلُہُ کَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَلَمْ یَزَلْ یُلَبِّی حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ یَوْمَ النَّحْرِ۔

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے، انہوں نے ابو اسحٰق سے انہوں نے کہا ہم نے عبدالرحمٰن بن یزید سے انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے (حج شروع کیا) پھر ہم مزدلفہ میں آئے تو انہوں نے دو نمازیں (ملاکر) پڑھیں ہر نماز میں الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور اُن کے بیچ میں کھانا کھایا پھر صبح کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی۔ کوئی کہتا تھا صبح ہوئی، کوئی کہتا تھا ابھی نہیں ہوئی۔ پھر عبداللہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نمازیں مغرب اور عشاء کی اس مقام پر اپنے مقررہ وقت سے ہٹا دی گئی ہیں۔ اور لوگوں کو چاہیے مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں جب اندھیرا ہو جائے اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر (فجر کی نماز پڑھ کر) عبداللہ مزدلفہ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہو گئی۔ پھر کہنے لگے اگر مسلمانوں کے امیر (حضرت عثمانؓ) اس وقت مزدلفہ سے لوٹیں تو انہوں نے سنّت کے موافق کیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں پھر میں نہیں جانتا ابن مسعودؓ کا کہنا پہلے ہوا یا حضرت عثمانؓ کا لوٹنا ف اور ابن مسعودؓ برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ دسویں تاریخ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

ف یعنی ابن مسعودؓ یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمانؓ مزدلفہ سے لوٹے سنت یہی ہے کہ مزدلفہ سے فجر کی روشنی ہوتے بعد

سورج کے نکلنے سے پہلے لوٹے ؎

بَابٌ مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ۔

باب: مزدلفہ سے کب چلے۔

٧٤٤- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يَقُولُ: شَهِدْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا میں نے عمرو بن میمون سے سنا وہ کہتے تھے میں حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھی، پھر ٹھہرے رہے اور کہنے لگے مشرک لوگ (جاہلیت کے زمانہ میں) مزدلفہ سے اس وقت لوٹتے جب سورج نکل آتا اور کہتے ثبیر چمک جا ؎ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا خلاف کیا۔ آپؐ مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔

؎ ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں جو منا کو آتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ چمک جا یعنی سورج کی کرنوں سے چمک ؎

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حَتَّى يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ وَالْإِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ۔

باب: دسویں تاریخ صبح کو تکبیر اور لبیک کہتے رہنا جمرہ عقبہ کی رمی تک اور راہ میں کسی کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لینا۔

٧٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے عطاء سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباسؓ کو مزدلفہ سے لوٹتے وقت اپنے ساتھ سوار کیا۔ فضل کہتے تھے آپؐ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

٧٤٦- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے میرے باپ جریر بن حازم نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے زہری سے

عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى، قَالَ: فَكِلَاهُمَا قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرفات سے لے کر مزدلفہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ سوار تھے۔ پھر آپ نے مزدلفہ سے منا تک اپنے ساتھ فضل بن عباسؓ کو سوار کر لیا۔ دونوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

بَابٌ۔ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى۔ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

باب: (سورۂ بقرہ کی) اس آیت کے بیان میں جو کوئی عمرے کے ساتھ حج کو ملا کر فائدہ اٹھائے (یعنی تمتع کرے) اس کو جو میسر ہو قربانی کرے جس کو قربانی نہ ملے حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے جب حج سے لوٹے یہ سب دس روزے ہوئے۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لئے درست ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں ف۱

ف۱ یعنی آفاقی ہوں دوسرے ملک کے رہنے والے کیونکہ مکہ میں رہنے والوں کو تمتع درست نہیں۔ وہ ہر وقت عمرہ کر سکتے ہیں۔

۷۴۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِي بِهَا، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ: فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ، قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوهَا، فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي: حَجٌّ مَبْرُورٌ، وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَحَدَّثْتُهُ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے کہا ہم سے ابوجمرہ نے بیان کیا کہا میں نے ابن عباسؓ سے تمتع کو پوچھا انہوں نے کہا کر اور میں نے ان سے قربانی کو پوچھا انہوں نے کہا ایک اونٹ قربانی کرے یا ایک گائے یا ایک بکری یا اونٹ یا گائے میں شریک ہو جائے ف۱ ابوجمرہ نے کہا ف۲ جیسے بعض لوگوں نے تمتع کو برا سمجھا۔ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کوئی آدمی پکار رہا ہے یہ حج مبرور ف۳ یعنی مبارک ہے اور یہ تمتع مقبول ہے۔ پھر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا میں نے

فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ ابْنُ جَرِيرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ: عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، وَحَجٌّ مَبْرُورٌ۔

ان سے یہ خواب بیان کیا، انہوں نے کہا اللہ اکبر آخر یہ سنت ہے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آدم اور وہب بن جریر اور غندر نے شعبہ سے یوں روایت کیا یہ عمرہ مقبول ہے اور یہ حج مبرور (مبارک) ہے۔

ف اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ اسحاق ابن خزیمہ کے نزدیک دس آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ بکری میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اس پر اجماع ہے۔ تمتع میں بکری کی قربانی درست ہے کیونکہ قرآن شریف میں فما استیسر من الھدی عام ہے شامل ہے بکری کو بھی اور بعضوں نے اس کو اونٹ اور گائے سے خاص کیا ہے؛ ف۲ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے تمتع کی کراہت منقول ہے لیکن ان کا قول احادیث صحیحہ اور نص قرآن کے برخلاف ہے اس لئے ترک کیا گیا اور کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ جب حضرت عمرؓ کی رائے جو خلفائے راشدین میں سے ہیں حدیث کے خلاف مقبول نہ ہو تو اور مجتہد یا مولوی کس شمار میں ہیں۔ اس میں فتویٰ حدیث کے خلاف محض لغو اور پوچ ہے؛ ف۳ حج مبرور وہ حج جو پروردگار کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ بعضوں نے کہا جس کے بعد حاجی گناہوں سے باز آ جائے۔ ہم نے مبرور کا ترجمہ مبارک کیا ہے؛

بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ لِقَوْلِهِ

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا۔ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ۔ قَالَ مُجَاهِدٌ، سُمِّيَتِ الْبُدْنُ لِبُدْنِهَا، وَالْقَانِعُ: السَّائِلُ، وَالْمُعْتَرُّ: الَّذِي يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ، وَشَعَائِرُ اللّٰهِ: اسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا، وَالْعَتِيقُ: عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَيُقَالُ: وَجَبَتْ: سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ، وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ۔

باب: قربانی کے جانور (اونٹ یا گائے) پر سوار ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حج میں) فرمایا اور قربانیوں کو ہم نے اللہ کی نشانی مقرر کیا ہے۔ ان میں تمہاری بھلائی ہے ف ان کی قطار باندھ کر (نحر کے وقت) اللہ کا نام لو جب وہ کروٹ پر گر پڑیں۔ وبشر المحسنین تک۔ مجاہد نے کہا ان کو بدن اس واسطے کہتے ہیں کہ موٹے اور تازے ہوتے ہیں اور قانع مانگنے والا (فقیر) اور معتر وہ فقیر جو گوشت کے لئے مالدار اور محتاج کے پاس گھومتا پھرے سامنے آئے اللہ کی نشانی سے مراد ان کا موٹا اور تر و تازہ خوبصورت کرنا ہے اور اسی صورت البیت العتیق کا جو لفظ ہے تو عتیق کے معنی ہیں کہ ظالم بادشاہوں کا زور اس گھر پر نہیں چلتا

ف اس آیت میں یہ جو فرمایا ان میں تمہاری بہتری ہے یعنی تمہارا فائدہ ہے، ان کا دودھ پی سکتے ہو، ان پر سواری کر سکتے ہو؛

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ارْكَبْهَا، فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: ارْكَبْهَا، فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: ارْكَبْهَا وَيْلَكَ، فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ۔

سے امام مالکؒ نے، انہوں نے ابوالزناد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص ؎۱ کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا (خود پیدل چل رہا تھا) آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا قربانی کا جانور ہے۔ آپؐ نے فرمایا ارے سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا کمبخت ؎۲ دوسری یا تیسری بار یوں فرمایا۔

؎۱ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا ؛ ؎۲ جب اس نے باوجود آپؐ کے حکم دینے کے ہدی کے جانور پر سواری نہ کی تو آپؐ نے زجر سے فرمایا 'اے کم بخت سوار ہو جا' لفظی ترجمہ یوں ہے 'تیری خرابی ہو سوار ہو جا' اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہدی کے جانور پر سوار ہو جانا درست ہے خواہ ہدی واجب ہو یا نفل، خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور بعضوں نے بے عذر اس پر سواری مکروہ رکھی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے ؛

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، قَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ارْكَبْهَا ثَلَاثًا۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام اور شعبہ نے، دونوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے انس رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانکتا لئے جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا وہ کہنے لگا یہ قربانی کا ہے آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا، کہنے لگا یہ قربانی کا ہے۔ آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا تین بار یہی فرمایا ؎

؎ بعض علمائے ظاہر کا یہ قول ہے کہ ہدی کے جانور پر سوار ہو جانا واجب ہے کیونکہ آپؐ نے تین بار سوار ہو جانے کا حکم فرمایا اور میں بھی اسی قول کو اختیار کرتا ہوں ؛

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ۔

باب: جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے چلے۔

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَمَتَّعَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے، انہوں نے عقیل سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً مِنَ الْأَطْوَافِ فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ

نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا یعنی عمرہ کرکے پھر حج کیا اور ذوالحلیفہ سے آپ اپنے ساتھ قربانی لے گئے تھے اور پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی شروع کیا۔ آپ نے عمرے کا احرام پکارا، پھر حج کا احرام پکارا۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا ف یعنی عمرہ کرکے حج کیا۔ اب لوگوں میں دو طرح کے لوگ تھے۔ بعضے تو قربانی ساتھ لے چلے تھے اور بعضے قربانی اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پہنچے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا تم میں سے جو کوئی قربانی ساتھ لایا ہو وہ احرام میں جن چیزوں سے پرہیز کرتا ہے پرہیز رکھے حج پورا ہوئے تک اور جو قربانی ساتھ نہیں لایا تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ میں دوڑ کر بال کترائے اور احرام کھول ڈالے پھر (ساتویں یا آٹھویں تاریخ) حج کا احرام باندھے۔ اب جس کو قربانی کا مقدور نہ ہو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے ف۲ اور سات روزے جب اپنے گھر لوٹ کر جائے۔ غرض آنحضرتؐ جب مکہ میں آئے تو پہلا جو کام کیا وہ طواف تھا اور حجر اسود کا چومنا اور طواف میں پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے ف۳ اور چار پھیروں میں معمولی چال سے اور طواف کے بعد دو رکعتیں بیت اللہ کے پاس مقام ابراہیمؑ میں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا اور فارغ ہو کر صفا پہاڑ پر گئے۔ وہاں صفا مروہ کے سات پھیرے کئے پھر جتنی چیزوں سے احرام میں پرہیز تھا ان سے حج پورا کئے تک پرہیز کرتے رہے اور دسویں تاریخ ذی الحجہ کی قربانی کا نحر کیا اور لوٹ کر مکہ میں آئے، بیت اللہ کا طواف کیا، اب جتنی چیزوں سے احرام میں پرہیز تھا ان کا پرہیز جاتا رہا اور جو لوگ قربانی ساتھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ، وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لائے تھے انہوں نے بھی وہی کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور ابن شہاب نے اسی اسناد سے عروہ سے روایت کیا، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمتع کیا یعنی عمرہ کرکے حج کیا اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ تمتع کیا اور ایسی ہی حدیث بیان کی جیسے سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ف: نووی نے کہا تمتع سے یہاں قران مراد ہے۔ ہُوا یہ کہ پہلے آپؐ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، پھر عمرہ بھی اس میں شریک کرلیا۔ اور قران کو بھی تمتع کہتے ہیں؛ ف۲ یعنی ساتویں، آٹھویں، نویں کو یا چھٹی، ساتویں آٹھویں کو؛ ف۳ یعنی اکڑ کر مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے جس کو رمل کہتے ہیں۔ یہ اس واسطے کیا کہ مکے کے مشرکوں نے مسلمانوں کے بارے میں ایک وقت یہ خیال کیا تھا کہ مدینہ کے بخار سے وہ ناتواں ہوگئے ہیں تو پہلی بار یہ فعل ان کا خیال غلط کرنے کے لئے کیا گیا تھا، پھر ہمیشہ کے لئے یہی سنت قائم کردی؛

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ۔

باب: اگر کوئی حج کو جاتے ہوئے رستے میں قربانی کا جانور خرید کرلے۔

۷۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِأَبِيهِ: أَقِمْ فَإِنِّي لَا آمَنُهَا أَنْ سَتُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ، قَالَ: إِذًا أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ فَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عَلَى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے انہوں نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہا تم (اس سال ٹھہر جاؤ (حج کو نہ جاؤ) ف۱ مجھے ڈر ہے کہیں کعبے میں جانے سے روکے نہ جاؤ، انہوں نے کہا ایسا ہوگا میں وہی کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ (سورۂ ممتحنہ میں) فرماتا ہے تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا۔ پھر انہوں نے عمرے کا احرام باندھا ف۲ نافع نے کہا تو عبداللہ (مدینہ سے) نکلے۔ جب بیداء ف۳ میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیا تو کہنے لگے حج

وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا۔

اور عمرہ یکساں ہے۔ پھر قدید میں جب پہنچے وہاں قربانی خرید کی ؂ پھر مکہ میں آئے تو حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا اور احرام اس وقت تک نہیں کھولا جب تک دونوں سے فارغ نہیں ہوئے۔

؂ ہوا یہ تھا کہ اس سال مردود حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی تھی، رستہ میں فساد ہو رہا تھا لڑائی پھیل رہی تھی ؛ ؂ معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھ سکتے ہیں ؛ ؂ بیداء ایک مقام ہے ذوالحلیفہ کے سامنے اور فیض الباری میں جو بیداء کو مزدلفہ میں لکھا ہے یہ صریح غلطی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ تو مدینہ سے چلے تھے مزدلفہ میں کہاں سے آگئے ؛ ؂ قدید ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے ذوالحلیفہ سے تین منزل آگے۔

بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ، وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا أَهْدَى زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيَطْعُنُ فِي شِقِّ سَنَامِهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً۔

باب: جو شخص ذوالحلیفہ ؂ میں پہنچ کر اشعار اور تقلید کرے، پھر احرام باندھے اور نافع نے کہا ابن عمرؓ جب مدینہ سے اپنے ساتھ قربانی لے جاتے تھے تو تقلید اور اشعار ؂ ذوالحلیفہ میں پہنچ کر کرتے تو قربانی کے جانوروں کا منہ قبلے کی طرف کرکے بٹھاتے پھر اس کی کوہان داہنی جانب چھری سے چیر دیتے۔

؂ ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر، وہی اہل مدینہ کا میقات ہے ؛ ؂ تقلید کہتے ہیں قربانی کے جانور کے گلے میں جوتیوں وغیرہ کا ہار بنا کر ڈالنا۔ یہ عرب کے ملک میں نشان تھا ہدی کا۔ ایسے جانور کو عرب نہ لوٹتے نہ اس سے معترض ہوتے اور اشعار کے معنی خود کتاب میں مذکور ہیں یعنی اونٹ کا کوہان داہنی طرف سے ذرا سا چیر دینا۔ اور خون بہا دینا یہ بھی سنت ہے اور جس نے اس سے منع کیا اس نے غلطی کی ؛

۷۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی کہا انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے، ان دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار پر کئی اصحاب کے ساتھ مدینہ سے (عمرے کے لئے) نکلے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو

إذا كانوا بذي الحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالعُمْرَةِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قربانی کے جانور کی تقلید اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ، عَنِ القَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَأَهْدَاهَا، وَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أُحِلَّ لَهُ۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر آپ نے ان کے گلے میں ڈالے اور ان کو اشعار کیا اور ان کو مکہ کی طرف روانہ کیا۔ آپ نے کسی چیز سے جو درست تھی پرہیز نہیں کیا ف ۱

ف ۱ یہ واقعہ ہجرت کے نویں سال کا ہی جب آپ نے ابوبکرؓ کو حاجیوں کا سردار بنا کر روانہ کیا تھا ان کے ساتھ قربانی کے اونٹ بھی آپ نے بھیجے تھے نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص خود مکہ

بَابُ فَتْلِ القَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالبَقَرِ۔

باب: قربانی کے اونٹ اور گایوں کے لئے ہار بٹنا۔

۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ؟ قَالَ: إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الحَجِّ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے حفصہ رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا لوگوں نے تو احرام کھول ڈالا ان کو کیا ہوا اور آپ نے احرام کھولا ہی نہیں آپ نے فرمایا میں نے اپنے بالوں کو جما لیا اور قربانی کو ہار ڈالا میں جب تک حج سے فارغ نہ ہوں احرام نہیں کھول سکتا۔

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ المَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ المُحْرِمُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ سے قربانی روانہ کرتے۔ میں آپ کی قربانی کے لئے ہار بٹتی ف ۱ آپ ان باتوں کا پرہیز نہ کرتے جن سے احرام والا پرہیز کرتا ہے۔

ف ۱ دونوں حدیثوں میں قربانی کا لفظ ہے وہ عام ہے اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے تو باب کا مطلب ثابت ہو گیا یعنی قربانی کے اونٹ اور گایوں کے لئے ہار بٹنا۔

بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ، وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔

باب: قربانی کے اونٹوں کا اشعار کرنا۔ اور عروہ نے مسور سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالے اور ان کا اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

ل اشعار سنت ہے، حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس سنت کو مکروہ قرار دینا سخت بے ادبی اور سخت غلطی ہے۔ امام ابن حزم نے کہا کہ ابوحنیفہ کے سوا اور کسی سے اس کی کراہت منقول نہیں۔ طحاوی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے بھی اس کی کراہت منقول ہے۔ طحاوی نے یہ بھی کہا کہ ابوحنیفہؒ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں رکھا بلکہ اس میں مبالغہ کرنے کو جس سے اونٹ کی ہلاکت کا ڈر ہو اور ہمارا بھی گمان امام ابوحنیفہ سے جو مسلمانوں کے پیشوا ہیں یہی ہے۔ اصل اشعار کو وہ کیسے مکروہ قرار دے سکتے ہیں جب اس کا سنت ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

٧٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا أَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ، فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلٌّ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹے پھر آپؐ نے ان کا اشعار کیا اور ان کے گلے میں آپؐ نے ہار ڈالے یا میں نے ہار ڈالے پھر آپؐ نے انکو کعبے کی طرف روانہ کر دیا اور خود مدینہ میں ٹھہرے رہے جو جو باتیں آپؐ کیلئے درست نہیں تھیں ان میں سے کوئی بات آپؐ پر حرام نہ ہوئی۔

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ۔

باب: جس نے اپنے ہاتھ سے ہار بٹے۔

٧٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ زِيَادَ ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ، قَالَتْ عَمْرَةُ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا کہ زیاد بن ابی سفیان نے (جو معاویہؓ کی طرف سے عراق کا حاکم تھا) حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں جو کوئی قربانی (بیت اللہ کو) روانہ کرے تو جب تک وہ قربانی نہ کاٹی جائے اس پر وہ سب باتیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں، عمرہ نے کہا حضرت عائشہ نے کہا عبداللہ بن عباسؓ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي، فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لئے اپنے ہاتھ سے ہار بٹے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے وہ ہار جانوروں کو پہنائے اور میرے باپ (ابوبکرؓ) کے ساتھ (بیت اللہ کو) روانہ کر دیئے اور آپ پر کوئی چیز جو اللہ نے حلال کی ہو حرام نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ جانور کاٹے گئے ۔

بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ۔

باب : بکریوں کے گلے میں بھی ہار لٹکانا ف

ف لیکن بکریوں کا اشعار کرنا بالاتفاق جائز نہیں ہے البتہ گائے کا اشعار کر سکتے ہیں۔

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار قربانی کے لئے بکریاں (بیت اللہ کو) بھیجیں ف

ف گو اس حدیث میں بکریوں کے گلے میں ہار لٹکانے کا ذکر نہیں ہے جو باب کا مطلب ہے لیکن آگے کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ حَلَالًا۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے، انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہار بٹ کر تیار کرتی تھی۔ آپ بکریوں کے گلوں میں ڈالتے اور بے احرام گھر میں رہتے۔

۷۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد

حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا۔

بن زید نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے دوسری سند اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے ہار بٹا کرتی پھر آپؐ ان بکریوں کو روانہ کر دیتے اور خود بے احرام رہتے؛

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے انہوں نے عامر شعبی سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹے آپؐ کے احرام باندھنے سے پہلے۔ ف

ف گو اس حدیث میں بکریوں کی صراحت نہیں ہے مگر اگلی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانوروں سے بکریاں ہی مراد ہیں۔ پس باب کی مطابقت ہو گئی؛

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ۔

باب: اون کے ہار بٹنا۔

۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي۔

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن معاذ نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا میرے پاس کچھ اون تھا میں نے اس کے ہار قربانی کے جانوروں کے لئے بنا دیئے۔

بَابُ تَقْلِيدِ النَّعْلِ۔

باب: جوتی کا ہار بنانا ف

ف اس میں اشارہ ہے کہ ایک جوتی بھی لٹکانا کافی ہے، اور رد ہے اس کا جو کم سے کم دو جوتیاں لٹکانا ضرور کہتا ہے اور مستحب یہی ہے کہ دو جوتیاں ڈالے؛

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ،

ہم سے محمد بن سلام یا محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبر دی، انہوں نے معمر سے، انہوں نے

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، قَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا، تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

یحییٰ ابن ابی کثیر سے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا۔ اس نے کہا قربانی کا جانور ہے آپؐ نے فرمایا سوار ہو جا۔ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے اس کو دیکھا اونٹ پر سوار آپؐ کے ساتھ چل رہا تھا اور جوتی اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ محمد بن سلام یا محمد بن مثنیٰ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن بشار نے بھی روایت کیا۔

۷۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ الْجِلَالِ لِلْبُدْنِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَشُقُّ مِنَ الْجِلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّنَامِ، وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا۔

باب: اونٹوں کی جھولوں کو کیا کرنا چاہیئے، اور عبداللہ بن عمرؓ جھول کو اتنا ہی پھاڑتے کہ کوہان باہر نکل آتا (اشعار کے لئے) اور جب اونٹ کو نحر کر لیتے تو جھول اتار لیتے کہیں خون لگ کر خراب نہ ہو۔ پھر اس کو خیرات کر دیتے وا

وا حالانکہ جھول کا خیرات کرنا کچھ ضرور نہیں مگر ابن عمرؓ اس چیز کا پھیر لینا مکروہ جانتے جو اللہ کے نام پر نکالی گئی۔ اسی طرح بہتر یہ ہے کھال فقیروں کو دے اور قصائی کی اجرت میں نہ دے ۔

۷۶۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا۔

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے ابن ابی نجیح سے، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ قربانی کے اونٹ جن کو میں نے نحر کیا ان کی جھولیں اور کھالیں فقیروں کو خیرات کر دوں۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا۔

۷۶۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الْحَجَّ عَامَ حَجَّةِ الْحَرُورِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَنَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ:۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً، حَتَّى كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ، وَأَهْدَى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتَّى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَوْمَ النَّحْرِ، فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَهُ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: كَذَلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جس نے راہ میں قربانی کا جانور خریدا اور اُس کو ہار پہنایا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے کہا جس سال حروریہ کے خارجیوں نے حج کا ارادہ کیا عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت میں ف۱ اسی سال عبداللہ بن عمرؓ نے بھی حج کا قصد کیا۔ لوگوں نے ان سے کہا اس سال لڑائی ہوگی اور ہمیں ڈر ہے کہیں تم کو روک نہ دیں۔ انہوں نے (سورۂ ممتحنہ کی) یہ آیت پڑھی تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اچھی پیروی ہے"۔ اگر ایسا ہوا تو وہی کروں گا جو آنحضرتؐ نے کیا تھا ف۲ میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے حج اور عمرہ اپنے اوپر واجب کر لیا جب بیداء کے کھلے میدان میں پہنچے تو کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں ایک ہی ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر لی اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لیا۔ اس پر ہار پڑا ہوا تھا راستہ میں اس کو خریدا۔ جب بیت اللہ پہنچے تو طواف کیا، صفا مروہ دوڑے بس اور کچھ نہیں کیا اور دسویں تاریخ تک احرام کی حالت میں رہے۔ اس دن سر منڈایا اور نحر کیا اور عبداللہ بن عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ ان کا پہلا طواف حج اور عمرہ دونوں کے لئے کافی تھا ف۳ پھر کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

ف۱ یہ اس روایت کے خلاف ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اس سال حج کو نکلے جس سال حجاج ظالم نے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی تھی کیونکہ حجاج کی چڑھائی ۷۳ھ میں ہوئی اور حروریہ کے خارجیوں نے ۶۱ھ میں حج کیا تھا تو احتمال ہے کہ عبداللہؓ نے دونوں سالوں میں حج کیا ہوگا یا حجاج ظالم کے لوگوں کو بھی راوی نے حروریہ کے خارجی کہا کیونکہ حجاج بھی ان حروریہ خارجیوں کا ہم عقیدہ اور ہم مشرب تھا اور انہی کی طرح ظالم اور سفاک اور خلیفۂ وقت کا مخالف اور دشمن تھا۔ ف۲ یعنی جب آپؐ کو مشرکوں نے حدیبیہ میں روک دیا تھا عمرہ نہ کرنے دیا تھا، یہ قصہ مشہور ہے۔ ف۳ اس کی بحث اوپر طواف القارن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ۔

باب، اپنی عورتوں کی طرف سے بے ان کی اجازت کے گائے ذبح کرنا۔

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: نَحَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ، قَالَ يَحْيَى: فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ، فَقَالَ: أَتَتْكَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی رہے تھے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے ہمارا ارادہ حج کرنے ہی کا تھا ف۱ جب مکہ کے قریب پہنچے تو جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ تھی اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کرکے صفا مروہ دوڑ کے احرام کھول ڈالیں۔ پھر بقر عید کے دن لوگ گائے کا گوشت لے کر ہمارے پاس آئے۔ میں نے پوچھا یہ گوشت کیسا؟ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے گائے کا نحر کیا ف۲ یحییٰ نے کہا میں نے یہ عمرہ کی حدیث قاسم سے بیان کی انہوں نے کہا عمرہ نے یہ حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی۔

ف۱ کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بُرا سمجھتے تھے ۔ ف۲ یہاں یہ اعتراض ہُوا ہے کہ ترجمہ باب میں تو گائے کا ذبح کرنا مذکور ہے اور حدیث میں نحر کا لفظ ہے تو حدیث باب سے مطابق نہیں ہوئی اور اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں نحر سے ذبح مراد ہے چنانچہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں جو آگے مذکور ہوگا ذبح ہی کا لفظ ہے اور گائے کا نحر کرنا بھی جائز ہے۔ مگر ذبح کرنا علماء نے بہتر سمجھا ہے اور قرآن شریف میں بھی اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً وارد ہے ۔

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى۔

باب: منا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں نحر کیا ف۱ وہاں نحر کرنا۔

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کا مقام منا میں جمرہ عقبہ کے قریب مسجد خیف کے پاس تھا۔ ہر چند سارے منا میں کہیں بھی نحر کرنا درست ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ کو اتباع سنت میں بڑا تشدد تھا۔ وہ ڈھونڈ کر انہی مقامات میں نماز پڑھا کرتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی جیسے اوپر گزر چکا ہے۔ اسی طرح نحر بھی اسی مقام پر کیا کرتے

جہاں آنحضرتؐ نے نحر کیا تھا؛

۷۶۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: مَنْحَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بیان کیا انہوں نے خالد بن حارث سے سنا۔ انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اُس مقام میں نحر کیا کرتے تھے عبیداللہ نے کہا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحر کیا کرتے تھے

۷۶۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتَّى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنی قربانی کے جانوروں کو مزدلفہ سے اخیر رات میں منا کو بھجوا دیتے۔ یہ قربانیاں حاجی لوگ جن میں غلام اور آزاد دونوں طرح کے لوگ ہوتے اس مقام میں لے جاتے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نحر کیا کرتے ف

ف اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانیاں لے جانے کے لئے کچھ آزاد لوگوں کی تخصیص نہ تھی بلکہ غلام بھی لے جاتے؛

بَابُ مَنْ نَحَرَ هَدْيَهُ بِيَدِهِ۔

باب: اپنے ہاتھ سے نحر کرنا ف

ف مستحب یہی ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے نحر یا ذبح کرے اگر کوئی عذر ہو یا جانور بہت ہوں تو دوسرا بھی کوئی نحر کرسکتا ہے؛

۷۷۰- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا۔

ہم سے سہل بن بکار نے بیان کیا کہا ہم کو وہیب نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انسؓ سے، انہوں نے مختصر طور سے حدیث بیان کی اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات اونٹوں کو کھڑا کرکے اپنے ہاتھ سے نحر کیا اور مدینے میں دو چتکبرے سینگ دار مینڈھے قربانی کئے۔

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً۔

۷۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا، قَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً، سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ، أَخْبَرَنِي زِيَادٌ۔

باب، اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے زیاد بن جبیر سے، انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا، وہ ایک شخص کے پاس آئے جس نے نحر کرنے کے لئے اپنا اونٹ بٹھایا تھا عبداللہ نے کہا اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ دے (اور نحر کر لے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے اور شعبہ نے جو یونس سے روایت کی اس میں یوں ہے، زیاد نے مجھ کو خبر دی

ف معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرنا افضل ہے اور حنفیہ نے کھڑا اور بیٹھا دونوں طرح نحر کرنا برابر رکھا ہے اور اس حدیث سے اس کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اس شخص پر انکار نہ کرتے۔ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: صَوَافَّ: قِيَامًا۔

باب، اونٹوں کو کھڑا کرکے نحر کرنا اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے اور ابن عباسؓ نے کہا (سورۂ حج میں) جو آیا ہے "اذکروا اسم اللہ علیہا صواف" کے معنے یہی ہیں "وہ کھڑے ہوں"۔

۷۷۲- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ، فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيعًا، فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ

ہم سے سہل بن بکار نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں (قصر کیا۔ ذوالحلیفہ مدینہ سے تین کوس پر ہے)، رات کو وہیں رہ گئے۔ جب صبح ہوئی تو اونٹنی پر سوار ہوئے تہلیل اور تسبیح کرنے لگے۔ جب بیداء میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک پکاری۔ جب مکہ میں پہنچے تو لوگوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کرکے) احرام کھول ڈالیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بُدْنٍ قِيَامًا، وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ۔

سات اونٹ کھڑے کرکے اپنے ہاتھ سے نحر کئے اور مدینہ میں دو چتکبرے سینگ دار مینڈھے قربانی کئے۔

٧٧٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ثُمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے انس بن مالکؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ (جو مدینہ سے چھ میل پر ہے) پہنچ کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ ایوب نے ایک شخص سے روایت کی ف انہوں نے انسؓ سے۔ پھر آپ صبح تک وہیں رہ گئے۔ بعد اس کے صبح کی نماز پڑھی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب بیدا میں لے کر آپ کو پہنچی تو آپ نے عمرہ اور حج دونوں کا نام لے کر لبیک کہی

ف یہ شخص مجہول ہے مگر امام بخاری نے متابعت کے طور پر اس سند کو ذکر کیا تو اس کے مجہول ہونے میں قباحت نہیں۔ بعضوں نے کہا یہ شخص ابوقلابہ ہیں واللہ اعلم

بَابٌ لَا يُعْطِي الْجَزَّارَ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا۔

باب: قصاب کو مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دیں ف

ف جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ قصائی کو اجرت میں اوجھڑی یا سری پائے حوالے کر دیتے ہیں بلکہ اجرت علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہیئے البتہ اگر قصاب کو للہ کوئی چیز قربانی میں سے دیں تو اس میں قباحت نہیں

٧٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُومَهَا، ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا

ہم سے محمد بن ابی کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا مجھ کو عبداللہ بن ابی نجیح نے، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا۔ میں قربانی کے اونٹوں کے قریب کھڑا ہوا۔ میں نے ان کا گوشت بانٹا پھر آپ نے حکم دیا تو میں نے ان کی جھولیں اور کھالیں بھی بانٹ

وَجُلُودَهَا، وَقَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا۔

دیں۔ سفیان نے کہا مجھ سے عبدالکریم نے مجاہد سے روایت کی، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت علیؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کروں ف اور ان میں سے کوئی چیز قصائی کو مزدوری میں نہ دوں۔

ف یہ وہ اونٹ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قربانی کے لئے لے گئے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ سو اونٹ تھے۔ ان میں سے تریسٹھ اونٹوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے نحر کیے، باقی اونٹوں کو حضرت علیؓ نے آپ کے حکم سے نحر کیا؛

بَابٌ يَتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ۔

باب: قربانی کی کھال خیرات کر دی جائے۔

۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ: أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يُقَسِّمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا، وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے کہا مجھ کو حسن بن مسلم اور عبدالکریم جزری نے خبر دی، ان دونوں کو مجاہد نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا، ان کو حضرت علی مرتضیٰؓ نے خبر دی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا آپ قربانی کے اونٹوں کو دیکھیں اور ان کی سب چیزیں بانٹ دیں گوشت اور کھال اور جھول اور قصائی کی اجرت میں کچھ نہ دیں۔

بَابٌ يَتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ۔

باب: قربانی کے جانوروں کی جھولیں خیرات کر دی جائیں ف

ف عینی نے کہا جھولوں کی خیرات کر دینے کا حکم استحبابا ہے؛

۷۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ:

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن ابی سلیمان نے کہا میں نے مجاہد سے سنا۔ وہ کہتے تھے مجھ سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا، ان سے حضرت علیؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِي بِلُحُومِهَا فَقَسَمْتُهَا، ثُمَّ أَمَرَنِي بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا، ثُمَّ بِجُلُودِهَا فَقَسَمْتُهَا

نے سو اونٹ قربانی کئے اور مجھ کو حکم دیا کہ ان کے گوشت بانٹ دوں۔ میں نے بانٹ دیئے۔ پھر آپ نے فرمایا ان کی جھولیں بھی بانٹ دو میں نے وہ بھی بانٹ دیں۔ پھر کھالوں کے بانٹنے کا حکم فرمایا میں نے ان کو بھی بانٹ دیا۔

بَابٌ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ، وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا- إِلَى قَوْلِهِ- فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ-

باب (سورۂ حج میں ف) اللہ نے فرمایا جب ہم نے ابراہیم کو کعبے کی جگہ تبلادی اور کہہ دیا میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھ اور لوگوں میں حج کی منادی کردے (... اللہ کے اس فرمان تک) تو اس کو اپنے مالک کے پاس بھلائی پہنچے گی۔

ف اس باب میں امام بخاریؒ نے صرف آیت قرآنی پر اقتصار کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ شاید ان کی شرط پر اس باب کے مناسب کوئی حدیث ان کو نہ ملی ہو یا ملی ہو اور لکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ بعضے نسخوں میں اس کے بعد کا باب مذکور نہیں بلکہ یوں عبارت ہے وَمَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ بِهِ واو عطف کے ساتھ۔ اس صورت میں آگے جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ اسی باب سے متعلق ہوں گی۔ گویا پہلے آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھانا درست ہے پھر حدیثوں سے بھی ثابت کیا۔

بَابٌ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يُتَصَدَّقُ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوَى ذٰلِكَ، وَقَالَ عَطَاءٌ: يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ-

باب: قربانی کے جانوروں میں سے کیا کھائیں اور کیا خیرات کریں اور عبید اللہ نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا احرام میں کوئی شکار کرے اور اس کا بدلہ دینا پڑے تو بدلہ کے جانور اور نذر کے جانور میں سے کچھ نہ کھائے ف باقی سب میں کھائے اور عطاءؒ نے کہا تمتع کی قربانی میں سے کھائے۔

ف امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ نفل قربانی اور تمتع اور قران کی قربانی میں سے کھانا درست ہے۔ عینی نے کہا حنفیہ کا بھی یہی قول ہے۔

۷۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ:

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے، انہوں نے ابن جریج سے کہا ہم سے عطاء نے بیان کیا انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے سنا وہ کہتے تھے

كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كُلُوا وَتَزَوَّدُوا، فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: قَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ؟ قَالَ: لَا۔

ہم قربانیوں کے گوشت منا کے تین دنوں کے بعد نہیں کھاتے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو اجازت دی فرمایا کھاؤ اور توشہ کے طور پر ساتھ لو ہم نے کھائے اور توشے بنائے۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا جابر نے یہ کہا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے؟ انہوں نے کہا نہیں ف

ف یعنی جابر رض نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے مدینہ پہنچنے تک اس گوشت کو توشہ کے طور پر رکھا لیکن مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عطاء نے نہیں کے بدل ہاں کہا۔ شاید بھول گئے ہوں پہلے نہیں کہا ہو پھر یاد آیا تو ہاں کہنے لگے۔ اس حدیث سے وہ حدیث منسوخ ہی جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا؛

۷۷۸۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ، قَالَ يَحْيَى: فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ: أَتَتْكَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال رض نے کہا مجھ سے یحیٰی بن سعید انصاری نے کہا مجھ سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی سے سنا وہ کہتی تھیں ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی رہے تھے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ ہمارا ارادہ صرف حج ہی کا تھا۔ جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول ڈالیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں، پھر میرے پاس بقرعید کے دن گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ لوگوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے گائے کاٹی۔ یحیٰی بن سعید انصاری نے کہا میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے بیان کی تو انہوں نے کہا عمرہ نے تم سے ٹھیک ٹھیک حدیث بیان کر دی۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ۔

باب: پہلے قربانی کرنا چاہیئے پھر سر منڈانا۔

۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا

حَوْشَبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ وَنَحْوِهِ فَقَالَ: لَا حَرَجَ، لَا حَرَجَ۔

کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے کہا ہم سے منصور بن زاذان نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا قربانی سے پہلے کوئی سر منڈا لے یا ایسا ہی کوئی کام آگے پیچھے کرے آپ نے فرمایا کوئی قباحت نہیں، کوئی قباحت نہیں۔

۷۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ: لَا حَرَجَ، قَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ: لَا حَرَجَ، قَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ: لَا حَرَجَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عَفَّانُ: أُرَاهُ عَنْ وُهَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم کو ابوبکر بن عیاش نے خبر دی۔ انہوں نے عبدالعزیز ابن رفیع سے، انہوں نے عطاء ابن ابی رباح سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، میں نے رمی سے پہلے طواف الزیارۃ کر لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ اس نے کہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈایا۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں اس نے کہا میں نے رمی سے پہلے قربانی دی آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اور عبدالرحیم رازی نے اس حدیث کو ابن خثیم سے روایت کیا کہا مجھ کو عطاء نے خبر دی۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصلہ اور قاسم بن یحییٰ نے کہا مجھ سے ابن خثیم (عبداللہ بن عثمان مکی) نے بیان کیا انہوں نے عطاء سے انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وصلہ اور عفان بن مسلم صفار نے کہا میں سمجھتا ہوں وہیب بن خالد سے روایت ہے ہم سے ابن خثیم نے بیان کیا انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وصلہ اور حماد بن مسلم بصری نے قیس بن بن سعد سے روایت کی اور عباد بن منصور سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے جابرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وصلہ

ف۱ اس تعلیق کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ؛ ف۲ حافظ نے کہا یہ تعلیق مجھ کو موصولاً نہیں ملی ؛ ف۳ اس کو امام احمد نے وصل کیا ؛ ف۴ اس کو نسائی اور طحاوی اور اسمٰعیلی اور ابنِ حبان نے بیان کیا ؛

۷۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، فَقَالَ لَا حَرَجَ، قَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، قَالَ: لَا حَرَجَ۔

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے خالد حذاء نے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابنِ عباس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے پوچھا میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی۔ آپؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ اس نے کہا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ف۱

ف۱ قسطلانی نے کہا رمی یعنی کنکریاں مارنے کا افضل وقت زوال تک ہے اور غروبِ آفتاب سے قبل تک بھی عمدہ ہے اور اس کے بعد جائز ہے اور حلق اور قصر اور طواف الزیارۃ کا وقت معین نہیں لیکن یوم النحر سے ان کی تاخیر کرنا مکروہ ہے اور ایامِ تشریق سے تاخیر کرنا سخت مکروہ ہے۔ غرض یوم النحر کے دن حاجی کو چار کام کرنے ہوتے ہیں، رمی اور قربانی اور حلق یا قصر اور طواف الزیارۃ۔ ان چاروں میں ترتیب سنت ہے لیکن فرض نہیں۔ اگر کوئی کام دوسرے سے آگے پیچھے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے ان حدیثوں سے نکلتا ہے۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور اسحٰقؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں اس پر دم لازم آئے گا اور اگر قارن ہوں تو دو دم لازم آئیں گے ؛

۷۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ: أَحَجَجْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِمَا أَهْلَلْتَ؟ قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے والد (عثمان) نے خبر دی، انہوں نے شعبہ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے، انہوں نے طارق بن شہاب سے، انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے، انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ بطحاء میں تھے (مکہ کے پاس ایک جگہ ہے) آپؐ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے لبیک میں کیا پکارا؟ میں نے عرض کیا لبیک اسی طرح جیسے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلّم نے پکاری آپؐ نے فرمایا تو نے

وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي، ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ، فَقَالَ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

اچھا کیا اب جا بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر دیں نے کیا اور احرام کھول ڈالا) پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں ف پھر اس کے بعد میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو بھی یہی فتویٰ دیتا رہا جب حضرت عمرؓ کی خلافت ہوئی تو میں نے ان سے یہ بیان کیا انہوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ کہتی ہے کہ حج اور عمرہ پورا کرو اور اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو لیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اس وقت تک نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہیں پہنچ لی ف٢

ف ہوا یہ کہ ابوموسیٰ کے ساتھ قربانی نہ تھی۔ جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ تھی گو انہوں نے میقات سے حج کی نیت کی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فسخ کر کے ان کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دے دیا اور فرمایا اگر میرے ساتھ بھی ہدی نہ ہوتی تو میں ایسا ہی کرتا۔ ابوموسیٰؓ اسی کے موافق فتویٰ دیتے رہے کہ تمتع کرنا درست ہے اور حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا درست ہے، یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا، انہوں نے تمتع سے منع کیا؛ ف٢ اس روایت سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہیں پہنچ لی، یعنی منا میں ذبح یا نحر نہیں کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ قربانی حلق پر مقدم ہے اور باب کا یہی مطلب تھا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کی کتاب سے یہ آیت مراد لی واتموا الحج والعمرۃ للہ اور اس آیت سے استدلال کر کے انہوں نے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا اور احرام کھول ڈالنا ناجائز سمجھا حالانکہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر دینا آیت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد پھر حج کا احرام باندھ کر اس کو پورا کرتے ہیں اور اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدی ساتھ لائے تھے اور جو شخص قربانی ساتھ لائے اس کو بے شک احرام کھولنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ہدی ذبح نہ ہولے لیکن کلام اس شخص میں ہے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو؛

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَقَ۔

باب، احرام باندھتے وقت بالوں کو جمالینا ف اور احرام کھولتے وقت سر منڈانا۔

ف یعنی گوند وغیرہ سے تاکہ گرد اور غبار سے محفوظ رہیں۔ اس کو عربی زبان میں تلبید کہتے ہیں؛

۷۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے ام المومنین حفصہ سے، انہوں

قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ، مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أُحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ۔

نے کہا یارسول اللہ! لوگوں کو کیا ہوا ہے انہوں نے تو عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ کرکے احرام نہیں کھولا۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے بال جمائے تھے قربانی کے گلے میں ہار ڈالے تھے میں تو نحر کئے تک احرام نہیں کھول سکتا۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ۔

باب: احرام کھولتے وقت سر منڈانا یا بال کترانا۔

۷۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: حَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا (معلوم ہوا کہ سر منڈانا یا بال کترانا بھی حج کا ایک کام ہے۔)

۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ: رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ سر منڈانے والوں پر رحم کر۔ لوگوں نے عرض کیا: اور بال کترانے والوں پر یارسول اللہ، آپ نے فرمایا سر منڈانے والوں پر یا اللہ رحم کر۔ لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں پر یارسول اللہ، آپ نے فرمایا: اور بال کترانے والوں پر، اور لیث نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا، اللہ سر منڈانے والوں پر رحم کرے ایک بار یا دوبار یہ فرمایا ف اور عبیداللہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ آپ نے چوتھی بار میں فرمایا اور بال کترانے والوں پر۔

ف یعنی لیث کو اس میں شک ہے کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لئے ایک بار دعا کی یا دو بار، اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالکؒ کی روایت پر ہے کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لئے دو بار دعا کی اور تیسری بار میں بال کترانے والوں کو بھی شریک کر لیا۔ عبیداللہ کی روایت میں ہے کہ چوتھی بار میں بال کترانے والوں کو شریک کیا۔ بہرحال حدیث سے یہ نکلا کہ سر منڈانا ۴۴

۴۴ بال کترانے سے افضل ہے اور امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں کہ سارا سر منڈائے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی سر منڈانا

بھی کافی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک آدھا سر، امام شافعی کے نزدیک تین بال منڈانا کافی ہیں۔ بعض شافعیہ نے ایک بال منڈانا بھی کافی سمجھا ہے اور عورتوں کو بال کترانا چاہئیں، ان کو بال منڈانا منع ہے۔

٧٨٦- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ، قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: وَلِلْمُقَصِّرِينَ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے، انہوں نے ابوزرعہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یا اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو؟ آپ نے فرمایا یا اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو آپ نے تین بار یہی فرمایا بال منڈانے والوں کو۔ پھر چوتھی بار میں فرمایا اور بال کترانے والوں کو۔

٧٨٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ: حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے، انہوں نے نافع سے، کہ عبداللہ بن عمر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں سے ایک گروہ نے سر منڈایا اور بعضوں نے بال کترائے۔ ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے حسن بن مسلم سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایک قینچی سے کترے۔

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ۔

باب: تمتع کرنے والا عمرہ کے بعد بال کترائے۔

٧٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ:

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا

حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَحِلُّوا وَيَحْلِقُوا أَوْ يُقَصِّرُوا۔

کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ کو کریب نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس رضؓ سے، انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالیں اور سر منڈائیں یا بال کترائیں۔

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى، وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي مِنًى يَعْنِي يَوْمَ النَّحْرِ، وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

باب: دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کرنا، اور ابوالزبیر ف۱ نے حضرت عائشہ رضؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف الزیارۃ میں اتنی دیر کی کہ رات ہو گئی اور ابی حسان ف۲ سے منقول ہے، انہوں نے ابن عباس رضؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف الزیارۃ منا کے دنوں میں کرتے اور ابو نعیم نے کہا ف۳ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضؓ سے، انہوں نے طواف الزیارۃ کیا پھر سو رہے، پھر منا کو آئے یعنی دسویں تاریخ۔ ابو نعیم نے کہا عبد الرزاق نے اس حدیث کو رفع کیا۔

ف۱ اس کو ترمذی اور ابوداؤد اور امام احمد نے وصل کیا؛ ف۲ ابوحسان کا نام مسلم بن عبداللہ عدوی ہے اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے وصل کیا؛ ف۳ اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا؛

۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن بکیر نے، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے جعفر بن ابی ربیعہ سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا ہم نے آنحضرت

حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ: حَابِسَتُنَا هِيَ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: اخْرُجُوا: وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کیا پھر ام المومنین صفیہ رضؓ کو حیض آگیا۔ آپ نے ان سے صحبت کرنا چاہی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ حائضہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو اسی نے ہمیں یہاں روک رکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کر چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کیا ہے، چلو نکلو ف۱ اور قاسم اور عروہ اور اسود سے منقول ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ ام المومنین صفیہ رضؓ نے دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کر لیا تھا۔

ف۱ معلوم ہوا کہ طواف الوداع واجب نہیں ہے مالکیہ کا یہی قول ہے اور شافعیہ کے نزدیک واجب ہے۔

بَابٌ إِذَا رَمَى بَعْدَ مَا أَمْسَى، أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا۔

باب۔ کسی نے شام تک رمی نہ کی یا قربانی سے پہلے بھولے سے یا مسئلہ نہ جان کر سر منڈا لیا تو کیا حکم ہے۔

۷۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ: لَا حَرَجَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباس رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی اور سر منڈانے اور رمی کو پوچھا گیا ان میں آگے پیچھے کرنا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ف۱۔

ف۱ آپ نے ان صورتوں میں نہ کوئی گناہ لازم کیا نہ فدیہ اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے اور حنابلہ اور شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں اور مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں ان میں ترتیب واجب ہے اور اس کا خلاف کرنے سے دم لازم ہوگا۔

۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ دسویں تاریخ

يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى، فَيَقُولُ: لَا حَرَجَ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ، قَالَ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، فَقَالَ: لَا حَرَجَ۔

منا میں حج کی باتیں پوچھتے آپ فرماتے کچھ حرج نہیں۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہنے لگا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں اور اس نے کہا میں نے شام تک رمی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ۔

باب: جمرے کے پاس سوار رہ کر لوگوں کو مسئلہ بتانا ول

ول کتاب العلم میں بھی باب کی حدیث گزر چکی ہے۔

۷۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ رَجُلٌ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ، فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ: ارْمِ وَلَا حَرَجَ، فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں ٹھہرے رہے۔ لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے۔ ایک شخص نے کہا مجھ کو معلوم نہ تھا، میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں۔ دوسرا آیا اور بولا مجھ کو معلوم نہ تھا، میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ نے فرمایا اب رمی کر لے کچھ حرج نہیں۔ پھر اس دن جو بات کسی نے پوچھی جس کو اس نے آگے کیا تھا یا پیچھے کیا تھا آپ نے یہی جواب دیا، اب کر لے، کچھ حرج نہیں۔

۷۹۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ

ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے ابن جریج نے کہا مجھ سے زہری نے، انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے انہوں نے بیان کیا، وہ موجود تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا، ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا، حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: افْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ، فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: افْعَلْ وَلَا حَرَجَ،

وسلم دسویں تاریخ (منیٰ میں) خطبہ سنا رہے تھے۔ ایک شخص آپؐ کی طرف گیا اور کہنے لگا میں یہ سمجھا یہ کام اس کام سے پہلے کرنا چاہیئے، پھر دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں سمجھا یہ کام اس کام سے پہلے کرنا چاہیئے۔ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا، میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی اور ایسی ہی باتیں کہیں۔ آپؐ نے ان سب کے جواب میں فرمایا، اب کر لے کچھ حرج نہیں۔ پھر اس دن جو بات آپؐ سے پوچھی گئی آپؐ نے یہی فرمایا، اب کر لے کچھ حرج نہیں۔

٧٩٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنا، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ٹھہرے رہے پھر یہی حدیث بیان کی۔ صالح کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی زہری سے روایت کیا۔

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى۔

باب: منا کے دنوں میں خطبہ سنانا۔

٧٩٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوا: يَوْمٌ حَرَامٌ،

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے کہا ہم سے عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسویں تاریخ (منا میں) لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا حرمت کا دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟

قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فَأَعَادَهَا مِرَارًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

لوگوں نے کہا حرمت کا شہر۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت کا مہینہ آپ نے فرمایا تو تمہارے خون، مال، آبروئیں (ایک دوسرے کی) تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی اس شہر میں اس مہینے میں حرمت ہے۔ کئی بار آپ نے یہ کلمہ فرمایا پھر (آسمان کی طرف) سر اٹھایا ۲؎ فرمایا یا اللہ میں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا۔ یا اللہ میں نے پہنچا دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کی وصیت اپنی امت کو یہی تھی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

۱؎ یہ خطبہ یوم النحر پر سنانا سنت ہے۔ اس میں رمی وغیرہ کے احکام بیان کرنا چاہیئے اور یہ حج کے چار خطبوں میں سے تیسرا خطبہ ہے اور سب نماز کے بعد ہیں مگر عرفہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اس دن دو خطبے پڑھنا چاہیئے ؛

۲؎ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا فوق العرش اور اوپر کی جہت میں ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے ؛

۷۹۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ، تَابَعَهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی کہا میں نے جابر بن زید سے سنا میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ عرفات میں خطبہ سنا رہے تھے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ نے بھی عمرو بن دینار سے روایت کیا۔

۷۹۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر نے کہا ہم سے قرۃ نے، انہوں نے محمد بن سیرین سے کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے خبر دی،

ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، وَرَجُلٌ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ: أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ ذُو الْحَجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟ قُلْنَا: بَلَى قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ، فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

انہوں نے ابوبکرہؓ سے اور ایک اور شخص نے بھی جو میرے نزدیک عبدالرحمٰن سے افضل تھے یعنی حمید بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو دسویں تاریخ ف (منا میں) خطبہ سنایا فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے۔ آپؐ خاموش ہو رہے۔ ہم سمجھے کہ شاید آپؐ اس دن کا اور کچھ نام رکھیں گے آپؐ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے۔ پھر آپؐ چپ ہو رہے ہم سمجھے شاید آپؐ اس مہینے کا اور کچھ نام رکھیں گے پھر آپؐ ہی نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا بیشک یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے آپؐ نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے پھر آپؐ خاموش ہو رہے ہم سمجھے شاید آپؐ اس شہر کا اور کچھ نام رکھیں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ حرمت کا شہر نہیں ہے؟ ف۲ ہم نے کہا بے شک ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارے خون اور مال (ایک دوسرے کے) تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی اس مہینے اس شہر میں حرمت جب تک تم اپنے مالک سے ملو کہو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا بیشک آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تو گواہ رہ۔ اب جو یہاں موجود ہے وہ اس کو جو موجود نہیں میری بات پہنچا دے ف۳ کبھی ایسا ہوگا جس کو پہنچائے گا وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوگا۔ میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ ف۴

ف یعنی یوم النحر کو ذی الحجہ کی آٹھویں کو یوم الترویہ اور نویں کو یوم عرفہ اور دسویں کو یوم النحر اور گیارھویں کو یوم القر اور بارھویں کو یوم النفر الاول اور تیرھویں کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں اور دسویں، گیارھویں، بارھویں کو ایام تشریق بھی کہتے ہیں ۔ ف۲ یعنی ادب اور تعظیم کا وہاں کسی کو ستانا یا مارنا حرام ہے ۔ ف۳ معلوم ہوا کہ دین کا علم دوسروں کو پہنچانا اور سکھانا فرض کفایہ

ف ۱ یعنی کافروں سے مشابہ نہ ہو جاؤ یا اگر اس کو حلال جانے تو کافر ہی بن جائے گا۔ افسوس مسلمانوں نے اس نصیحت پر چند ہی روز عمل کیا۔ اس کے بعد آپس ہی میں تلوار چلنے لگی جو اب تک جاری ہے اور کافر مسلمانوں کی یہ نااتفاقی دیکھ کر خوش ہو گئے اور جا بجا ان کو اپنی رعیت بنا کر غلاموں کی طرح رکھنے لگے۔ اب تک مسلمان اس نااتفاقی اور خانہ جنگی سے باز نہیں آتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ؛

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى: أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ: إِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: بَلَدٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهَذَا، وَقَالَ: هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ، فَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوا: هَذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ حرمت کا دن ہے۔ جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتا ہے، فرمایا یہ حرمت کا شہر ہے۔ پھر فرمایا جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا حرمت کا مہینہ ہے۔ پھر فرمایا دیکھو اللہ نے تم پر ایک دوسرے کے خون، مال، آبروئیں ایسی ہی حرام کر دی ہیں جیسے اس دن کی اس مہینے اس شہر میں حرمت، اور ہشام بن غازی نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمروں کے بیچ میں اپنے حج میں ٹھہرے اور یہ باتیں فرمائیں اور فرمایا دیکھو یہ حج اکبر کا دن ہے ف۱ پھر آپؐ نے یہ کہنا شروع کیا یا اللہ گواہ رہیو اور لوگوں کو رخصت کیا ف۲ لوگ سمجھ گئے کہ وفات کا زمانہ آن پہنچا۔ جب سے لوگ اس حج کو حجۃ الوداع کہنے لگے۔

ف حج اکبر حج کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرے کو اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ نویں تاریخ جمعہ کو آئے تو وہ حج اکبر ہے۔ اس کی سند صحیح حدیث سے کچھ نہیں البتہ چند ضعیف حدیثیں اس حج کی زیادہ فضیلت میں وارد ہیں جس میں نویں تاریخ جمعہ کو آن پڑے۔ بعضوں نے کہا یوم الحج الاصغر نویں تاریخ کو کہتے ہیں اور یوم الحج الاکبر دسویں تاریخ کو: ف۲ کہتے ہیں انہی دنوں میں آپ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ اتری اور سمجھ گئے کہ اب دنیا سے روانگی قریب ہے۔ شاید ایسے جمار کا موقع نہ ملے گا:

بابٌ هَلْ يَبِيتُ أَصْحَابُ السِّقَايَةِ أَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى؟

باب: منا کی راتوں میں جو لوگ مکہ میں پانی پلاتے ہیں یا اور کچھ کرتے ہیں وہ مکہ میں رہ سکتے ہیں؟

٧٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے، انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی۔

٨٠٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن بکر نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھ کو عبید اللہ نے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن دیا۔

٨٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ، تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَعُقْبَةُ

ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے نافع نے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عباسؓ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منا کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت مانگی اس لئے کہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو اجازت دی ف محمد بن عبد اللہ کے ساتھ اس حدیث کو

ابْنُ خَالِدٍ وَ أَبُو ضَمْرَةَ۔
ابو اسامہ اور عقبہ بن خالد اور ابو ضمرہ نے بھی روایت کیا۔

ف معلوم ہوا کہ جس کو کوئی عذر نہ ہو اس کو منا کی راتوں میں منا میں رہنا واجب ہے شافعیہ اور حنابلہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ واجب نہیں سنت ہے ؛

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ، وَقَالَ جَابِرٌ: رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذَلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ۔

باب: کنکریاں مارنے کا بیان اور جابر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ دن چڑھے کنکریاں ماریں اور اس کے بعد گیارھویں بارھویں کو سورج ڈھلے۔

۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ وَبْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: إِذَا رَمَى إِمَامُكَ فَارْمِهِ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے انہوں نے وبرہ سے کہا میں نے ابن عمر رض سے پوچھا کنکریاں کس وقت ماروں۔ انہوں نے کہا جب تیرا امام مارے تو بھی مار۔ میں نے پھر پوچھا تو انہوں نے کہا ہم انتظار کرتے رہتے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے ف

ف افضل وقت کنکریاں مارنے کا یہی ہے کہ یوم النحر کو چاشت کے وقت مارے اور جائز ہے دسویں شب کی آدھی رات کے بعد سے اور غروب آفتاب دسویں تاریخ کو اس کا اخیر وقت ہے اور گیارھویں بارھویں زوال کے بعد مارنا افضل ہے ظہر کی نماز سے پہلے ؛

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي۔

باب: نالے کے نشیب میں جا کر کنکریاں مارنا۔

۸۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَمَى عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا، فَقَالَ: وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے نالے کے نشیب میں جا کر وہاں سے کنکریاں ماریں میں نے کہا ابو عبدالرحمٰن بعضے تو اوپر ہی کھڑے ہو کر مارتے ہیں۔ انہوں نے کہا قسم اس کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس مقام سے انہوں نے کنکریاں ماریں جن پر سورۃ بقرہ اتری اور

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا۔

عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے یہی حدیث۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ۔

ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سات کنکریاں مارنا ہر جمرہ پر ف۱ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

ف۱ تو سات سے کم درست نہیں جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن عطاء نے پانچ اور مجاہد نے چھ بھی کافی سمجھی ہیں :

۸۰۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى بِسَبْعٍ، وَقَالَ: هَكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے حکم بن عتیبہ سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ بڑے جمرہ (عقبہ) کے پاس گئے اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو داہنی طرف اور سات کنکریاں ماریں اور کہنے لگے جن پر سورہ بقرہ اتری (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اسی طرح کنکریاں ماریں۔

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ۔

باب: جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے وقت بیت اللہ کو بائیں طرف کرنا۔

۸۰۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَآهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ حج کیا، ان کو دیکھا بڑے جمرے کو سات کنکریاں مارتے، انہوں نے کعبہ شریف کو اپنی بائیں اور منا کو داہنی طرف کیا پھر کہنے لگے نہیں وہ کھڑے ہوئے تھے جن پر سورۂ بقرہ اتری ف۱

ف قسطلانی نے کہا یہ دسویں تاریخ کی رمی ہے لیکن گیارہویں بارہویں تاریخ اوپر سے مارنا چاہیئے اور جمرہ عقبہ جس کو ہمارے زمانے میں عوام بڑا شیطان کہتے ہیں چار باتوں میں اور جمروں سے ممتاز ہے' ایک تو یہ کہ یوم النحر کو فقط اسی کی رمی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے' تیسرے یہ کہ نشیب میں جاکر اس کو مارنا مستحب ہے' چوتھے یہ کہ دعا وغیرہ کے لئے اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہیئے اور دوسرے جمروں کے پاس رمی کے بعد ٹھہر کر دعا کرنا مستحب ہے۔

بابٌ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب : ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

٨٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ، وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ، وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتَّى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ: مِنْ هَهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے عبدالواحد بن زیاد بصری سے، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا کہا میں نے حجاج (ظالم) سے سُنا وہ سورتوں کا نام منبر پر یوں لیتا ف وہ سورت جس میں گائے کا ذکر ہے، وہ سورت جس میں آل عمران کا بیان ہے' وہ سورۃ جس میں عورتوں کا تذکرہ ہے (سورۃ نساء) میں نے ابراہیم نخعی سے یہ ذکر کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تھے جب انہوں نے بڑے جمرے پر کنکریاں ماریں۔ وہ نالہ کے نشیب میں گئے جہاں درخت کے برابر پہنچے تو آڑے ہوگئے اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا ف۲ پھر کہنے لگے قسم اُس کی جس کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں یہیں وہ کھڑے ہوئے تھے جن پر سورۂ بقرہ اتری (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)

ف اپنی دانست میں گویا حجاج مردود قرآن شریف کا ادب کرتا تھا کہ سورۃ کو سورہ بقرہ نہ کہتا مگر امام بخاری نے عبداللہ بن مسعود کے قول سے یہ ثابت کیا کہ اس طرح کہنا درست ہے اور حجاج کا قول لغو ہے۔ ف۲ معلوم ہُوا کہ ہر کنکری کو جدا جدا مارنا چاہیئے اور ہر ایک کے مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیئے اور ابو حنیفہ رہ سے منقول ہے کہ اگر ساتوں کنکریاں ایک ہی بار مار دے تب بھی درست ہوگا۔

بَابُ مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ، قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار کر پھر وہاں نہ ٹھہرنا اس کو عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (چنانچہ یہ حدیث آگے کے باب میں مذکور ہوگی)

بَابٌ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْهِلُ۔

باب: جب پہلے اور دوسرے جمرے کو مارے تو قبلہ رخ کھڑا ہو نرم زمین میں۔

۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يُسْهِلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا، ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ: هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے طلحہ بن یحییٰ نے کہا ہم سے یونس نے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہ پہلے جمرے پر سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے، پھر آگے بڑھتے اور نرم ہموار زمین میں (یعنی نالے کے اندر) آ جاتے، قبلے کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر دوسرے جمرے کو مارتے پھر بائیں طرف چل کر نرم زمین میں آجاتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ عقبہ کو نالے کے نشیب میں آن کر مارتے اور وہاں دعا وغیرہ کے لئے نہ ٹھہرتے (بلکہ مار کر چل دیتے) اور کہتے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى۔

باب: پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس (دعا کے لئے) ہاتھ اٹھانا ف

ف جمہور علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس دعا مانگنا مستحب ہے۔ ابن قدامہ نے کہا میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں جانتا مگر امام مالکؒ سے منقول ہے کہ وہ ہاتھ نہ اٹھاتے؛

۸۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ

قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا، فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطَى كَذٰلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے، انہوں نے سلیمان سے، انہوں نے یونس بن یزید سے انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے جمرے پر سات کنکریاں مارتے ہر کنکری مارنے پر تکبیر کہتے، پھر آگے بڑھ کر نرم اور ہموار زمین میں چلے جاتے، قبلے رُخ دیر تک کھڑے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر دوسرے جمرے کو اسی طرح مارتے اور بائیں طرف سرک کر نرم زمین میں قبلہ رخ ہو کر دیر تک کھڑے رہتے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر جمرہ عقبہ (بڑے جمرہ) کو نالے کے نشیب میں سے مارتے اور اس کو مار کر وہاں نہ ٹھہرتے اور کہتے ہیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ

باب: دونوں جمروں کے پاس دعا کرنا اور محمد بن بشار (یا ابن مثنیٰ) نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس جمرے کو مارتے جو منا کی مسجد کے پاس ہے تو سات کنکریاں اس پر مارتے اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھ جاتے اور قبلے کی طرف منہ کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر دوسرے جمرے پر آتے، اس پر بھی سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتے پھر نالے کے نزدیک بائیں طرف

الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا، قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ بِمِثْلِ هَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

اتر جاتے اور قبلہ رخ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا مانگتے کھڑے رہتے، پھر اس جمرہ پر آتے جو عقبہ پر ہے۔ اس پر بھی سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر تکبیر کہتے پھر وہاں سے چلے آتے وہاں (دعا کے لئے) نہ ٹھہرتے۔ زہری نے کہا، میں نے سالم بن عبداللہ سے سُنا وہ ایسی ہی حدیث اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ، وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ۔

باب: کنکریاں مارنے کے بعد خوشبو لگانا اور سر منڈانا طواف الزیارۃ سے پہلے ف

ف امام بخاری نے باب کی حدیث سے یہ اس طرح پر نکالا کہ دوسری روایت سے یہ ثابت ہے کہ آپ جب مزدلفہ سے لوٹے تو حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ نہ تھیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی تک سوار رہے۔ پس لامحالہ انہوں نے رمی کے بعد آپ کے خوشبو لگائی ہوگی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ رمی اور حلق کے بعد خوشبو وغیرہ سیئے ہوئے کپڑے درست ہو جاتے ہیں، صرف عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں ہوتا۔ طواف الزیارۃ کے بعد وہ بھی درست ہو جاتا ہے۔ بیہقی نے یہ مضمون مرفوعاً روایت کیا ہے۔ گو وہ حدیث ضعیف ہے اور نسائی کی روایت میں یوں ہے، اذا رمیتم الجمرۃ فقد حل لکم کل شئی الا النساء۔

۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ، وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، انہوں نے اپنے باپ سے سنا وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں بڑے بزرگ تھے، وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں میں نے اپنے ہاتھوں سے احرام باندھتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی اور احرام کھولتے وقت طواف الزیارۃ سے پہلے اور اپنے ہاتھوں کو کھول کر بتایا (کہ اس طرح خوشبو لگائی)

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ۔

باب: طواف الوداع کا بیان ف

ف اس کو طواف الصدر بھی کہتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ طواف واجب ہے اور امام مالک وغیرہ اس کو سنت کہتے ہیں مگر صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حیض و نفاس کے عذر سے اس کا ترک کر دینا اور وطن کو چلے جانا جائز ہے۔

۸۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم تھا کہ اخیر وقت ان کا بیت اللہ پر ہو (طواف الوداع کریں)، مگر حیض والی عورت کو یہ طواف معاف ہوا۔

۸۱۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ، تَابَعَهُ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي خَالِدٌ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے قتادہ سے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں پھر محصب میں ایک نیند لی پھر سوار ہو کر خانہ کعبہ کو گئے، وہاں طواف کیا۔ عمرو بن حارث کے ساتھ اس حدیث کو لیث نے بھی روایت کیا کہا مجھ سے خالد نے بیان کیا، انہوں نے سعید سے، انہوں نے قتادہ سے ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ۔

باب، اگر طواف الزیارت کر لینے کے بعد عورت کو حیض آجائے۔

۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے عبدالرحمان بن قاسم سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں حیض آ گیا۔ میں نے آنحضرت

فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟ قَالُوا: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، قَالَ: فَلَا إِذًا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کیا وہی ہم کو روکے گی ف لوگوں نے کہا وہ طواف الزیارۃ کر چکی ہیں آپ نے فرمایا تو پھر وہ ہم کو نہیں روک سکتی۔

ف یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ ایک روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ سے صحبت کرنا چاہا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ حائضہ ہیں۔ پس اگر آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ طواف الزیارۃ کر چکی ہیں جیسے اس روایت سے نکلتا ہے تو پھر آپ نے ان سے صحبت کا ارادہ کیونکر کیا اور اس کا جواب یہ ہے کہ صحبت کا قصد کرتے وقت آپ یہ سمجھے ہوں گے کہ اور بی بیوں کے ساتھ وہ بھی طواف الزیارۃ کر چکی ہیں کیونکہ آپ نے اپنی سب بی بیوں کو اس طواف کا اذن دیا تھا اور چلتے وقت آپ کو اس کا خیال نہ رہا یا آپ کو خیال آیا کہ شاید طواف الزیارۃ سے پہلے ان کو حیض آگیا تھا تو انہوں نے طواف الزیارۃ بھی نہیں کیا۔

٨١٣- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ، ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ: تَنْفِرُ، قَالُوا: لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ، قَالَ: إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِينَةَ فَسَلُوا، فَقَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمُّ سُلَيْمٍ، فَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ، رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے کہ مدینہ والوں نے ابن عباسؓ سے پوچھا ایک عورت کو طواف زیارۃ کر چکنے کے بعد حیض آئے تو وہ کیا کرے انہوں نے کہا چل دے (اور طواف الوداع کرنا ضرور نہیں) مدینہ والوں نے کہا ہم تمہارے قول پر زید بن ثابت کا قول چھوڑ کر عمل نہیں کرنے کے۔ ابن عباسؓ نے کہا اچھا جب تم مدینہ پہنچنا تو وہاں لوگوں سے یہ مسئلہ پوچھنا وہ لوگ مدینہ میں آئے اور لوگوں سے پوچھا ان میں ام سلیم بھی تھیں۔ انہوں نے ام المومنین صفیہؓ کی حدیث بیان کی (جو ابھی گزری) اس حدیث کو خالد اور قتادہ نے بھی عکرمہ سے روایت کیا ہے۔

٨١٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ، قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ: إِنَّ النَّبِيَّ

ہم سے مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ابن طاؤس نے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا حائضہ عورت اگر طواف الزیارۃ کر چکی ہو تو چل دے۔ طاؤس نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے جب تک طواف الوداع نہ کرے کوچ نہ کرے پھر میں نے ان سے سنا ان کے مرنے سے ایک

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔

سال پہلے، وہ کہتے تھے آنحضرتؐ نے ایسی حالت میں کوچ کی اجازت دی ہے

۸۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ، وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكْنَا مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ لَيْلَةَ النَّفْرِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي، قَالَ: مَا كُنْتِ تَطُوفِينَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَقْرَى حَلْقَى، إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَلَا بَأْسَ، انْفِرِي، فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ، أَوْ أَنَا

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ رض سے، انہوں نے کہا ہم (مدینہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ہماری نیت حج ہی کی تھی۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے اور بیت اللہ کا اور صفا مروہ کا طواف کیا اور احرام نہیں کھولا۔ آپؐ کے ساتھ قربانی تھی۔ جتنے مرد اور عورت آپؐ کے ساتھ تھے سب نے آپؐ کے ساتھ طواف کیا اور ان میں جن کے ساتھ قربانی نہ تھی انہوں نے احرام کھول ڈالا۔ حضرت عائشہ رض کو حیض آگیا۔ وہ کہتی ہیں ہم حج کے سب کام کرتے رہے۔ جب کوچ کی رات آئی جس رات آپؐ محصب میں اترے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپؐ کے سب اصحاب تو حج اور عمرہ دونوں کر کے لوٹ رہے ہیں ایک میں ہوں جو صرف حج کر کے جا رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جن راتوں میں ہم مکہ میں آئے تھے تو نے طواف نہیں کیا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو ایسا کر اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کو جا، وہاں سے عمرے کا احرام باندھ اور فلاں جگہ پر مجھ سے آملنا۔ میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم کو گئی، عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (رحلت سنکر) فرمایا اری بانجھ سر منڈی تو ہم کو اٹکا کر رکھے گی؟ کیا تو نے دسویں تاریخ کو طواف نہیں کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں کیوں نہیں، میں تو طواف کر چکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر کیا غم ہے کوچ کر۔ خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملی کہ آپؐ مکہ والوں کے اوپر جا رہے تھے میں نیچے اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی آپؐ اتر

مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: قُلْتُ لَا ـ تَابَعَهُ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي قَوْلِهِ: لَا۔

رہے تھے۔ مسدد کی روایت میں بھی یوں ہی ہے، انہوں نے کہا نہیں اور مسدد کے ساتھ جریر نے بھی نہیں کا لفظ روایت کیا۔

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ۔

باب، کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح (محصب) میں پڑھنا۔

۸۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ بِالْأَبْطَحِ، افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے اسحاق بن یوسف نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے عبدالعزیز بن رُفیع سے انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا مجھ کو وہ بات بتلاؤ جو تم نے سمجھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھی ہو بھلا آپ نے آٹھویں تاریخ ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ انسؓ نے کہا منا میں، میں نے کہا اچھا کوچ کے دن (۱۲ یا ۱۳ کو) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا ابطح میں مگر تو اپنے امیروں کی طرح کر ف۔

ف جہاں وہ نماز پڑھیں تو بھی اُن کے ساتھ پڑھ لے کیونکہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں امراء کا خلاف کرنا ٹھیک نہیں۔

۸۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ،

ہم سے عبدالمتعال بن طالب نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز (کوچ کے دن) محصب میں پڑھی۔ پھر ایک نیند وہاں لی بعد اس کے سوار ہو کر خانہ کعبہ کی طرف گئے اور اس کا طواف کیا۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ۔

باب: محصب میں اترنے کا بیان ؎

؎ محصب ایک کھلا میدان ہے مکّہ اور منا کے درمیان۔ اس کو ابطح اور بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

۸۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلًا يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ، تَعْنِي بِالْأَبْطَحِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (منا سے کوچ کر کے) محصب میں ایک منزل کرتے۔ وہاں اس لئے ٹھہرتے کہ وہاں سے مدینہ کو نکلنا آسان ہوتا۔

۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے کہا عمرو بن دینار نے عطا بن ابی رباح سے روایت کی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ محصب میں اترنا حج کی کوئی عبادت نہیں ہے ؎ محصب ایک منزل تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کرتے تھے۔

؎ یعنی محصب میں اترنا کوئی حج کا رکن نہیں ہے۔ آپ وہاں آرام کے لئے اس خیال سے کہ مدینہ کی روانگی وہاں سے آسان ہوگی ٹھہر گئے تھے چنانچہ ظہرین اور مغربین کی نمازیں آپ نے وہیں ادا کیں۔ اس پر بھی آپ وہاں ٹھہرے تو یہ ٹھہرنا مستحب ہو گیا اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں ٹھہرا کئے۔

بَابُ النُّزُولِ بِذِي طُوًى قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ، وَالنُّزُولِ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ۔

باب: مکّہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ میں (جو مکّہ کے متصل ہے) اور جب مکّہ سے (مدینہ کو) لوٹے تو اس کنکریلے میدان میں ٹھہرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے۔

۸۲۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبِيتُ بِذِي الطُّوَى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو ضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مکّہ کو جاتے تو رات کو ذی طویٰ میں ٹھہر جاتے دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں پھر اس ٹھیکری پر سے مکّہ میں داخل

بِأَعْلَى مَكَّةَ، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ، ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا: ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيخُ بِهَا۔	ہوتے جو مکہ کی بالائی جانب میں ہے اور جب مکہ میں حج یا عمرے کا احرام باندھے ہوئے آتے تو مسجد کے دروازے ہی پر اپنی اونٹنی بٹھاتے مسجد میں جا کر حجر اسود سے شروع کرتے سات چکر لگاتے تین دوڑ تے ہوئے اور چار معمولی چال سے چل کر پھر طواف سے فارغ ہو کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر اپنے گھر جانے سے پہلے صفا پر جاتے، صفا اور مروہ کا طواف کرتے اور جب حج یا عمرے سے لوٹ کر مدینہ میں آتے تو اپنی اونٹنی کنکریلے میدان میں ٹھہراتے جو ذوالحلیفہ میں ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی بٹھایا کرتے۔

۸۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: سُئِلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ، فَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: نَزَلَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ، وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّي بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، أَحْسِبُهُ قَالَ: وَالْمَغْرِبَ، قَالَ خَالِدٌ: لَا أَشُكُّ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً، وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے، انہوں نے کہا عبیداللہ عمری سے کسی نے محصب میں اترنے کو پوچھا، انہوں نے نافع سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اترے اور عمرؓ اور ابن عمرؓ بھی اور نافع سے یہ بھی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وہیں محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں مغرب کی بھی، خالد نے کہا مجھ کو اس میں شک نہیں کہ عشاء کی نماز بھی اور ایک نیند بھی وہاں لیتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ	باب: مکہ سے لوٹتے وقت بھی ذی طویٰ میں اترنا اور محمد بن عیسیٰ نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے، انہوں نے نافع سے انہوں

نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى، حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ جب مدینہ سے مکہ کو آتے تو رات کو ذی طویٰ میں رہتے۔ صبح کو مکہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ سے کوچ کرتے اور ذی طویٰ پر سے جاتے تو رات کو وہاں ٹھہر جاتے صبح تک اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ۔

باب: حج کے دنوں میں سوداگری اور جاہلیت کے زمانہ کے بازاروں میں خرید و فروخت درست ہونا ف

ف جاہلیت کے زمانے کے چار بازار تھے عکاظ اور ذوالمجاز اور مجنہ اور حباشہ۔ اسلام کے بعد بھی حج کے دنوں میں ان بازاروں میں خرید اور فروخت اور تجارت درست رہی۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں اس کا جواز اتارا ؛

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذٰلِكَ حَتَّى نَزَلَتْ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ۔ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔

ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی عمرو بن دینار نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ذوالمجاز اور عکاظ جاہلیت کے زمانہ کی منڈیاں تھیں جب اسلام کا زمانہ آیا تو لوگوں نے (حج کے دنوں میں) سوداگری کرنا برا سمجھا۔ اس وقت (سورہ بقرہ کی) یہ آیت اتری: حج کے دنوں میں اللہ کا فضل ڈھونڈنے (روپیہ پیدا کرنے میں) تم پر کوئی گناہ نہیں۔

بَابُ الْإِدِّلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ۔

باب: محصب سے اخیر رات کو چلنا ف

ف امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ساری رات محصب میں پڑا رہنا ضروری نہیں ہے بلکہ رات ہی کو وہاں سے نکل سکتے ہیں اور ادلاج کے معنے رات کو چلنا یعنے شروع رات میں یا اخیر رات میں اور یہاں دوسرا معنے مراد ہے ؛

۸۲۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے، کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ، فَقَالَتْ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَقْرَى حَلْقَى، أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قِيلَ: نَعَمْ، فَانْفِرِي، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَ زَادَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَلْقَى عَقْرَى، مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْفِرِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ، قَالَ فَاعْتَمِرِي مِنَ التَّنْعِيمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوهَا فَلَقِينَاهُ مُدَّلِجًا، فَقَالَ: مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا۔

رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا اتفاق سے ام المومنین صفیہ رض کو اسی رات حیض آیا جو کوچ کی رات تھی۔ وہ کہنے لگیں میں سمجھتی ہوں میں تم کو اٹکائے رکھوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اری منڈی کاٹی سر منڈی کیا اس نے دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کیا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر کیا، چل۔ امام بخاری نے کہا محمد بن سلام نے بڑھایا مجھ سے محاضر نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ رض سے، انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم (مدینہ سے) نکلے۔ ہم کو حج ہی کا لقلقہ لگا تھا۔ جب مکہ پہنچے تو آپ نے ہم کو احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔ خیر جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈی مونڈی کاٹی میں سمجھتا ہوں یہ تم کو اٹکا دے گی۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا تو نے دسویں تاریخ طواف الزیارۃ کیا تھا؟ انہوں نے کہا جی۔ آپ نے فرمایا تو پھر چل دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو حج سے پہلے احرام نہیں کھولا تھا (عمرہ نہیں کیا تھا) آپ نے فرمایا تنعیم سے کر لے۔ پھر حضرت عائشہ رض کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمٰن گئے۔ ہم آپ سے اس وقت ملے جب آپ اخیر رات میں (طواف الوداع کے لئے نکلے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا ف فلاں جگہ ہم سے ملنا۔

ف آپ نے ایک مقام متعین فرما دیا کہ میں طواف سے فارغ ہو کر جب لوٹوں تو تم فلاں مقام پر مجھ سے مل جانا۔

تم الجزء الثاني

جلد دوم ختم ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

خُطبَۃ حَجّۃ الوَدَاع

اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا آخری خطبہ

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِي بَيَّنَ فِيهَا مَا بَيَّنَ۔

حج کے دن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عرفہ تشریف لائے۔ اور آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپؐ نے قصواء (اپنی اونٹنی) کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی، تو آپؐ (اس پر سوار ہو کر) بطنِ وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَائِلًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی: خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں، خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوْا قَوْلِي فَإِنِّي لَا أَدْرِي وَإِيَّاكُمْ أَنْ نَجْتَمِعَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ" فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَبْيَضَ وَلَا لِأَبْيَضَ عَلَى أَسْوَدَ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى

لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یک جا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا) لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے"۔ (چنانچہ اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کالا گورے

سے افضل ہے، نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ، أَلَا كُلُّ مَأْثَرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعَى بِهٖ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَ سِقَايَةَ الْحَاجِّ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيْئُوا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰى رِقَابِكُمْ وَ يَجِيْءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَلَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم کی حقیقت اِس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں، بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہٖ باقی رہیں گی۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اِس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دُنیا کا بوجھ لدا ہوا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں، اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آ سکوں گا۔

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ وَ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کیلئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہِ مبارک (ذی الحجّہ) کی خاص کر اِس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔

أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں کشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ إِخْوَةٌ أَرِقَّاءَكُمْ أَرِقَّاءَكُمْ

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں

أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ۔

کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيعَةِ ابْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ۔

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے، ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔ دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

لوگو! خدا نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

أَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا، جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے، حساب وکتاب خدا کے ہاں ہوگا۔

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کریگا اس پر خدا کی لعنت۔

أَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالْعَارِيَةُ مُرَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔

قرض قابلِ ادائی ہے۔ عاریتًا لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیئے۔ اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

أَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔ عورتوں